عمران سیریز
جلد نمبر
13
آتشی بادل
43 - بلی چیختی ہے
44 - لوبولی لا
45 - سہ رنگا شعلہ
46 - آتشی بادل
ابن صفی

# پیشرس

اس دوران میں ایک صاحب نے تحریر فرمایا تھا۔ "بھئی ڈاکٹر دعاگو سے کہیئے دعا فرمائیں کہ جلدی سے بلی چیخ بھی چکے....!"

اُن کا خیال قطعی درست تھا۔ "ڈاکٹر دعاگو" ہی کے چکر میں یہ کتاب دیر سے شائع ہو سکی....! بہر حال جو کچھ بھی ہے حاضر ہے۔

کئی پڑھنے والوں نے لکھا ہے کہ شائد آپ "روزنامہ حریت" کے چکر میں پڑ کر اب صرف اسی کے ہو کر رہ جائیں گے۔ جاسوسی دنیا اور عمران سیریز بند کردیں گے!

ان کا خیال درست نہیں۔ دیر سویر ہو سکتی ہے لیکن یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ یہ دونوں سلسلے بند کر کے میں صرف اخبار ہی کا ہو رہوں!

جاسوسی دنیا کی پچھلی کتاب بیچارہ / بیچاری پسند بھی کی گئی اور ناپسند بھی۔ ناپسند کرنے والوں نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اب میں خود ہی بالکل ناکارہ ہو کر رہ گیا ہوں۔ پسند کرنے والوں میں ایک صاحب کی رائے ہے کہ اگر اس تھیم کا کوئی ناول انگریزی میں آیا ہوتا تو انگریزی کے نہ جانے کتنے کارنامے گرد ہو کر رہ گئے ہوتے۔!

لیکن میرا خیال ان دونوں سے مختلف ہے۔

میں نے اپنے پڑھنے والوں سے ایک نفسیاتی قسم کا مذاق کیا تھا! جو سو فیصد کامیاب رہا.... آپ تو جو جی میں آئے لکھ لکھ کر کبھی مجھے ہنسائیں اور کبھی جھنجھلاہٹوں میں مبتلا کریں.... کیا مجھے اتنا حق بھی نہیں پہنچتا۔

آپ سمجھے تھے اس بار پھر فریدی ایک والیٔ ریاست سے ٹکرایا ہے۔ ذرا زوردار قسم کے مکالموں کا تبادلہ ہوگا۔ کچھ دھول دھپہ.... اور پھر فریدی بصد کروفر اسے رگڑ کر رکھ دے گا.... لیکن نکلا چوہا.... وہ بھی.... ایسا کہ بس....!

کیسا دلچسپ مذاق رہا....اب آپ بیٹھے کہانی کے متعلق موشگافیاں فرمایا کیجئے۔!

زیرِ نظر کہانی۔ عمران کے اُس دور سے تعلق رکھتی ہے جب وہ سرکاری ملازمتوں کے چکر میں نہیں پڑا تھا۔

۳۱/ مارچ ۱۹۶۴ء

ان دنوں حماقتیں شباب پر تھیں.... یعنی عمران نے بوڑھوں کی سی وضع قطع اختیار کر لی تھی.... تھری پیس سوٹ میں رہتا تھا.... سر پر اونچی دیواروں والی فلٹ ہیٹ ہوتی اور واسکٹ کی جیب میں گھڑی جس کی زنجیر پیٹ پر جھولا کرتی.... بغل میں چھوٹی سی چھتری دبا کر چلتا.... چال میں ویسی ہی متانت پائی جاتی.... جو انگلینڈ کے قدیم لارڈوں کا طرۂ امتیاز تھی۔ کبھی کبھی عینک سے بھی شوق فرمایا جاتا۔ ٹاپ ہیٹ کے سائے میں "معنک" قسم کی حماقت انگیز سنجیدگی اس کی شخصیت کے گرد عجیب سی فضا پیدا کر دیتی تھی.... جو دیکھتا بس دیکھتا ہی رہ جاتا.... دیکھنے والے فیصلہ نہ کر پاتے کہ اسے دیکھ کر قہقہے لگائیں یا خود بھی سنجیدہ ہو جائیں۔

لیکن یہ سب کچھ کسی خاص مقصد کے تحت نہیں تھا۔ بس لہر طبیعت کی.... زندگی میں نئے پن کی تلاش کا نتیجہ.... قریبی احباب نے دل کھول کر قہقہے لگائے تھے۔ لیکن ان دنوں اس کے ساتھ کسی پبلک مقام پر جانے سے کترانے لگے تھے۔ راہ چلتے دیکھ پاتے تو نظر انداز کر کے نکلے چلے جانے کی کوشش کرتے.... ویسے خود عمران کا خیال تھا کہ ایسے دوستوں کی ہم نشینی سے تو یہی بہتر ہے کہ آدمی پانچ دس گدھے پال لے اور فرصت کے لمحات ان کے ساتھ گذار دے۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب عمران بیکار تھا....؟ سیکرٹ سروس سے تعلق نہیں ہوا تھا۔ قیام بھی رحمان صاحب کے ساتھ ہی تھا.... کبھی کبھی فیاض اپنی دشواریوں سمیت آدھمکتا اور عمران کو اس کے لئے بہت کچھ کرنا پڑتا.... لیکن آج کل تو مکھیاں بھی نہیں تھیں جو بیکاری کا احساس نہ ہونے دیتیں۔

خیر تو اس وقت اسے ایک ٹیکسی کا انتظار تھا جو اسے ہائی سرکل نائٹ کلب تک پہنچا دیتی۔ جہاں

کھڑا تھا اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک ٹیکسی رکی۔ وہ تیزی سے جھپٹا لیکن قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ کسی دوسرے نے ہاتھ دے کر اسے رکوایا تھا.... دوسرا آدمی فاتحانہ انداز سے اس کی طرف دیکھ کر ٹیکسی میں بیٹھ گیا.... اور ٹیکسی زوم سے آگے بڑھ گئی۔

عمران نے ٹھنڈی سانس لی.... اور متفکرانہ انداز میں منہ چلانے لگا۔

کچھ دیر بعد ایک ٹیکسی آتی دکھائی دی بیتابانہ انداز میں آگے بڑھ کر اس نے ہاتھ اٹھایا۔ ٹیکسی رک گئی.... لیکن قبل اس کے کہ وہ اس کے قریب پہنچتا ایک معمر عورت پچھلی نشست کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔ اس طرح اس ٹیکسی سے بھی ہاتھ دھونے پڑے اور بھرائی ہوئی آواز میں بڑبڑایا۔ "یا اللہ مجھے صبر کی توفیق عطا کر....!"

پھر ایک موٹر رکشا نظر آیا.... عمران نے ہاتھ اٹھایا لیکن رکشے والا فرعونوں کی طرح گردن اکڑائے قریب ہی سے گذر گیا۔

"اے اللہ میرے گناہ معاف کر....!" عمران گڑگڑایا۔

پھر اس نے سوچا کہ کچھ اور آگے بڑھ کر کھڑے ہونا چاہئے.... اس طرح ٹیکسی حاصل کرنے میں یقینی طور پر کامیابی نصیب ہوگی۔

لیکن وہاں بھی کچھ دیر کھڑے رہنے کے بعد اندازہ ہوا کہ وہ جگہ بھی اس کے ستاروں سے مطابقت نہیں رکھتی۔

پھر کچھ اور آگے بڑھا۔ اور اسے یقین ہی آگیا کہ پورا شہر اسے چوٹ دے جانے پر آمادہ ہے.... وہ یہاں ٹھہرا تو کچھ اور آگے سے لوگوں نے خالی ٹیکسیوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔

اسے ٹپ ٹاپ نائٹ کلب تک جانا تھا.... لہٰذا وہ ٹیکسی حاصل کر لینے کی توقع پر تھوڑا تھوڑا کھسکتا ہوا ٹپ ٹاپ تک پیدل ہی آ پہنچا۔ ایک ٹیکسی ٹپ ٹاپ کے کمپاؤنڈ سے نکل رہی تھی اور خالی بھی تھی.... عمران اسے دیکھ کر پر مسرت لہجے میں چیخا۔ "ٹھہر جاؤ....!"

ٹیکسی رکی اور وہ بالکل ایسے ہی انداز میں اس کی طرف جھپٹا جیسے اس پر بھی کسی دوسرے کا قبضہ ہو جانے کا اندیشہ ہو!

جب وہ پچھلی نشست پر بیٹھ چکا تو ڈرائیور نے میٹر ڈاؤن کرتے ہوئے پوچھا۔ "کہاں چلوں صاحب!"

"ٹپ ٹاپ.... ٹپ ٹاپ نائٹ کلب....!" عمران ہانپتا ہوا بولا۔



"جی....!" ڈرائیور چونک کر مڑا.... اندر کا بلب روشن کیا اور عمران کو گھورنے لگا۔ لیکن وہاں گہری سنجیدگی کے علاوہ اور کیا ملتا۔

"آپ کیا فرما رہے ہیں جناب....!" اس نے حیرت سے کہا۔

"ٹپ ٹاپ نائٹ کلب....!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "کیا تم بہرے ہو۔!"

"نہیں جناب.... کیا آپ اس شہر میں اجنبی ہیں....!"

"نہیں....! میں اسی شہر کا باشندہ ہوں....!"

"پھر تو شائد....!"

"جلدی کرو....!"

"آپ ٹپ ٹاپ کے پھاٹک ہی پر موجود ہیں....!"

"میں جانتا ہوں....!" عمران غرایا۔

"یعنی کہ.... پھر....!"

"میں کہتا ہوں چلو.... میرے پاس فالتو وقت نہیں ہے۔!"

"کہاں چلوں.... یہ گاڑی ہال کے اندر تو نہ جا سکے گی۔!"

"میں کچھ نہیں جانتا....!" عمران نے کسی ضدی بچے کے سے انداز میں کہا۔

بات بڑھ گئی.... کئی لوگ چلتے چلتے رک کے بھی تھے.... لیکن شائد معاملات کی نوعیت نہ سمجھ سکنے کی بناء پر پھر آگے بڑھ گئے تھے۔

ڈرائیور بھی کوئی شریف ہی آدمی معلوم ہوتا تھا.... اگر اکھڑ قسم کا کوئی جاہل آدمی ہوتا تو کبھی کا عمران کو کھینچ کھانچ کر نیچے اتار چکا ہوتا۔

"کیا قصہ ہے بھئی....!" دفعتاً ایک تماشائی باہر سے پوچھ ہی بیٹھا۔

یہ ایک معمر لیکن حیرت انگیز طور پر صحت مند آدمی تھا.... بے داغ سفید اور گھنی مونچھیں رکھتا تھا.... چہرہ بڑا اور پیشانی کشادہ تھی۔ سیاہ رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھا.... اس کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی.... خوبصورت اور اسمارٹ۔

"مم.... میں.... ٹپ ٹاپ نائٹ کلب جانا چاہتا ہوں!" عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اُوہ.... تو آپ.... ٹپ ٹاپ ہی کے پھاٹک پر موجود ہیں....!" بوڑھے نے کہا۔

"تو اس سے کیا ہوتا ہے....!"

"جی....!" بوڑھے کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جی ہاں....!"

"میں بالکل نہیں سمجھا جناب....!" بوڑھے نے تشویش کن لہجے میں کہا۔

"اچھا سمجھئے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں ٹپ ٹاپ کے لئے ٹیکسی کی تلاش میں تین میل سے پیدل چلا آرہا ہوں.... یہاں بڑی مشکل سے ایک ملی بھی تو یہ مصیبت.... میری بات ڈرائیور کی سمجھ ہی میں نہیں آرہی۔!"

"لیکن اب تو آپ ٹپ ٹاپ کے پھاٹک ہی پر ہیں....!" بوڑھے نے ہنس کر کہا۔

"ہوا کروں.... اس سے کیا ہوتا ہے....!" عمران کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔

"کمال ہے بھئی....!" بوڑھا ہنس پڑا.... اس بار لڑکی بھی ہنسی تھی۔

بوڑھا چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر پچھلی نشست کا دروازہ کھولتا ہوا لڑکی سے بولا۔ "اندر بیٹھ جاؤ۔!"

عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں دوسری طرف کھسک گیا.... ٹیکسی ایک الیکٹرک پول کے قریب کھڑی تھی اس لئے اس کے اندر تاریکی نہیں تھی۔ عمران کا چہرہ صاف نظر آرہا تھا جس پر شدید ترین بوکھلاہٹ کے آثار بخوبی دیکھے جاسکتے تھے۔

لڑکی بیٹھ چکی تو بوڑھا اگلا دروازہ کھول کر ڈرائیور کے پاس جا بیٹھا۔

"اب گاڑی کو سڑک پر نکال کر گھماؤ.... اور چپ چاپ دوبارہ اندر چلے چلو....!" اس نے ڈرائیور سے کہا۔

"جناب.... جناب.... آپ بھی....!" ڈرائیور ہکلایا۔

"مفت نہیں.... اجرت ملے گی....!" بوڑھا اس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔

ڈرائیور نے ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑاتے ہوئے گاڑی بڑھائی اور پھر اسے موڑ کر دوبارہ پھاٹک سے گذرتا چلا گیا۔ پورچ میں گاڑی رکی۔

"اتریئے جناب!" بوڑھے نے مڑ کر عمران سے کہا "اس وقت آپ عمارت کی پورچ میں ہیں۔!"

عمران دوسری طرف کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا.... اور لڑکی کے لئے دروازہ کھولے رکھنے کی بجائے جھپٹ کر ڈرائیور کے پاس آیا.... جیب سے پانچ کا نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھاتا ہوا



بولا۔ "آئندہ کسی شریف آدمی سے بحث نہ کرنا سمجھے۔!"

"بہت اچھا صاحب....!" ڈرائیور نے نوٹ لیتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "شکریہ۔!"

عمران آگے بڑھ گیا.... دفعتاً پشت سے آواز آئی۔ "ارے جناب ایسی بھی کیا بے مروتی۔"

عمران رک کر مڑا.... بوڑھا اور لڑکی اس کی جانب بڑھے آرہے تھے۔

"مم.... معاف.... فرمایئے....!" عمران نے جھینپے ہوئے انداز میں کہا۔

"میں سمجھا شائد.... یہاں لوگ ایسی ہی بے مروتی سے پیش آتے ہوں گے۔!" بوڑھے نے کہا۔

اور عمران ہونٹوں ہی میں کچھ بڑبڑا کر رہ گیا۔

ہال میں پہنچ کر وہ انہیں اپنی مخصوص میز پر لے گیا۔

"بہت بہت شکریہ....!" بوڑھا بیٹھتا ہوا بولا۔ "ہم یہاں اجنبی ہیں.... یہ میری بیٹی میریا تصدق ہے.... میں تصدق صدیق ہوں.... کینیا کا باشندہ.... نیروبی میں گھر ہے.... اصلاً تو یہیں کا باشندہ سمجھنا چاہئے.... دادا جان کینیا ہی میں جا بسے تھے.... اب وہاں کا شہری سمجھئے۔!"

"ب.... بڑی.... وہ ہوئی.... کیا؟ خوشی....!" عمران نے اس سے مصافحہ کیا۔

"میں جس فرم کا پارٹنر ہوں اس کی ایک شاخ یہاں بھی ہے۔ میں اس کی دیکھ بھال کے لئے یہاں آیا ہوں....!"

"ب.... بڑی خوشی ہوئی....!"

"مجھے نیروبی ہی میں معلوم ہوا تھا کہ آپ لوگ بہت ملن سار اور خوش اخلاق ہوتے ہیں۔!"

"پپ.... پتہ نہیں....!"

"آپ کا نام....!"

"علی عمران.... ایم۔ ایس۔ سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ (آکسن)"

"پی۔ ایچ۔ ڈی۔!" اس نے حیرت سے دہرایا۔

"جی ہاں.... آئس کریم کے ڈاکٹروں کو پی۔ ایچ۔ ڈی ہی ملتی ہے....!"

"تو آپ آئس کریم کے ڈاکٹر ہیں....!"

"جی ہاں....!"

"بدقسمتی ہے کہ سردیوں کا زمانہ ہے ورنہ دیکھتے کہ آپ کیسی آئس کریم بناتے ہیں۔!"

"گرمیوں میں سہی....!" عمران احمقانہ انداز میں مسکرایا۔

"یہ شہر مجھے بہت پسند آیا ہے....!"

عمران کچھ نہ بولا۔ ویٹر کو اشارے سے بلا کر تین آدمیوں کے کھانے کے لئے کہا۔

"ارے تکلیف نہ کیجئے....!" بوڑھے نے کہا۔

"نہیں تکلیف کی کیا بات.... آپ مہمان ہیں ہمارے۔!"

"واقعی بڑے خوش اخلاق ہیں آپ لوگ....!"

"میں آپ سے متفق نہیں ہوں پاپا....!" دفعتاً لڑکی بول پڑی۔

"کیوں....؟"

"انہوں نے ابھی تک مجھ سے بات بھی نہیں کی.... کیا یہ بداخلاقی نہیں ہے۔!"

"ارے نہیں بھئی....!" بوڑھا جلدی سے بولا۔

"مم.... میں.... مم.... معافی چاہتا ہوں....!" عمران گھگھیایا۔

"آپ کچھ خیال نہ کیجئے گا.... یہ بہت زندہ دل لڑکی ہے۔!"

"ہونا چاہئے.... ہونا چاہئے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"کیا ہونا چاہئے....!" لڑکی نے پوچھا۔

"لل... لڑکی۔" عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں جواب دیا اور وہ دونوں ہی ہنس پڑے۔

کھانے کی ٹرالی آئی.... ٹپ ٹاپ میں ہفتے میں ایک دن مستقل ممبروں کو انتظامیہ کی پسند کھانا بھی زہر مار کرنا پڑتا تھا.... آج وہی دن تھا۔

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے....!" بوڑھے نے کہا۔ "خود کھانوں کے انتخاب کی جھنجھٹ میں نہیں پڑنا ہوتا۔!"

"ہفتے میں ایک دن!" عمران بولا اور پھر بوڑھے کے استفسار پر کلب کے قواعد بتائے۔

"چلو ہفتے میں ایک ہی دن سہی... اس الجھن سے نجات تو مل ہی جاتی ہے کہ کیا کھانا چاہئے۔!"

کھانے کے دوران میں وہ خاموش ہی رہے... کبھی کبھی لڑکی عمران کو متحیرانہ انداز میں گھورنے لگتی تھی۔ آرکسٹرا سلو فوکس ٹروٹ بجا رہا تھا.... پورے ہال میں مدھم سی نیلی روشنی بکھری ہوئی تھی.... عجیب خواب ناک سا ماحول تھا۔



دفعتاً آرکسٹرا دھن بدلنے کیلئے رکا اور فضا پر ایسی بوجھل سی خموشی مسلط ہوگئی جیسے وہاں کوئی نہ ہو۔

پھر اچانک کسی بلی کے چیخنے کی آواز آئی.... اور عمران کا بوڑھا مہمان بیساختہ اچھل پڑا.... چھری اور کانٹا ہاتھوں سے چھوٹ کر پلیٹ میں آرہے۔

اب عمران نے دیکھا کہ وہ نیپکن سے اپنے ہاتھ صاف کر رہا ہے... چہرے پر خوف کے آثار بھی نظر آرہے تھے.. لڑکی بھی کچھ بدحواس سی لگ رہی تھی اور اس نے بھی اپنے ہاتھ روک لئے تھے۔

آرکسٹرا نے ساؤتھ امریکن کاک ٹیل شروع کردی۔

"کیوں جناب کھایئے نا....!" عمران نے بوڑھے کو گھورتے ہوئے کہا۔

"بب.... بس.... شکریہ....!"

"آپ نے کھایا ہی کیا....؟"

"بس اتنا ہی کھاتا ہوں....!" وہ غالباً بزبردستی مسکرایا۔

لڑکی کی آنکھوں سے بے چینی مترشح تھی.... اس نے مستفسرانہ نظروں سے بوڑھے کی طرف دیکھا.... اور بوڑھا اٹھتا ہوا بولا۔ "میں ابھی آیا۔!"

"مم.... میں....!" لڑکی نے کچھ کہنا چاہا۔

"تم بیٹھو....!" بوڑھے نے کہا اور تیزی سے آمد ورفت کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ تو کھایئے نا....!" عمران نے لڑکی سے کہا۔

"جج.... جی ہاں....!" لڑکی چونک پڑی اور دروازے کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔

"یہ کٹلٹس لیجئے....!"

"جی شکریہ.... جی ہاں.... کھاؤں گی....!"

"نیروبی میں مرغ کیا حساب ملتے ہیں....!"

"پتہ نہیں....!" وہ اسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"میں اکثر سوچتا ہوں....؟" عمران ٹھنڈی سانس لیکر بولا اور جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہوگیا۔

"کیا سوچتے ہیں....!"

"کچھ نہیں.... چھوڑیئے.... جانے دیجئے....!" عمران نے شرما کر کہا۔

"اوہو.... بتایئے نا.... کیا حرج ہے....!"

عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا اور چہرے پر اندرونی کشمکش کے آثار نظر آتے رہے پھر تھوڑی دیر بعد وہ ہکلا ہکلا کر بچگانہ انداز میں بولا۔ "کاش میرے کوئی چچا بچپن ہی میں نیروبی بھاگ گئے ہوں.... وہاں انہوں نے بہت سی دولت کمائی ہو اور وہیں کی کسی حبشن سے شادی کرلی ہو اور اب اچانک واپس آجائیں بال بچوں سمیت سب سے بڑی لڑکی کی عمر اٹھارہ یا انیس سال ہو اور وہ بھی اپنی ماں ہی کی طرح حبشن ہو۔!"

"کیا بات ہوئی....!" لڑکی ہنسنے لگی۔

"نہیں میں سچ کہہ رہا ہوں.... سیاہ رنگت اور موٹے موٹے ہونٹ میری بہت بڑی کمزوری ہے۔!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

لڑکی نے اسے گھور کر دیکھا۔ شائد سمجھنے کی کوشش کررہی تھی کہ کہیں وہ اُسے بیوقوف تو نہیں بنا رہا۔

"آپ حیرت انگیز ہیں....!" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"یہی تو مصیبت ہے۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "کاش میں حیرت انگیز نہ ہوتا۔!"

لڑکی کچھ نہ بولی.... خاموشی سے اسے دیکھتی رہی.... عمران چھری اور کانٹے کی طرف متوجہ تھا اور اسکے چہرے پر گہری تشویش کے آثار تھے۔

کچھ دیر تک وہ خاموشی سے کھانا کھاتے رہے.... پھر دفعتاً لڑکی نے چھری اور کانٹا پلیٹ میں رکھ دیئے اور دونوں ہاتھوں سے کنپٹیاں دبانے لگی۔

عمران نے مستفسرانہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا.... لڑکی کے چہرے پر اضمحلال طاری ہوگیا تھا اور پلکیں اس طرح جھکی پڑرہی تھیں جیسے نیند کا غلبہ ہو۔!

"کک.... کیوں.... کیا بات ہے....!" عمران نے پوچھا۔

"کیا آپ کو میرا سر پہلے سے بڑا لگ رہا ہے....؟" اس نے تھکی تھکی سی آواز میں کہا۔

"جی نہیں تو....!"

"غور سے دیکھئے....!"

"میں دیکھ رہا ہوں....؟"

"پھر بتایئے....!"



"یقین کیجئے کہ سب ٹھیک ہے....!"

"میرا سر پہلے سے بڑا ہوگیا ہے....!"

"میرا خیال ہے کہ آپ اس وقت بذریعہ میگنیفائینگ گلاس سوچ رہی ہیں۔!"

"میرا مذاق اڑا رہے ہیں آپ....!" اس نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

"ارے.... توبہ.... توبہ....!" عمران اپنا منہ پیٹنے لگا۔

"نہیں.... یہی بات ہے....!"

"مم.... میں آپ کو کس طرح یقین دلاؤں....!"

"تم گدھے ہو....!" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"جج.... جی....!"

"شٹ.... اپ....!"

"خدا کسی موٹر مکینک کی بیوی بنائے آپ کو....!" عمران نے اسے بددعا دی۔

"میں تھپڑ ماردوں گی.... اگر بدتمیزی کی....!"

"اس صورت میں کھانے کا بل آپ ہی کو ادا کرنا پڑے گا کیونکہ لڑکیوں سے تھپڑ کھانے کے بعد مجھے ہوش نہیں رہتا۔!"

"سور!" اس نے سامنے رکھی ہوئی پلیٹ عمران کے منہ پر دے ماری اور عمران اچھل کر کھڑا ہوگیا... پلیٹ خالی تھی... ورنہ حلیہ ہی بگڑ کر رہ جاتا۔ وہ بڑی پھرتی سے کرسی ہٹا کر پیچھے ہٹ گیا۔

اب تو میز پر رکھی ہوئی ساری ہی چیزیں اس پر برس رہی تھیں.... اور وہ اچھل کود کر خود کو ان کی زد سے بچا رہا تھا.... اس ہڑبونگ سے ہال کے دوسرے لوگ بھی متاثر ہوئے.... لڑکی کی پھینکی ہوئی چیزیں دوسروں پر پڑی تھیں۔

لوگ چیخ رہے تھے.... اور کلب کے منتظمین اس طرح ادھر اُدھر بھاگ رہے تھے جیسے ان کی سمجھ میں نہ آرہا ہو کہ اس ہنگامے پر کس طرح قابو پائیں۔

پھر لڑکی نے میز الٹ دی اور ایک بوڑھے آدمی کی چھڑی چھین کر عمران پر حملہ کردیا۔

اوور کوٹ اور چھڑیاں عموماً کلوک روم ہی میں رکھوالی جاتی تھیں لیکن یہ ایک نامعقول چھڑی نہ جانے کیسے اس وقت ہال میں بھی آگئی تھی جس نے مآل کار خاصی ہڑبونگ مچوادی تھی۔

چھری ہاتھ میں آنا ہی تھا کہ لڑکی نے آس پاس کھڑے ہوئے لوگوں کے بھی دو چار ہاتھ جھاڑ دیئے۔ پھر عمران پر بھی جھپٹی لیکن اس نے اس کے وار خالی دیئے۔

اس کے بعد اچانک نہ جانے کیا ہوا کہ ہال کے سارے بلب بجھ گئے.... اب گھپ اندھیرا تھا اور مختلف قسم کی آوازوں سے کانوں کے پردے پھٹے جارہے تھے۔ عمران سچ مچ بوکھلا گیا تھا.... سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اچانک یہ کیا ہو گیا۔

پھر جلد ہی روشنی ہو گئی لیکن شور بدستور جاری رہا.... لڑکی کا کہیں پتہ نہ تھا۔ لوگوں نے عمران کو گھیر لیا اور وہ احمقانہ انداز میں ایک ایک کی صورت دیکھتا رہا.... وہ زندگی کی یکسانیت سے اکتا کر نئے پن کی تلاش میں ضرور نکلا تھا.... لیکن ایسا بھی کیا نیا پن!

دو آدمی جو صورت ہی سے خطرناک معلوم ہوتے تھے۔ القاہرہ (ہوٹل) کے ایک کمرے میں بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔ مضبوط جسم اور چوڑے چکلے اعضاء والے.... دونوں کے جبڑوں کی ساخت سے سخت گیری عیاں تھی.... ایک کے بائیں ہاتھ میں اخبار تھا.... اور داہنے ہاتھ میں چائے کی پیالی.... دوسرا چھری اور کانٹے سے تلے ہوئے پارچوں پر زور آزمائی کر رہا تھا۔ دفعتاً دوسرے کے ہاتھ سے پیالی چھوٹ پڑی اور اخبار بھی دور جا گرا۔

"کیا بیہودگی ہے....!" پہلا کرسی پیچھے کھسکاتا ہوا غرایا۔ چائے اس کے کپڑوں پر گری تھی۔

"بھاگو....!" دوسرے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا بک رہے ہو....!"

"تت.... تصدق اور میریا....!"

"کیا مطلب....!" پہلا بھی بوکھلا گیا۔

دوسرے نے جھپٹ کر دروازہ بند کیا اور چٹخنی چڑھادی.... اور تیزی سے اخبار اٹھا کر اس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "خبر دیکھو.... ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں ہنگامہ....!"

پہلا بلند آواز سے خبر پڑھنے لگا۔

"ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں ہنگامہ.... بلی کی چیخ پر باپ غائب اور بیٹی کا سر پہلے سے بڑھ گیا.... ۲۷ دسمبر کی شب کو سائنس کے ایک اسکالر مسٹر علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس



سی (آکسن) کو ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں ایک حیرت انگیز واقعہ پیش آیا۔ مسٹر عمران کلب کے مستقل ممبر ہیں پچھلی رات کلب کی کمپاؤنڈ میں انہیں دو غیر ملکی ملے.... انہوں نے بتایا کہ وہ کینیا (نیروبی) کے باشندے اور شہر میں اجنبی ہیں.... مسٹر عمران نے از راہ مہمان نوازی انہیں رات کے کھانے کے لئے مدعو کیا.... مرد نے اپنا نام تصدق صدیق بتایا تھا اور لڑکی نے میریا تصدق۔ مسٹر عمران کے بیان کے مطابق وہ باپ بیٹی تھے کھانے کی میز پر رسمی گفتگو ہوتی رہی۔ پھر جیسے ہی آرکسٹرا نے موسیقی بند کی ایسا معلوم ہوا جیسے قریب ہی کہیں کوئی بلی چیخی ہو! لڑکی کے ساتھی نے کھانا روک دیا اور کوئی عذر کر کے وہاں سے غائب ہو گیا۔ لڑکی مسٹر عمران کے ساتھ کھانا کھاتی رہی۔ پھر اس نے مسٹر عمران سے پوچھا کیا انہیں اس کا سر پہلے سے کچھ بڑا معلوم ہو رہا ہے۔ مسٹر عمران نے کہا نہیں اور وہ یک بیک بپھر گئی.... انہیں بُرا بھلا کہنے لگی اور اس پر زور دیتی رہی کہ اس کا سر یقینی طور پر پہلے سے بڑا ہو گیا ہے۔ مسٹر عمران تردید کرتے رہے۔ آخر کار اس نے ان کے منہ پر شوربے کی قاب کھینچ ماری.... پھر ہنگامہ بڑھ گیا پورے ڈائننگ ہال میں افراتفری مچ گئی.... کئی لوگوں کے کپڑے برباد ہو گئے کیونکہ لڑکی مجنونانہ انداز میں دوسری میزوں سے بھی شوربے کی قابیں اٹھا اٹھا کر مجمع پر پھینک رہی تھی۔ پھر ہال کی روشنی غائب ہو گئی۔ دوسری بار جب بلب روشن ہوئے تو لڑکی کا کہیں پتہ نہ تھا۔ مجمع نے مسٹر عمران کو گھیر لیا اور وہ بڑی مشکل سے لوگوں کو یقین دلا سکے کہ وہ ایک شریف آدمی ہی نہیں بلکہ کلب کے مستقل ممبر بھی ہیں۔ لڑکی اور اس کے ساتھی کا کہیں سراغ نہ مل سکا۔ پولیس کلب کے منیجر کی طرف سے رپورٹ درج کر کے مزید تفتیش کر رہی ہے۔!"

خبر ختم کر کے پہلا آدمی خاموش ہو گیا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے سکتہ ہو گیا ہو۔ دونوں بڑی دیر تک خاموش کھڑے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر ایک نے کہا۔ "یہ جال بچھایا گیا ہے۔!"

"کک کیوں.... کیسے....!" دوسرے نے چونک کر کہا۔

"وہ یہ تو جانتے ہیں کہ ہم یہاں ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ کہاں مقیم ہیں۔!"

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو....!"

"اوہ.... اس طرح حواس کھو بیٹھے ہو.... کھوپڑی استعمال کرو۔!" اس نے جھنجھلا کر کہا۔

"ارے تو تم ہی بتاؤ.... میں تو واقعی....!"

"ششش.... اس طرح تو کچھ بھی نہ ہو سکے گا.... خود کو سنبھالو....!"

"چلو بابا.... بتاؤ بھی تو.... کہ تم کیا سمجھے ہو....!"

"پبلسٹی.... وہ یہاں اپنی موجودگی کی پبلسٹی کرانا چاہتے ہیں تاکہ ہم ان کے متعلق پوچھ گچھ کرتے پھریں اور اس طرح انہیں ہمارا سراغ مل جائے۔"

"بات تو ٹھیک ہے....!" وہ کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "پھر اب کیا کرو گے....!"

"باس کو اطلاع دی جائے۔!"

"اُوہ.... کیا اس نے اخبار نہ دیکھا ہوگا۔!"

"ضروری نہیں ہے....!"

دوسرے ہی لمحے میں کسی نے دروازے پر دستک دی اور وہ ایک دم خاموش ہو گئے۔

دستک پھر دی گئی۔

"کون ہے....؟" ایک نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"باس....!" باہر سے آواز آئی اور وہ دونوں ہی بوکھلائے ہوئے انداز میں دروازے کی طرف بڑھے۔

دروازہ کھلا اور ایک سیاہ فام آدمی کمرے میں داخل ہوا جس کا قد ساڑھے چار فٹ سے زیادہ نہ رہا ہوگا۔ لیکن پھیلاؤ اسے کسی گینڈے ہی کا ہم قبیل بنا کر پیش کر رہا تھا۔ بس اسے دیکھ کر گینڈے ہی کا تصور ذہن میں ابھر سکتا تھا۔ براؤن رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھا۔ وہ دونوں اسے دیکھ کر فرش کی طرف جھکتے چلے گئے۔

"دروازہ بند کر دو....!" وہ کرسی کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

ایک نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کیا.... وہ کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ دونوں مؤدب کھڑے رہے۔

"تم نے اخبار میں کلب والی خبر دیکھی....!" اس نے ان کی طرف دیکھے بغیر پوچھا۔

"یس باس....!" دونوں نے بیک وقت جواب دیا۔

"اس مسٹر عمران کا پتہ لگاؤ....!" اس نے کہا۔

پھر کمرے کی فضا پر بوجھل سا سکوت طاری ہو گیا۔ کبھی کبھی وہ دونوں اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگتے تھے۔



"تم میں سے کون کرے گا یہ کام....؟" سیاہ فام آدمی نے پوچھا۔

"لل.... لیکن.... باس....!" ایک ہکلایا۔

"جلدی سے کہو.... کیا کہنا چاہتے ہو....!"

"انہیں ہماری تلاش ہے.... یہ حرکت انہوں نے اسی لئے کی ہے کہ ہم انہیں ڈھونڈنا شروع کر دیں۔!"

"تو پھر....؟"

"اوہ.... باس.... تو پھر وہ بڑی آسانی سے ہم تک پہنچ سکیں گے۔!"

"تم میں سے جو بھی یہ کام کرے گا بقیہ لوگوں سے دور ہی رہے گا۔!" اس نے کہا۔ چند لمحے خاموش رہا پھر مسکرا کر بولا۔ "اس طرح وہ ہماری نظروں میں آجائے گا۔!"

"لیکن اس ایک آدمی کا کیا حشر ہوگا جو عمران سے پوچھ گچھ کرے گا۔!"

"مجھے اس کی پرواہ نہیں....!" سیاہ فام آدمی نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔

ان دونوں کے چہرے فق ہو گئے۔

"تم جلدی سے فیصلہ کرو کہ یہ کام کون انجام دے گا۔!"

"ہم دونوں ہی کیوں....؟"

"شٹ اپ.... میں بحث نہیں پسند کرتا۔ تم دونوں ہی مقامی زبان اچھی طرح بول اور سمجھ سکتے ہو.... دوسرے نہیں۔!"

"لل.... لیکن....!"

"میں کہہ رہا ہوں.... جلد فیصلہ کرو....!"

دونوں نے بوکھلائے ہوئے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر سیاہ فام آدمی کی طرف دیکھنے لگے۔

"آپ ہی فیصلہ کر دیں....!" ایک نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔

"تم....!" اس نے اسی کی طرف انگلی اٹھائی۔ "اسی وقت وکٹوریہ ہوٹل میں چلے جاؤ.... اب ہم سے ملنے کی کوشش نہ کرنا.... جاؤ....!"

وہ اٹھا اور باہر نکل گیا.... ان دونوں ہی کے ہونٹوں پر تنفر آمیز کھچاؤ نظر آرہا تھا۔

"پاگل ہو گیا ہے....!" دوسرا بڑبڑایا۔

لیکن جسے وکٹوریہ ہوٹل جانا تھا.... سر پکڑ کر کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔

عمران اپنی مخصوص میز پر تنہا بیٹھا بڑے انہماک سے جاز سن رہا تھا۔ نئے سال کی پہلی رات تھی۔ ڈائننگ ہال میں اس کے علاوہ شائد ہی کوئی دوسرا جوان آدمی بھی موجود رہا ہو۔ جوانوں کی بھیڑ تو بال روم میں رنگ رلیاں منا رہی تھی۔

آج بھی عمران کی دھج وہی تھی۔ یعنی تھری پیس سوٹ میں تھا اور آنکھوں پر عینک اوور کوٹ اور ٹاپ ہیٹ تو کلوک روم ہی میں رکھ دینے پڑے تھے ورنہ وہ یہاں بھی شائد ہیٹ جما کر ہی بیٹھتا۔ عینک میں خاصا معمر اور سنجیدہ دکھائی دینے لگتا تھا۔

اس وقت جاز سن رہا تھا اور چہرے پر کچھ ایسی غم آلود سنجیدگی طاری تھی جیسے جاز نہیں تدفین کی الم انگیز موسیقی سن رہا ہو۔

اتنے میں کلب کے باورچی خانے کا سپروائزر اس کی میز کے قریب رکا اور بڑے ہمدردانہ لہجے میں بولا۔ "آپ بہت اداس نظر آ رہے ہیں جناب والا۔!"

عمران چونک کر اس طرح اسے دیکھنے لگا جیسے اس نے کسی ناقابل فہم زبان میں کچھ کہا ہو۔

"پارٹنر بھی مہیا ہو سکتا ہے....!" سپروائزر نے مسکرا کر کہا۔ "نئے سال کی پہلی رات اتنی اداس تو نہ ہونی چاہئے۔!"

"تم ایک رات کی بات کر رہے ہو.... اچھے آدمی....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"مجھے تو یہ پورا سال ہی اداسیوں کی چھاؤں میں بسر کرنا ہے۔!"

"بہت افسوس ہوا..!" سپروائزر نے مغموم لہجے میں کہا۔ "کیا میں کوئی خدمت کر سکتا ہوں۔!"

"شکر قند.... میرے مرض کا واحد علاج ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا جناب....!"

"وقت ہو تو تھوڑی دیر بیٹھ جاؤ....!"

"ضرور ضرور.... فرمایئے....!" وہ بیٹھتا ہوا بولا۔

"شکر اور قند نہ صرف ہم ذائقہ بلکہ قریب قریب ہم معنی بھی ہیں.... پھر یہ کیسا نام ہے۔



سائنس میں تو اس قسم کے مرکبات ہرگز نہیں پائے جاتے۔!"

"سائنس اور زبان میں فرق ہے جناب....!"

"لیکن زبان سائنس سے پہلے پیدا ہوئی تھی....!"

"میں کیا عرض کر سکتا ہوں....!" سپروائزر نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا۔

"نہیں اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے.... غالباً یہ شکر کند تھا.... شکر کند زمین ہی سے کھودی جاتی ہے نا... کند... کھودنا.... یا پھر سقر قند ہو گی۔ کیونکہ بھون کر کھائی جاتی ہے۔!"

"یہ آپ شکر قند کہاں سے نکال بیٹھے.... میں تو عرض کر رہا تھا کہ اگر پارٹنر کی ضرورت۔!"

"یہ اس سے زیادہ ضروری ہے.... کیونکہ غلط نام سے کھائی جا رہی ہے۔!"

"آپ کے طبقے میں تو نہیں کھائی جاتی۔!" سپروائزر جھنجھلا کر بولا۔

"میں طبقاتی سماج کا قائل نہیں ہوں.... بہر حال شکر قند....!"

"میں معافی چاہتا ہوں جناب!" سپروائزر اٹھتا ہوا بولا۔ "مجھے شکر قند سے کوئی دلچسپی نہیں۔!"

"سنئے تو سہی۔" عمران اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔ "دلچسپی پیدا کرنے سے ہوتی ہے۔"

"کمال کرتے ہیں آپ بھی....!" وہ پھر جھلا گیا۔ "اچھی زبردستی ہے۔!"

"آپ کے فائدے کی بات ہے....!"

"لاحول ولا قوۃ....!" وہ اپنا ہاتھ چھڑا کر آگے بڑھ گیا.... اور عمران نے مایوسانہ انداز میں ٹھنڈی سانس لی۔

جاز بدستور جاری تھا.... اکثر اونگھتے ہوئے بوڑھوں کے سر تال دے رہے تھے۔ قریب ہی کی میز پر ایک بوڑھے نے اپنی ساتھی بڑھیا سے کہا۔ "کیا زمانہ تھا جب جاز ناچتے بھی تھے۔!"

"زمانہ پھر پلٹے گا....!" بڑھیا نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "لوگ پھر جاز ناچیں گے۔!"

"میری بلا سے جہاز بھی ناچیں....!" عمران نے بڑبڑا کر شانے سکوڑے۔

بڑی عجیب بات تھی۔ وہ کلب کا باضابطہ ممبر تھا۔ روزانہ کا بیٹھنے والا۔ لیکن کلب کی مخصوص "دلچسپیوں" میں کبھی حصہ نہیں لیتا تھا۔ اکثر لڑکیاں اسے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتیں لیکن اس کے کان پر جوں نہ رینگتی۔

آج بھی کئی لڑکیوں نے کوشش کی تھی کہ نئے سال کی تقریبات میں وہ ان کا پارٹنر بنے لیکن

اس نے اپنے مخصوص انداز میں "بقراطیت" چھانٹ کر انہیں بے حد بور کر دیا تھا۔

لڑکیوں سے گفتگو کرتے وقت تو اس کا لہجہ خاص مربیانہ ہوتا تھا۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوتا جیسے کوئی بہت ہی جہاندیدہ قسم کے دادا جان اپنی ناسمجھ پوتیوں کو کسی معاملے میں بہلانے کی کوشش فرما رہے ہوں۔

آج تو وہ خود بھی بڑی اکتاہٹ محسوس کر رہا تھا۔ اس نے سوچا اب اٹھ ہی جائے پھر اٹھ ہی رہا تھا کہ "معاف فرمائیے گا" کی آواز نے اسے نہ صرف بیٹھ جانے بلکہ گردن گھمانے پر بھی مجبور کر دیا۔

"آپ ہی مسٹر علی عمران ہیں....!" اجنبی نے کہا۔

"جج.... جی ہاں....!"

"کیا میں کچھ دیر یہاں بیٹھ سکتا ہوں....!"

"میں میز خالی کر رہا ہوں۔!"

"جی یہ مطلب نہیں.... آپ بھی تشریف رکھیں۔ آپ سے کسی مسئلے پر گفتگو کرنی ہے۔!"

"اچھی بات ہے....!" عمران نے مردہ سی آواز میں کہا اور بیٹھ گیا۔

اجنبی دراز قد اور مضبوط جسم والا تھا.... عمر چالیس اور پچاس کے درمیان رہی ہوگی۔ چہرے پر زخموں کے نشانات تھے۔ لباس کے معاملے میں باسلیقہ معلوم ہوتا تھا۔ لیکن پھر بھی کوئی ایسی چیز ضرور تھی اس کی شخصیت میں جس کی بناء پر عمران اس کے متعلق کوئی اچھی رائے قائم نہ کر سکا۔

"فرمائیے!" اس نے کچھ دیر بعد کہا۔

"آپ سائنس کے اسکالر ہیں....!"

"جی ہاں.... لوگ یہی سمجھتے ہیں....!" عمران نے شرما کر کہا۔

"خاص مضمون....!"

"کیمسٹری....!"

"بس تو پھر کام بن گیا....!" اجنبی خوش ہو کر بولا۔ "میں دراصل رنگساز ہوں۔ اب چوڑیوں کا ایک کارخانہ قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں.... لہٰذا رنگوں کے سلسلے میں.... اوہ آپ بور تو نہیں ہو رہے۔!"

"جی قطعی نہیں....!" عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔



"اوہ.... ہاں.... خوب یاد آیا.... وہ واقعہ شائد آپ ہی کو پیش آیا تھا....!"

"جی کون سا واقعہ....!"

"ارے.... وہی اس لڑکی نے جو ہنگامہ برپا کیا تھا یہاں....!"

"اوہ.... ارے.... وہ....!" عمران خواہ مخواہ ہنسنے لگا۔

"کمال ہو گیا.... کیا وہ نشے میں تھی....!"

"پتہ نہیں....!"

"پھر بھی آخر بات کیا ہوئی تھی۔!"

"یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں کہ بات کیا ہوئی تھی....؟"

"اور پھر وہ غائب بھی ہو گئی تھی....؟" اجنبی نے حیرت سے پوچھا۔

"جی ہاں.... بالکل حیرت انگیز.... ورنہ اگر عورتیں خفا ہو جائیں تو قیامت تک چھاتی پر چڑھی بیٹھی رہیں.... اس کے غائب ہو جانے پر تو حیرت ہے مجھے۔!"

"اور.... اور اس کا ساتھی....!"

"وہ تو پہلے ہی غائب ہو گیا تھا۔!"

"اس کا حلیہ بتا سکیں گے آپ....!"

عمران نے کان کھڑے کئے.... لیکن پھر فوراً ہی سنبھل کر بولا۔ "صورت سے خاصا شریف آدمی معلوم ہوتا تھا۔ سفید اور گھنی مونچھیں تھیں۔"

"بائیں گال پر ابھرا ہوا سا سرخ رنگ کا تل بھی ہو گا....!"

"اوہاں.... جی ہاں.... جی ہاں....!" عمران پر جوش انداز میں سر ہلا کر بولا۔

"اُس نے یہ نہیں بتایا تھا کہ اس کا قیام کہاں ہے....؟"

"جی نہیں....!"

"اس واقعہ سے پہلے بھی کبھی یہاں انہیں دیکھا تھا....!"

"ممکن ہے دیکھا ہو.... یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔!"

اجنبی خاموش ہو کر کسی سوچ میں گم ہو گیا۔ عمران میز پر کہنیاں ٹیک کر کسی قدر آگے جھک آیا تھا اور بغور اس کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا.... پھر یک بیک اسے سنبھل جانا پڑا.... کیونکہ

اجنبی کی ناک کا درمیانی ابھار قطعی مصنوعی تھا.... پلاسٹک میک اپ کا خاصا اچھا نمونہ اور مونچھیں بھی مصنوعی تھیں.... وہ سیدھا بیٹھ گیا اور ٹٹولنے والی نظروں سے دوبارہ اس کی طرف دیکھا۔

کچھ دیر بعد اجنبی نے اس سے کہا۔ "یہ آدمی تصدق نیروبی کا ایک مفرور مجرم ہے مجھے لاکھوں پونڈ کی چوٹ دے کر بھاگا ہے۔!"

"اوہو....!" عمران حیرت سے اچھل پڑا۔

"کیا آپ میری مدد کر سکیں گے اس سلسلے میں....!"

"مم.... میں بھلا کیا مدد کر سکوں گا....!" عمران نے معصومانہ انداز میں پوچھا۔

"دوبارہ ان لوگوں سے ملاقات ہونے پر کم از کم یہ تو معلوم ہی کر سکیں گے کہ ان کا کہاں قیام ہے.... اور پھر مجھے مطلع کر دیں گے۔!"

"بالکل.... بالکل.... یہ تو بڑی آسانی سے ہو سکے گا....!"

"بس تو پھر رکھئے.... میرا کارڈ....!" اس نے اپنا ملاقاتی کارڈ عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا جس پر این کے غزالی چھپا ہوا تھا اور قلم سے تحریر تھا روم نمبر گیارہ.... وکٹوریہ ہوٹل۔

"ضرور.... ضرور....!" عمران کارڈ لے کر جیب میں رکھتا ہوا بولا۔ "اگر اب ملاقات ہو گئی تو آپ کو ضرور مطلع کر دوں گا۔!"

"نہیں بلکہ اُن کا پتہ معلوم کر کے مطلع کر دیجئے گا۔ اگر ان سے رقم وصول ہو گئی تو اس میں آپ کا بھی حصہ ہو گا۔"

"اوہ.... اوہ...." عمران مضطربانہ انداز میں ہاتھ ملتا ہوا بولا۔ "یہ تو بڑی اچھی بات ہو گی۔!"

"اچھا تو اب اجازت دیجئے....!" وہ اٹھ گیا۔

"تو پھر اپنا بھی حصہ ہو گا نا....!" عمران نے بے تکے پن کے ساتھ ہنس کر پوچھا۔

"یقیناً.... میں سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں.... پکا وعدہ....!"

اجنبی اس سے مصافحہ کر کے صدر دروازے کی طرف مڑ گیا.... عمران تشویش کن نظروں سے اسے دیکھے جا رہا تھا.... اس نے خود کار دروازہ کھول کر غالباً داہنا پیر باہر نکالا ہی تھا کہ اچھل کر دوبارہ ہال میں آ رہا.... لیکن شائد اس فعل میں ارادے کا دخل نہیں تھا۔ کیونکہ وہ فرش پر چت گرا تھا.... اور اس کی پیشانی سے خون ابل رہا تھا۔ آس پاس کے لوگ اٹھ کر اس کی طرف



جھپٹے اور عمران تیر کی طرح باہر نکلا چلا آیا۔ برآمدے میں سناٹا تھا پورچ بھی ویران نظر آئی۔ دور دور تک کسی کا پتہ نہیں تھا۔

وہ پھر ہال میں واپس آ گیا۔ اجنبی کا جسم ساکت ہو چکا تھا اور سر کے گرد فرش پر خون پھیلا ہوا تھا۔

"یہ انہیں حضرت کی میز پر تھا....!" مجمع سے کسی نے کہا۔

کچھ دیر بعد پولیس بھی پہنچ گئی.... حلقہ کا پولیس اسٹیشن قریب ہی تھا.... پوچھ گچھ شروع ہوئی لیکن کوئی بھی وثوق سے نہ کہہ سکا کہ اس نے فائر کی آواز سنی تھی۔

دوسروں کی زبانی یہ معلوم ہوتے ہی کہ مرنے والا کچھ دیر قبل عمران کے ساتھ نظر آیا تھا پولیس پارٹی کے انچارج نے اس پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔

"کیسے باور کر لیا جائے کہ وہ آپ کے لئے اجنبی تھا۔!" انچارج نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہ باور کیا جائے....!" عمران نے لاپروائی سے شانے سکوڑے.... "ویسے باور کر لینے میں آپ اس الجھن سے نجات پا جاتے کہ کیسے باور کر لیا جائے۔!"

پھر بات محکمہ سراغ رسانی کے سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض تک جا پہنچی۔ جس وقت وہ متعلقہ تھانے میں پہنچا عمران سیکنڈ آفیسر کو کنفیوشس کی تعلیمات کا لب لباب سمجھا رہا تھا۔ کہہ رہا تھا "جس طرح چاول کا ایک دانہ خاک میں مل کر اکتیس دانے پیدا کرتا ہے اسی طرح ایک نیکی ہزار نیکیوں کو جنم دیتی ہے اور نیکی کیلئے دل پر جبر کرنا پڑتا ہے۔ اُس دانے کی طرح خاک میں ملنا پڑتا ہے۔"

"لیکن نیک صاحب....!" کیپٹن فیاض نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "آخر آپ کی میز پر ہنگامے کیوں اگتے ہیں۔"

"اوہو....!" عمران چونک کر بولا۔ عینک اچھی طرح ناک پر جمائی اور فیاض کو خالی الذہنی کے سے انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہی تو میں انسپکٹر صاحب کو بتا رہا تھا.... تشریف رکھئے.... جناب اوہو.... آپ ہیں جناب.... معاف فرمائیے گا.... میں اس وقت خیر.... جی ہاں۔!"

اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے اور جیب سے گھڑی نکال کر وقت دیکھا۔

"کیا تم اپنا بیان درج کرا چکے ہو....!"

"بالکل.... بالکل....!"

فیاض نے روزنامچہ منگوا کر اسکا بیان دیکھا۔ پھر عمران پر ایک اچٹتی سی نظر ڈال کر بولا۔ "چلو"

"اچھا جناب....!" عمران سیکنڈ آفیسر کی طرف مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔ "کنفیوشس کے سلسلے میں آپ کو بہت سا لٹریچر بھجواؤں گا.... خدا حافظ۔!"

وہ دونوں تھانے سے باہر آئے۔

"کیا تمہارا بیان حرف بحرف صحیح تھا....!" فیاض نے پوچھا۔

"جتنا بیان دیا ہے اس کی صداقت میں شبہ نہیں کیا جاسکتا....!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"اوہ.... تو اس کا یہ مطلب ہے کہ تم نے کچھ چھپایا بھی ہے۔!"

"زیادہ نہیں.... صرف اتنا کہ وہ انہیں دونوں پاگلوں کے متعلق پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ جنہوں نے ستائیسویں کی شب کو میری مٹی پلید کردی تھی۔!"

"نہیں....!" فیاض کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اور دوسری بات.... پوسٹ مارٹم کے وقت یہ حقیقت بھی ظاہر ہو جائے گی کہ اس کی ناک کا درمیانی ابھار مصنوعی تھا اور مونچھیں نقلی....!"

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو....!"

"بس کل پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے ساتھ یہ نوٹ بھی دیکھ لینا....!"

فیاض کچھ نہ بولا۔ عمران نے اس کا تذکرہ نہیں کیا کہ اس کی جیب میں مرنے والے کا پتہ بھی موجود ہے اور نہ یہی بتایا کہ وہ تصدق اور میریا تصدق کے بارے میں پوچھ گچھ کیوں کر رہا تھا۔

سڑک پر پہنچ کر اس نے تجسس آمیز نظروں سے چاروں طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

"کیوں.... کیا بات ہے....!" فیاض نے پوچھا۔

"ٹیکسی....!"

"کہاں جاؤ گے.... میں نے موٹر سائیکل کاسینو کے سامنے کھڑی کی تھی....؟"

"وکٹوریہ ہوٹل....!" عمران نے اس انداز میں کہا جیسے کسی ٹیکسی ڈرائیور کو حکم دیا ہو۔

"خیریت.... یہ آج کل ہوٹل کیوں سوار ہیں تم پر.... اور یہ حلیہ کیسا بنا رکھا ہے۔!"

"تہیہ کر لیا ہے کہ اب شریفوں کی سی زندگی بسر کروں گا۔!"

"لیکن اب اس قسم کی ٹوپیاں لندن کے شرفاء میں بھی رائج نہیں ہیں۔!"



"میں سو سال پہلے کے شرفاء کی بات کر رہا تھا....!"

"موٹر سائیکل کے پیچھے بیٹھ کر عمران نے فیاض کی کمر مضبوطی سے پکڑلی اور چھتری کو بغل میں دبائے رہا۔

"یہ کیا کر رہے ہو....!" فیاض نے جھنجھلا کر کہا۔ "کمر چھوڑو....!"

"گر جاؤں گا.... بڑے بھائی.... ویسے بھی دو پہیوں کی سواری کا کیا اعتبار....!"

فیاض خاموش ہی رہا۔

موٹر سائیکل تیز رفتاری سے راستہ طے کر رہی تھی.... کچھ دیر بعد فیاض بولا۔ "کیا تم نے اس سے پوچھ گچھ کی وجہ نہ پوچھی ہوگی۔!"

"اب میں بھی کیوں خواہ مخواہ پوچھ گچھ شروع کر دیتا.... وہ تو مجھے بور کر ہی رہا تھا۔!"

وکٹوریہ ہوٹل پہنچ کر عمران نے رہائشی کمروں کا رخ کیا۔

"میں آج کل بہت مصروف ہوں....!" فیاض بڑبڑایا۔

"آؤ تو....!" عمران اس کا بازو پکڑ کر کھینچتا ہوا بولا۔ "تمہیں ایک مصری رقاصہ سے ملواؤں گا جو آکسفورڈ میں آلو چھولے بیچتی ہوئی پکڑی گئی تھی۔!"

وہ گیارہ نمبر کے کمرے کے سامنے رکا.... دروازہ مقفل تھا اور کنجی کیل سے لٹکی ہوئی تھی۔

عمران نے کنجی کیل سے اتار کر قفل کھولا اور ہینڈل گھما کر دروازے کو دھکا دیتا ہوا بولا۔

"چلے آؤ....!"

لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس کے حلق سے ہلکی سی آواز نکلی اور وہ جہاں تھا وہیں رک گیا۔

فیاض کا منہ بھی حیرت سے کھل گیا۔

سامنے فرش پر ایک آدمی اوندھا پڑا نظر آیا۔ جس کی پشت میں ایک خنجر دستے تک پیوست تھا۔

"کیا مطلب....!" فیاض بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"کنفیوشس....!"

"بکومت.... یہ سب کیا ہے....!"

"یہ اسی خبطی مقتول کا کمرہ ہے جس نے کچھ دیر پہلے مجھے ٹپ ٹاپ میں بور کیا تھا۔!"

"تم نے رپورٹ میں کیوں نہیں درج کرایا کہ اس کی جائے قیام سے واقف تھے۔!"

"عدالت مت بنو پیارے.... یہ دیکھو یہ رہا اُس کا کارڈ جو اس نے مجھے دیا تھا....!"

"مگر کیوں دیا تھا....؟"

"خدا کی پناہ.... ارے پہلے اس لاش کی تو خبر لو....!"

"نہیں.... تم پہلے میری بات کا جواب دو....!"

"مصیبتیں میری تلاش میں رہتی ہیں...!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "ارے یار اُس نامعقول نے مجھ سے کہا تھا کہ تصدق اسے لاکھوں پونڈ کی چوٹ دے کر کینیا سے یہاں بھاگ آیا ہے.... اگر مجھے کہیں دوبارہ دکھائی دے تو اُسے ضرور مطلع کروں.... پتہ کے لئے اپنا کارڈ تھما دیا تھا۔ خدا اسے ایک بار پھر غارت کرے۔!"

"تم نے یہ سب کچھ پہلے ہی کیوں نہیں بتایا تھا....!" فیاض آنکھیں نکال کر بولا۔

"اب معلوم ہوا کہ تم بالکل گدھے ہو.... ترقی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔!"

"کیا مطلب....!"

"ارے گھامڑ اگر میں یہ سب کچھ اپنی رپورٹ میں درج کرادیتا تو تمہارے لئے کیا باقی بچتا اب تم بڑی شان سے شیخی بگھار سکو گے کہ تم نے تین گھنٹے کے اندر ہی اندر نہ صرف مقتول کی جائے قیام کا پتہ لگالیا بلکہ وہاں بھی ایک عدد لاش دستیاب کرلی.... آؤ دیکھیں یہ خبطی کیا کہتا ہے۔!"

وہ کمرے کے وسط میں آئے.... مرنے والا کسی افریقی ہی نسل کا آدمی معلوم ہوتا تھا۔ کمرے میں چاروں طرف ابتری نظر آئی۔ صندوق کھلا پڑا تھا جس کی چیزیں آس پاس بکھری ہوئی تھیں۔ بستر الٹ ڈالا گیا تھا.... کپڑوں کی الماری بھی کھلی ہوئی تھی۔

"کسی چیز کو ہاتھ نہ لگانا....!" فیاض نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اتنا میں بھی جانتا ہوں.... سراغ رسانوں کے سپرنٹنڈنٹ صاحب....!" عمران نے کہا اور دروازے کی طرف جھپٹا.... دوسرے ہی لمحے میں وہ جیب سے رومال نکال کر دروازے کا ہینڈل صاف کررہا تھا.... فیاض خاموشی سے اس کی یہ حرکت دیکھتا رہا۔

وکٹوریہ ہوٹل شہر کے ایک بھرے پُرے حصے میں واقع تھا۔ مرنے والا خاموشی سے نہ مرا ہوگا۔ کمرے میں جدوجہد کے آثار بھی پائے جاتے تھے۔ ایک اسٹول گرا پڑا تھا۔ ایک کرسی الٹ گئی تھی۔ میز کی پوزیشن بھی بتارہی تھی کہ وہ اپنی جگہ سے کھسکی ہوئی ہے۔



فیاض تھوڑی دیر تک خاموشی سے کمرے کا جائزہ لیتا رہا... پھر عمران سے بولا۔ "چلو کمرہ مقفل کرکے کنجی میرے حوالے کردو.... کیل سے مت لٹکانا....!"

عمران نے چپ چاپ اس کی ہدایات پر عمل کیا۔

منیجر کے کمرے میں پہنچ کر فیاض نے سب سے پہلے فون سنبھالا اور فنگر پرنٹس سیکشن کے فوٹو گرافروں کو جلد از جلد وہاں پہنچنے کی ہدایت دی۔ پھر منیجر سے مخاطب ہوا.... جو شائد اسے پہچانتا تھا اور بہت زیادہ مضطرب معلوم ہورہا تھا۔ کمرہ نمبر گیارہ میں قتل کی اطلاع اس کے لئے بم کا دھماکہ ثابت ہوئی کچھ دیر تک ایسا ہی محسوس ہوتا رہا جیسے اس کے اعصاب مفلوج ہوکر رہ گئے ہوں۔

وہ ان کے ساتھ واردات والے کمرے تک آیا تھا اور لاش کو دیکھ کر بے ساختہ بولا تھا۔ "لیکن یہ وہ آدمی تو نہیں ہے جو یہاں مقیم تھا۔!"

"پھر یہ کون ہے....؟" فیاض اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"مم.... میں نہیں جانتا.... پہلے کبھی نہیں دیکھا جناب....!"

فوٹو گرافروں نے مختلف زاویوں سے لاش کی تصویریں لیں اور پھر انگلیوں کے نشانات کی تلاش شروع ہوئی۔ مختلف مقامات سے ان کے بھی فوٹو لئے گئے۔ اس کے بعد فیاض ایسی چیزیں تلاش کرنے لگا جن سے مقتول یا کمرے کے کرایہ دار کی شخصیتوں پر روشنی پڑ سکتی.... لیکن نہ تو کسی قسم کے کاغذات ملے اور نہ کوئی دوسری چیز....!

کچھ دیر بعد وہ منیجر کو مردہ خانے کی طرف لے جارہا تھا.... عمران بھی ساتھ تھا اور اس طرح خاموش تھا جیسے دو چار آدمیوں کی موجودگی میں بولتے ہوئے شرماتا ہو۔

مردہ خانے میں پہنچ کر منیجر نے ٹپ ٹاپ نائٹ کلب والے مقتول کو بھی پہچاننے سے انکار کردیا۔

"جی نہیں!" اس نے سر ہلا کر کہا۔ "یہ آدمی وہ نہیں ہے جو کمرہ نمبر گیارہ میں ٹھہرا ہوا ہے۔!"

"غور سے دیکھو....!" عمران نے کہا۔

"جناب میں اچھی طرح دیکھ چکا ہوں۔!"

"اچھا اگر اس کے چہرے پر مونچھیں ہوں تب....!"

"تب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔!"

عمران نے فیاض کی طرف دیکھا اور آہستہ سے بولا۔ "واقعی بہت مشکل ہے ایسے میں پہچاننا کیا

تم مجھے اجازت دو گے کہ انہیں پہچاننے پر مجبور کردوں۔!"

"ہوں....!" فیاض کچھ سوچتا ہوا بولا۔

عمران نے آگے بڑھ کر مقتول کے اوپری ہونٹ پر چپکے گھنے بال الگ کردیئے اور ناک کے درمیانی مصنوعی ابھار کا بھی خاتمہ کردیا۔ منیجر جو حیرت سے یہ کارروائی دیکھ رہا تھا کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔ "مسٹر غزالی.... ہاں یہ وہی ہیں.... میرے خدا....!"

اس نے اپنی بائیں ہتھیلی سے آنکھیں ڈھانپ لیں۔

مردہ خانے سے نکل کر وہ پھر وکٹوریہ ہوٹل میں آئے تھے اور فیاض نے غزالی کے متعلق ویٹروں سے پوچھ گچھ شروع کردی تھی۔

رجسٹر میں اندراج کے مطابق شاہ آباد کی شہنشاہ روڈ کی تیرھویں عمارت رہائشی نہ ثابت ہوسکی۔ وہاں کوئی گرلز اسکول تھا اور کسی نے غزالی نام کے کسی آدمی سے اپنی شناسائی ظاہر نہ کی۔ وہاں اس کی تصویر کی بھی شناخت نہ ہوسکی۔

ان دنوں فیاض بے حد پریشان تھا.... عمران کی یادداشت کے سہارے اس نے تصدق اور میریا تصدق کے حلیے بھی جاری کرادیئے تھے۔

وزارت خارجہ کے ویزا سیکشن میں بھی ان دونوں کا سراغ نہیں مل سکا تھا۔ اس لئے فیاض کو یقین تھا کہ انہوں نے اپنی قومیت کے بارے میں بھی عمران کو دھوکا دیا ہوگا۔

محکمہ خارجہ میں چھان بین کرنے سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ غزالی کے کاغذات بھی سامنے آئے۔ ویزا فارم پر تصویر اسی کی تھی لیکن نام گورچرن سنگھ لکھا ہوا تھا۔ نیروبی کی ایک فرم کے نمائندے کی حیثیت سے یہاں آیا تھا۔

برطانوی ہائی کمیشن کے توسط سے اس کے متعلق مزید چھان بین کرنی چاہی لیکن مایوسی ہی ہوئی کیونکہ وہاں بھی اس سے متعلق ضابطے کی کارروائیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

تفتیش کے گھوڑے دوڑتے رہے اور فیاض عمران ہی کو بور کرتا رہا.... غزالی کے بارے میں تو خیر اتنا کچھ معلوم ہوچکا تھا لیکن غزالی کے کمرے میں پائی جانے والی لاش کی شناخت نہیں ہوسکی تھی۔ اس کا کوئی ریکارڈ نہ تو برطانوی ہائی کمیشن میں مل سکا اور نہ محکمہ خارجہ کے ویزا سیکشن میں۔ ویسے وہ قطعی طور پر غیر ملکی تھا افریقہ ہی کی کسی نسل کا کوئی فرد۔



فیاض نے عمران سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس سلسلے میں کسی قسم کی بھی اطلاع ملنے پر عمران کو ضرور آگاہ کرے گا۔ لہٰذا آج جب کسی نامعلوم آدمی نے فون پر اسے بتایا کہ تصدق صدیق کے حلیے کا ایک آدمی القاہرہ میں دیکھا گیا ہے تو اس نے کسی کارروائی سے قبل عمران کو مطلع کردیا اور اس وقت وہ دونوں کیفے بنزاسکا میں بیٹھے اپنی اپنی بولیاں بول رہے تھے۔

"میرے خیال سے القاہرہ کا محاصرہ کرلینا چاہئے۔!" فیاض نے کہا۔

"آخر کس خوشی میں....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اطلاع کے مطابق وہ صرف دیکھا گیا تھا۔ بتانے والے نے یہ تو کہا نہیں تھا کہ وہ وہاں مقیم ہے۔!"

"پھر بھی کیا مضائقہ ہے....!"

"ہنسی اڑوانے سے کیا فائدہ سوپر فیاض....!"

"چلو دیکھ ہی لیں....!"

"ہاں یہ معقول بات ہے.... سنا ہے آج کل وہاں ایک ایسی مصری رقاصہ بھی مقیم ہے جو انڈوں پر رقص کرتی ہے اور مرغیوں کی طرح کڑکڑاتی ہے۔!"

"چلو اٹھو.... فضول بکواس نہ کرو.... اور آج پھر تم اسی نامعقول لباس میں نظر آرہے ہو کم از کم یہ ہیٹ تو نہ پہنو.... جگلر معلوم ہوتے ہو۔!"

"پاسنگ شو کی ڈبیہ پر وہ تصویر کیسی بھلی لگتی ہے اور وہ صرف اس ساخت کی ہیٹ کا کرشمہ ہے۔!"

"اٹھو....!" وہ اس کا بازو پکڑ کر کھینچتا ہوا بولا۔

القاہرہ کے ایک کمرے میں پستہ قد نیگرو بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ لیکن یہ بے چینی اضطراب کا نتیجہ ہرگز نہیں تھی۔ وہ شدید ترین غصے کے عالم میں تھا اور شائد کسی کا منتظر تھا۔

کچھ دیر بعد کسی نے دروازے پر دستک دی اور وہ حلق پھاڑ کر دہاڑا۔ "آجاؤ۔!"

لیکن دروازہ تو اندر سے بولٹ تھا۔ دستک پھر ہوئی اور وہ اپنے ہونٹ بھینچ کر دروازے کو گھورتا ہوا آگے بڑھا۔ آہستہ سے بولٹ گرایا.... اتنی احتیاط برتی تھی کہ بولٹ کھسکنے کی آواز بھی پیدا نہ ہوسکی.... اور جب ایک پٹ کھلا تو وہ سامنے ہونے کی بجائے اس کی اوٹ میں تھا۔

لیکن دستک دینے والا اندر نہ آیا۔ نیگرو نے پتلون کی جیب سے ریوالور نکال لیا تھا۔ لیکن اپنی

جگہ سے جنبش بھی نہ کی۔ بدستور کھلے ہوئے پاٹ کی اوٹ میں رہا۔

دفعتاً باہر سے آواز آئی۔ "ری رونا کے نام پر....!"

ریوالور کے دستے پر نیگرو کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور اس نے کھکار کر ڈھیلی ڈھالی آواز میں کہا "ری رونا کے نام پر آگ اگلنے والے اژدھے بھی اپنا منہ بند کر سکتے ہیں آجاؤ یہاں سلامتی ہے۔!"

دوسرے ہی لمحے میں ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا.... نیگرو اپنا ریوالور پھر پتلون کی جیب میں ڈال چکا تھا۔

آنے والا دراز قد اور قوی ہیکل آدمی تھا۔ عمر چالیس اور پچاس کے درمیان رہی ہوگی۔ نیگرو نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

نووارد نے نفی میں گردن ہلائی۔ گویا بیٹھنے کی پیش کش رد کر دی گئی تھی۔

"ہم پھر تمہیں سمجھانا چاہتے ہیں۔!" اس نے نیگرو سے کہا۔

"تمہیں ری رونا کے نام پر دوبارہ زندگی ملی ہے۔" نیگرو اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا غرایا اور نووارد نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی اور بولا "تصدق کو ری رونا کی حمایت حاصل ہے۔!"

"میں اسے تسلیم نہیں کرتا۔!"

"تو پھر تمہیں صفحۂ ہستی سے مٹ جانا پڑے گا.... تمہارے ساتھی گورچرن سنگھ کی موت ایک طرح کی وارننگ تھی۔!"

"اور اس کا بدلہ چکانے میں بھی میرے آدمیوں نے دیر نہیں لگائی تھی۔ تمہارے اس ساتھی کا کیا انجام ہوا جو گورچرن کے کمرے کی تلاشی لے رہا تھا۔" نیگرو نے کہا۔

"ایسی بازیوں میں مہرے پٹتے ہی رہتے ہیں۔!" نووارد نے لاپروائی سے کہا۔ "اب تم اپنے اُس آدمی کی لاش بھی کامن باتھ روم سے اٹھوا سکتے ہو جس نے کچھ دیر پہلے یہاں تصدق کی موجودگی کی اطلاع فون پر پولیس کو دی تھی۔!"

"میں نہیں جانتا....!" نیگرو نے حیرت سے کہا۔

"اس کا ری رونا سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا جو آپس کے جھگڑوں کو قانون کی مدد سے سلجھانے کی کوشش کرے۔!"

"میں اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔!" نیگرو نے کہا۔



نووارد نے طنزیہ سی ہنسی کے ساتھ کہا۔ "اس قسم کی حرکات کا مطلب یہی ہے کہ تم لوگ ہم سے بُری طرح خائف ہو اور ہم سے پیچھا چھڑانے کے لئے مقامی پولیس سے مدد لینا چاہتے ہو۔!"

"ری رونا کی قسم ہرگز نہیں.... میں پارٹی کا لیڈر ہوں.... اگر پارٹی کا کوئی فرد ذاتی طور پر ایسی کوئی حرکت کر بیٹھے تو مجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں عائد ہوتی۔"

"تم نہیں تو تمہاری پارٹی کے لوگ خائف ہیں.... اس لئے اب بھی مان جاؤ.... تصدق کے سامنے سر جھکا دو....!"

"یہ ناممکن ہے.... اسے میں اپنے ہاتھ سے قتل کروں گا۔!"

"فی الحال یہاں سے بھاگنے کی کوشش کرو.... تمہارا نیگرو ساتھی مگروبا ہمارے ہاتھ سے مارا گیا ہے.... حالانکہ تم سب الگ الگ کمروں میں ٹھہرے ہو.... اور بظاہر ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہو.... لیکن جب پولیس کو مگروبا کی لاش ملے گی تو کوئی دوسرا نیگرو اسے اپنی طرف ضرور متوجہ کرلے گا کیا سمجھے....!" نووارد نے قہقہہ لگایا۔

"اوہ....!" نیگرو اسے خوں خوار نظروں سے گھورنے لگا۔

"بس یہی کہنا تھا....!" نووارد اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

نیگرو اسے جاتے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے بھی جلدی جلدی کچھ چیزیں ادھر اُدھر سے اٹھائیں اور میز پر رکھا ہوا بریف کیس اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

القاہرہ میں سراسیمگی کے آثار نظر آئے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کسی گاہک نے کامن باتھ روم میں ایک لاش دیکھی ہے۔ منیجر بوکھلا کر فون پر کسی ایسے فون کے نمبر ڈائیل کر رہا تھا جو شائد انگیج تھا.... اور اسے لائن کلیر نہیں مل رہی تھی۔

جیسے ہی کیپٹن فیاض اور عمران کمرے میں داخل ہوئے تو وہ بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔ غالباً فیاض کو پہچانتا تھا۔

"اوہ کپتان صاحب....!" اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ "رنگ کر کر کے تھک گیا.... لیکن جواب نہیں ملتا....!"

"کہاں سے جواب نہیں ملتا....!"

"پولیس اسٹیشن سے....!"

"کیوں....؟" فیاض نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

"لاش....!" وہ تھوک نگل کر بولا۔ "کامن باتھ روم میں۔!"

"اوہ.... کہاں.... مجھے دکھاؤ....!"

مرنے والا فرش پر اوندھا پڑا تھا.... فیاض نے اُسے سیدھا کیا۔

"نن.... نیگرو....!" عمران بڑبڑایا اور تشویش کن انداز میں منہ چلانے لگا۔

جسم پر کہیں کوئی زخم نظر نہ آیا۔

"کیا یہ یہاں مقیم تھا....!" فیاض نے منیجر سے پوچھا۔

"جی ہاں....!" منیجر نے نچلے ہونٹ پر زبان پھیر کر کہا۔ "اسٹیفن مگروبا.... نام تھا۔!"

"تنہا تھا....؟"

"جی ہاں.... دوسرا نیگرو روم نمبر سترہ میں مقیم ہے۔!"

"اس کا ساتھی....؟" فیاض نے پوچھا۔

"پتہ نہیں.... ویسے وہ بھی نیگرو ہی ہے.... اور دونوں ہی مصر سے تعلق رکھتے ہیں۔ رجسٹر میں انہوں نے مصر ہی کے دو شہروں کے نام لکھائے تھے شائد....!"

لاش کے پاس سے ہٹ کر وہ پھر منیجر کے کمرے میں آئے.... یہاں سے فیاض نے اپنے محکمے کے مختلف شعبہ جات کے ماہرین کو فون کر کے القاہرہ میں پہنچنے کو کہا اور پھر ریسیور رکھ کر منیجر سے بولا "ذرا دوسرے نیگرو کو تو بلوایئے.... کیا نام ہے اُس کا....!"

"راکی مامبا....!"

"کتنے دنوں سے یہ لوگ یہاں مقیم ہیں....!"

"شائد دو ہفتے سے....!"

منیجر نے ایک ویٹر کو طلب کر کے دوسرے نیگرو کو آفس میں بلا لانے کو کہا۔

فیاض عمران کی طرف مڑا جو دروازے کے قریب کھڑا منیجر کو میٹھی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تم وہاں کیوں کھڑے ہو....!" فیاض نے اسے مخاطب کیا۔

لیکن اسے کوئی جواب دینے کی بجائے منیجر کو اپنی طرف متوجہ کر کے تصدق کا حلیہ دہرانے لگا



اور اُس سے اُس کے متعلق کئی سوالات کر ڈالے۔

"نہیں جناب اس حلیئے کا کوئی آدمی یہاں مقیم نہیں ہے۔!"

"ویسے کبھی روزانہ گاہکوں میں تو نظر نہیں آیا۔!"

"پتہ نہیں جناب اتنا دھیان کون دیتا ہے....!"

"لیکن آپ کو مستقل قیام کرنے والوں کے نام زبانی یاد رہتے ہیں۔!"

"نیگرو یقیناً یہاں کے لئے عجوبہ ہی کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر مجھے ان کے نام یاد رہ گئے تو تعجب کی بات نہیں۔!"

عمران خاموش ہو گیا.... تھوڑی دیر بعد ویٹر نے آ کر اطلاع دی کہ دوسرے نیگرو کا کمرہ خالی ہے اور کمرے کا دروازہ بھی مقفل نہیں ہے.... کنجی کیل سے لٹکی ہوئی ہے۔

"آؤ....!" عمران نے فیاض کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔

وہ نیگرو کے کمرے میں آ تو گئے تھے لیکن کوئی خاص چیز ان کے ہاتھ نہ لگی۔ پہننے کے کپڑوں دو تین جوڑے جوتوں اور پرانے اخبارات کے علاوہ اور کچھ نہ ملا۔

"کیا خیال ہے....؟" فیاض عمران کی طرف دیکھ کر بولا۔ "بھاگ گیا کیوں....؟"

"میرا خیال کیا پوچھتے ہو.... بے حد وسیع الخیال آدمی ہوں....!"

یک بیک فیاض چونک کر بولا۔ "تو کیا وہ کال اسی لئے تھی کہ ہم یہاں آئیں اور ایک عدد لاش ہماری منتظر ہو۔!"

"بہت تیز دوڑنا شروع کر دیتے ہو....!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "ضروری نہیں کہ وہ قتل ہی ہو.... ہارٹ فیلیور کا بھی کیس ہو سکتا ہے۔!"

"لیکن نیگرو....!"

"بس....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "جاسوسی ناولیں پڑھ پڑھ کر چوپٹ ہو گئے تم۔ افریقہ یا کسی افریقی نسل سے تعلق رکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی ہر حال میں پراسرار ہی ہو گا۔!"

"پھر ہم یہاں کیوں جھک مار رہے ہیں....!" فیاض نے جھنجھلا کر کہا۔

"تمہارے مقدر ہی میں یہی ہے.... میں کیا کر سکتا ہوں....!"

"اچھا بکواس بند کرو....!"

"لیکن تمہارے فوٹو گرافرز یہاں بھی انگلیوں کے نشانات تلاش کریں گے۔!"

"کیوں....؟"

"نشان ہائے انگشت کا البم ترتیب دوں گا۔!"

فیاض بُرا سا منہ بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھنے لگا۔

محکمے کے فوٹو گرافروں نے وہاں پہنچ کر کام شروع کر دیا تھا۔ فیاض پھر منیجر کے کمرے میں آ بیٹھا اور عمران ویٹروں سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگا۔ خصوصیت سے ایک بوڑھے اور ڈاڑھی والے ویٹر کو تاک لیا.... اس سے کہنے لگا۔ "ارے تم یہاں تضیع اوقات کر رہے ہو.... تم تو شائد جنرل مارکیبہم کے بٹلر تھے۔!"

"جی نہیں.... کرنل ہلڈرچ کا....!"

"وہی مطلب.... وہی مطلب....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں یہ سوچ رہا تھا بھلا یہاں کی ملازمت میں تمہیں کیا مزہ آتا ہو گا.... جب کہ اتنے اتنے بڑے انگریزوں....!"

"مقدر کی بات ہے.... جناب....!" وہ بات کاٹ کر بولا۔ "دن کاٹ رہا ہوں.... کبھی نوابی بھی کی ہے.... کیا بات تھی.... انگریز آقاؤں کی....؟"

"بالکل.... بالکل....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "لیکن انگریزوں ہی پر کیا موقوف ہے۔ سارے ہی غیر ملکی بڑے دریا دل ہوتے ہیں۔!"

"نہیں سرکار ایسا نہ کہئے.... یہ نیگرو جسکی تلاش جاری ہے.... غیر ملکی ہی تھا.... پرلے درجے کا کنجوس.... اس کا کمرہ میری ہی سروس میں تھا۔ آج تک پھوٹی کوڑی بھی نہ نکلی جیب سے....!"

"اے وہ تو بڑا خرانچ مشہور ہے....!"

"بھیا کی باتیں.... کوئی مہمان آ جاتا تھا تو ایک اسپیشل چائے منگوا کر اس میں دو پیالیاں بناتا تھا۔!"

"مہمان بھی آتے تھے....!"

"اکثر آتے تھے....!"

"سب حبشی ہی ہوتے تھے۔!"

"نہیں دیسی بھی ہوتے تھے۔!"

"اچھا.... یہ جو مر گیا ہے اس سے کیسے تعلقات تھے اس کے....!"



"پتہ نہیں.... میں نے انہیں کبھی یکجا نہیں دیکھا۔!"

پھر عمران نے باتوں ہی باتوں میں تصدق کا حلیہ بھی دہرایا اور ویٹر کچھ سوچنے لگا۔ پھر بولا۔

"جی ہاں میرا خیال ہے کچھ دیر پہلے یہاں ایک ایسا آدمی دکھائی دیا تھا۔!"

"کیا وہ بھی کبھی اس نیگرو کے مہمان کی حیثیت سے یہاں آیا تھا....!"

"پتہ نہیں جناب میں نے کبھی اس کے کمرے میں نہیں دیکھا۔!"

"اچھا اگر اب کبھی وہ یہاں دکھائی دے تو اس کی جائے قیام معلوم کرنے کی کوشش کرو گے۔!" عمران جیب سے پرس نکالتا ہوا بولا اور پرس سے دس کا ایک نوٹ نکال کر اُس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

"جی ضرور معلوم کروں گا.... شکریہ....!" ویٹر نے نوٹ لے کر جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ "مگر آپ کو کیسے اطلاع دی جائے گی۔!"

عمران نے اسے فیاض کے فون نمبر نوٹ کرائے اور بولا۔ "ان صاحب کو فون کر کے کہہ دینا کہ سفید مونچھوں والے کے متعلق ایک اطلاع ہے.... میں یہاں پہنچ جاؤں گا۔!"

واپسی پر عمران نے فیاض سے کہا۔ "یہ تصدق اس کہانی میں کوئی اہم رول انجام دے رہا ہے۔!"

"اور اس مردود کو بھی تمہی سے ٹکرانا تھا...." فیاض ناخوشگوار لہجے میں بولا۔ "دو تین دن کے اندر اندر تین قتل ہو گئے۔"

"ڈیئر ڈیئر....!" عمران اس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔ "ضروری نہیں ہے کہ یہ تیسرا بھی قتل ہی ہو۔ تمہیں پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کا انتظار کرنا چاہئے۔!"

فیاض کچھ نہ بولا۔ عمران اس کے ساتھ آفس تک چلا آیا تھا.... لیکن آفس میں قدم رکھتے ہی ایسا معلوم ہوا جیسے کھوپڑی ہوا میں اڑ جائے گی۔ کیونکہ سامنے اسٹول پر بیٹھی ہوئی لڑکی وہی تو تھی جس نے ستائیسویں دسمبر کی شب کو اسے ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں الو ہی نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ کمیاب کوئی دوسرا پرندہ بنا کر رکھ دیا تھا۔

عمران پر نظر پڑتے ہی شائد وہ بھی کچھ بوکھلا سی گئی تھی.... اس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار صاف پڑھے جا سکتے تھے۔ ویسے فیاض تو ایک عدیم المثال قسم کی اجنبی لڑکی اپنے آفس میں دیکھ کر حیرت اور مسرت کے سمندروں میں غوطے کھانے لگا تھا۔

لڑکی جوانہیں دیکھ کر پہلے ہی اٹھ گئی تھی سنبھالا لے کر عمران کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔ "یہ بڑی اچھی بات ہے جناب کہ آپ بھی موجود ہیں۔..!"

"کک.... کون....!" عمران بوکھلا کر چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"آپ....!" لڑکی نے لفظ آپ پر کافی زور دیا تھا۔

"مم.... میں .... یعنی کہ.... میں نہیں سمجھا....!" اس نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر یک بیک اچھل پڑا اور دروازے کی طرف بھاگا.... لیکن فیاض نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

"بب.... بس.... خدا کے لئے جانے دو....!" عمران ہانپتا ہوا بولا۔ "ورنہ.... ورنہ.... ہوسکتا ہے کہ آج تم ہی مجھے پکڑ کر بند کر دو....!"

"کیا بیہودگی ہے....!" فیاض جھلا کر بولا۔

"بب بالکل بیہودگی نہیں ہے.... لیکن تھوڑی دیر بعد شروع ہوسکتی ہے.... سر اگر پہلے سے زیادہ بڑا معلوم ہونے لگا۔!"

لڑکی ہنس پڑی اور فیاض جھینپے ہوئے انداز میں بولا۔ "آپ کون ہیں اور کیا چاہتی ہیں۔!"

"میں اپنی صفائی پیش کرنے آئی ہوں....!"

"تت.... تشریف رکھئے.... آخر کس بات کی صفائی۔!"

"یہ صاحب جانتے ہیں....!" اس نے عمران کی طرف اشارہ کیا اور پھر اسٹول پر بیٹھ گئی۔

"کرسی پر تشریف رکھئے....!" فیاض بولا۔

"جی نہیں شکریہ.... میں ٹھیک ہوں....!"

عمران اس کی طرف پشت کئے کھڑا متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکا رہا تھا۔

"فرمایئے....!" فیاض نے لڑکی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میرا نام میریا ہے.... اور میں وہی لڑکی ہوں جس کا حلیہ آپ کے محکمے کی طرف سے جاری کیا گیا ہے۔ میریا تصدق سمجھ لیجئے کیونکہ ان صاحب کو یہی نام بتایا گیا تھا۔!"

"اوہ....!" فیاض حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔

"میں.... میں اب.... کیا کروں....؟" عمران کراہا۔

"چلو.... ادھر آکر خاموشی سے بیٹھ جاؤ....!" فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔



"میں بالکل لاعلم تھی جناب....! مجھے دھوکا دیا گیا۔ مجھ سے کہا گیا تھا کہ ایک آدمی کو بیوقوف بنانا ہے.... پھر یہ حضرت کلب کے پھاٹک پر نظر آئے تو تصدق نے کہا یہی وہ آدمی ہے جسے بیوقوف بنایا جائے گا.... اور یہ حضرت کچھ اس قسم کی حرکتیں بھی کر رہے تھے اُس وقت۔"

لڑکی نے فیاض کو ٹیکسی والا واقعہ بتایا اور پوچھا۔ "کیا یہ بھی آپ کے محکمے سے تعلق رکھتے ہیں؟"

"نہیں میرے ایک ملنے والے ہیں....!"

"فی الحال تو بچھڑنے والا ہی سمجھئے....!" عمران کانپتی ہوئی آواز میں بڑبڑایا۔

"ان کی میز پر میں نے جو کچھ بھی کیا اس کے لئے میں پہلے سے تیار تھی۔ بوڑھے نے مجھے وہ سب کچھ سکھایا تھا.... اور کہا تھا کہ مقصد اس ڈرامے کے بعد بتائے گا.... لیکن....؟"

"لیکن کیا....؟"

"وہ اس رات کے بعد سے پھر مجھے نہیں ملا.... میں تو اس سے بھی بے خبر ہی رہتی کہ پولیس ہم دونوں کی تلاش میں ہے کیونکہ شاذونادر ہی اخبار دیکھتی ہوں.... اس دلچسپ واقعہ کی اطلاع تو مجھے میری ایک سہیلی سے ملی تھی اور پھر دوسرے دن اس نے بتایا کہ محکمہ سراغرسانی کی طرف سے دونوں کا حلیہ جاری کیا گیا ہے۔!"

"مم.... مگر آپ تو نیروبی سے....!" عمران جملہ پورا کئے بغیر ہی خاموش ہو گیا۔

"نیروبی کی کہانی بھی اسی نے گھڑی تھی۔!" لڑکی نے کہا۔ "میں یہیں پیدا ہوئی پلی اور بڑھی ہوں۔ یقین نہ ہو تو بڑے گرجے سے تعلق رکھنے والے یتیم خانہ کا ریکارڈ دیکھ لیجئے۔!"

"یتیم خانہ....!"

"جی ہاں.... میرے والدین بچپن ہی میں مر گئے تھے یتیم خانے میں پرورش ہوئی تھی۔"

"لیکن اس آدمی.... تصدق سے کیسے جان پہچان ہوئی تھی آپ کی....!"

"میں روجر اینڈ ڈکسن کی فرم میں ٹائپسٹ ہوں.... وہ لوگ سوت کے بڑے امپورٹر ہیں یہ آدمی تصدق کسی کام سے آفس میں آیا تھا.... جنرل منیجر سے ملنا چاہتا تھا لیکن وہ بہت مشغول تھے۔ اسے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک انتظار کرنا پڑا۔ میرے ہی پاس بیٹھا رہا تھا.... بس پھر جان پہچان ہوگئی تھی۔ بذلہ سنج اور دلچسپ آدمی ہے۔ مزاج میں بچکانہ پن ہے۔ ہم دونوں دوست بن گئے.... جیسے ایکٹیوٹی آپ کے ساتھ کی تھی۔ ویسی ہی اس سے پہلے میرے ہی تعاون سے دوسرے کے ساتھ

بھی کر چکا تھا۔ لیکن وہ نوعیت کے اعتبار سے اس سے مختلف تھیں۔ بہر حال میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس ایکیٹوٹی کے سلسلے میں اس حد تک حالات بگڑیں گے کہ پولیس ہمارے جلئے تک جاری کرا بیٹھے گی۔ کیا بتاؤں کیا کروں کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ آخر ہمیں کیا سزا ملے گی۔!"

"کیا سزا ملے گی....!" عمران نے احمقانہ انداز میں فیاض سے پوچھا۔

"آپ فی الحال باقاعدہ طور پر اپنا بیان لکھوائیے....!" فیاض نے کہا۔

"میں تیار ہوں....!" لڑکی بولی۔

"لیکن وہ آدمی تصدق....؟"

"میں اس کے بارے میں کیا بتاؤں....اس رات کے بعد سے ملا ہی نہیں۔!"

"تعجب ہے اتنی بے تکلفی کے باوجود بھی آپ اس کی جائے قیام سے واقف نہیں۔!"

"اس نے آج تک بتایا ہی نہیں.... کہتا تھا کہ پردیسیوں کی جائے قیام ہوٹل ہی ہو سکتے ہیں اس لئے قابل ذکر نہیں.... بس ہم لوگ پہلے سے پروگرام بنا کر کسی تفریح گاہ میں ملا کرتے تھے۔ خود کو وہ مشرقی صوبے کا باشندہ بتاتا تھا۔!"

فیاض تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا۔ "آپ حراست میں بھی لی جاسکتی ہیں محترمہ! ٹپ ٹاپ کے منیجر نے آپ لوگوں کے خلاف رپورٹ درج کرائی ہے۔ کلب کو سینکڑوں روپوں کا نقصان پہنچا ہے آپ دونوں کی اس حرکت سے....!"

"اوہ.... میرے خدا میں کیا کروں....!" لڑکی مضطربانہ انداز میں ہاتھ ملتی ہوئی بولی۔

"اے خبردار....!" دفعتاً عمران آنکھیں نکال کر غصیلی آواز میں بولا۔ "تم انہیں حراست میں ہرگز نہیں لے سکتے۔ کلب میں وہ ساری توڑ پھوڑ میں نے مچائی تھی۔!"

"نہیں صاحب!" میریا جلدی سے بولی۔ "آپ کیوں خواہ مخواہ یہ الزام اپنے سر لے رہے ہیں۔"

"اچھا....!" عمران نے کسی لڑاکی عورت کے سے انداز میں کہا۔ "تو کیا آپ جیل چلی جائیں گی.... ذرا جا کر تو دیکھئے....!"

لڑکی نے اسے حیرت سے دیکھا پھر فیاض کی طرف متوجہ ہو گئی جو کہہ رہا تھا۔ "ممکن ہے اس صورت میں کچھ بھی نہ ہو کہ کلب کا منیجر اپنے خسارے کی رقم وصول کر کے سمجھوتہ کر لے۔!"

"اندازاً کتنا نقصان ہوا ہوگا....!" لڑکی نے پوچھا۔



"سات سو کا تخمینہ ہے....!"

"میں ادا کر دوں گا....اسے آمادہ کیجئے کہ شکائت واپس لے لے....!"

"شکایت اُسے واپس ہی لینی پڑے گی...." عمران جھلائے ہوئے انداز میں فیاض کو گھونسہ دکھا کر بولا۔

"میں کہوں گا اس سے.... بہر حال آپ اپنا بیان لکھوا دیجئے۔!"

فیاض نے گھنٹی بجا کر اپنی اسٹینو کو طلب کیا جو خاصی قبول صورت عورت تھی۔

عمران ٹھنڈی سانس لے کر چھت کی طرف دیکھنے لگا۔ آج بھی اس کی ناک پر عینک جمی ہوئی تھی....اور وہ ایک نہایت شائستہ اور مہذب قسم کا چغد معلوم ہو رہا تھا۔

"آپ تو مجھ سے خفا نہیں ہیں جناب....!" دفعتاً لڑکی نے اُس سے پوچھا۔

"جج.... جی...." عمران چونک کر بولا۔ لڑکی نے پھر اپنا جملہ دہرایا اور عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "میں صرف متحیر ہوں محترمہ کہ آخر عورتیں کس طرح بیوقوف بن جاتی ہیں۔!"

"ہاں.... بیان لکھوائیے....!" فیاض کھکھار کر بولا.... اور جب وہ بیان لکھوا رہی تھی تو فیاض عمران کو اس طرح گھور رہا تھا جیسے اب وہاں اس کی موجودگی غیر ضروری سمجھتا ہو۔

بیان شارٹ ہینڈ میں نوٹ کر کے اسٹینو چلی گئی اور لڑکی نے اجازت طلب کی۔

"ٹائپ ہو جانے دیجئے....!" فیاض بولا۔ "اس پر آپ کے دستخط بھی ضروری ہیں۔"

"جی ہاں.... بالکل....!" عمران نے احمقانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔

پھر وہ دونوں مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے رہے اور عمران خاموش بیٹھا رہا۔

کچھ دیر بعد اسٹینو اس کا بیان ٹائپ کر کے لائی.... میریا نے اس پر دستخط کئے.... اور فیاض سے بولی۔ "کیا مجھے کچھ اور بھی کرنا پڑے گا۔!"

"جی نہیں شکریہ.... میں کوشش کروں گا کہ ٹپ ٹاپ کا منیجر مان جائے۔!"

"میں بے حد شکر گذار ہوں گی جناب....!"

"اور ہاں دیکھئے.... جب بھی اس آدمی.... تصدق سے ملاقات ہو مجھے ضرور مطلع کر دیجئے گا اگر میں نہ ملوں تو قریبی تھانے کے انچارج کو مطلع کر دیجئے گا۔!"

"میں ایسا ہی کروں گی جناب.... مجھے بھلا کسی ایسے آدمی سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے جس نے

مجھے اس قسم کے جنجال میں لا پھنسایا ہو.... اچھا اب اجازت دیجئے۔!"

"میں بھی اب جاؤں گا....!" عمران نے فیاض سے غصیلے لہجے میں کہا۔

لڑکی جانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ عمران اس سے پہلے ہی کوریڈور میں نکل آیا تھا۔ پھر اس نے اپنی پشت پر ایڑیوں کی کھٹ کھٹ سنی لیکن مڑ کر دیکھے بغیر کاہلوں کے سے انداز میں آہستہ آہستہ چلتا رہا۔

دفعتاً لڑکی اس کے برابر پہنچ کر بولی۔ "میں آپ سے تو بے حد شرمندہ ہوں جناب....!"

"جج....جی....!" عمران نہ صرف چونکا بلکہ اچھل پڑا۔

"واقعی بے حد شرمندہ ہوں....!"

"اچھا....اچھا....!" عمران بوکھلا کر بولا۔

"سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کی تلافی کس طرح کروں....؟"

"جس طرح جی چاہے۔!"

وہ کمپاؤنڈ میں نکل آئے تھے۔ لڑکی ایک لمبی سی شاندار کار کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔ "آیئے....کہاں جایئے گا....میں پہنچادوں۔!"

"آپ پہنچادیں گی....!" عمران نے رک کر حیرت سے کہا اور اسے نیچے سے اوپر تک دیکھتا ہوا احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا۔

"جی ہاں گاڑی میں....!" لڑکی نے کار کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ آپ کی گاڑی ہے....!" عمران نے خوش ہو کر پوچھا.... لہجہ بچکانہ تھا۔

"نہیں میرے باس کی ہے....!"

"اوہ....!" عمران نے مایوسانہ انداز میں سر کو جنبش دی۔

"آیئے....!" وہ عمران کا ہاتھ پکڑ کر گاڑی کی طرف کھینچتی ہوئی بولی۔

"ڈر لگتا ہے آپ سے....!" عمران گھگھیایا۔

وہ ہنس پڑی.... لیکن ہاتھ نہ چھوڑا.... اسی طرح گھسیٹتی ہوئی کار تک لے گئی اور اگلی ہی نشست کا دروازہ کھولتی ہوئی بولی۔ "تشریف رکھئے۔!"

عمران نے چھتری سیٹ پر رکھ دی.... خود نہ بیٹھا۔



"اوہو.... تشریف رکھئے نا....!"

"رکھ تو دی....!" عمران بے بسی سے بولا اور وہ پھر بے بسی سے ہنسنے لگی۔

"اسے تشریف نہیں....چھتری کہتے ہیں۔!"

"مجھے اردو بہت زیادہ نہیں آتی.... بچپن ہی سے لندن میں رہا ہوں....!"

"خیر اب بیٹھئے بھی....!"

"ڈرائیور کہاں ہے....!"

"میں خود....ڈرائیو کروں گی۔!"

"آپ....؟" عمران ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"ہاں....کیوں....!"

"نہیں....نہیں....مجھے شرم آتی ہے۔!" عمران سچ مچ لجا کر بولا۔

"ارے واہ....کیوں....!"

"لوگ دیکھ کر کہیں گے دیکھو تو بے شرم کو عورت سے ڈرائیو کرا رہا ہے۔!"

"واہ بھئی اس میں بے شرمی کی کیا بات....ارے آپ لندن میں رہے ہیں۔!"

"ناجائز طور پر رہا ہوں....؟"

"ناجائز....کیا بات ہوئی....!"

"ارے وہ اُسے کیا کہتے ہیں....شائد نابالغ طور پر رہا ہوں....!"

"اس سے بھی کیا بات بنی۔!"

"سمجھ میں نہیں آتا....اردو میں کیا لفظ بولیں گے۔!"

"چلئے بیٹھئے....!" اس نے اسے دھکا دیا اور عمران بوکھلایا ہوا اندر جا بیٹھا۔

وہ دوسری طرف سے اسٹیئرنگ کے سامنے آبیٹھی۔

"کہاں لے چلوں....!" اس نے پوچھا۔

"میرے گھر کے علاوہ اور جہاں جی چاہے لے چلئے۔!"

"گھر سے گھبراتے ہیں آپ....!"

"نہیں تو....بات یہ ہے کہ گھر خود مجھ سے گھبراتا ہے۔!"

"کیا بات ہوئی۔!"

"پھر کیا کہنا چاہئے مجھے....؟" عمران نے بھولے پن سے پوچھا۔

"میں کیا جانوں.... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔!"

"میں خود بھی تو نہیں جانتا....!" عمران مضطربانہ انداز میں اپنی پیشانی رگڑنے لگا۔

"بیوی بچے ہیں آپ کے....!"

"ہوتے بھی تو نہ ہونے کے برابر ہوتے۔!"

"بیوی تو ہوگی ہی....!"

"ہو جاتی.... لیکن بعض ٹیکنیکل دشواریوں کی بناء پر نہیں ہو سکی۔!"

"ٹیکنیکل دشواریوں سے کیا مراد ہے آپ کی۔!"

"پتہ نہیں.... اردو میں کیا کہنا چاہئے۔!"

"جی نہیں.... اس بار آپ انگریزی ہی میں کچھ غلط کہہ گئے ہیں۔!"

"بعض اوقات میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے کیا کہنا چاہئے....!"

"غالباً آپ اقتصادی دشواری کہنا چاہتے تھے۔!"

"اقتصادی.... اقتصادی.... کیا اس لفظ کا تعلق کسی سسرالی معاملے سے ہے۔!"

"جی انگریزی میں اکنامک....!"

"نہیں نہیں ویسی کوئی دشواری نہیں ہے....!" عمران جلدی سے بولا۔

"آپ کیا کرتے ہیں....!"

"شائد آپ پہلے بھی پوچھ چکی ہیں....!"

"مجھے یاد نہیں....!"

"میں یہی سوچا کرتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے... سردیوں میں یہاں آئس کریم بھی نہیں چلتی۔

"کیا واقعی آپ نے آئس کریم فریزنگ میں ڈاکٹریٹ لی تھی۔!"

"جی ہاں.... بالکل.... بالکل....!"

"آپ کے والد کیا کرتے ہیں....!"

"انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل ہیں۔!"



"اوہ... کیا ان کی تھوڑی سی بھی ذہانت آپ کے حصے میں نہیں آئی۔!"

"پتہ نہیں....!" عمران نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر لڑکی نے پوچھا۔ "کہاں لے چلوں....!"

"کہہ تو دیا جہاں جی چاہے....!"

"اچھا تو چلئے.... یہ گاڑی آفس میں چھوڑ کر پھر کہیں چلیں گے۔!" لڑکی بولی۔ "ہاں.... وہ پولیس آفیسر صاحب کیا آپ کے دوست ہیں۔!"

"پتہ نہیں... کوئی اس قسم کا موقع آئے بغیر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ دوست ہیں یا دشمن....!"

"عجیب اتفاق ہے....!" لڑکی ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "اس رات ہم لوگ ٹکرائے بھی تو کس سے ایک پولیس آفیسر کے دوست سے۔!"

"کیا خیال ہے آپکا... وہ بوڑھا مجھے پہلے سے جانتا تھا.... یا خواہ مخواہ ہی مجھ سے آ ٹکرایا تھا۔!"

"پتہ نہیں....! مجھ سے تو اُس نے ایسے ہی انداز میں خصوصیت سے کسی آدمی کا تذکرہ کیا تھا جسے وہ پہلے سے جانتا ہو لیکن خود وہ آدمی اس سے واقف نہ ہو۔!"

"بہر حال میں اُس سے دوبارہ بھی ملنا چاہتا ہوں.... بڑا ستم ظریف آدمی تھا۔!"

"اس کی ستم ظریفی کا کیا پوچھنا....!" لڑکی نے تلخ لہجے میں کہا۔

میریا نے کار اپنے آفس کے سامنے کھڑی کر دی.... انجن مقفل کر دیا.... اور دروازہ کھول کر نیچے اترتی ہوئی بولی۔ "یہیں میرا انتظار کرو.... میں کنجی اپنے باس کو دے آؤں۔!"

عمران نے بڑے مخلصانہ انداز میں اسے یقین دلایا کہ وہ ایسا ہی کرے گا۔

کچھ دیر بعد وہ آئی اور ٹیکسیوں کے اڈے تک پہنچتے پہنچتے عمران نے اندازہ کر لیا کہ وہ ان واقعات کے متعلق پولیس کی رائے معلوم کرنا چاہتی ہے۔

"سمجھ میں نہیں آتا کہ اس پولیس آفیسر سے تمہاری دوستی کیسے ہوگئی۔ تم تو بہت شریف آدمی معلوم ہوتے ہو....!" اس نے کہا۔

"خود اس کا بھی یہی خیال ہے کہ میں بہت شریف آدمی ہوں۔!" عمران سر ہلا کر بولا.... اور پھر وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ گئے.... لڑکی نے ایک ساحلی تفریح گاہ چلنے کو کہا۔

"لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ تصدق والے معاملے کو اتنی اہمیت کیوں دی جا رہی ہے جبکہ وہ

محض مذاق تھا۔" لڑکی بولی اور عمران نے سوچا کہ اُسے پوری پوری معلومات بہم پہنچانا چاہئے اس لئے اس نے بڑے بھولے پن سے کہا۔ "ارے تمہیں معلوم نہیں.... وہ جو قتل ہوا تھا پچھلے دن.... ٹپ ٹاپ میں.... اس کی وجہ سے....؟"

"اُس کی وجہ سے....؟" لڑکی کے لہجے میں حیرت تھی۔ "بھلا اس کا اس سے کیا تعلق....!"

"مقتول مجھ سے تصدق کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہا تھا اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ تصدق نیروبی میں اس کے ساتھ ایک بہت بڑا فراڈ کر کے بھاگا تھا۔!"

"خدا جانے کیا چکر ہے....؟" لڑکی بڑبڑائی.... پھر بولی۔ "کیا پولیس کا خیال ہے کہ وہ اس لئے مار ڈالا گیا کہ تصدق کے متعلق تم سے معلومات حاصل کر رہا تھا۔!"

"بالکل.... بالکل....!"

"اوہ.... تو یہ تصدق کوئی بہت خطرناک آدمی ہے۔!" لڑکی نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

عمران کچھ نہ بولا.... چہرے پر احمقانہ انداز والی سنجیدگی طاری تھی۔

"تو پھر....!" لڑکی ہی کچھ دیر بعد بولی۔ "پولیس نے مقتول کے بارے میں کیا معلوم کیا۔ مگر اُوہ.... میں تم سے یہ کیوں پوچھ رہی ہوں۔ بھلا اس نے تمہیں کیوں بتایا ہوگا۔ ایسی دوستی تو نہ ہوگی تم سے....؟"

"میں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ اسے قبض کیوں رہتا ہے۔!" عمران نے اکڑ کر کہا۔

"ارے جاؤ....؟"

"میں بہت کچھ جانتا ہوں....!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا جانتے ہو....!" اس نے مضحکانہ انداز میں سوال کیا۔

"مقتول کا نام غزالی نہیں گورچرن سنگھ تھا.... اور وہ کینیا ہی سے آیا تھا....!"

"لیکن مارا کیوں گیا....؟"

"کمبختی اور کیا....؟"

"خیر ہٹاؤ.... کوئی اور بات کرو....!"

ٹیکسی جیسے ہی ساحلی تفریح گاہ والی سنسان سڑک پر مڑی عمران نے اندازہ کر لیا کہ انکا تعاقب کیا جارہا ہے۔ سرخ رنگ کی وہ اسپورٹ کار ٹیکسیوں کے اڈے ہی سے ان کے پیچھے چلی آئی تھی۔



میریا بولی.... "یہ تم چپ کیوں ہو گئے۔!"

عمران نے ٹھنڈی سانس لی.... تھوڑی دیر تک یونہی منہ چلاتا رہا پھر جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر اس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "لو.... چباؤ....!"

"تم بالکل بچے ہو!" وہ ہنس پڑی پھر بولی۔ "مجھے حیرت ہے کہ تم انگلستان سے واپس کیسے آگئے۔!"

"مجبوراً واپس آنا پڑا.... یہ اس زمانے کی بات ہے کہ جب ہمارے لئے ممکن ہی نہیں تھا کہ معینہ مدت سے زیادہ وہاں ٹھہر سکیں.... اب تو جسے دیکھئے لندن چلا جارہا ہے.... ہمارے دھوبی کا لڑکا غفورا وہاں بہت اچھے پیسے بنا رہا ہے اور پچھلے دنوں اس کی بیوی بفاتن بچہ دینے یہاں واپس آئی ہے۔ کمبخت لندن میں کیا رہ آئی ہے اب زمین پر پاؤں ہی نہیں رکھتی.... یہاں باسی کھانے بیٹھتی ہے تو بریک فاسٹ ہوتا ہے پرسوں میرے گھر دھلائی کے کپڑے لینے آئی تھی کہنے لگی جلدی کرو.... لنچ کا ٹیم ہورہا ہے.... سنا ہے ایک دن خسر پر چڑھ دوڑی تھی کہنے لگی کموڈ لگواؤ میں کھڈی پر نہیں بیٹھوں گی۔!"

میریا ہنسنے لگی.... کچھ دیر بعد بولی۔ "یہ تم ہیٹ کیسی پہنتے ہو.... سرکس کے مسخروں کی سی۔!"

"میں بُرا مان جاؤں گا....!" عمران نے روٹھ جانے کے سے انداز میں کہا۔

"کیوں.... کیوں....!"

"مجھے وہ لوگ سخت ناپسند ہیں جو میری کسی کمزوری کا مضحکہ اڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔!"

"کمزوری....؟ میں نہیں سمجھی.... بھلا ہیٹ....؟"

"ہاں کمزوری....!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "اور پھر ہیٹ تو کمزوری ہی نہیں بلکہ مجبوری بھی ہے۔!"

"چلو اب اور بھی الجھا دیا بات کو....!" میریا پھر ہنس پڑی۔

"ہنسو نہیں....!" عمران چیخ کر بولا "میری ڈریسنگ الماری کا شیشہ میرے قد سے اونچا ہے لہٰذا بقیہ خلا کو پر کرنے کے لئے.... میں یہ ہیٹ....!"

وہ اور زور سے ہنسی لہٰذا عمران نے جملہ ادھورا ہی چھوڑ کر دانت پیسنا شروع کر دیئے.... اس کی شکل دیکھ کر میریا کی ہنسی اور تیز ہو گئی۔

"ڈرائیور گاڑی روکو میں آگے نہیں جاؤں گا....!" عمران نے چیخ کر کہا۔

"ڈرائیور چلتے رہو....!"

"میں دروازہ کھول کر چھلانگ لگا دوں گا۔!"

"چلو اب میں نہیں ہنسوں گی....!" اس نے سنجیدہ ہو جانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

عمران منہ پھلائے بیٹھا رہا۔ سی بریز کے پاس انہوں نے ٹیکسی چھوڑ دی.... سرخ رنگ
اسپورٹ کار آگے ساحل کی طرف بڑھتی چلی گئی تھی۔

چاروں طرف تیز دھوپ پھیلی ہوئی تھی اور سی بریز اس وقت ویران تھا.... یہاں تو شام
رونق ہوتی تھی۔ کھلے میں میزیں لگائی جاتی تھیں۔ جن کے گرد سرکنڈے کے مونڈھے ہوتے تھے

وہ دونوں سائبان کے نیچے جا بیٹھے اور ایک اونگھتے ہوئے سے بیرے نے کسی قدر خوش اخلا
سے ان کا استقبال کیا۔

"کیا کھاؤ گے....؟" میریا نے عمران سے پوچھا۔

"کھانے کو تو میں کچی مچھلیاں تک کھا سکتا ہوں لیکن اگر بعد میں تمہارا سر بڑا ہونے لگا تو
کروں گا۔!"

میریا ہنسنے لگی پھر اس نے بیرے سے کہا۔ "جھینگے اور چائے لاؤ....!" پھر عمران سے بو

"تم واقعی ڈر گئے ہو.... ارے وہ تو محض مذاق تھا۔!"

"لیکن پولیس تو کسی طرح بھی مذاق سمجھنے پر تیار نہیں.... ایسی صورت میں جب
گورچرن سنگھ کا قتل....!"

"چھوڑو ختم کرو....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "میرا اچھا خاصا موڈ نہ برباد کرو.... ہو سکتا
تصدق نے وہ حرکت کسی خاص مقصد کے تحت کی ہو لیکن میری ذات اس میں صرف مذاق
حد تک ملوث رہی ہے۔!"

"یہ تصدق مل جائے مجھے تو بتاؤں....!" عمران گھونسہ ہلا کر بولا۔

"میں کہتی ہوں اب ختم کرو اس تذکرے کو.... ہاں تم کوئی کام کیوں نہیں کرتے۔! سا
کے ڈاکٹر ہو... اگر کہو تو میں اپنی فرم میں کوشش کروں.... وہ ادویات کا بیوپار بھی کرتی ہے۔"

"کیا فائدہ....!" عمران نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "آئس کریم کا بیوپار کرتی ہو
بات بھی تھی۔!"



"پھر بے تکی باتیں شروع کر دیں.... میں یقین نہیں کر سکتی کہ تم نے آئس کریم میں
اسپیشلائز کیا ہوگا.... واہ کیا بات ہوئی۔!"

"تمہارے یقین نہ کرنے کے باوجود بھی میں تندرست رہوں گا....!" عمران نے لاپروائی
سے شانوں کو جنبش دی۔

بیرا جھینگے اور چائے لایا.... اتنے میں عمران کو زینوں پر وہ آدمی بھی نظر آیا جو سرخ رنگ کی
اسپورٹ کار پر ان کے پیچھے آیا تھا.... اس نے بھی ان کے قریب ہی کی ایک میز منتخب کی۔ عمران
نے میریا کی طرف کنکھیوں سے دیکھا لیکن اس کے چہرے پر بے تعلقی ہی کے آثار نظر آئے۔

پھر وہ کچھ دیر تک خاموشی سے جھینگے کھاتے اور چائے کے گھونٹ لیتے رہے۔

"تو پھر بات کروں.... فرم کے منیجر سے....!" میریا نے کہا۔

"ارے بھئی آخر تمہیں میری ملازمت کی فکر کیوں پڑ گئی ہے۔ کنفیوشس نے کہا ہے کہ
جب تک آسانی سے آزاد رہ سکو ضرور رہو....!"

"میں دراصل تم سے دوستی کرنا چاہتی ہوں.... دلچسپ آدمی ہو....!"

راکی مامبا نے القاہرہ سے بھاگ کر مصری سفارت خانہ کے ایک آفیسر کے گھر میں پناہ لی
تھی۔ لیکن دوسرے ہی دن اُسے معلوم ہو گیا کہ پولیس کو کسی "راکی مامبا" کی تلاش ہے جو القاہرہ
سے حیرت انگیز طور پر غائب ہو گیا تھا۔

"کیوں یہ کیا قصہ ہے....!" مصری سفارتی آفیسر نے اس سے پوچھا۔

"بس کیا بتاؤں.... حماقت ہو گئی....!" راکی مامبا نے بغلیں جھانکتے ہوئے کہا۔ "جلدی میں
ایک حماقت سرزد ہو گئی.... اب سوچتا ہوں کیا ہوگا۔!"

"بات کیا تھی....!"

"القاہرہ میں کسی نیگرو کے قتل کے متعلق تم نے بھی سنا ہوگا.... میں نہیں جانتا وہ کون تھا۔
لیکن جب مجھے اس کے قتل کے متعلق معلوم ہوا تو میں نے سوچا کہ کہیں پولیس مجھے بھی پریشان
نہ کرے کیونکہ میں بھی نسلاً نیگرو ہی ہوں۔!"

"تم نے بہت بُرا کیا....!" آفیسر بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"پھر بتاؤ.... اب کیا کروں.... بوکھلاہٹ میں ایک غلط حرکت سرزد ہو گئی۔!"

"تم نے میری پوزیشن بھی خطرے میں ڈال دی ہے۔ کل ہی بتادیا ہوتا۔!"

"کچھ کرو دوست....!"

آفیسر سوچ میں پڑ گیا.... پھر بولا۔"تم آخر یہاں کس مقصد کے تحت آئے ہو۔!"

"کہاں.... تمہارے گھر یا اس ملک میں....!"

"اس ملک میں....!"

"محض تفریح کی خاطر.... تبدیلی کے لئے.... ہر چھ ماہ کے بعد کچھ دنوں کے لئے باہر نکلتا ہوں۔اس بار یہاں چلا آیا۔!"

"تم نے مجھے بھی مشکلات میں ڈال دیا... خیر ٹھہرو... میں کچھ کرتا ہوں۔ محکمہ سراغ رسانی کا سپرنٹنڈنٹ میرا دوست ہے۔ میں اسے شام کو چائے پر مدعو کر کے اس سے بات کروں گا۔!"

"بہت بہت شکریہ میرے دوست....!" راکی ماما نے طویل سانس لی۔

عمران اس وقت فیاض کے پاس ہی بیٹھا تھا.... جب اس نے مصری سفارت خانے کے ایک آفیسر کی کال ریسیو کی اور یونہی روا روی میں اس کا تذکرہ عمران سے بھی کیا۔

"مصری سفارت خانے کا آفیسر....!" عمران کچھ سوچتا ہوا بڑبڑایا.... "کیا وہ پہلے بھی کبھی تمہیں مدعو کر چکا ہے....؟"

"نہیں.... کیوں....؟"

"یار اس معاملے میں کہیں مصر کا نام بھی تو آیا تھا شائد....!"

"ہاں متعلقہ لوگوں میں سے کچھ مصر سے بھی تعلق رکھتے تھے۔!"

عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔"میں نے آج تک کسی مصری کے گھر چائے نہیں پی.... کیا خیال ہے تمہارا....!"

"بکواس نہ کرو.... یہ اپنے یہاں کی دعوتیں تو ہیں نہیں کہ میزبان نے صرف میاں بیوی کو مدعو کیا اور وہ اپنی پچھلی سات پشتوں کو بھی قبروں سے اٹھا کر لے پہنچے۔!"

"پھر بھی ایک آدمی کی گنجائش تو نکل ہی سکے گی.... کیونکہ تمہاری بیوی تو جانے سے رہی۔!"



"دماغ نہ چاٹو....!"

"اچھا سفارت خانے کے افسر کا نام بتاؤ....!"

"فضیل مخدوم.... لیکن آخر تم....؟"

"کچھ نہیں.... میں بھی شائد اسے جانتا ہوں....!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔"اُسے قدیم قلمی کتابوں کا خبط ہے خواہ وہ کسی زبان میں ہوں....!"

"پھر....؟"

"کچھ نہیں!" عمران نے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔"اُس کے نمبر بتاؤ....!"

فیاض اسے متحیرانہ نظروں سے دیکھتا رہا پھر نمبر بتائے۔ عمران نے ڈائیل کر کے ماؤتھ پیس میں ہلو کہا اور بولا۔"کیا مسٹر مخدوم ہیں۔!"

"جی ہاں.... فرمایئے....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میں نے سنا ہے کہ آپ کو قلمی کتابوں کا شوق ہے۔!"

"جی ہاں ہے تو.... آپ نے ٹھیک سنا ہے۔!"

"کیا آپ میرے ذخیرے میں سے چند کتابیں دیکھنا پسند کریں گے.... عربی میں ہیں.... مجھے ان کی تاریخ میں شبہ ہے۔!"

"اوہ ضرور.... ضرور.... بتایئے میں آپ سے کہاں ملوں....؟" دوسری طرف سے پُر اشتیاق لہجے میں کہا گیا۔

"آپ کہاں تکلیف کریں گے.... کہئے تو میں خود پانچ بجے آجاؤں....!"

"ضرور.... ضرور.... مجھے بے حد خوشی ہوگی.... چائے میرے ساتھ پیجئے۔!"

"شکریہ میں پانچ بجے پہنچ جاؤں گا۔!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ پھر فیاض سے بولا۔"کنفیوشس نے کہا ہے کہ جان پہچان پیدا کرنے ہی سے جان پہچان پیدا ہوتی ہے۔!"

میز پر راکی ماما بھی موجود تھا.... فیاض نے اسے پُر تشویش نظروں سے دیکھا.... لیکن کچھ بولا نہیں اور نہ اس سے تعارف ہی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ میز پر میزبان سمیت یہی تینوں آدمی تھے.... دفعتاً ایک ملازم کسی کا کارڈ لایا جس کی پشت پر قلم سے بھی کچھ لکھا ہوا نظر آرہا تھا۔

"بلاؤ.... یہیں لاؤ....!" سفارت خانے کے آفیسر نے کارڈ دیکھ کر ملازم سے کہا۔

تھوڑی دیر بعد عمران کئی عدد موٹی موٹی کتابیں اٹھائے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔ لیکن اس وقت اپنے مخصوص مضحکہ خیز لباس کی بجائے شیروانی اور پاجامے میں تھا.... آنکھوں پر عینک بھی نہیں تھی.... البتہ بال منتشر تھے.... اور پیشانی پر لٹکے نظر آرہے تھے۔ انداز کسی بہت زیادہ مطالعہ کرنے والے لاپرواہ آدمی کا سا تھا!

"آیئے.... آیئے.... جناب....!" آفیسر اٹھتا ہوا بولا۔ "میں تو منتظر تھا۔ سوچتا تھا کہیں آپ بھول نہ گئے ہوں.... آیئے پہلے چائے پئیں.... پھر دیکھیں گے۔!"

عمران نے کتابیں ایک طرف رکھ دیں.... اور خود چوتھی کرسی پر بیٹھ گیا.... جو پہلے ہی سے وہاں اس کے لئے لگائی گئی تھی.... سامنے ایک پلیٹ بھی موجود تھی.... چائے کے دوران میں مصری آفیسر نے اس کی طرف خاص توجہ نہ دی۔ کیپٹن فیاض سے باتیں کرتا رہا.... اور یہ باتیں بھی راکی ماماہی کے متعلق تھیں۔

"آپ سے زبردست غلطی سرزد ہوئی ہے جناب...!" فیاض نے راکی ماما کو گھورتے ہوئے کہا۔

"بس ہو گئی....!" غیر ارادی طور پر راکی ماما نے کہا۔

"آپ مقتول سے واقف نہیں تھے۔!"

"قطعی نہیں جناب... ویسے اسے وہاں دیکھا ضرور تھا.... لیکن چونکہ مفرور آدمی معلوم ہوتا تھا اسلئے میں نے جان پہچان پیدا کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا تھا۔ ویسے فطرتاً مجھے اس سے ملنا چاہئے تھا کیونکہ ایک اجنبی دیس میں دو ہم وطنوں یا ہم نسلوں کا آپس میں مل بیٹھنا غنیمت ہوتا ہے۔!"

"آپ خواہ مخواہ وہاں سے بھاگے تھے.... آخر پولیس پوچھ گچھ ہی تو کرتی۔!"

"میں اس سے وحشت زدہ ہو جاتا ہوں۔!"

"خیر کچھ کیا جائے گا۔!" فیاض نے سفارت خانے کے آفیسر کی طرف دیکھ کر کہا۔

عمران اس دوران میں بہت بے تعلقانہ انداز میں چائے کی چسکیاں لیتا رہا تھا۔ کبھی کبھی دیوار کی پینٹنگز پر بھی نظر جما دیتا۔ فیاض بھی اس کی طرف سے بے تعلقی ہی ظاہر کرتا رہا تھا۔

پھر جب چائے کے خاتمے پر سفارت خانے کا آفیسر عمران کی طرف متوجہ ہوا تو فیاض اس کا شکریہ ادا کر کے اٹھ گیا اور چلتے چلتے ایک بار پھر وعدہ کیا کہ وہ راکی ماما کیلئے کچھ نہ کچھ ضرور کریگا۔



اس کے جانے کے بعد عمران کتابیں لے بیٹھا۔

"مگر ان پر یونیورسٹی کی مہر ہے....!" آفیسر نے کہا۔

"جی ہاں.... یونیورسٹی ہی کی لائبریری سے لایا ہوں۔!"

آفیسر کا جوش و خروش ڈھیلا پڑ گیا۔ اس نے بے دلی سے کہا۔ "میں تو سمجھا تھا شائد آپ کچھ قلمی نسخے میرے ہاتھ فروخت کرنا چاہتے ہیں۔!"

"جی نہیں یہ بات نہیں تھی.... میں دراصل ان کی تاریخ....!"

"مگر کتابوں کو سونگھ کر تو ان کے بارے میں کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ مطالعہ کے لئے وقت چاہئے اور میں آج کل عدیم الفرصت ہوں۔!"

"یہ آپ کیا فرما رہے ہیں جناب....! ہمارے یہاں تو کتابوں کو ترازو میں تول کر سال کی بہترین کتابیں منتخب کی جاتی ہیں اور ان پر انعامات دیئے جاتے ہیں۔ عموماً سب سے زیادہ ضخیم کتاب کا مصنف انعام پاتا ہے.... اگر کوئی اللہ کا بندہ اعتراض کر بیٹھے تو کہہ دیا جاتا ہے.... اماں اتنی موٹی کتاب لکھ دی ہے بیچارے نے کہیں نہ کہیں تو کوئی قابل انعام بات قلم سے نکل ہی گئی ہوگی۔ آپ اس ترقی کے دور میں مطالعہ لئے پھرتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ۔!"

"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں....!" آفیسر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جیسی آپ کر رہے ہیں۔!" عمران کا لہجہ بھی ناخوش گوار ہی تھا۔

"تکلیف کا شکریہ.... میں بہت مصروف آدمی ہوں۔!" آفیسر اٹھتا ہوا بولا۔

"پھر بھی کیا خیال ہے ان کتابوں کے متعلق....!"

"عجیب آدمی ہیں آپ....! تشریف لے جایئے۔!" آفیسر جھنجھلا گیا۔

"جی بہت اچھا....!" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں کہا اور اٹھ گیا۔

واپسی پر عمران نے ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے کیپٹن کے نمبر ڈائیل کئے لیکن جواب نہ ملا.... پھر گھر کے نمبروں پر کوشش کی وہ موجود تھا۔

"ہیلو....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"عمران اسپیکنگ.... تم نے راکی ماما کے متعلق کیا سوچا....!"

"خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے....!"

"اس کی نگرانی ضروری ہے....!"

"میں نے بھی یہی سوچا ہے کہ فی الحال اسکی نگرانی ہی کرائی جائے.. براہِ راست نہ چھیڑا جائے۔!"

"اُس کی جائے قیام کا علم مجھے رہنا چاہئے۔!" عمران نے کہااور سلسلہ منقطع کر دیا۔

وہاں سے وہ سیدھا گھر آیااور شیروانی وغیرہ سے پیچھا چھڑا کر پھر اسی مضحکہ خیز لباس میں آ گیا۔

سلیمان کپڑوں پر برش کرنے دوڑا غالباً آج اس کی جیب بالکل خالی تھی۔

برش کرتے کرتے اس نے کہا۔"اب آنکھیں بند کر لیجئے صاحب....!"

عمران نے بالکل ایسے ہی سعادت مندانہ انداز میں آنکھیں بند کر لیں جیسے کوئی نیک اور شریف النفس بچہ ماں کے حکم پر کاجل لگوانے میں ہچکچاہٹ محسوس کر رہا ہو۔

اور پھر سلیمان نے بڑے اطمینان سے اس کے کوٹ کی اندرونی جیب سے پرس نکال کر دس کا ایک نوٹ پار کر دیااور پرس دوبارہ جیب میں رکھتا ہوا بولا۔"طبیعت تو ٹھیک ہے صاحب۔!"

"کہاں ٹھیک ہے....؟" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔"بائیں ڈاڑھ میں سینگ نکل آنے کی وجہ سے معدہ چوپٹ ہو گیا ہے۔!"

"سر پر چنبیلی کے تیل کی مالش کرائیے۔!"

عمران سعادت مندانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا باہر چلا آیا.... پھاٹک سے گذرتے وقت جیب سے پرس نکال کر اس کا جائزہ لیااور ٹھنڈی سانس لے کر آگے بڑھ گیا۔

کچھ دور چلنے کے بعد اس نے محسوس کیا جیسے اس کا تعاقب کیا جا رہا ہو.... لیکن اس نے مڑ کر اس طرف نہیں دیکھا کہ تعاقب کرنے والے کو محتاط ہونا پڑتا۔

سورج غروب ہو چکا تھا....اور شہر پر برقی روشنی کی حکمرانی تھی۔

میریا نے اُسے نہ صرف اپنے فلیٹ کا پتہ بتایا تھا بلکہ یہ بھی بتایا تھا کہ وہ یہاں تنہا رہتی ہے۔!

کچھ دیر بعد عمران لاکم ہاؤز کے آٹھویں فلیٹ کی کال بل کا بٹن دبا رہا تھا۔

اندر سے چلنے پھرنے کی آوازیں آ رہی تھیں لیکن دروازہ جلد ہی نہیں کھلااور میریا کی تحیر زدہ سی آواز یہ کہتی ہوئی سنائی دی۔

"اوہ.... تم ہو.... میں کپڑے پہن رہی تھی.... آج جلد ہی سو جانے کا ارادہ تھا.... آؤ۔!"



عمران احمقانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

فضا میں تمباکو کے دھوئیں کی ہلکی سی بو محسوس ہو رہی تھی۔ عمران نے متجسسانہ نظروں سے چاروں طرف دیکھا پھر نظر گول میز پر رکھے ہوئے ایش ٹرے پر جم گئی.... جس میں جلی ہوئی سگرٹوں کے کئی ٹکڑے دکھائی دیئے.... اس کے قریب ہی سگریٹ لائٹر اور بلیک اینڈ وہائٹ کا ڈبہ بھی موجود تھا۔

میریا کی آنکھیں شائد اس کی آنکھوں کا تعاقب کرتی رہی تھیں کیونکہ اُس نے دوسرے ہی لمحے میں ہنس کر کہا تھا۔"تنہائی میں اکثر سگریٹ بھی پینے لگتی ہوں۔!"

چھوٹی میز اس صوفے سے زیادہ دور نہیں تھی جس پر عمران بیٹھا تھا۔ اس لئے اُس پر رکھی ہوئی چیزیں بہت ہی واضح طور پر نظر آ رہی تھیں۔ لیکن جلی ہوئی سگریٹوں کے ٹکڑوں پر اسے لپ اسٹک کے نشانات نہ مل سکے حالانکہ میریا کے ہونٹ رنگے ہوئے تھے۔

عمران نے یہ چیز صرف ذہن نشین کی.... میریا سے کچھ نہیں کہا۔

"تم خاموش کیوں ہو....؟" میریا نے اس سے پوچھا۔

"مم....ہپ....یعنی کہ....میں ناوقت تو نہیں آیا....!"

"بالکل نہیں....میں تو سخت بور ہو رہی تھی....وقت ہی کٹے گا....!"

"یہاں کیا وقت کٹے گا....!" عمران بڑبڑایا۔

"نہیں بھئی....!اس وقت تو باہر جانے کا موڈ نہیں ہے۔!" میریا جلدی سے بولی۔

دفعتاً فلیٹ ہی کے کسی حصے سے بلی کے چیخنے کی آواز آئی اور عمران اچھل پڑا پھر اس طرح خوف زدہ انداز میں میریا کی طرف دیکھا کہ وہ بیساختہ ہنس پڑی۔

"مم....میرا خیال ہے کہ اب مجھے جانا چاہئے۔!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"کیوں....؟ کیوں....؟"

"اس رات ٹپ ٹاپ میں بھی پہلے بلی ہی چیخی تھی۔!"

"ارے....وہ....تو....!"

"کیا تم نے بلی بھی پال رکھی ہے....!"

"پال نہیں رکھی بلکہ وہ زبردستی پل رہی ہے۔!" میریا نے بیزاری سے کہا اور ہاتھ بڑھا کر

سگریٹ کے ڈبے سے ایک سگریٹ نکالی.... اور جب اُسے سلگا کر اس کو ہونٹوں سے نکالا تو عمران نے اس پر لپ اسٹک کا دھبہ دیکھا۔

اب تو اُسے پوری طرح یقین ہو گیا کہ فلیٹ میں کوئی تیسرا بھی موجود ہے جسے وہ کسی وجہ سے اس کے سامنے نہیں لانا چاہتی۔

وہ کون ہو سکتا ہے....؟ عمران نے سوچتے ہوئے مضطربانہ انداز میں چاروں طرف دیکھا۔

"ارے تم کیا سوچنے لگے....؟" میریا نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ڈ ڈ.... ڈر لگ رہا ہے....!" عمران کانپتا ہوا بولا۔ "مم.... میں اب جاؤں گا۔!"

"یہ کیسے ممکن ہے.... ابھی تو آئے ہو....؟"

"پھپ.... پھر آؤں گا....!" عمران نے سعادتمندانہ انداز میں یقین دہانی کرائی۔

"میں تو نہیں جانے دوں گی۔!"

"میرے خدا....!" عمران نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔

"چلو اٹھو....! نیچے ریستوران میں چائے پئیں.... میں اس وقت باورچی خانے میں جانا پسند نہیں کروں گی۔!"

"چلو....!" عمران خوش ہو کر بولا۔

وہ نیچے آئے.... لیکن روانگی کے وقت عمران نے واضح طور پر محسوس کیا تھا کہ میریا نے فلیٹ کو مقفل نہیں کیا.... ریستوران اسی عمارت میں تھا اور اس میں فیملی کیبن بھی تھے وہ دونوں ایک کیبن میں جا بیٹھے اور ویٹر کو طلب کر کے چائے کے لئے کہا۔

عمران کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میریا کے فلیٹ کے لئے کیا کرے۔ اس کی نگرانی کے لئے فیاض کو کس طرح ہدایت دے۔ کاؤنٹر پر اسے فون نظر آیا تھا لیکن ریستوران کا منتظم بھی اس کے قریب ہی موجود تھا.... فون پر ہونے والی گفتگو ضرور سنتا.... ہو سکتا تھا کہ میریا کا شناسا بھی ر ہو لہٰذا میریا تک بات ضرور پہنچ جاتی۔

کیبن کے دروازے پر ایسا پردہ نہیں تھا.... جو پوری طرح پردہ پوشی کر سکتا۔ ہال کی کُ میزیں یہاں سے صاف نظر آ رہی تھیں۔

دفعتاً میریا چونک پڑی۔



"اوہ.... یہ مردود.... یہاں کیسے....؟"

"کک.... کون....!" عمران نے بوکھلا کر پوچھا۔

"کوئی.... نہیں.... کوئی نہیں....!"

"خطرے کی بات ہو تو بتادو.... میرا دل بہت کمزور ہے۔!"

میریا ہنس پڑی لیکن اس ہنسی میں کھوکھلا پن تھا۔

عمران کی نظریں اس کی نظروں کا تعاقب کرتی رہی تھیں اور اس نے تین آدمیوں کو ہال میں داخل ہوتے دیکھا تھا اور وہ سامنے ہی والی ایک میز کے گرد بیٹھ گئے تھے۔ ہو سکتا تھا کہ انہوں نے کیبن کی طرف دیکھا ہی نہ ہو۔

ویٹر پردہ ہٹا کر چائے لایا اور ٹھیک اسی وقت ان تینوں نے کیبن کی طرف دیکھا اُن کے چہروں پر عمران کو حیرت کے آثار نظر آئے.... ایک نے سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہونٹ بھی سکوڑے تھے۔

میریا نے بھی شائد عمران کو اُن کی طرف متوجہ دیکھا تھا اس لئے جلدی سے بول پڑی تھی۔

"نہایت بیہودہ لوگ ہیں.... لفنگے.... میرے آفس میں کام کرتے ہیں۔ تم ان کی حرکتوں سے کوئی بُرا اثر نہ لینا.... میں انہیں منہ نہیں لگاتی۔!"

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے....!" عمران بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "وہ لمبا آدمی تو خطرناک قسم کا غنڈہ معلوم ہوتا ہے....!"

"ادھر مت دیکھو....!" میریا نے مشورہ دیا۔

پھر وہ خاموشی سے چائے پیتے رہے.... عمران نے محسوس کیا کہ وہ لوگ اب بھی انہیں ہی گھورے جا رہے ہیں۔

چائے ختم کر کے عمران نے اٹھنے کا ارادہ ظاہر ہی کیا تھا کہ میریا جلدی سے بول پڑی۔ "نہیں ابھی بیٹھو.... ان حرام زادوں کو چلے جانے دو.... ورنہ ہال سے گذرتے وقت ہمیں ان کی کسی نہ کسی حرکت کا شکار ہونا پڑے گا.... کچھ نہیں تو آوازے ہی کسیں گے۔!"

دفعتاً ان میں سے ایک نے میریا کو زبان دکھائی اور دوسرے نے آنکھ ماری.... لمبا آدمی عمران کو کینہ توز نظروں سے گھورتا رہا۔

"اب مجھے ان کی شکائت کرنی ہی پڑے گی۔!" میریا بڑبڑائی.... "حد ہوتی ہے ہر بات کی اگر یہ اتنے کمینے ہیں تو انہیں اس کا خمیازہ بھگتنا ہی چاہئے.... میں باس سے ضرور شکائت کروں گی۔"

"جہنم میں گیا تمہارا باس....!" عمران غصیلے لہجے میں بولا۔ "مجھے ان کے تیور اچھے نہیں معلوم ہوتے۔!"

"اونہہ....!" میریا نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "تو ہمارا کیا بگاڑ لیں گے۔!"

عمران کچھ نہ بولا.... میریا نے ویٹر کو طلب کرنے کے لئے میز کے پائے سے لگے ہوئے پُش سوئچ پر انگلی رکھی.... ویٹر آیا اور اس نے اس سے بل لانے کو کہا۔

بل ادا کر کے وہ کیبن سے نکلے.... اور جیسے ہی فٹ پاتھ پر پہنچے انہوں نے دیکھا کہ وہ تینوں بھی اپنی میز سے اٹھ گئے ہیں۔

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ ان کے دلوں میں کیا ہے....!" میریا بڑبڑائی۔

"تم کیوں سمجھنا چاہتی ہو....!" عمران نے پوچھا لیکن وہ کوئی جواب دیئے بغیر چلتی رہی۔ پھر وہ فلیٹ کے سامنے پہنچ کر رکے۔

"میرا خیال ہے کہ اب یہاں میری موجودگی ضروری نہیں ہے۔!" عمران نے کہا۔

"سمجھ دار آدمی معلوم ہوتے ہو....!" پشت سے آواز آئی اور وہ دونوں چونک کر مڑے... ریستوران والے تینوں آدمی انہیں مضحکانہ انداز میں دیکھ رہے تھے۔

"کیا مطلب....؟" میریا جھنجھلا گئی تھی۔

"یہی کہ اب یہاں اس جاپانی گڈے کی ضرورت نہیں ہے۔!" لمبے آدمی نے بائیں آنکھ دبا کر شرارت آمیز لہجے میں کہا۔

"مم.... مگر.... میرے دستانے اندر ہیں۔!" عمران کی آواز کانپ رہی تھی۔

"لے لو.... اور دفع ہو جاؤ....!" لمبا آدمی غرایا۔

عمران نے دروازے کو دھکا دیا جو کھلتا چلا گیا.... اسے علم تھا کہ میریا نے چلتے وقت اسے مقفل نہیں کیا تھا۔

وہ جھپٹ کر اندر آیا اور کمرے کے وسط میں کھڑا ہو گیا.... میریا ان لوگوں سے کہہ رہی تھی۔ "میں اسے کسی طرح برداشت نہیں کر سکتی.... حد ہوتی ہے ہر بات کی۔!"



"وہ کون ہے....؟" لمبے آدمی نے عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"تم سے مطلب....!" میریا جھلا کر چیخی۔

"مطلب نہ ہوتا تو ہم دخل اندازی کیوں کرتے۔!"

"چلے جاؤ یہاں سے....؟"

"آخر ہم میں کیا برائی ہے جو ہمیں اپنی دوستی کے قابل نہیں سمجھتیں۔!"

"اچھا دوستو....!" دفعتاً عمران بولا۔ "اب بہتر یہی ہے کہ چلے ہی جاؤ.... ورنہ مجھے بھی غصہ آ جائے گا۔!"

"باہر کھینچ لاؤ.... اسے....!" لمبے آدمی نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا۔

"ارے.... ارے....!" میریا نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

وہ دونوں اندر پہنچ چکے تھے.... ایک نے عمران کے گریبان پر ہاتھ ڈال دیا.... لیکن دوسرے ہی لمحے میں اُسے اپنی اس حرکت پر پچھتانے کا موقع بھی نہ مل سکا کیونکہ عمران کا گھونسہ ٹھوڑی کے نیچے پڑا تھا.... وہ اچھل کر دروازے کے قریب ہی آ گرا۔ پھر دوسرا بھی گالیاں بکتا ہوا اس کی طرف جھپٹا.... اس بار عمران نے اٹھایا تو ہاتھ ہی تھا.... لیکن پھر لات چل گئی۔ وہ بھی اتنی زوردار کہ وہ دروازے سے گذرتا ہوا برآمدے میں جا پڑا۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہوا تھا کہ میریا احتجاج کے لئے ہونٹ بھی نہ کھول سکی تھی۔

یہ دونوں آدمی شائد اس کے عادی نہیں تھے۔ کیونکہ ان میں سے جو بھی جہاں گرا تھا وہیں پڑا رہا۔ البتہ اب عمران نے دیکھا کہ لمبے آدمی نے جیب سے ایک بڑا سا چاقو نکال کر کھول لیا ہے۔

"نکلو باہر.... چلو....!" وہ عمران کو گھورتا ہوا غرایا۔

"یہ.... یہ.... کیا ہو رہا ہے....!" میریا کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔

"خاموش رہو....!"

اب وہ چاقو سنبھالے ہوئے عمران کی طرف جھپٹا.... حملہ بڑا زوردار تھا.... عمران سے اگر ذرا سی بھی غفلت سرزد ہوئی ہوتی تو دوسرے ہی لمحے میں سفر آخرت پر روانہ ہو چکا ہوتا۔ پھرتی سے پینترا بدل کر وار خالی دیا۔

حملہ آور جھونجھل میں آ کر آگے بڑھتا گیا تھا.... عمران نے اس کی کمر پر لات رسید کی اور وہ

منہ کے بل دیوار سے جا ٹکرایا۔ پھر سنبھلنے بھی نہیں پایا تھا کہ ایک ہی چھلانگ عمران کو اس پر لے گئی
اب چاقو والا ہاتھ عمران کی گرفت میں تھا.... پہلے ہی جھٹکے میں چاقو بھی اُس کے ہاتھ سے
نکل کر دور جا پڑا.... اور پھر عمران نے اسے کمر پر لاد کر فرش پر دے مارا۔

اس کے دونوں ساتھی اب بھی آنکھیں بند کئے پڑے تھے۔

میریا کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں اور اس نے ابھی تک کمرے میں قدم نہیں رکھا تھا۔

عمران نے پھر حملہ آور کو زمین سے نہیں اٹھنے دیا.... اپنے پنجے دبائے ہوئے بُری طرح
رگید رہا تھا۔

"مار ڈالوں....!" اس نے سر اٹھا کر میریا سے پوچھا۔

"ارے.... ارے.... نہیں.... نہیں....!" میریا بوکھلا کر بولی۔

"بہت اچھا....!" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں سر ہلا کر کہا اور اسے چھوڑ کر ہٹ
گیا۔ پھر تیزی سے جھپٹ کر چاقو اٹھایا.... اور بڑے ادب سے اسے حملہ آور کی خدمت میں پیش
کرتا ہوا بولا۔ "یہ لو.... دیکھو کہیں خراب وراب تو نہیں ہو گیا....!"

"ارے یہ کیا کرتے ہو....!" میریا جھنجھلا کر چیخی۔

حملہ آور فرش پر بیٹھا آنکھیں مل رہا تھا۔

"پھر کیا کروں....؟" عمران نے بڑے بھولے پن سے پوچھا۔

"احمق ہو کیا بالکل.... اسے چاقو نہ دو....!"

"اور اگر اس نے تھانے میں رپورٹ درج کرا دی تو....؟"

"کیسی رپورٹ....!"

"یہی کہ میرا چاقو چھین لیا....!"

میریا کمرے میں داخل ہوئی اور حملہ آور سے بولی۔ "آئندہ اگر مجھ سے بد تمیزی کی تو اس
بھی زیادہ بُرا حشر ہو گا چپ چاپ چلے جاؤ.... ورنہ پولیس ہی کے حوالے کر دوں گی۔"

پولیس کے نام پر دونوں بیہوش آدمیوں کے جسموں میں حرکت ہوئی اور وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھے۔

لمبا آدمی چپ چاپ اٹھا اور سر جھکائے ہوئے دروازے سے گذر گیا.... اُس کے دونوں
ساتھیوں نے بھی اس کی تقلید کی۔ عمران اور میریا خاموش کھڑے رہے۔ وہ اسے اس طرح گھ



رہی تھی جیسے اس کے سر پر سینگ نکل آئے ہوں۔

"تم.... تم.... کک.... کیا بلا ہو....!" وہ تھوڑی دیر بعد ہکلائی۔

عمران کچھ نہ بولا.... جیب میں چیونگم کا پیکٹ تلاش کر رہا تھا۔

"اب اگر انہوں نے رپورٹ درج کرا دی تو....!" میریا نے پوچھا۔

"کس بات کی رپورٹ....!"

"یہی کہ انہیں مارا پیٹا گیا ہے.... چوٹیں ضرور آئی ہوں گی....؟"

"اونہہ مت بور کرو....!" عمران نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا۔

"وہ یقیناً رپورٹ درج کرائیں گے....!"

"اچھا.... تو.... پھر کیا ہو گا....!"

"الجھنیں بڑھ جائیں گی....!" میریا نے کہا۔ "ابھی میرے خلاف پولیس چھان بین کر رہی
رہی ہے....!"

"ہاں یہ تو ہے....!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔

"اچھا اب تم جاؤ....!"

"اگر وہ پھر آ گئے تو....!"

"دیکھا جائے گا.... مگر تم جاؤ....!"

کیپٹن فیاض نے دوسرے دن عمران کو فون پر اطلاع دی کہ را کی ماما پھر القاہرہ ہوٹل میں
واپس آ گیا ہے اور اسی کمرے میں مقیم ہے جس میں پہلے تھا.... اس نے یہ بھی بتایا کہ باقاعدہ طور
پر اس کی نگرانی بھی کی جا رہی ہے۔

عمران نے اس سلسلے میں مزید پوچھ گچھ نہیں کی۔ ریسیور کریڈل میں رکھ کر مڑا ہی تھا کہ فون
کی گھنٹی پھر بجی۔ دوسری طرف سے کسی عورت نے اُسے مخاطب کیا۔

"لیس عمران اسپیکنگ....!" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"میں بول رہی ہوں.... میریا....!"

"اوہ.... ہلو....!"

"کیفے ڈان سے بول رہی ہوں.... میں بہت پریشان ہوں....!"

"ڈان اور پریشان کا قافیہ پسند آیا....!"

"جلدی کرو.... عمران.... ورنہ ہم دونوں کسی بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں گے۔!"

"دونوں....؟" عمران نے حیرت سے دہرایا۔

"فوراً آؤ.... میں اپنے فلیٹ میں تمہاری منتظر رہوں گی....!" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

عمران نے معنی خیز انداز میں سر کو جنبش دی اور خود بھی ریسیور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ گھر کی طرف جا رہا تھا.... دن کے ڈھائی بجے تھے تمازت کم ہو گئی تھی۔ یوں بھی سردیوں کے دن تھے۔ میریا گھر پر بے چینی سے منتظر ملی۔

"اوہ.... عمران.... بیٹھو بیٹھو....!" اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "میں تمہیں ہرگز تکلیف نہ دیتی.... تم خطرے میں ہو۔!"

"مم.... خطرے میں....!" عمران اچھل پڑا۔

"ہاں.... وہ مر گیا....!"

"کک.... کون....!"

"وہی لمبا آدمی جس نے پچھلی رات تم پر چاقو نکال لیا تھا۔!"

"مر گیا....!" عمران خوش ہو کر بولا۔

"اوہ تم خوش ہو رہے ہو احمق... اگر انکے دونوں ساتھیوں نے نشاندہی کر دی تو تم کہاں ہو گے۔"

"کہاں ہوں گا....!" عمران نے بھولپن سے کہا۔

"جیل میں.... پھانسی....!"

"ارے باپ رے۔!"

"آج صبح آفس میں اسکے منہ سے خون آیا تھا... بیہوش ہو کر گرا اور تھوڑی دیر بعد مر گ

"تو پھر اس کے دونوں ساتھیوں نے تم سے کیا کہا....!"

"ابھی تو وہ خاموش ہیں....!"

"چلو بڑی اچھی بات ہے....!" عمران نے احمقانہ انداز میں اطمینان ظاہر کیا۔



"کیا تم بالکل ہی احمق ہو....!"

"کیوں....؟ کیوں....؟"

"اتنے مطمئن کیوں ہو اگر انہوں نے ابھی اپنی زبان بند کر رکھی ہے تو کیا ہمیشہ ہی ایسا رہے گا۔!"

"پھر کیا ہو گا....؟"

"میں نہیں جانتی....!" میریا نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر عمران بولا۔ "میں سمجھ گیا.... وہ یا تو مجھے پولیس کے حوالے کرنے کی کوشش کریں گے یا پھر بلیک میل کرنا شروع کر دیں گے.... کیوں ہے نا یہی بات۔!"

"بہت دیر میں سمجھے.... لیکن میں سخت الجھن میں ہوں کیونکہ وہ سب کچھ میرے فلیٹ میں ہوا تھا وہ دونوں مجھے بھی بلیک میل کر سکتے ہیں۔!"

عمران کچھ نہ بولا.... میریا بھی خاموش ہو گئی۔ کچھ دیر بعد عمران نے چونک کر چاروں طرف دیکھا اور اس طرح نتھنے سکوڑ کر سانس لینے لگا جیسے کچھ سونگھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"کیوں....؟" میریا اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"یہ چائے کی خوشبو کہاں سے آ رہی ہے۔!" عمران نے آہستہ سے رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔

میریا ہنس پڑی.... پھر بولی۔ "اس وقت بھی خود ہی چائے بنانے کا موڈ نہیں.... ٹھہرو.... ریسٹوران سے یہیں منگوائے لیتے ہیں۔!"

وہ باہر چلی گئی.... عمران صوفے کی پشت سے ٹکا چھت کی طرف دیکھتا رہا۔

کچھ دیر بعد میریا بوکھلائی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

"جاؤ.... تم دوسرے کمرے میں جاؤ.... وہ دونوں آ رہے ہیں۔!" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر سامنے والے دروازے کی طرف کھینچتی ہوئی بولی۔

"کون دونوں....؟"

"وہی جو پچھلی رات مرنے والے کے ساتھ تھے۔!"

"آہم.... لیکن میں دوسرے کمرے میں کیوں جاؤں۔!"

"اوہ جلدی کرو بحث مت کرو!" اس نے اُسے دوسرے کمرے میں دھکیل کر دروازہ بند کر دیا۔

عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور چاروں طرف دیکھنے لگا.... یہ سونے کا کمرہ تھا.... یہاں بھی

نفاست اور خوش سلیقگی نظر آئی۔ کچھ دیر بعد اس نے گھنٹی کی آواز سنی.... شائد وہ دونوں بیرونی دروازے پر تھے۔

دوسرے ہی لمحے میں کسی مرد کی آواز آئی۔ "تنہا ہو....!"

"ہاں لیکن تم سے خوف زدہ نہیں ہوں۔!" میریا کی آواز آئی۔

"اوہ....!" مردانہ آواز۔ "ہم سے خائف ہونے کی کوئی وجہ بھی نہیں.... وہ تو مر ہی گیا جو ہم میں بُرا آدمی تھا۔!"

"کیا چاہتے ہو....!" میریا کی آواز آئی۔

"ایک اہم مسئلے پر گفتگو کرنی ہے.... کیا تم ہمیں بیٹھنے کو بھی نہ کہو گی۔!"

"بیٹھو.... اور جلدی سے بتاؤ کیا چاہتے ہو....!"

"اوہو.... اتنی بیزاری.... آخر ہم بھی تو آدمی ہی ہیں۔!"

"میں پھر کہتی ہوں کہ میرا وقت ضائع نہ کرو۔!"

"وہ مر گیا.... اور پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کسی اندرونی چوٹ کی کہانی سنائے گی۔!"

"پھر میں کیا کروں....!"

"اتنی بھولی تو نہ بنو.... تم اچھی طرح جانتی ہو کہ اس کی موت کے بعد تمہاری کیا پوزیشن ہو گئی ہے۔!"

"میں کچھ بھی نہیں جانتی....!"

"اس آدمی کا پتہ بتاؤ جس نے اُسے مارا تھا....!"

"میں نہیں جانتی.... وہ میرا دوست ہے لیکن میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں رہتا ہے۔!"

"چلو صرف نام ہی بتادو.... ہم ڈھونڈ نکالیں گے۔!"

"ڈھونڈ کر کیا کرو گے....!"

"یہ بعد میں سوچیں گے....!"

"اگر تمہیں یقین ہے کہ وہ اس کی ضربات ہی کی وجہ سے مرا تو پولیس کو کیوں نہیں کر دیتے۔!"

"بھلا اس کے پھانسی پاجانے سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا.... ہم تو اس پر اپنا احسان جتانا چاہتے ہیں



"یا بلیک میل کرنا چاہتے ہو....!" میریا کی آواز غصیلی تھی۔

"اگر ہم اس سے اپنی کسی محنت کا معاوضہ وصول کریں تو یہ بلیک میلنگ کیوں کہلائے گی۔!"

"کیسی محنت....!"

"بڑی محنت کرنی پڑتی ہے کسی راز کو راز رکھنے میں۔!"

"میں خود ہی پولیس کو اس واقعہ کی اطلاع دے دوں گی۔!"

"اس طرح تم اپنی بھی گردن پھنساؤ گی.... ہم ثابت کردیں گے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے لئے قطعی اجنبی تھے اور تم نے ہی اسے لڑ جانے پر اکسایا تھا۔!"

"پھر کیا ہوگا....؟"

"تم کم از کم سات سال کے لئے جاؤ گی.... اعانت جرم کے سلسلے میں۔!"

"میریا کی آواز پھر نہ سنائی دی۔

"بولو.... کیا کہتی ہو.... بتاؤ گی.... اس کا پتہ....؟"

"ہرگز نہیں....!" میریا کی بھرائی ہوئی سی آواز آئی۔

اور عمران معنی خیز انداز میں سر ہلانے لگا۔

شام کو عمران حسب معمول ٹیکسیوں کے اڈے پر کھڑا کسی ایسی ٹیکسی کا انتظار کر رہا تھا جو اسے ٹپ ٹاپ نائٹ کلب تک پہنچا دیتی۔

دفعتاً کسی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا.... اور وہ چونک کر مڑا۔

"پہچانا مجھے....!" پشت پر کھڑے ہوئے آدمی نے پوچھا۔

عمران نے نفی میں سر ہلا دیا.... لیکن وہ اسے اچھی طرح پہچان چکا تھا.... یہ بھی انہیں تین آدمیوں میں سے تھا جن سے میریا کے فلیٹ میں جھگڑا ہوا تھا۔

"نن.... نہیں تو....!"

"یاد کرو.... میریا کے فلیٹ میں تم نے ہم لوگوں سے جھگڑا کیا تھا....؟"

"ہو سکتا ہے....!" عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی اور پھر دوسری طرف مڑ گیا۔

"ایسے کام نہیں چلے گا دوست.... تم نے اسے اس بُری طرح مارا تھا کہ وہ آج مر گیا۔ میں

اور میرا ساتھی جانتے ہیں کہ اس نے کب اور کہاں مار کھائی تھی۔!"

"یقیناً جانتے ہوں گے....!" عمران نے پھر لاپروائی کا مظاہرہ کیا۔

"مجھے تمہارا نام اور پتہ بھی معلوم ہو چکا ہے.... میں اس کی اطلاع سب سے پہلے تمہارے والد ڈی۔جی رحمان کو دوں گا۔!"

"اررر.... نن نہیں....؟" عمران بوکھلا کر مڑا۔

اُس آدمی کے ہونٹوں پر زہریلی سی مسکراہٹ تھی۔

"چلو کہیں بیٹھ کر اطمینان سے گفتگو ہوگی۔!" اس نے کہا۔

"چچ.... چلو....!" عمران ہکلایا۔

وہ قریب ہی کے ایک کیفے میں آبیٹھے۔

عمران خاموش تھا.... اور بڑے پائے کی ایکٹنگ کر رہا تھا.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کا دم ہی نکلا جا رہا ہو۔ چہرہ دھواں دھواں تھا.... ہونٹ خشک اور بار بار اس طرح تھوک نگلتا تھا کہ قریب بیٹھنے والوں کو ہلکی سی "ٹرچ" ضرور سنائی دیتی ہوگی۔

"اب تم میری مٹھی میں ہو۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔ عمران کچھ نہ بولا اور وہ کہتا رہا۔ "دو صورتیں ہیں تمہارے لئے.... یا تو براہِ راست پولیس کے ہاتھوں میں جا پڑو....! میرے اشاروں پر چلو.... پہلی صورت میں پھانسی اور دوسری صورت میں شائد مالی فائدہ بھی حاصل کر سکو....!"

"یعنی.... یعنی....!" عمران کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔

"وہ بعد کو بتاؤں گا پہلے تم مجھے اپنے فیصلے سے آگاہ کرو....!"

"پپ پولیس کو اطلاع نہ دینا.... جو تم کہو گے وہی کروں گا۔!"

"گڈ.... سمجھ دار آدمی معلوم ہوتے ہو.... ویسے میں تمہارے متعلق خاصی چھان بین کر چکا ہوں تم بیکار بھی ہو۔!"

"بالکل.... بالکل.... کہیں نوکری ہی نہیں ملتی۔!"

"بہت زیادہ نہ پڑھنا چاہئے۔!"

"اور کیا.... للو پرشاد بنئے کا لونڈا مڈل پاس ہے.... اور دس بارہ ہزار روپے ماہوار کما رہا ہے۔!"



"فکر نہ کرو.... تم اس سے بھی زیادہ کما سکو گے۔!"

"ناممکن ہے....!"

"خیر چھوڑو.... ہاں تو تم میرے کہنے کے مطابق عمل کرو گے۔!"

"بالکل.... لیکن تم بھی پھر اس معاملے سے پولیس کو آگاہ نہیں کرو گے۔!"

"قطعی نہیں....!"

اس دوران میں اس نے ویٹر کو کافی کا آرڈر دیا تھا.... ویٹر کافی لے آیا اور وہ خاموشی سے پیتے رہے.... کافی ختم کرنے کے بعد اس نے فوراً ہی بل طلب کر لیا تھا.... قیمت ادا کر کے وہ باہر آئے۔

پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر اس نے ڈرائیور سے القاہرہ ہوٹل چلنے کو کہا۔

عمران خاموش تھا اس نے اس سے کچھ بھی نہ پوچھا۔ چہرے پر پہلے سے بھی زیادہ حماقت طاری تھی۔ القاہرہ پہنچ کر وہ ہال میں داخل ہوئے۔

"کیا پیؤ گے....!" ساتھی نے پوچھا۔

"ابھی تو کافی پی چکے ہیں....!" عمران نے جواب دیا۔

"کون سی پیتے ہو....!"

"بغیر دودھ والی....!"

"کیا مطلب....!"

بغیر دودھ کی چائے مجھے زیادہ پسند ہے.... لیموں نچوڑ کر پیتا ہوں۔!"

"میں اسکاچ اور سوڈا کی بات کر رہا ہوں۔!"

"شراب.... ارے باپ رے۔!" عمران اچھل کر بولا۔ "نہیں....!"

پھر اس طرح چاروں طرف دیکھنے لگا جیسے اندازہ کر رہا ہو کہ کسی نے ان کی گفتگو سنی تو نہیں۔

"نہیں پیتے۔!"

"ارے توبہ توبہ....!" عمران منہ پیٹتا ہوا بولا۔ "خدا محفوظ رکھے۔!"

"خیر.... خیر....!" وہ ہنس پڑا.... پھر یک بیک سنجیدہ ہو کر ایک جانب دیکھنے لگا۔

عمران نے بھی اس کی تقلید کی.... توجہ کا مرکز ایک نیگرو تھا.... راکی ماما.... فیاض نے اسے پہلے ہی اطلاع دی تھی کہ راکی ماما دوبارہ القاہرہ میں واپس آگیا ہے.... اور اب باقاعدہ طور

پر اس کی نگرانی ہو رہی ہے۔

"اس گینڈے کو دیکھ رہے ہو....!" ساتھی نے عمران سے پوچھا۔

"لاجواب ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"تمہیں اس کی نگرانی کرنی ہے.... یہیں رہتا ہے۔!"

"یعنی کہ.... یعنی کہ....!"

"میں جانتا ہوں.... کہ اس کی نگرانی شائد پولیس بھی کر رہی ہے.... اور تمہارا وہ دوست پولیس آفیسر.... کیا نام ہے.... اوہ کیپٹن فیاض.... وہ بھی اس میں دلچسپی لے رہا ہے۔ لیکن تم اُسے میرے متعلق کچھ بھی نہیں بتاؤ گے.... اگر ایسی غلطی کی تو اس کا انجام بہت بُرا ہوگا.... اتنا بُرا کہ تم کسی کو اپنی شکل دکھانا پسند نہیں کرو گے۔!"

"ارے یار کیسی باتیں کرتے ہو.... میں احمق تھوڑا ہی ہوں.... مگر یہ تو بتاؤ کہ نگرانی سے تمہاری مراد کیا ہے۔!"

"یہ دیکھو کہ یہ کس سے ملتا ہے اور اس سے کون ملنے آتا ہے۔!"

"ملنے والوں کے نام وام بھی معلوم کرنے ہوں گے۔!"

"قطعی....!"

"میرے بس سے باہر ہے.... پچاس آدمیوں کا کام تم مجھ سے لینا چاہتے ہو۔!"

"اچھی بات ہے تو تم صرف اُس کی نقل و حرکت پر نظر رکھو اور روزانہ مجھے اس کے متعلق رپورٹ دو....!"

"مگر تم ملو گے کہاں....!"

"میریا والے دفتر میں....!"

"نام کیا ہے تمہارا....!"

"نادر بیگ....!"

"اچھا تو کیا یہ بیگم بیگ ہی سے بنا ہے۔!"

"میں نہیں جانتا....!" وہ اُسے گھورتا ہوا بولا۔ "یہ کہاں کی بات نکال لی۔!"

"بس یونہی نکل آئی.... میں اکثر سوچتا ہوں.... اچھا یہ بتاؤ اس کام میں مالی فائدہ کیسے



ہوگا....؟ تم نے ابھی کہا تھا نا....!"

"اس میں مالی فائدہ نہیں ہوگا.... مالی فائدہ کی بات پھر بتاؤں گا۔!"

"نگرانی کرنے کے سلسلے میں اخراجات بھی تو ہوں گے.... میں پھکڑ قسم کا آدمی ہوں۔!"

"اس کی فکر نہ کرو....!"

"کمال ہے.... ارے.... یار.... مطلب یہ کہ.... مسٹر نادر بیگ میری جیب بالکل خالی ہے۔ اگر یہ ابھی اٹھا اور باہر نکل کر ٹیکسی میں بیٹھ گیا تو کیا میں اس کے پیچھے سرپٹ دوڑتا چلا جاؤں گا۔ کم از کم ٹیکسی کا کرایہ تو جیب میں ہونا ہی چاہئے۔!"

"ہوں....!" وہ اسے گھورتا ہوا بولا۔ "اگر میں تمہارے راز کی کوئی قیمت مقرر کر دیتا تو۔!"

"تب میں تم سے کہتا کہ شوق سے پولیس کو مطلع کر دو.... اور کیا.... مفلسی کی زندگی سے تو یہی بہتر ہے کہ وہ مجھے پھانسی پر لٹکا دیں۔!"

وہ تھوڑی دیر تک عمران کو گھورتا رہا پھر جیب سے پرس نکال کر دس دس کے کچھ نوٹ اس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "پائی پائی کا حساب لے لوں گا۔!"

"یہ پکی بات ہے....!" عمران نے نوٹ جھپٹ کر جیب میں رکھ لئے۔

"آج کی رپورٹ کل بارہ بجے دن میں لوں گا.... تھری نائین ڈبل ناٹ فور پر رنگ کر کے معلوم کر لینا کہ میں دفتر میں موجود ہوں یا نہیں.... پھر وہیں چلے آنا.... نادر بیگ نام ہے۔ بھولنا نہیں۔!"

"نہیں بھولوں گا....!" عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔

پھر نادر بیگ نے اپنے لئے اسکاچ اور سوڈا منگوایا.... عمران نے تو کچھ پینے سے پہلے ہی انکار کر دیا تھا۔

عمران کنکھیوں سے راکی ماما کو دیکھتا رہا جو اپنی میز پر تنہا تھا اور وہ بھی شراب ہی پی رہا تھا.... کبھی کبھی بجھا ہوا سگار بھی سلگانے لگتا۔

نادر بیگ زیادہ دیر تک نہیں بیٹھا.... عمران اب بھی اسی میز پر جما ہوا تھا.... اور اب تو اسے نظر انداز کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا تھا کیونکہ ایک نئے آدمی نے راکی ماما سے اپنا کسی قسم کا تعلق ظاہر کیا تھا اور آدمی بھی کیسا جو خود اسے بھی بلیک میل کرنا چاہتا تھا۔

پھر راکی ماما بھی کچھ دیر بعد اٹھ گیا لیکن وہ باہر جانیکی بجائے اوپری منزل کی طرف جا رہا تھا۔
عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔ وہ جانتا تھا کہ اس کا کمرہ اوپر کی ہی منزل پر ہے۔
وہ کچھ دیر اور بیٹھا رہا پھر اٹھ کر باہر آیا.... تھوڑے ہی فاصلے پر ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ تھ
وہاں سے کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کئے... وہ آفس میں نہیں ملا۔ پھر گھر کے نمبر آزمائے دوسری
طرف سے فیاض کی بیوی نے اُسے اطلاع دی کہ فیاض اسے ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں مل سکے گا۔

کلب پہنچ کر اس نے ڈائننگ ہال کا رخ کیا... فیاض ایک میز پر دکھائی دیا لیکن تنہا نہیں تھا۔
ایک عورت بھی تھی اس کے ساتھ ..... خاصی قبول صورت تھی۔ عمر بیس اور پچیس کے
درمیان رہی ہوگی۔ سادہ بنفشی ساری میں ملبوس تھی۔ عمران سیدھا میز کی طرف چلا گیا۔

"اوہ....!" فیاض نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ "تم ہو..... بیٹھو..... بیٹھو.....!"

عمران نے محسوس کیا جیسے عورت بھی کچھ مضطرب سی نظر آنے لگی ہو۔

فیاض پھر عورت ہی کیطرف متوجہ ہو گیا تھا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے عمران کی کوئی اہمیت نہ رہی ہو۔

عمران نے موسم کی خرابی کا رونا روتے ہوئے اُسی میز پر ایک کرسی سنبھال لی۔

فیاض عورت سے کہہ رہا تھا.. "زندہ رہنے کی خواہش ہی دراصل بنیادی چیز ہے.... اور!"

"بالکل.... بالکل....!" عمران سر ہلا کر بولا اور پھر اس کے بعد اُس نے فیاض کو کوئی جم
پورا کرنے نہیں دیا۔ ہر بات کو بیچ ہی سے لے اڑتا فیاض تاؤ کھاتا رہ جاتا۔

عورت عمران میں بے حد دلچسپی لے رہی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اب فیاض کی آ
ہی نہ سننا چاہتی ہو۔ آخر فیاض تنگ آکر عمران سے پوچھ ہی بیٹھا کہ وہ وہاں کیوں آیا ہے۔!

"کئی سال گذرے....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "جب یہاں پہلے پہل آیا تھا۔
تب سے اب تک برابر آ رہا ہوں۔!"

"تو اسی میز پر مرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔!" فیاض نے جھنجھلا کر کہا۔

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔!" عمران کی مسکراہٹ معنی خیز تھی۔

"آپ کی تعریف....!" عورت پوچھ بیٹھی۔

"کوئی خاص تعریف نہیں ہے....!" فیاض نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

عورت اس انداز میں عمران کی طرف دیکھے جا رہی تھی جیسے اس کی تعریف خود اُس کی ز



ے سننا چاہتی ہو۔

"میں علی عمران.... ایم ایس سی.... پی ایچ ڈی ہوں۔!"

"مجھے مسز بیگ کہتے ہیں۔!" عورت دلآویز انداز میں مسکرائی.... "لیکن آپ ایم ایس سی
پی ایچ ڈی کیوں ہیں۔!"

"میں خود بھی اکثر یہی سوچتا ہوں....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی.... چند لمحے خاموش رہا
پھر فیاض کی طرف دیکھ کر بولا۔ "مجھے یہ دوستی زیادہ پرانی نہیں معلوم ہوتی۔!"

"آپ کا خیال درست ہے جناب....!" عورت بولی۔ "ہم ابھی حال ہی میں ملے ہیں۔!"

اس نے اپنا وینٹی بیگ کھول کر چھوٹا سا گول آئینہ نکالا اور لپ اسٹک سے ہونٹوں کے
کناروں کو ٹچ کرنے لگی۔

عمران متحیرانہ انداز میں اس تصویر کو گھور رہا تھا جو آئینے کی پشت پر لگی ہوئی تھی اور یہ تصویر تھی
نادر بیگ کی۔ اسی بلیک میلر کی جس نے اسے راکی ماما کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے پر آمادہ کیا تھا۔

مسز بیگ.... اس نے سوچا.... کیا یہ اسی نادر بیگ کی بیوی ہے....؟ پھر فیاض سے اس کی
دوستی کیا معنی رکھتی ہے۔ وہ کنکھیوں سے اسے دیکھتا رہا..... اس نے آئینہ اور لپ اسٹک وینٹی بیگ
میں ڈال لئے۔ عمران سوچ رہا تھا یہ بھی عجیب اتفاق ہے کیا یہ ضروری تھا کہ وہ اسی وقت آئینہ
نکال کر میک اپ درست کرتی اور وہ اس کی اصلیت سے واقف ہو جاتا۔

وہ منہ چلاتا ہوا فیاض کی طرف دیکھنے لگا۔

دفعتاً ہال ہی کے کسی گوشے سے ایک چیخ ابھری.... کسی بلی کی چیخ اور چاروں طرف گہری
تاریکی پھیل گئی.... ہال کا ایک بلب بھی روشن نہیں رہا تھا.... دوسرے ہی لمحے میں عمران کا
ہاتھ عورت کے وینٹی بیگ پر پڑا جسے وہ مضبوطی سے تھامے ہوئی تھی لیکن پہلے ہی جھٹکے میں اس
کے ہاتھ سے نکل آیا۔

"ارے.... ارے....!" عورت کی آواز دوسرے شور پر بھاری معلوم ہوئی۔

"کیا ہے.... کیا ہے....؟" فیاض غرایا۔

"میرا بیگ....!" عورت چیخی

"کیا ہوا....!"

"کوئی لے گیا....!" عمران نے اس کی آواز سنی.... وہ نکاسی کے دروازے تک پہنچ چکا تھا۔ برآمدہ بھی تاریک ہی ملا.... لیکن وہ ٹٹولتا ہوا پام کے اس بڑے گملے تک پہنچ ہی گیا جو ایک ستون سے لگا رکھا تھا۔ اس نے عورت کا وینٹی بیگ گملے اور ستون کے درمیانی خلاء میں ٹھونس دیا۔

اب وہ پھر ہال میں داخل ہو رہا تھا.... اندازے سے فیاض کی میز کی جانب چل پڑا۔ متعدد نامعلوم آدمیوں سے ٹکراتا ہوا وہ ایسی جگہ پہنچ چکا تھا جہاں سے ان دونوں کی آوازیں بخوبی سن سکتا۔

فیاض برابر ہانک لگائے جا رہا تھا۔ "خبردار کوئی اپنی جگہ سے نہ ہلے.... پولیس....!"

اور عورت چیخے جا رہی تھی.... "میرا بیگ.... میرا بیگ....!"

"خاموش بھی رہیئے محترمہ....!" فیاض غرایا۔ "کیا اس میں کوئی بڑی رقم تھی۔!"

"ہاں ہاں بڑی رقم تھی.... میرا بیگ....!"

سبھی شور مچا رہے تھے.... اور کوئی بہت اونچی آواز میں کہہ رہا تھا۔ "روز ہی یہی ہوتا رہتا ہے.... کلب بھٹیار خانہ بن کر رہ گیا ہے۔!"

"بالکل.... بالکل....!" عمران نے ہانک لگائی۔

"اوہ.... تو آپ موجود ہیں۔!" عمران نے فیاض کی آواز سنی.... انداز ایسا ہی تھا جیسے یہ جملہ دانت پیستے ہوئے ادا کیا گیا ہو۔

کچھ دیر بعد پھر روشنی ہو گئی.... اور کوئی لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ معذرت طلب کر رہا تھا۔

"خواتین و حضرات ہمیں بے حد افسوس ہے کہ لائین میں خرابی واقع ہو جانے کی بناء پر آپ کو تھوڑی دیر اندھیرے میں رہنا پڑا۔!"

عمران نے مسز بیگ کی طرف دیکھا.... وہ برسوں کی بیمار نظر آنے لگی تھی۔ چہرہ ستا ہوا تھا لیکن روشنی ہو جانے کے بعد اس نے اپنے بیگ کا نام تک نہ لیا تھا۔

"اوہ آپ کا بیگ....!" فیاض چونک کر بولا لیکن وہ صرف نچلے ہونٹ پر زبان پھیر کر رہ گئی۔

"جانے دیجیئے....! اب کیا ہو سکے گا....!" وہ تھوڑی دیر بعد بھرائی ہوئی سی آواز میں بولی

"کتنی رقم تھی....!"

"کوئی خاص نہیں لیکن ماضی کی کچھ یادگاروں سے ضرور محروم ہو گئی۔ بے حد قلق ہے مجھ کو۔"

"ماضی کی یادگاریں....؟ میں نہیں سمجھا....!"



"چند سہیلیوں کے خطوط اور ان کی تصاویر....!"

عمران نے اس طرح ٹھنڈی سانس لی جیسے ان سہیلیوں سے اس کے بھی بڑے اچھے تعلقات رہے ہوں۔

"آپ باقاعدہ رپورٹ درج کرائیے....!" فیاض بڑبڑایا۔ "اب یہ کلب شریفوں کے بیٹھنے کی جگہ نہیں رہی۔!"

"شریف عموماً یہاں کھڑے رہتے ہیں۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"خاموش رہو....!" فیاض جھنجھلا گیا۔

"اوہ.... اب مجھے چلنا چاہئے....!" عورت اٹھتی ہوئی بولی۔

"تو پھر بیگ کے لئے کیا کیا جائے....!" فیاض نے پوچھا۔

"جو آپ مناسب سمجھئے....!" اس نے کہا اور شب بخیر کہتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ عمران فیاض کو آنکھ مار کر آہستہ سے بولا۔ "خاصے تیز رفتار معلوم ہوتے ہو۔!"

"اسی میز پر آمرنے کی کیا ضرورت تھی....!" فیاض نے آنکھیں نکال کر کہا۔

"پھر کہاں جاتا....!"

فیاض کچھ نہ بولا۔ بُرا سا منہ بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"اس لاش کا کیا رہا جو راجر ڈکسن کے یہاں ملی تھی....؟" عمران نے پوچھا۔

"پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق اندرونی چوٹ اس کی موت کا باعث بنی ہے۔!"

"معدے میں پائی جانے والی چیزوں کا کیمیاوی تجزیہ کیا گیا تھا یا نہیں۔!"

"پتہ نہیں....!" فیاض نے لاپرواہی سے کہا۔ "میں اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا.... لیکن اس لاش سے تمہیں کیا سروکار....!"

"کچھ نہیں یونہی.... وہ میریا کے آفس میں کام کرتا تھا.... میریا نے مجھے اس حادثے کے متعلق بتایا تھا....!"

دفعتاً پھر شور سنائی دیا اور ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ صدر دروازے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"کیا قصہ ہے....!" فیاض نے ایک ویٹر کو مخاطب کیا جو صدر دروازے ہی کی طرف سے ان کی طرف آرہا تھا۔

"پھر لاش جناب....!"

"کہاں....؟" فیاض اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ برآمدے کی طرف جھپٹا.... عمران پہلے ہی دروازے کی طرف بڑھ چکا تھا۔ بائیں جانب برآمدے کے سرے پر بھیڑ نظر آئی۔

"براہِ کرم یہاں سے ہٹ جائیے....!" فیاض نے بلند آواز میں کہا۔

کئی لوگوں نے مڑ کر غصیلے انداز میں اس کی طرف دیکھا لیکن منیجر کے رویئے کی بنا پر انہیں جلد ہی معلوم ہو گیا کہ مخاطب کرنے والا ایک آفیسر ہے....! مقتول فرش پر اوندھا پڑا تھا۔ بائیں کنپٹی سے خون بہہ کر چاروں طرف پھیل گیا تھا.... اور یہ کوئی نیگرو ہی تھا۔!

عمران کے ذہن میں ایک شبہے نے سر ابھارا.... لیکن پھر جیسے ہی آگے بڑھ کر اس نے لاش کا بغور جائزہ لیا.... خیال بدل دینا پڑا.... وہ تھا تو کوئی نیگرو ہی لیکن راکی ماما نہیں تھا۔

فیاض نے لاش سیدھی نہیں کی تھی.... یونہی جھکا ہوا زخم کا جائزہ لے رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "گولی بہت قریب سے ماری گئی ہے۔!"

"لیکن فائر کی آواز....!" عمران کچھ سوچتا ہوا بڑبڑایا۔

"بے آواز ریوالور....!"

قریبی تھانے کو فون کیا گیا.... فیاض نے اپنے محکمے کے مختلف شعبوں کے ماہرین کو بھی طلب کیا۔

عمران کا ذہن مسز بیگ کے وینٹی بیگ میں الجھا ہوا تھا۔ کچھ دیر بعد اُس نے اسے وہاں سے نکالا اور پھر اس کے چہرے پر تحیر کے آثار ابھر آئے.... وہ اتنا وزنی تو ہرگز نہیں تھا۔

ہینڈ بیگ اٹھائے ہوئے وہ باتھ روم کی طرف جھپٹا۔ اور پھر جب وہ ہینڈ بیگ کھلا تو اسے بیساختہ ہنسی آگئی.... کیونکہ وہ ریت اور کوڑے کباڑ سے لبریز تھا.... نہ تو وہ آئینہ ہی مل سکا جس کی پشت پر اُس نے نادر بیگ کی تصویر دیکھی تھی اور نہ کوئی دوسری چیز۔

اس نے جیب سے رومال نکال کر وینٹی بیگ کا ہینڈل صاف کیا.... اسے یقین تھا کہ ہینڈل کے علاوہ اور کہیں اُس کی انگلیوں کے نشانات نہ پائے جا سکیں گے۔

وینٹی بیگ کو وہیں اُسی حالت میں چھوڑ کر باہر آ گیا۔

ہال میں قریبی تھانے کا انچارج موجود تھا۔ فیاض کے محکمے کے لوگ بھی آ گئے تھے۔ لاش کی تصاویر لی جا رہی تھیں.... عمران خاموشی سے ان کی مشغولیات کا جائزہ لیتا رہا۔

تھوڑی دیر بعد ایک کانسٹیبل مسز بیگ والا وینٹی بیگ لئے ہوئے وہاں آ پہنچا اس میں اب بھی کوڑا کباڑ موجود تھا۔

فیاض نے بھی اُسے دیکھا اور عمران کو مخاطب کر کے بولا۔ "کیا خیال ہے مسز بیگ ہی کا ہو سکتا ہے۔!"

"ہاں.... غالباً یہ اسی کا ہے.... کہاں ملا....!" عمران نے پوچھا۔

"کانسٹیبل کے بیان کے مطابق.... باتھ روم میں....!"

"لیکن یہ کوڑا کباڑ....؟"

"چور کی ستم ظریفی.... خالی کر کے یہ سب کچھ ٹھونس گیا....!"

"جینئس تھا....!"

"سمجھ میں نہیں آتا.... یہ کیسا چکر چل پڑا ہے....!" فیاض بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "سخت بدنامی ہو رہی ہے دو وارداتیں تو یہیں ہو چکیں....!"

"اور دو بار یہاں بلی کی چیخیں بھی سنی گئی ہیں....!" عمران تشویش کن لہجے میں بولا۔

"کیا مطلب....؟"

"اور ہر بار اندھیرے سے سابقہ پڑا تھا....!"

"کیا بک رہے ہو....!"

"کچھ بھی نہیں....! تم یہ بتاؤ کہ یہ مسز بیگ....!"

"فضول باتیں مت کرو....!" فیاض نے اُسے جملہ پورا نہ کرنے دیا۔

"میں یہ ضرور پوچھوں گا سوپر فیاض کہ اس سے کب اور کن حالات میں ملاقات ہوئی تھی۔!"

"مقصد....!" فیاض نے آنکھیں نکالیں۔

"ظاہر ہے کہ وہ مقصد ہرگز نہ ہو گا جس کے تحت تم اُس سے ملتے رہے ہو....!"

"میرے پاس وقت نہیں ہے....!" فیاض دوسری طرف مڑتا ہوا بولا۔

"بڑے خسارے میں رہو گے.... میں سنجیدہ ہوں....!"

فیاض رک گیا.... چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "یہیں ملاقات ہوئی تھی.... میں باہر جا رہا تھا اور اسکی گاڑی پھاٹک پر کھڑی تھی۔ کوئی خرابی واقع ہو گئی تھی اسلئے اسٹارٹ نہیں ہو رہی تھی۔!"

"اس کی گاڑی....!" عمران نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں کیوں....! بہر حال میں نے اس کی مدد کی تھی.... اس کے بعد سے یہیں ملاقاتیں ہوتی رہیں۔!"

"اگر وہ گاڑی رکھ سکتی ہے تو پھر تمہیں تو کم از کم ہوائی جہاز ہی رکھنا چاہئے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"اس کا شوہر زیادہ سے زیادہ ڈھائی سو روپے ماہوار کا ملازم ہوگا۔!"

"کیا بکواس کر رہے ہو.... تم اس کے شوہر کو کیا جانو....!"

"تم تو بیوی کو جانو اور میں شوہر کو بھی نہ جانوں.... کیا بات ہوئی۔!"

پھر اس نے فیاض کو آئینے والا واقعہ بتایا.... اور فیاض حقارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "یہ ضروری نہیں کہ وہ اس کا شوہر ہی ہو۔!"

"میں اس کیلئے کوئی منطقی دلیل تو نہیں رکھتا۔!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "لیکن چھٹی حس۔

"چھٹی حس!" فیاض کا قہقہہ بے حد زہریلا تھا۔ "ہم کوئی جاسوسی ناول اسٹیج نہیں کر رہے۔!

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر عمران نے کہا۔ "کیا تم اس کا گھر جانتے ہو۔!"

"نہیں....!"

"اچھا.... تو پھر اب اس کے متوقع شوہر کے متعلق کچھ سنو....!"

"کان نہ کھاؤ.... آج کل تم ضرورت سے زیادہ بور کر رہے ہو....!"

"ٹھہرو....!" عمران اٹھ کر شراب کے کاؤنٹر پر آیا.... یہاں فون پر میریا کے نمبر ڈائل کئے دوسری طرف سے جلد ہی جواب ملا.... بولنے والی میریا ہی تھی۔

"میں عمران ہوں.... ہاؤ ڈو یو ڈو....!"

"او کے.... شکریہ.... کہاں سے بول رہے ہو....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"گھر سے.... ارے اس کا نام کیا ہے جس کا ساتھی مر گیا۔!"

"کیوں اس کے نام کی ضرورت کیوں پیش آئی....!"

"وہ مجھے دھمکیاں دے رہا ہے.... شائد کچھ رقم اینٹھنا چاہتا ہے۔!"

"تو پھر کیا کرو گے....!"

"کچھ سوچوں گا.... تم اس کا نام بتاؤ....!"



"نادر بیگ....!"

"وہ کہاں رہتا ہے....!"

"یہ میں نہیں جانتی.... آفس ہی میں معلوم ہو سکے گا۔!"

"تو پھر کب معلوم ہو سکے گا....؟"

"اس وقت تو قطعی ناممکن ہے....! کل بتاؤں گی.... تم کب آ رہے ہو....!"

"کل....!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

اب وہ منیجر کے کمرے کی طرف جا رہا تھا.... فیاض جہاں تھا وہیں رہا۔

ابھی تک پولیس والے وہاں موجود تھے اور مختلف قسم کی کارروائیاں جاری تھیں.... منیجر کا کمرہ عمران کو خالی ہی ملا.... وہ چپ چاپ اندر داخل ہو گیا.... اسے توقع تھی کہ منیجر کی واپسی جلد نہ ہو سکے گی۔

اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی پھر میز پر رکھے ہوئے رجسٹر اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگا۔ پھر وہ رجسٹر مل ہی گیا جس کی تلاش تھی۔ یہ مستقل ممبروں کا رجسٹر تھا.... چونکہ ممبروں کے نام حروف تہجی کے مطابق ترتیب دیئے گئے تھے اس لئے کسی مسز بیگ کا صفحہ تلاش کر لینے میں دیر نہ لگی.... اندازے کے مطابق وہ مستقل ممبر ہی ثابت ہوئی تھی۔ پتہ بھی اسی صفحے پر موجود تھا۔

عمران نے اس کا پتہ اچھی طرح ذہن نشین کر کے رجسٹر پھر اسی طرح رکھ دیئے جیسے رکھے ہوئے تھے اور منیجر کے کمرے سے نکل آیا۔

اب وہ پھر ڈائننگ ہال کی طرف جا رہا تھا.... فیاض کو جہاں چھوڑ کر گیا تھا وہیں پایا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار اب اور زیادہ گہرے ہو گئے تھے۔

"کیا یہاں تمہاری موجودگی ضروری ہے....!" عمران نے اس سے پوچھا۔

"کیوں....؟"

"کچھ کام کریں گے۔!"

"پوری بات کیا کرو.... الجھن ہونے لگتی ہے....!" فیاض جھنجھلا گیا۔

"اس کا وینٹی بیگ اس تک پہنچا دیں تو کیسی رہے گی۔!"

"میں کہہ چکا ہوں کہ اس کا گھر نہیں جانتا....!"

"میں تو جانتا ہوں....!"

"بکواس نہ کرو....!"

"اگر اس کے گھر تک نہ پہنچا دوں تو گردن اڑا دینا....!"

"چلو....!"

"بیگ تو لے لو.... لیکن کوڑا کباڑ ویسے ہی بھرا رہنے دینا....!"

فیاض نے ایک کانسٹیبل کو اشارے سے بلا کر وینٹی بیگ لانے کو کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کمپاؤنڈ میں آئے۔ فیاض نے موٹر سائیکل سنبھالی اور عمران پیچھے کیریئر
بیٹھتا ہوا بولا۔ "ٹمپل روڈ....!"

"ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔ اگر تمہیں ناکامی ہوئی تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا۔

"چلو بھی یار....!" عمران اس کی پیٹھ پر دھپ رسید کرتا ہوا بولا۔

موٹر سائیکل کمپاؤنڈ سے نکل کر سڑک پر ہو لی۔

"ٹمپل روڈ کی گیارہویں عمارت.... تیسرا فلیٹ.... گراؤنڈ فلور....!" عمران نے چیخ کر
لیکن موٹر سائیکل کے شور پر اس کی آواز حاوی نہ ہو سکی۔

ٹمپل روڈ کی گیارہویں عمارت کے سامنے پہنچ کر عمران نے فیاض کی پشت پر ہاتھ مار کر
"روکو....!"

"میں پھر کہتا ہوں....!" فیاض نے بریک لگاتے ہوئے کہا۔ "کہیں کوئی حماقت نہ کر بیٹھنا

"جو کچھ بھی کروں گا اپنی ذمہ داری پر.... تم مطمئن رہو....!"

موٹر سائیکل سے اتر کر عمران عمارت کے برآمدے کی طرف بڑھا.... فیاض نے فور
اس کا ساتھ نہیں دیا۔

گراؤنڈ فلور پر تین فلیٹ تھے.... لیکن کسی پر بھی مسٹر یا مسز بیگ کے نام کی تختی نظر نہ آ
اتنی دیر میں فیاض بھی اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"کیا بات ہے....!" اس نے آہستہ سے پوچھا۔

عمران نے تینوں فلیٹوں کی نیم پلیٹس پر جیبی ٹارچ کی روشنی ڈالی۔

"یہاں تو کسی بھی بیگ کا نام نہیں ہے....!" فیاض بڑبڑایا۔

"ہو سکتا ہے کسی کے ساتھ رہتی ہو....!" عمران نے کہا اور تیسرے فلیٹ کی ڈور بل کے
پر انگلی رکھ دی۔ اندر گھنٹی کی گونج سنائی دی اور پھر جلد ہی دروازہ بھی کھلا۔ دروازہ کھولنے والا
معمر آدمی تھا، چہرے پر گھنی سفید ڈاڑھی تھی اور آنکھوں پر کسی قدر تاریک شیشوں کی عینک!

"فرمایئے....!" اس نے خشک لہجے میں پوچھا۔



"کیا مسز بیگ تشریف رکھتی ہیں....!"

"جی ہاں....!" اس کا لہجہ اب بھی ویسا ہی خشونت آمیز تھا۔

فیاض نے اپنا وزیٹنگ کارڈ اُس کی طرف بڑھا دیا۔

"اندر تشریف لایئے....!" اس نے کہا اور واپسی کے لئے مڑ گیا۔

وہ ایک چھوٹے سے سٹنگ روم میں آئے.... بوڑھا انہیں بیٹھنے کو کہتا ہوا اندر چلا گیا....
عمران اسے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔

وہ دونوں خاموش بیٹھے رہے....! عمران کے چہرے پر گہری حماقت انگیز سنجیدگی طاری
تھی۔ کئی منٹ گذر گئے.... لیکن اندر سے نہ تو کوئی آیا اور نہ کسی قسم کی آواز ہی سنائی دی۔

دفعتاً عمران نے چونک کر گھڑی پر نظر ڈالی.... اور منہ چلا کر بولا۔ "اب اتنی دیر بعد یاد آیا کہ
میں نے اسے کہاں دیکھا تھا۔!"

"کسے....!"

"اُسی بوڑھے کو جو ہمیں یہاں بٹھا کر گیا ہے....!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "آؤ.... ہمیں خود
دیکھنا چاہئے کہ مسز بیگ لباس تبدیل کرنے میں کتنا وقت صرف کرتی ہیں....!"

"بیٹھو.... کیا بیہودگی ہے....!" فیاض جھلا کر بولا۔

"خیر....! دو تین منٹ اور دیکھ لو....!"

"تم اس بوڑھے کے متعلق کچھ کہہ رہے تھے!" فیاض نے اسکی طرف جھک کر آہستہ سے کہا۔

"میرا دعویٰ ہے کہ وہ تصدق صدیق کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا....!"

"کیا....؟" فیاض اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو.... بیٹھو....!" عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر بٹھاتا ہوا بولا۔ "کیونکہ ساتھ ہی یہ دعویٰ
بھی رکھتا ہوں کہ اب وہ اس عمارت میں نہ مل سکے گا۔!"

"تم یقین کے ساتھ کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ تصدق ہی تھا....!"

"چلنے کا مخصوص انداز.... اور پیشانی کی بناوٹ....!"

"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا....!" فیاض اٹھ کر دروازے کی طرف جھپٹتا ہوا بولا۔

"بات ذرا دیر سے سمجھ میں آئی....!" عمران نے کہا لیکن وہیں بیٹھا رہا.... فیاض کے ساتھ

اندر نہیں گیا.... کچھ دیر بعد فیاض بوکھلایا ہوا واپس آیا۔

"لل.... لاش....!" وہ ہانپتا ہوا ہکلایا۔

"کس کی....!" عمران نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"مسز بیگ کی.... وہ یقیناً.... تصدق....!"

فیاض جملہ پورا کئے بغیر پھر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

مسز بیگ فرش پر چت پڑی ہوئی تھی.... منہ کھل گیا تھا.... اور آنکھیں اس طرح پھیلی ہوئی تھیں جیسے گلا گھونٹنے والے کو حیرت اور خوف سے دیکھتے ہوئے دم توڑا ہو۔

"لیکن وہ کہاں غائب ہو گیا۔!" فیاض چاروں طرف دیکھتا ہوا بڑبڑایا۔

اور پھر کسی ایسے راستے کی تلاش شروع ہوئی جسکے ذریعے بوڑھے کو فرار ہونے میں مدد ملی ہو۔ عمران کا خیال غلط ثابت نہیں ہوا.... عمارت کی پشت پر گلی تھی.... اور اس فلیٹ کا ایک دروازہ ادھر بھی کھلتا تھا۔ دروازہ کھلا ہوا ہی ملا.... گلی سنسان پڑی تھی۔

وہ پھر واردات والے کمرے میں واپس آئے۔ فیاض کے چہرے پر بے بسی طاری تھی۔ دفعتاً عمران کی طرف مڑا اور بولا۔

"آخر تم کیا سوچ کر مجھے یہاں لائے تھے....؟"

"اس حد تک نہیں سوچا تھا کہ وہ کسی سوال کا جواب دینے کے قابل نہ رہ گئی ہو گی۔!"

"تمہیں یک بیک پتہ کیسے معلوم ہو گیا تھا....!"

"نہایت آسانی سے.... چونکہ وہ کلب کی مستقل ممبر تھی.... اس لئے ممبروں کے ر میں اس کا نام اور پتہ موجود تھا۔"

"تم نے کیسے یقین کر لیا تھا کہ وہ مستقل ممبر ہی ہو گی۔!"

"کافی جدوجہد کرنے کے بعد....!"

"یعنی....!"

"رجسٹر میں نام اور پتہ تلاش کر لینے کے بعد....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "بہکی بہکی باتیں نہ کرو.... ابھی یہاں بہت کچھ کرنا ہے۔!"



"کیا مطلب....!"

"اس کا وینٹی بیگ کیوں خالی کیا گیا تھا.... اور پھر قتل کیوں کر دی گئی۔!"

فیاض نے کوئی جواب نہ دیا.... عمران صوفے کے قریب رکھی ہوئی چھوٹی میز کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ ایش ٹرے کو میز پر الٹ دیا۔ جلی ہوئی سگرٹوں کے کئی ٹکڑے گر پڑے.... عمران انہیں اٹھا اٹھا کر غور سے دیکھتا رہا۔ ایک کمیاب غیر ملکی سگریٹ کے ٹکڑے تھے.... وہ سوچنے لگا اس سے پہلے کب اور کہاں ایسے ہی ٹکڑے نظر سے گذرے تھے.... اسے میریا کے فلیٹ میں وہ رات یاد آئی جب اس کا ٹکراؤ دو خطرناک آدمیوں سے ہوا تھا۔ اُس نے وہاں ایش ٹرے میں ایسے ہی ٹکڑے دیکھے تھے۔! جن پر لپ اسٹک کے نشانات نہیں تھے۔!"

"کیا سوچ رہے ہو....!" فیاض نے اسے مخاطب کیا۔

"اُوں....!" وہ چونک کر بولا۔ "کچھ نہیں....!"

"یہاں فون نہیں ہے شاید.... تم یہیں ٹھہرو.... میں باہر جا کر دیکھتا ہوں....!" فیاض نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اس کے چلے جانے کے بعد عمران نے کمرے کی ایک ایک چیز کا جائزہ لینا شروع کیا۔ ڈریسنگ الماری میں مردانہ ملبوسات بھی نظر آئے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ مسز بیگ وہاں تنہا نہیں رہتی تھی۔ مردانہ جوتے بھی ملے.... لیکن ایسا کوئی واضح ثبوت نہ مل سکا جس سے مسز بیگ اور راجر ڈکسن والے نادر بیگ کا رشتہ ظاہر ہو سکتا۔!

کچھ دیر بعد فیاض واپس آ گیا.... اس کے چہرے پر غصے کے آثار تھے۔

"تم بہت کچھ جانتے ہو.... لیکن میں اندھیرے میں ہوں۔!" وہ عمران کو گھونسہ دکھاتا ہوا بولا۔ "اور اُس آدمی کو پہچان لینے کے باوجود بھی تم نے نکل جانے دیا۔!"

"مت بور کرو....!" عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی....!

"میں اپنی رپورٹ میں اس لاش کے متعلق کیا لکھوں گا۔!"

"آسان نسخہ ہے....!" عمران اس کی طرف مڑے بغیر بولا۔ "کسی نامعلوم آدمی نے فون پر اطلاع دی تھی کہ ٹمپل روڈ کی گیارہویں عمارت میں ایک لاش ہے۔!"

"میں پوچھ رہا ہوں کہ تم یہاں کس توقع پر آئے تھے۔!"

"یار کیوں کان کھا رہے ہو.... ارے ہم اس کا وینٹی بیگ واپس کرنے آئے تھے....!"

"اور اُس کے شوہر کا کیا قصہ تھا۔!"

"صبح بتاؤں گا....!" عمران بڑبڑایا۔

فیاض اپنے محکمے کے فوٹوگرافروں کا منتظر تھا۔

❖

دوسرے دن دفتری وقت کے مطابق عمران راجر ڈکسن کے آفس میں جا دھمکا۔ سب سے پہلے تو اس نے باہر بیٹھے ہوئے چپڑاسی سے اس طرح معانقہ کیا جیسے کسی بچھڑے ہوئے عزیز سے عرصہ دراز کے بعد ملاقات ہوئی ہو.... اس بیچارے نے بوکھلا کر صرف دانت نکال دیئے تھے۔ بمشکل تمام وہ عمران سے معلوم کر سکا کہ وہ کیا چاہتا ہے.... اور پھر اس نے بصد احترام اس کو نادر بیگ تک پہنچا دیا۔

"السلام علیکم!" عمران نے کسی خالی الذہن آدمی کے سے انداز میں بہ آواز بلند ہانک لگائی۔

"وعلیکم السلام....!" نادر بیگ اسے گھورتا ہوا بولا۔ "بیٹھو....!"

"اے بڑا واہیات نام ہے اُس کا....!" عمران بدستور اونچی آواز میں بولا۔ "راکی ماما.... لاحول ولا قوۃ....!"

"آہستہ بولو....!" وہ چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"اچھا....!" عمران نے احمقانہ تحیر کے ساتھ پوچھا۔ "آہستہ بولنا چاہئے۔!"

"رپورٹ دو جلدی میرے پاس وقت نہیں....!"

"بس وہ وہیں القاہرہ میں بیٹھا رہا تھا۔!"

"یہ رپورٹ ہے....!" نادر بیگ آنکھیں نکال کر بولا۔

"پھر تم ہی بتاؤ....!"

"کتنا خرچ ہوا اس کام پر....!"

"کچھ رقم جیب سے بھی لگ گئی۔!"

"کیا مطلب....! تم تو کہہ رہے ہو کہ وہ وہیں بیٹھا رہا تھا....!"

"بالکل.... اور میں بھی وہیں بیٹھا رہا تھا.... بیکار تو بیٹھا نہیں رہ سکتا تھا.... بیٹھے بیٹھے



کچھ کھاتے ہی رہنا پڑا تھا.... معدہ چوپٹ ہو کر رہ گیا.... اب علاج معالجے کا خرچہ بھی نکالو۔"

"یعنی تم وہ سب پیسے کھا گئے۔!"

"پیسے نہیں کھانا کھا گیا.... چائے پی گیا.... اور.... اب....!" وہ خاموش ہو کر بُرا سا منہ بنائے ہوئے پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"تم پرلے سرے کے بدمعاش ہو.... جاؤ نکلو یہاں سے....!" نادر بیگ دانت پیس کر اُسے گھونسہ دکھاتا ہوا بولا۔

"ارے واہ.... معاہدے کے خلاف کرو گے....!" عمران نے بُرا مان کر کہا۔

"کیا مطلب....!"

"بلیک میل نہیں کرو گے مجھے.... معاہدہ ہو چکا ہے مسٹر.... تمہیں مجھ کو بلیک میل کرنا ہی پڑے گا ورنہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔!"

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔!"

"نہیں.... لیکن اب تم خراب کر دو گے.... ابھی کل کیا کہا تھا تم نے کہ میں اسی طرح تمہارے لئے کام کرتا رہوں گا۔!"

نادر بیگ خاموش ہو کر اُسے گھورنے لگا۔!

"کل تمہاری بیگم صاحبہ سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔!" عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"کیا کہا....!" وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "میری بیگم صاحبہ کیا بک رہے ہو۔!"

"ہاں.... آں.... وہ جو ٹمپل روڈ پر رہتی ہیں.... میں کل رات کو ان کے گھر بھی گیا تھا۔ لیکن وہ میری کسی بات کا جواب نہ دے سکیں۔!"

"کہاں کی اڑا رہے ہو!" نادر بیگ تھوک نگل کر بولا اسکے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں؟

"تم نے اسے پچھلی رات قتل کر دیا۔!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"چچ چلے جاؤ.... یہاں سے.... ورنہ چپراسی....!"

"لاش کا پوسٹ مارٹم ہو رہا ہوگا.... اس وقت.... تم نے اسے گلا گھونٹ کر مارا تھا۔!"

"م.... میں کہتا ہوں.... جج جاؤ یہاں سے....!"

"اب میں تمہیں بلیک میل کروں گا....!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا شرارت آمیز

اندازمیں مسکرایا۔

"چپراسی....!" نادر بیگ نے بلند آواز میں پکارا۔

جیسے ہی چپراسی اندر داخل ہوا عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "چائے اور پوٹیٹو چپس....!"

چپراسی الٹے پاؤں واپس چلا گیا.... اور نادر بیگ متحیرانہ انداز میں منہ پھیلائے دروازے کی طرف دیکھتا رہ گیا۔

"ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ مقتولہ وہیں نہیں مر گئی تھی بلکہ اس نے ہسپتال میں دم توڑا تھا۔!" عمران بڑے اطمینان سے بولا۔ "وہ قاتل کا نام تو نہیں بتا سکتی تھی.... لیکن شوہر کا نام اور پتہ ضرور بتا دیا تھا.... شائد قاتل کا نام بھی بتا دیتی لیکن پھر بیہوش ہو گئی تھی۔!"

"تم بکتے ہو.... اگر یہ بات ہوتی تو پولیس....!"

"پولیس کا تو نام ہی نہ لو....!" عمران رازدارانہ لہجہ میں بولا۔ "پولیس تو بعد میں آئی تھی جب وہ تمہارا نام اور پتہ بتا کر بیہوش ہو گئی تھی۔!"

"تو پھر اب تم کیا کہنا چاہتے ہو....!"

"یہی کہ تم دونوں شوہر اور بیوی ہونے کے باوجود بھی اجنبیوں کی طرح رہتے تھے۔ ویسے وہ اپنے نام کے ساتھ تمہارا ہی نام استعمال کرتی تھی۔!"

"اچھا تو پھر....؟"

"پھر سمجھ جاؤ.... یہ کسی نیک مقصد کے لئے نہیں ہو سکتا۔!"

"تم اُسے کب سے جانتے تھے۔!"

"ارے بہت دنوں سے.... میں بھی تو ہوں ٹپ ٹاپ کا ممبر....!"

"مجھ سے کیا چاہتے ہو....!"

"دو ہزار روپے ماہوار دیا کرو....!"

"کیا مطلب....!"

"بلیک میلنگ ہی میرا ذریعہ معاش ہے.... ذرا لمبے ہاتھ مارتا ہوں اور پولیس والوں کو بھی کھلاتا ہوں۔!"

"مگر تم تو ڈی جی رحمان کے لڑکے ہو۔!"



"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا.... رحمان صاحب اپنی روزی کماتے ہیں اور میں اپنی....! فضول بحثوں میں مت پڑو.... تمہارے راز کی قیمت دو ہزار روپے ماہوار ہے۔!"

"اور.... اور میرا وہ ساتھی جو خون تھوک کر مر گیا....!" نادر بیگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس کیلئے بھی کوشش کر کے دیکھ لو فون کرو پولیس ہیڈ کوارٹر کو.... میں یہیں موجود ہوں۔!"

"میریا بھی تمہارے خلاف شہادت دے گی۔!"

"یہ بھی سہی....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میرے خلاف جتنے بھی حربے استعمال کر سکتے ہو کرو لیکن دو ہزار روپے ماہوار تو تمہیں ادا ہی کرنے پڑیں گے.... میرے پاس بہت ہی واضح قسم کے ثبوت ہیں کہ وہ تمہاری بیوی تھی۔!"

تھوڑی دیر بعد چپراسی چائے اور پوٹیٹو چپس لایا۔ نادر بیگ اب بالکل خاموش ہو گیا تھا۔ چہرے پر ایسے ہی آثار تھے.... جیسے یک بیک کوئی بلائے آسمانی نازل ہو گئی ہو۔ اس نے چائے اور چپس میں ہاتھ بھی نہیں لگایا.... عمران نے دوسری پیالی میں چائے انڈیلی اور چپراسی کو آوازیں دینے لگا۔ اس نے بھی آنے میں دیر نہیں لگائی۔

"یہ لو....!" عمران نے پیالی اُس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"جی میں....!"

"ہاں.... تم ہی پیو....! صاحب نہیں پئیں گے.... زکام ہو گیا ہے.... یہ لو چپس بھی لے جاؤ۔!" عمران نے کہا اور ساسر میں چپس بھی علیحدہ کرنے لگا۔

چپراسی دونوں چیزیں لے کر واپس چلا گیا۔ نادر بیگ بے بسی سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"ہاں کیا کہتے ہو....!" عمران نے اسے مخاطب کیا۔

"مجھے سوچنے کا موقعہ دو....!"

"کل رات اس کے فلیٹ میں کون تھا....!"

"میں نہیں جانتا....!"

"خیر مجھے.... اس سے کیا بحث....!" عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔ "میں تو اپنا معاملہ پکا کرنا چاہتا ہوں۔!"

"ذرا ایک منٹ ٹھہرو.... میں کچھ ضروری کاغذات منیجر کے کمرے تک پہنچا آؤں۔!" نادر

بیگ دفعتاً اٹھتا ہوا بولا۔

"ضرور.... ضرور.....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میریا موجود ہو تو اسے اُدھر بھیجتے جانا۔!"

نادر بیگ جاتے جاتے پلٹ آیا.... اور عمران کو گھورتا ہوا بولا۔ "تم میریا کو کیا سمجھتے ہو! وہ باس کی منظور نظر ہے۔!"

"تو پھر بھلا اس سے کیا فرق پڑتا ہے.... ویسے نہ بھیج سکو تو ایسی کوئی خاص ضرورت بھی نہیں... تم تو بس میرا اور اپنا معاملہ جلدی سے پکا کر لو.... کچھ ایڈوانس بھی دلوا سکو تو بہتر ہوگا۔!"

وہ اُسے غصیلے انداز میں گھورتا ہوا چلا گیا۔ تقریباً بیس منٹ بعد وہ واپس آیا.... چہرے پر مردنی سی چھائی ہوئی تھی۔ بار بار نچلے ہونٹ پر زبان پھیر رہا تھا۔

"کتنا ایڈوانس چاہئے....!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"جتنا آسانی سے دے سکو....!" عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔ "زبردستی نہیں ہے۔!"

"فی الحال یہ دو سو روپے رکھو.... بقیہ کا انتظام بھی جلد ہی کر دیا جائے گا۔!"

"لاؤ....!" عمران نے ہاتھ بڑھا کر سو سو کے دو نوٹ سنبھالے اور انہیں جیب میں رکھتا ہوا بولا۔ "بقیہ کے لئے کب آؤں....!"

"یہاں ہرگز مت آنا....!"

"پھر....!"

"آج رات کو نو بجے وکٹوریہ پارک میں ملو.... وہیں جگہ بھی بتا دوں گا۔!"

"تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہوں گے....!" عمران نے بھولے پن سے پوچھا۔

"کوئی بھی نہیں.... میں تنہا ہوں گا....!"

"میرے قریب تو تنہا ہی ہوگے... لیکن جھاڑیوں میں پہلے سے کتنے لوگ چھپے ہوئے ہوں گے۔!"

"ایسی کوئی بات نہ ہوگی....!"

"کیا ضمانت ہے....!"

"ضمانت.... میں تمہیں کس طرح یقین دلاؤں....!"

"اسکی ضرورت نہیں.... میں یہیں تم سے وصول کر لیا کروں گا....!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

نادر بیگ نے پھر کچھ کہنا چاہا لیکن عمران اُس کی طرف دیکھے بغیر باہر نکلا چلا آیا۔



شام پرسکون تھی.... عمران اپنے کمرے میں پڑا اونگھ رہا تھا۔ دفعتاً سلیمان نے اندر آ کر مکھیاں سی اڑائیں۔ "فون پر کوئی ہے....!" اور واپس جانے لگا۔

"کون ہے....!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

"ملیریا...!"

"کیا بکتا ہے....!"

"یہی نام بتایا تھا....!"

"بھاگ جاؤ....!" عمران نے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا۔

فون پر میریا ہی تھی.... اُس نے اُسے بتایا کہ وہ وعدہ کے مطابق آج رات کو نہ مل سکے گی۔

عمران ریسیور رکھ کر ہٹ ہی رہا تھا کہ پھر فون کی گھنٹی بجی۔

"ہیلو...!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"کیا عمران صاحب تشریف رکھتے ہیں۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"نہیں.... اس وقت تو کھڑے ہیں.... فرمائیے کون صاحب ہیں....!"

"اوہ.... میں بیگ.... نادر بیگ....!"

"ہام.... کیا خبر ہے....!"

"سمجھوتہ کر لو.... تم میری مدد کرو.... میں تمہاری مدد کروں....!"

"چلو یہ بھی منظور ہے....!"

"تو پھر آج رات کو نو بجے القاہرہ ہوٹل کی پشت پر ملو.... !"

عمران نے پُر معنی انداز میں پلکیں جھپکائیں اور بولا۔ "اچھی بات ہے.... میں آؤں گا۔!"

پھر دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو جانے کے بعد ہی ریسیور کریڈل پر رکھا۔ اس کے چہرے پر گہرے تفکر کے آثار تھے۔

کچھ دیر بعد کیپٹن فیاض کے بنگلے پر نظر آیا.... فیاض نے اس کی کہانی بڑے سکون کے ساتھ سنی تھی۔ لیکن اب تیوریوں پر بل ڈالے بیٹھا اُسے گھور رہا تھا۔!

کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "تو تم.... اس نادر بیگ کو بھی تصدق وغیرہ سے منتھی کرنے کی کوشش کر رہے ہو.... اور اس لڑکی میریا نے دھوکا نہیں کھایا تھا۔!"

"لل.... لڑکی کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا....!"

"اچھا تو.... اس دوسرے آدمی راکی ماما کو کس خانے میں فٹ کرو گے۔!"

"میرا دعویٰ ہے کہ وہ تصدق کے مخالفین میں سے ہے۔!"

"کس بناء پر دعویٰ ہے....!"

"نادر بیگ نے مجھ سے کہا تھا کہ اس کی نقل و حرکت پر نظر رکھوں....!"

"ہوں....!" فیاض کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "اچھا پچھلی رات والا قتل.... مسز بیگ....!"

"میرا خیال ہے کہ اس کی وجہ سے اُن کی سرگرمیوں پر روشنی پڑنے کے امکانات تھے۔!"

"لیکن وہ تو کافی عرصہ سے مجھ سے مل رہی تھی۔!"

"پچھلی رات خود اسی کا بھانڈا پھوٹ جانے کا امکان تھا....!"

"وہ کس طرح....!"

"اس کا وینٹی بیگ میں نے اڑایا تھا....!" عمران نے کہا اور پھر اسے بتانے لگا کہ کیسے اس پر نادر بیگ سے متعلق ہونے کا شبہ ہوا تھا۔

"لیکن....!" اس نے کہا۔ "اُسے خالی کر کے کوڑا کباڑ بھرنے والا کوئی اور ہی تھا۔ غالباً اس نے مجھے پام کے پیچھے کچھ چھپاتے دیکھ لیا تھا.... میرا دعویٰ ہے اس ہینڈ بیگ میں کوئی ایسی چیز ضرور تھی جس سے ان لوگوں کے کسی معاملے پر روشنی پڑ سکتی۔!"

"چلو یہی سہی پھر....؟"

"پھر....!" عمران نے کچھ کہنا چاہا لیکن نہ جانے کیوں خاموش ہو گیا۔

"بکو جلدی سے کیا کہنا چاہتے ہو۔ آج میں بہت مشغول ہوں۔" فیاض نے میز پر ہاتھ مار کر کہا۔

"میں نے دوبار بہت ہی اہم مواقع پر بلی کی چھینکیں سنی ہیں۔!"

"تو پھر....!"

"پھر بتاؤں گا....!" عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو پھر القاہرہ کے پیچھے تمہارے آدمی موجود رہیں گے نا....!"

"تمہیں یقین ہے کہ یہ بھی اسی کیس کی کوئی کڑی ہے۔!"

"جہنم میں جاؤ....!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "میں اکیلے ہی دیکھ لوں گا۔!"



فیاض نے اُس سے بیٹھنے کو بھی نہ کہا.... وہ اس کے بنگلے سے نکل کر ادھر اُدھر وقت کاٹتا رہا.... پھر ٹھیک آٹھ بجے القاہرہ پہنچا.... اس نے سوچا تھا کہ القاہرہ کے عقبی راستے سے عمارت کی پشت پر پہنچے گا۔

ڈائننگ ہال میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے راکی ماما پر نظر پڑی۔ بظاہر وہ تنہا دکھائی دیتا تھا لیکن عمران نے جلد ہی محسوس کر لیا کہ کچھ لوگ اس کی دیکھ بھال کر رہے ہیں.... دائیں بائیں میزوں پر تین تین آدمی موجود تھے.... اور ان کی بے چین آنکھیں گردوپیش کا جائزہ لے رہی تھیں.... پاس ہی ایک میز ایسی تھی جس پر صرف ایک ہی آدمی تھا۔

"اگر میں یہاں بیٹھ جاؤں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہ ہوگا۔!" عمران نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"جی نہیں.... تشریف رکھئے مجھے کسی کا انتظار نہیں ہے.... تنہا ہوں۔!"

"تنہائی....!" عمران نے بیٹھتے ہوئے ٹھنڈی سانس لی۔ "تنہائی اس جہاں آب و گل کی تنہا حقیقت ہے۔!"

"اوہ.... شاعر بھی ہیں۔!" اجنبی مسکرایا۔

"تنہائی سب کچھ بنا دیتی ہے....!"

اجنبی لاپروائی سے شانوں کو جنبش دے کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔ اُس کے گلاس میں سرخ رنگ کی شراب تھی.... عمران نے ویٹر کو بلا کر کافی طلب کی اور اونگھنے لگا۔

اجنبی نے دو چار بار اس کی طرف دیکھا مگر کچھ بولا نہیں۔

اُس کا رخ آمد و رفت کے دروازے کی طرف تھا.... دفعتاً اُسے میریا دکھائی دی جو ہال میں داخل ہو رہی تھی۔ عمران گلدان کی اوٹ میں چہرہ چھپا کر کنکھیوں سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ وہ بائیں گوشے کی ایک میز کے قریب رکی تھی۔ جس پر پہلے سے دو آدمی موجود تھے۔

وہ دونوں اسے دیکھ کر اٹھے تھے.... انداز مؤدبانہ تھا.... پھر عمران نے میریا کو بیٹھتے دیکھا۔

عمران کی نظر راکی ماما پر بھی تھی.... میریا کی آمد کے بعد سے اس نے اُسے مضطربانہ انداز میں پہلو بدلتے دیکھا تھا۔

ویٹر کافی لایا.... عمران وقت گذارنے کے لئے ہلکی ہلکی چسکیاں لیتا رہا.... نو بجے تک اُسے یہاں بہر حال بیٹھنا تھا۔ لیکن کچھ دیر بعد اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس وقت یہاں کافی طلب

کر کے بہت بڑی حماقت کا مرتکب ہوا ہو۔

سر بُری طرح چکرانے لگا تھا اور ایسا لگ رہا تھا جیسے ہاتھ پیروں کا دم نکل رہا ہو.... وہ اپنی مرضی سے انہیں جنبش بھی نہ دے سکے گا۔ آہستہ آہستہ پپوٹے بوجھل ہوتے رہے.... اور اس پر غنودگی سی طاری ہوتی رہی پھر اس نے اپنا سر میز پر ٹکا دیا۔

دوبارہ ہوش میں آیا تو ایک جانی پہچانی سی خوشبو ذہن میں چکرائی.... پتہ نہیں کیسی بیہوشی تھی کہ آنکھ کھلنے پر ذرا سی بھی کسلمندی محسوس نہیں ہوئی.... بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے پوری نیند لینے کے بعد بالکل تروتازہ اٹھا ہو!

میریا قریب ہی کرسی پر بیٹھی اس کی طرف تشویش کن نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"تم اب ہوش میں ہونا....!" اس نے خوش ہو کر پوچھا.... اور عمران اچھل کر بیٹھ گیا۔

بڑی شاندار اور آرام دہ مسہری تھی۔

"آدمی اتنی پیئے ہی کیوں کہ اس حال کو پہنچ جائے....!" وہ پھر بولی۔ عمران اسے گھورتا رہا میریا نے نظر چراتے ہوئے کہا۔ "تم بُری طرح بہک رہے تھے۔ اگر میں نہ لاتی تو ویٹروں تمہیں اٹھا کر لان پر پھینک دیا ہوتا....!"

عمران پھر ذہن پر زور دینے لگا لیکن اُسے ایسی کوئی بات یاد نہ آئی۔ وہ تو میز پر سر ٹکائے سو گیا تھا۔ اس کے جسم میں اتنی سکت ہی کہاں رہ گئی تھی کہ وہ ہال سے باہر نکلوا دینے والی حرکت کرتا.... اس نے ایک بار پھر میریا کو گھور کر دیکھا۔

"تم مجھے اس طرح کیوں گھور رہے ہو....!"

"تم سے غلطی سرزد ہوئی.... مجھے اس طرح یہاں نہ لانا چاہئے تھا۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

دفعتاً پشت سے ہلکے سے قہقہے کی آواز آئی اور عمران چونک کر مڑا۔ دروازے میں تصدق اسے مضحکانہ انداز میں دیکھ رہا تھا۔ اس کے پیچھے دو آدمیوں نے ریوالور سنبھال رکھے تھے۔

"اوہو.... خوب ملے....!" عمران چہک کر بولا۔ "مجھے بھی تمہاری تلاش تھی.... پولیس کو بھی....!"

"میں وقت ضائع کرنے کا عادی نہیں ہوں۔!" تصدق خشک لہجے میں بولا۔



"مجھے یہ بتاؤ کہ تم اس پولیس آفیسر کو مسز بیگ کے گھر کیوں لے گئے تھے.... اس کاونٹی بیگ کیوں اڑایا تھا.... اور تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اس کا تعلق نادر بیگ سے بھی تھا۔!"

"سوالات لکھ کر لاؤ.... بہت سارے ہیں....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ورنہ ابھی بلی چیخے گی اندھیرا ہو گا اور میں ایک آدھ کی ناک صاف کر لے جاؤں گا۔!"

"اسے چھت سے الٹا لٹکا دو....!" تصدق نے اپنے مسلح ساتھیوں سے کہا۔

"معقول بات ہے....! جس گدھے کو کافی سے نشہ ہو جاتا ہو اس کی یہی سزا ہونی چاہئے۔!" عمران نے مسکرا کر کہا۔

"جلدی کرو....!" تصدق اپنے آدمیوں کی طرف دیکھ کر دہاڑا۔

"ان محترمہ کو تو یہاں سے ہٹا دو....!" عمران نے میریا کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "ورنہ اب الٹا لٹک کر میں ان پر کوئی اچھا اثر نہ ڈالوں گا۔!"

اُن میں سے ایک نے اپنا ریوالور جیب میں ڈال لیا.... دوسرا بدستور اپنے ریوالور کا رخ عمران کی طرف کئے رہا.... جیسے ہی دوسرا آدمی عمران کی طرف بڑھا وہ کسی خوف زدہ آدمی کی سی ایکٹنگ کرتا ہوا پیچھے کھسکنے لگا اور پھر نہ صرف یہ کہ عمران کا گھونسہ اس کے جبڑے پر پڑا بلکہ جیب سے ریوالور بھی نکل کر عمران کے بائیں ہاتھ کی گرفت میں نظر آیا.... جو اچھل کر اپنے دوسرے مسلح ساتھی پر جا پڑا تھا.... دونوں ایک ساتھ زمین پر ڈھیر ہو گئے۔!"

عمران ریوالور کا رخ تصدق کی طرف کرتا ہوا بولا۔ "تم اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کرنا....!"

دوسرے آدمی کے ہاتھ سے بھی ریوالور نکل کر فرش پر دور جا پڑا تھا۔

عمران انہیں کور کئے ہوئے اس ریوالور کی جانب کھسکتا رہا.... لیکن بس تھوڑی سی غفلت نے کھیل بگاڑ دیا.... وہ میریا کے وجود کو بالکل ہی نظر انداز کر بیٹھا تھا۔ لہٰذا قبل اس کے کہ وہ خود ریوالور تک پہنچتا میریا اسے چھاپ بیٹھی۔!

"گرادو.... ریوالور زمین پر گرادو ورنہ میں فائر کردوں گا....!" عمران نے چونک کر اسے للکارا.... لیکن اس نے عمران پر ایک فائر جھونک ہی مارا.... شاید اس کا ہاتھ کانپ گیا تھا ورنہ عمران کا زخمی ہو جانا یقینی تھا.... فائر خالی گیا۔

وہ دونوں بھی سنبھل گئے تھے قبل اس کے کہ عمران میریا کی فکر کرتا وہ دونوں اُس پر ٹوٹ

پڑے.... اس بار تصدق بھی ان کا ساتھ دے رہا تھا۔

"ہینڈز اپ....!" دفعتاً ایک بھاری بھرکم غراہٹ سے کمرہ گونج اٹھا۔

"اوہ.... تم....!" عمران نے تصدق کی آواز سنی۔

وہ سب عمران کو چھوڑ کر ہٹ گئے.... ریوالور عمران کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ اس نے چندھیائی ہوئی آنکھوں سے دیکھا.... دروازے کے قریب راکی ماما اعشاریہ چار پانچ کا ریوالور تانے کھڑا تھا.... اس کے ساتھ تین آدمی اور بھی تھے اور وہ بھی غیر مسلح نہیں تھے۔

انہوں نے اپنے ہاتھ اٹھا دیئے.... لیکن میریا بدستور ریوالور تھامے کھڑی رہی۔

"مجھے امید ہے مادام کہ آپ غیر جانبداری کا ثبوت دیں گی....!" راکی ماما نے بڑے ادب سے کہا اور میریا نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دے کر ریوالور والا ہاتھ نیچے گرا دیا۔

"ری رونا کی موجودگی میں کوئی کسی پر ریوالور نہیں نکال سکتا۔" تصدق غصیلے لہجے میں بولا

"آپ یہاں سے چلی جایئے.... مادام میں استدعا کر رہا ہوں۔!" راکی ماما نے پھر بڑے ادب سے میریا کو مخاطب کیا۔

"ری رونا۔" عمران متحیرانہ انداز میں بڑبڑایا.... اور آنکھیں پھاڑے میریا کی طرف دیکھا

"میں جا رہی ہوں....!" میریا نے مترنم آواز میں کہا۔

"شکریہ مادام....!" راکی ماما نے کسی قدر جھکتے ہوئے کہا۔

لیکن قبل اس کے کہ وہ دروازے کی طرف مڑتی عمران ایک ہی جست میں اُس کے پیچھے گیا.... نہ صرف پیچھے پہنچ گیا بلکہ دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن بھی دبوچ لی۔ ہاتھ کے ہی جھٹکے سے ریوالور تو پہلے ہی اس کی گرفت سے نکل چکا تھا۔!

یہ سب کچھ اتنی جلد ہوا تھا کہ وہ اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکے۔

"اگر کسی نے قریب آنے کی کوشش کی تو میں اس کا گلا گھونٹ دوں گا۔!" عمران نے ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "تم سب اپنے ریوالور زمین پر ڈال دو....!"

یک بیک کمرے کی فضا پر بوجھل سا سکوت طاری ہو گیا.... میریا بھی بے حس و حرکت کھڑی تھی.... اس کے انداز سے تو ایسا لگ رہا تھا جیسے سمجھتی ہو کہ اس کی ہلکی سی جنبش بھی اس کی گردن جسم سے الگ کر دے گی۔!



"ریوالور زمین پر گرا دو....!" راکی ماما نے اپنے آدمیوں سے بھرائی ہوئی آواز میں کہا.... اور پھر یکے بعد دیگرے ریوالور گرانے کی چار آوازیں کمرے میں گونجیں۔

تصدق راکی ماما کے قریب ہی کھڑا تھا اور اس کی پشت راکی ماما کی طرف تھی۔ دفعتاً عمران نے راکی ماما کا ہاتھ اٹھتے دیکھا.... جو بالآخر پوری قوت سے تصدق کی گدی پر پڑا۔ تصدق کے حلق سے ایک کریہہ سی آواز نکلی اور وہ منہ کے بل فرش پر چلا آیا.... راکی ماما تصدق کے آدمیوں کو مخاطب کر کے دھاڑا۔ "کوئی اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کرے۔ سمجھے میں راکی ماما ہوں۔!"

تصدق اوندھا پڑا ہوا اس طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا جیسے جانکنی طاری ہو۔ منہ سے خون بہہ بہہ کر فرش پر پھیل رہا تھا۔ دفعتاً راکی ماما نے ایک پرزور نعرہ لگایا.... اور اچھل اچھل کر عربی میں کہنے لگا۔ "میں نگازان کا بیٹا ہوں.... جس کا گھونسہ ہاتھیوں کے مغز بہا دیتا تھا.... میری راہ کا آخری پتھر بھی ہٹ گیا۔!"

"خاموش رہو....!" میریا گھٹی گھٹی سی آواز میں بولی۔ "میری خبر کیوں نہیں لیتے۔!"

عمران نے اس کی گردن پر اپنی گرفت کچھ اور مضبوط کر لی۔

عمران نے راکی ماما کو سہمتے دیکھا.... ایسا محسوس ہوا جیسے وہ یک بیک چونک کر آپے میں آ گیا ہو.... پھر عمران سے بولا۔ "تم کون ہو....! ہم سے تمہیں کیا غرض.... مادام کو چھوڑ دو.... میں تمہیں مالا مال کر دوں گا.... ورنہ تم نے اس کا حشر دیکھ ہی لیا....!"

اس نے تصدق کی طرف اشارہ کیا جو اب قطعی ساکت ہو چکا تھا۔

"یہ مر چکا ہے....!" راکی ماما نے کہا۔

"قریب آؤ....!" عمران کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔!"

"کیا بات ہے....!" راکی ماما نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"اور قریب آؤ.... تصدق کے متعلق ایک بات ہے۔!" عمران نے آہستہ سے کہا۔ "میں نہیں چاہتا کہ اس کے آدمی کچھ سن سکیں۔!"

راکی ماما پر اشتیاق تحیر کا اظہار کرتا ہوا اس کے قریب آ گیا.... لیکن دوسرے ہی لمحے میں ایک بے ساختہ قسم کی چیخ اس کے حلق سے نکلی.... اور وہ بھی بالکل تصدق ہی کے انداز میں بے تحاشہ فرش پر ڈھیر ہو گیا.... جیسے ہی وہ قریب آیا تھا عمران نے پوری قوت سے اپنا سر اس کی

ناک پر دے مارا تھا۔

اس کے تینوں ساتھی عمران پر جھپٹ پڑے لیکن وہ غافل تو نہیں تھا.... ان کے قر
پہنچنے سے قبل ہی اس نے میریا کو ان پر پھینک مارا.... پھر جتنی دیر میں وہ دوبارہ سنبھلتے عمران
جھک کر ایک ریوالور اٹھا لیا.... میریا چیخ رہی تھی اور گالیاں بک رہی تھی۔

راکی ماما دونوں ہاتھوں سے ناک دبائے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"خبردار جو جہاں ہے وہیں ٹھہرے....!" عمران انہیں کور کرتا ہوا دہاڑا۔ تصدق کے سا
تو پہلے ہی سے بے حس و حرکت کھڑے تھے انہوں نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی البتہ راکی
کے آدمی مرنے مارنے پر آمادہ نظر آرہے تھے۔

ایک نے جیسے ہی جھک کر ریوالور اٹھانا چاہا.... عمران نے فائر کر دیا اور وہ اپنا ہاتھ دوس
ہاتھ سے دبائے کراہتا ہوا ڈھیر ہو گیا۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم....!" میریا چیخی۔ لیکن عمران اسے کوئی جواب دیئے بغیر راکی ما
طرف متوجہ ہو گیا۔ جو دونوں گھٹنوں پر زور دے کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمران نے
بیدردی سے اس کی ٹھوڑی پر ٹھوکر رسید کی.... پھر اچھل اچھل کر سر پر ٹھوکریں مارتا رہا
اور وہ کسی ارنے بھینسے کی طرح ڈکراتا ہوا بالآخر بے ہوش ہو گیا۔

عمران نے اب تصدق کے آدمیوں کو اپنی طرفداری پر ابھارنا شروع کیا۔ انہیں سمجھایا
اگر وہ اس کی مدد کریں تو سرکاری گواہ بنا کر چھوڑ دیئے جائیں گے۔

"تم بکواس کر رہے ہو....!" میریا بولی۔ "آپس کے جھگڑوں میں ایک آدمی مر گیا...
سے ان تمام لوگوں پر کیا اثر پڑے گا....!"

"ری رونا.... ڈارلنگ تم خاموش رہو.... ری رونا اور اس کے بین الاقوامی گروہ کے
میری معلومات بہت وسیع ہیں.... اگر اس وقت ان لوگوں نے تمہیں ری رونا کہہ کر مخاط
کیا ہوتا تو میں یقیناً اندھیرے میں رہتا اور تم لوگوں کے خلاف چارج لگوانے میں بے حد د
پیش آتی.... اور اب تو میں تمہارے اڈوں سے وافر مقدار میں منشیات برآمد کرا سکوں گا۔!"

میریا صرف ہونٹ ہلا کر رہ گئی۔ حلق سے آواز نہیں نکل سکی تھی۔ پھر عمران نے
کے دونوں ساتھیوں کو اس بات پر آمادہ کر ہی لیا کہ وہ راکی ماما کے ساتھیوں اور میریا



پشت پر باندھ دیں.... اس کے لئے ان کی ٹائیاں استعمال کی گئیں۔

عمارت میں فون موجود تھا.... تصدق کے دونوں ساتھیوں نے عمران کو اُس عمارت کا محل
وقوع سمجھایا.... اور پھر عمران نے کیپٹن فیاض کو اطلاع دی کہ اسے پولیس فورس سمیت کہاں
پہنچنا ہے.... میریا کو چپ سی لگ گئی تھی.... اور راکی ماما اب بھی بے ہوش پڑا تھا۔

دوسرے دن عمران جب فیاض کو رپورٹ مکمل کرانے بیٹھا تو فیاض اسے بالکل ایسی ہی
نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے کوئی بچہ اپنے کسی ایسے بزرگ کو دیکھتا ہے جو اسے پریوں اور دیوؤں
کے دیس کی کہانیاں سنا رہا ہو۔

عمران کہہ رہا تھا۔ "اب میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اُس مسز بیگ کے وینٹی بیگ
میں کوکین یا اور کوئی منشی چیز تھی.... چونکہ میں نے اس کا بیگ اُڑایا تھا۔ اس لئے انہیں شبہ ہو گیا
تھا کہ ہم لوگ ان سے متعلق نہ صرف بہت کچھ جانتے ہیں بلکہ مسز بیگ کو بھی ان سے متعلق
سمجھتے ہیں لہٰذا انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ وہ تصدق کی پارٹی سے تعلق رکھتی تھی۔ تصدق ہی نے
اسے ختم کر دیا۔ تم نے پوچھا تھا کہ آخر تصدق اور میریا نے مجھے ٹپ ٹاپ میں الو کیوں بنایا تھا....
ری رونا گروہ ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے.... اس کی سربراہ ایک عورت ہوتی ہے.... کسی بھی
شخص کی ناجائز اولاد۔ جب ایک ری رونا مر جاتی ہے تو یہ بھی کسی ایسی عورت کو تلاش کرتے ہیں
جو اپنے والدین کی ناجائز اولاد ہو.... اس کے لئے کسی ایک ملک کی تخصیص نہیں جہاں سے بھی
ان کی مرضی کے مطابق کوئی عورت مل جائے اسے اپنی سرگردہ تسلیم کر لیتے ہیں.... کبھی کبھی یہ
آپس میں لڑ بھی جاتے ہیں اور جیت اس کی ہوتی ہے جسے ری رونا کی حمایت حاصل ہو۔"

تصدق اور راکی ماما آپس ہی کی دو پارٹیاں تھیں.... تصدق کو میریا یعنی ری رونا کی حمایت
حاصل تھی.... وہ ترکی سے اس کی حمایت حاصل کرنے یہاں آیا تھا.... اس میں کامیاب بھی
ہوا.... راکی ماما بھی پہنچا تھا۔ تصدق جانتا تھا کہ وہ بھی افریقہ کے کسی ملک سے یہاں آیا ہے
لیکن اس کے ٹھکانے سے واقف نہیں تھا.... لہٰذا اس نے سوچا کوئی ایسی حرکت کی جائے جس کی
بنا پر وہاں اس کی موجودگی کی نہ صرف پبلسٹی ہو جائے بلکہ راکی ماما کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ
تصدق ری رونا کی حمایت حاصل کر چکا ہے۔

"اور سنو.... بلی کی چیخ ان کا ایک مخصوص اشارہ ہے....! جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایکم
کے مطابق کام شروع کر دیا جائے۔!"

"تمہیں یہ ساری معلومات کہاں سے بہم پہنچیں!" فیاض نے تحیر آمیز انداز میں پوچھا اور اس
لڑکی نے تم سے یہ کیوں پوچھا تھا کہ تمہیں اس کا چہرہ پہلے سے بڑا تو نہیں معلوم ہو رہا۔"

"معلومات گھر بیٹھے یا بیگم کی ہم نشینی میں نہیں حاصل ہوتیں.... پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں
آہاں.... ٹھیک.... وہ بھی ایک طرح کا علامتی اعلان ہی تھا۔ چہرہ بڑا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ
دوسری پارٹی کو مذکورہ پارٹی ری رونا کی حمایت حاصل ہونے کا علم ہو جائے۔ لیکن فیاض
صاحب.... اب بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ پہلی ری رونا ہے جو کسی ملک کی پولیس کی
گرفت میں آئی ہے۔ بڑا ہنگامہ ہو گا۔ میریا کو ایسی جگہ رکھو جہاں کسی کا گذر نہ ہو سکے۔ نہ جا
کتنے تصدق اور را کی ماما اس کی رہائی کے لئے جان کی بازی لگا دیں گے۔!"

"ہوں!" فیاض نے طویل سانس لی اور اپنی پیشانی رگڑتا ہوا آرام کرسی کی پشت گاہ سے ٹک گیا۔

تمام شد



# عمران سیریز نمبر 44

# لو بولی لا

(پہلا حصہ)

# پیشرس

عمران کا ناول "لوبولی لا" حاضر ہے تاخیر کی وجہ سے آپ بھی واقف ہوں گے۔ سستے اخباری کاغذ کے استعمال پر قومی دفاعی ضروریات کے تحت پابندی عائد کردی گئی تھی۔ دوسرے کاغذ اتنی زیادہ قیمت کے تھے کہ کتاب کی قیمت بھی لامحالہ بڑھانی پڑتی جو میں نہیں چاہتا تھا۔

اس دوران میں پڑھنے والوں کے بے شمار خطوط موصول ہوتے رہے ہیں۔ ان کا اصرار تھا کہ کتاب جلد از جلد شائع کی جائے! قیمتی کاغذ استعمال کرنا پڑے تو کتاب کی قیمت بھی بڑھا دی جائے انہیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

ٹھیک ہے پچیس پچاس پیسوں کا اضافہ میرے پڑھنے والوں کو ہرگز نہ کھلتا.... لیکن اس وقت ضرورت ہے کہ ہم کفایت شعار بنیں۔

اگر ہمیں ایک ایسی قوم بننا ہے جو دنیا کی بڑی سے بڑی قوت کے سامنے سرنگوں نہ ہو سکے تو ہمیں اپنی قوتِ بازو پر بھروسہ کرنا ہی پڑے گا اور موجودہ دور میں یہ "قوت بازو" ڈنڈ بیٹھک میں مضمر نہیں بلکہ اقتصادی استحکام سے حاصل ہوتی ہے اور اقتصادی استحکام کے لئے ضروری ہے کہ ہم کفایت شعاری سے کام لے کر قومی ضروریات کے لئے پیسہ بچائیں۔ لہٰذا اس مسئلے کو پچیس پچاس پیسوں کے بے وقعت اضافے والے نکتۂ نظر سے دیکھنے کی عادت ترک کیجئے! قوم کے ہر فرد کے بچائے ہوئے پچیس پیسے کسی بہت بڑی انڈسٹری کو جنم دے سکتے ہیں۔

اب آیئے کہانی کی طرف..... یہ ایک طویل کہانی ہے۔ "لوبولی لا" میں پیش کئے جانے والے کچھ اسرار منکشف ہو گئے ہیں!.... عمران مجرموں سے کس طرح نپٹتا ہے! یہ اگلی کہانی میں ملاحظہ فرمایئے گا....!

میں نہیں چاہتا کہ کوئی کہانی ایک سے زیادہ جلدوں تک پھیلے لیکن کیا کیا جائے بعض کہانیاں ہی مجھے مجبور کردیتی ہیں کہ ان کے سلسلے میں تفصیل سے کام لیا جائے۔

✧

وہ عمارت پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھی.... لیکن بظاہر اس تک رسائی ناممکن تھی.... رسائی ناممکن تو پھر وہ عالم وجود میں کیسے آئی ہو گی....؟

جب غیر ملکی سیاح چکردار پہاڑی سڑک سے گذرتے ہوئے ٹیکسی ڈرائیور سے یہی سوال دہراتے تو جواب میں انہیں ایک لمبی کہانی سننی پڑتی.... اس عمارت کی طرف ان کی توجہ مبذول کرانے والے بھی ٹیکسی ڈرائیور ہی ہوتے۔ جیسے ہی ٹیکسی اس موڑ پر پہنچتی وہ کہتے! "دیکھئے صاحب .... یہ پہاڑ کسی مینار کی طرح سیدھا کھڑا ہے اور اس پر ایک عمارت بنی ہوئی ہے.... آج تک کوئی بھی اس عمارت تک پہنچنے کا راستہ نہیں بنا سکا۔" سیاح وہیں ٹیکسی رکوا لیتے اور حیرت سے اس عمارت کو دیکھتے۔ پہاڑ چاروں طرف سے دیوار کی طرح سپاٹ نظر آتا اور وہ ٹیکسی ڈرائیور سے پوچھتے۔ "کیا اسے تمہارے ملک کے کسی قدیم جادوگر نے بنایا ہے....؟"

"نہیں صاحب....!" انہیں جواب ملتا۔ "یہ تو ادھر ہی کے پچیس تیس سال پہلے کی بات ہے" اس جواب کے ساتھ کہانی بھی شروع ہو جاتی۔

ایک انگریز تھا جو محض چار بیویاں رکھنے کے شوق میں مسلمان ہو گیا تھا.... نہ صرف مسلمان ہو گیا تھا بلکہ حقہ بھی پینے لگا تھا۔ البتہ ڈاڑھی نہیں رکھی تھی! کہتا تھا اگر ڈاڑھی رکھ لی تو لڑکیاں سمجھیں گی کہ مہندی کا خضاب لگاتا ہے۔ بہر حال چار شادیوں کے چکر میں اپنی وہ بیوی بھی گنوا بیٹھا جو مسلمان نہیں ہوئی تھی.... اب وہ سر پیٹ پیٹ کر ادھر اُدھر کہتا پھرتا یارو چار نہ سہی تین ہی سہی.... کچھ تو ہو لیکن کسی کے کان پر جوں نہ رینگی.... پھر کچھ لوگوں نے اسے دعا تعویذ کے چکر میں پھنسا دیا! سوا روپے والے تعویذ سے لے کر پچاس روپے تک کے سینکڑوں تعویذ آزما ڈالے لیکن اس کے سہروں کے پھول نہ کھلے! آخر ایک دن بیٹھا دعا تعویذ پر صرف کئے ہوئے پیسوں کا حساب کر رہا تھا کہ نیا گل کھلا.... انگریز ہی کی کھوپڑی تھی.... بات سے بات نکل آئی.... اس نے سوچا خود ہی کیوں نہ دعا تعویذ کا دھندا شروع کر دے.... یہی ایک ایسا بزنس ہے جس پر کاغذ، قلم، دوات کے علاوہ اور کچھ نہیں صرف کرنا پڑتا.... بس پھر کیا تھا اس پہاڑ پر ایک عمارت بنوا ڈالی۔ اس وقت یہ پہاڑ دوسرے پہاڑوں سے الگ تھلگ نہیں تھا! اور ایسا ہی تھا کہ اس کی چوٹی پر عمارت بنانے کا سامان بہ آسانی پہنچایا جا سکتا تھا! عمارت تیار ہو گئی لوگ اسے آرتھر شاہ کا آستانہ کہتے تھے.... بڑی شہرت ہوئی اس انگریز شاہ صاحب کی۔ خلقت ٹوٹ پڑی.... لوگ دور دور سے تعویذ گنڈے کے لئے آنے لگے.... اور پھر صاحب کچھ ہی دنوں کے بعد دوسری جنگ عظیم شروع ہو گئی۔ یہاں سے دو روایت ہو جاتی ہیں.... ایک کے مطابق تو یہ کسی جلے تن ساس کی بد دعا تھی جس نے اس پہاڑ کو غار میں تبدیل کر دیا کیونکہ شاہ صاحب نے بہو کے فیور میں کوئی تعویذ لکھ دیا تھا! ساس نے جلبلا کر شاہ صاحب کو بد دعا دی اور پہاڑ بیچ سے شق ہو کر زمین میں دھنس گیا۔ یہ غار جو آپ دیکھ رہے ہیں نا.... بہر حال اب یہ دوسرے پہاڑوں سے بالکل الگ ہو گیا ہے....

دوسری روائت کے مطابق وہ انگریز نہیں بلکہ ایک جرمن جاسوس تھا....! کسی راز کے افشاء ہو جانے کے ڈر سے اس نے اس پورے پہاڑ کو ڈائنامائیٹ سے اڑا دینے کی کوشش کی تھی۔ لیکن پورا پہاڑ نہ اڑ سکا... وہ حصہ بچ گیا جس پر عمارت تھی! تب سے یہ یونہی پڑی ہے۔ شروع میں ہیلی کوپٹروں کے ذریعے اس حد تک کچھ لوگ پہنچے تھے اور انہوں نے کسی سلسلے میں چھان بین کی تھی اس کے بعد سے یہ سیاحوں کے لئے عجوبہ بن کر رہ گئی ہے! اور اونچی بنگلیا کے نام سے مشہور ہے۔

آج یہی کہانی سر سلطان کا ڈرائیور بھی دُہرا رہا تھا.... اُن کی سب سے چھوٹی لڑکی مینا کی ایک پن فرینڈ آسیہ شہریار طہران سے آئی تھی اور وہ دونوں شہر سے قریب ترین تفریح گاہوں کے چکر کاٹتی ہوئی آج ادھر بھی نکل آئی تھیں۔!

اس چکردار سڑک سے گذرتے ہوئے مینا نے اپنی پن فرینڈ آسیہ سے پوچھا تھا اچھا یہ تو بتاؤ کہ وہ عمارت بنائی کیسے گئی ہو گی پھر گاڑی رکوا کر وہ نیچے اتری تھیں اور آسیہ شہریار نے حیرت سے اس اونچی چٹان کو دیکھا تھا جس کی چوٹی پر عمارت تھی.... چٹان کے ایک جانب یہ چکردار سڑک تھی اور دوسری جانب ایک گہرا غار.... یہی غار اسے دوسرے پہاڑی سلسلے سے بالکل الگ کر دیتا تھا۔

"کمال ہے!" آسیہ شہریار بڑبڑائی تھی! "اوپر پہنچنے کے لئے کوئی راستہ ہی نہیں ہے.... تم ہی بتاؤ کہ یہ عمارت کیسے بنائی گئی تھی؟"

مینا نے ڈرائیور کی طرف دیکھا اور اس نے اس عمارت کی کہانی چھیڑ دی تھی آسیہ شہریار اردو اچھی طرح سمجھتی تھی۔

دفعتاً وہ چونک پڑے.... ایک سیٹی جیسی تیز چیخ فضا میں گونجی تھی اور پھر ایسا معلوم ہوا تھا جیسے کوئی چیز بہت اونچائی سے گری ہو!

یک بہ یک دو چیخیں اور اُبھریں اور دور تک سناٹے میں لہراتی چلی گئیں! مینا اور آسیہ کی چیخیں!

ڈرائیور ہڈیوں اور گوشت کے اس ڈھیر کی طرف دوڑا جا رہا تھا جسے اس نے ایک لمحہ پہلے انسانی شکل میں نیچے گرتے دیکھا تھا! لڑکیاں جہاں تھیں وہیں کھڑی کانپتی رہیں۔ سیٹی جیسی تیز چیخ سنتے ہی انہوں نے اوپر سے نیچے آتی ہوئی سرخ رنگ کی ایک تیز رفتار جھلک دیکھی تھی اور پھر خود بھی چیخ اٹھی تھیں اور اب انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کے پیروں کے نیچے ٹھوس زمین نہ ہو جیسے وہ ہوا میں تیر رہی ہوں اور اُن کے جسم ہوا سے بھی زیادہ ہلکے ہو گئے ہوں!

ڈرائیور پھر ان کی طرف دوڑا آ رہا تھا!

"وہ مر گئی.... مر گئی....! چور چور ہو گئی...." وہ قریب آکر ہانپتا ہوا بولا.... اور مڑ کر اونچی بنگلیا کی طرف دیکھنے لگا۔ پہاڑ کی چوٹی اور عمارت پہلے ہی کی طرح ویران نظر آ رہی تھیں۔

محکمہ سراغ رسانی کا سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض مینا کی کہانی سن چکا تھا! اور اب ڈرائنگ روم کی فضا پر گہری خاموشی مسلط تھی۔ کچھ دیر بعد اس نے پوچھا۔

"آپ کو یقین ہے کہ آپ نے پہلے چیخ سنی تھی....!"

"ہم تینوں ہی نے سنی تھی!" مینا نے جواب دیا۔

کیپٹن فیاض نے آسیہ شہریار اور ڈرائیور کی طرف دیکھا!

"جی ہاں۔" دونوں نے بہ یک وقت کہا!

"اور وہ اونچی بنگلیا ہی والی پہاڑی سے گری تھی۔"

"جی ہاں....!"



"اوپر کوئی اور بھی دکھائی دیا تھا!"

"جی نہیں....!" ڈرائیور بولا اور دونوں لڑکیوں نے بھی اس کی تائید کی!

"تم لاش کو یہاں تک کیسے لائے تھے... کیا وہاں اس وقت کچھ اور بھی راہ گیر موجود تھے؟"

"جی نہیں! سڑک سنسان پڑی تھی۔ ہم نے کچھ دیر انتظار کیا تھا کہ شاید کوئی اور بھی ادھر آنکلے.... لیکن کوئی بھی نہ آیا.... پھر میں نے چھوٹی بٹیا کے حکم کے مطابق لاش کو اٹھا کر گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈالا.... اور تینوں اگلی ہی سیٹوں پر بیٹھ گئے....!"

کمرے میں سر سلطان بھی موجود تھے! انہوں نے کھنکار کر فیاض سے پوچھا۔

"لاش کی شناخت ہو سکی یا نہیں....؟"

"جسم کی ساری ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں.... لیکن چہرہ محفوظ ہے.... فوٹو گراف لے لئے گئے ہیں ان کی تشہیر کی جائے گی! اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔!"

"اس کی قومیت کے بارے میں کیا خیال ہے....؟"

"مجھے تو یوریشین معلوم ہوتی ہے۔!"

کچھ دیر پھر خاموشی طاری رہی.... دفعتاً سر سلطان نے لڑکیوں کی طرف دیکھ کر کہا....

"تم لوگ جاؤ۔"

ان کے ساتھ ہی ڈرائیور بھی چلا گیا اور سر سلطان متفکرانہ انداز میں بڑبڑائے۔

"لیکن وہ اوپر کیسے پہنچی ہو گی؟"

"جی....!" فیاض چونک پڑا۔ شاید کچھ سوچ رہا تھا! سر سلطان نے اپنا سوال دہراتے ہوئے کہا۔ "آئے دن لوگ اس عمارت تک پہنچنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں لیکن میری دانست میں ابھی کوئی بھی نہیں پہنچ سکا۔"

"جی ہاں! میرا بھی یہی خیال ہے کہ ہیلی کوپٹر کی مدد کے بغیر وہاں تک پہنچنا ناممکن ہے۔!"

"ہیلی کوپٹر لینڈ کرنے کی جگہ ہو گی اوپر؟" سر سلطان نے پوچھا۔

"یہ بھی دیکھنا پڑے گا۔!"

"مناسب سمجھنا تو مجھے بھی حالات سے باخبر رکھنا۔!" سر سلطان نے کہا اور اٹھ گئے۔

فیاض کے جاتے ہی انہوں نے فون پر عمران کے نمبر ڈائیل کئے اور پوری کہانی دہراتے

ہوئے کہا!" مینا لاش اپنے ساتھ ہی لائی تھی۔ حادثے کے شاہد ڈرائیور اور آسیہ شہریار بھی ہیں.... فیاض نے ان کے بیانات بے یقینی کی سی حالت میں سنے ہیں....! پہاڑی کے متعلق شاید ہی کسی کو یقین آئے کہ کوئی اس پر پہنچ سکا ہو گا ایسی صورت میں عام طور پر لوگوں کو شبہ ہو سکتا ہے کہ وہ کار ہی کا ایکسیڈنٹ ہو گا پہاڑی کی کہانی بات بنانے کے لئے گڑھی گئی ہے!"

"لاش کہاں ہے" دوسری طرف پوچھا گیا!

"سول ہسپتال کے سرد خانے میں.... چہرہ محفوظ ہے....! اس لئے توقع ہے کہ شناخت ہو جائے گی۔ فیاض اس کے فوٹو کی تشہیر کرنا چاہتا ہے۔!"

"میں دیکھوں گا....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

سر سلطان ریسیور کریڈل پر رکھ کر رومال سے اپنی پیشانی خشک کرنے لگے۔!

کمرے کی دیواریں سبز تھیں۔ پردے سبز تھے اور فرنیچر.... کچھ دیر بعد یہ ہریالی بُری طرح کھلنے لگتی تھی۔

لیکن وہ اس کمرے سے بھاگ بھی تو نہیں سکتی تھی۔ صبح سے شام اُسے یہیں بیٹھنا پڑتا تھا! باس کے نام آئے ہوئے خطوط کے جوابات ٹائپ کرتی رہتی۔

ان خطوط کا مضمون ایک ہی ہوتا! لیکن کاربن کاپیاں نکالنے کی اجازت نہیں تھی۔ اس سے بزنس پر بُرا اثر پڑتا.... ہر خریدار اپنی جگہ سوچتا کہ اس پر خصوصی توجہ نہیں دی گئی....

عجیب بزنس تھا! وہ اکثر ہنس پڑتی....! کیسے احمق تھے وہ لوگ جو اس طرح اپنا پیسہ ضائع کر رہے تھے.... ہر خط کے ساتھ پانچ روپے کا پوسٹل آرڈر ضروری تھا....! وہ بھیجتے تھے اور احمقانہ انداز میں کسی جانور کا نام لکھ بھیجتے.... ریچھ.... شیر.... چیتا.... لومڑی.... خرگوش.... اور اُود بلاؤ.... جو جس کی سمجھ میں آتا۔

وہ جواب ٹائپ کرتی اور جواب کے ساتھ لفافے میں ایک اشتہار بھی رکھ دیتی دراصل اشتہار ہی کمائی کا ذریعہ بنتا تھا۔

اس کا باس پروفیسر اوٹو ویلانی خود کو اطالوی کہتا تھا لیکن اپنے ہی بیان کے مطابق اس نے اٹلی کی شکل بھی نہیں دیکھی تھی۔ جنوبی افریقہ میں پیدا ہوا تھا.... سولہ سال کی عمر میں گھر



نکل بھاگا اور براعظم کے مختلف حصوں کی سیاحت کرتا پھرا۔ اس آوارہ گردی کے دوران میں اُسے ایسے حالات سے دوچار ہونا پڑا کہ بعض اوقات تو اپنے حواس خمسہ ہی پر اعتماد کرنے کو دل نہ چاہتا....! پراسرار تاریک افریقہ کی سیاحت ٹھہری۔ یہ سب کچھ اُسے اپنے باس ہی کی زبانی وقتاً فوقتاً معلوم ہوا تھا۔

جب وہ اپنی سیاحت کے قصے سنانے بیٹھتا تو یہ بھی بھول جاتا کہ اس کی سیکرٹری کو بہت سے خطوط ٹائپ کرنے ہیں! وہ سنتی رہتی....! یہ کہانیاں بہت دلچسپ اور سنسنی خیز ہوتیں۔

لڑکی کا نام رافیہ سموناف تھا اور وہ لبنان کی رہنے والی تھی۔ یہاں آنے سے پہلے اس کا باس لبنان میں ہی تھا اور وہیں اس نے اس کی ملازمت اختیار کی تھی۔

لبنان میں چھ ماہ گذارنے کے بعد وہ یہاں آئے تھے۔ تنخواہ میں پچیس فیصد اضافے کے وعدے پر وہ اسے یہاں لایا تھا اور اپنے وعدے پر قائم بھی رہا تھا۔

اس کی تجارت کا انحصار اشتہار بازی پر تھا ملک کے سارے اچھے روزناموں میں اس کے اشتہارات شائع ہوتے تھے اور بزنس زوروں پر تھا۔

صبح سے شام تک وہ ٹائپ کرتی رہتی۔ ایک بجے سے دو بجے تک لنچ کا وقفہ ہوتا اور وہ پھر ٹائپ کرنے لگتی....! کبھی کبھی مقررہ وقت سے زیادہ بھی کام کرنا پڑتا! لیکن اس کی اجرت الگ سے ملتی.... باس کنجوس نہیں تھا! اس کی محنت کی داد الفاظ میں بھی دیتا....! ہفتے میں ایک بار رات کا کھانا بھی اُسے اپنے ساتھ ہی کھلاتا تھا!

خود ایک بڑی عمارت میں رہتا تھا....! یہیں وہ کمرہ بھی تھا جہاں بیٹھ کر رافیہ کام کرتی تھی! ....رافیہ کی رہائش کا انتظام اس نے ایک متوسط درجہ کے ہوٹل میں کرا دیا تھا۔

ویسے اگر وہ اس سے اُسی عمارت میں قیام کرنے کو کہتا تو وہ انکار نہ کر سکتی کیونکہ وہ اُس پر بہت مہربان تھا! اور کبھی اس قسم کی کوئی خواہش ظاہر نہیں کی تھی جو پوری نہ کی جا سکتی یا طبعاً اُسے ناگوار گذرتی۔

دیکھنے میں اوٹو ویلانی ایک ڈراؤنا آدمی تھا! لیکن اس کی روح شاید شہد میں ڈبو کر جسم میں داخل کی گئی تھی۔

چہرے کا ڈراؤنا پن تو آنکھوں کی بناوٹ کی بنا پر تھا جو ہر وقت سرخ رہتیں ایسا لگتا جیسے زیادہ

ترکشت وخون کے خیالات میں ڈوبا رہتا ہو....! چہرہ بھاری تھا.... اس حد تک کوتاہ گردن تھا کہ سر چوڑے چکلے شانوں پر رکھا ہوا معلوم ہوتا! قد لمبا تھا! کوتاہ گردن نہ ہوتا تو اتنا بے ڈھنگا نہ لگتا۔ رافیہ کا خیال تھا کہ اجنبی لوگ اس سے گفتگو کرنے کی ہمت نہ کر سکتے ہوں گے! کیونکہ انہیں جواب ملنے کی توقع سے زیادہ پھاڑ کھائے جانے کا خدشہ لاحق رہتا ہوگا یہ اور بات ہے کہ حقیقت اس سے مختلف رہی ہو! وہ رُک رُک کر بولتا تھا! اور لہجے میں مٹھاس ہوتی۔ ایسا لگتا جیسے کبھی ترشروئی سے گفتگو کرنے کا اتفاق نہ ہوا ہو....!

اوٹو سے رافیہ کی ملاقات کم ہی ہوتی۔ روزانہ کا معمول تھا کہ وہ اپنے ہوٹل سے یہاں آتی.... جو لباس پہن کر آتی اتار کر دوسرا پہننا پڑتا! تب وہ اس کمرے میں داخل ہوتی جہاں بیٹھ کر کام کرتی تھی۔ یہ دوسرا لباس سبز رنگ کے اسکرٹ اور زیر جامے پر مشتمل ہوتا.... عجیب بات تو یہ تھی کہ اوٹو بھی سبز رنگ کا گاؤن پہنے بغیر اس کمرے میں نہیں داخل ہوتا تھا۔

سخت تاکید تھی کہ رافیہ کسی دوسرے رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے اس کمرے میں داخل نہ ہو آج جب وہ سرخ رنگ کی ایک پنسل ہاتھ میں دبائے ہوئے اس کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔ اتفاقاً اوٹو بھی ادھر آنکلا.... جیسے ہی سرخ رنگ کی پنسل پر اس کی نظر پڑی بوکھلایا ہوا اس کی طرف جھپٹا اور پنسل ہاتھ سے چھین لی....

"یہ کیا کر رہی تھی تم....؟" وہ ہانپتا ہوا خوفزدہ آواز میں بولا۔

"مم.... میں نہیں سمجھی جناب....!" رافیہ ہکلائی۔

"سارا طلسم ٹوٹ جاتا.... سب کچھ ختم ہو جاتا.... خدا کے لئے سبز کے علاوہ اور کوئی رنگ کبھی اندر نہ لے جاؤ....!"

"میں بھی خدا کا واسطہ دیتی ہوں.... آج بتا ہی دیجئے.... ورنہ میں سوچتے سوچتے پاگل ہو جاؤں گی!"

"کیا بتا دوں....؟"

"یہی کہ سبز رنگ کے علاوہ...."

"خاموش.... خاموش....!" اس نے چاروں طرف خوفزدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے سرگوشی کی! انداز ایسا تھا کہ رافیہ سچ مچ سہم گئی "جاؤ.... جاؤ.... اندر جاؤ.... کام کرو....



اس عمارت میں تمہیں کبھی کچھ نہ بتا سکوں گا...."

رافیہ بوکھلا کر کمرے میں داخل ہو گئی! اور مڑ کر دیکھا بھی نہیں کہ وہ وہیں کھڑا ہے یا چلا گیا! حسب معمول وہ خطوط میز پر رکھے ہوئے ملے جن کے جوابات ٹائپ کرنے تھے۔ وہ بیٹھ گئی.... اور اپنی چڑھتی ہوئی سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی.... اوٹو کس قدر خوفزدہ تھا! اگر وہ سُرخ رنگ کی پنسل لئے ہوئے اس کمرے میں داخل ہو جاتی تو کیا ہوتا....! اس نے خوفزدہ نظروں سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے سبز رنگ کے ٹائپ رائٹروں پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے۔

سبز ہی سبز.... سب کچھ سبز.... کتنی عجیب اور وحشت ناک تھی یہ ہریالی....!

❖

جوزف کے چہرے پر مُردنی چھائی ہوئی تھی.... ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے برسوں کا بیمار ہو! عمران نے اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا تم کچھ بیمار ہو....!"

جوزف نے یاس انگیز نظروں سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلا دیا۔

"پھر کیا بات ہے.... کیا شراب نہیں ملی...."

"جی نہیں چاہتا....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"کب سے نہیں پی....؟"

"کل سے!"

"کیوں....؟"

جوزف نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ کیا ہے...."

"دیکھو تو باس!" وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔

عمران نے لفافے سے کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا۔ تہہ کھولی اور پڑھنے لگا۔ انگریزی میں ٹائپ مضمون تھا۔

"تم ایک مستقل مزاج آدمی ہو۔ کبھی کبھی نزلے میں مبتلا رہتے ہو! موجودہ مقام حاصل کرنے کے لئے تم نے بڑی جدوجہد کی ہے! اپنے کام سے کام رکھتے ہو۔ فضولیات میں نہیں پڑتے جس سے پیمان وفا کرتے ہو۔ اس کے لئے خون کا آخری قطرہ تک بہا سکتے ہو! دو شنبہ اور سنیچر کو

لڑائی سے پرہیز کیا کرو.... اگر ابھی تک شادی نہیں ہوئی تو اس سال کے اواخر تک ضرور ہو جائے گی.... لیکن یہ ضروری نہیں کہ بیوی پسند ہی کی ملے....!"

عمران مضمون ختم کر کے جوزف کو گھورنے لگا۔

"یہ کیا بکواس ہے؟" آخر اس نے پوچھا۔

جوزف نے جواب دینے کی بجائے میز پر پڑے ہوئے اخبار کی ورق گردانی شروع کر دی! اور پھر وہ اخبار بھی عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے ایک اشتہار کی طرف اشارہ کیا۔

اشتہار کا مضمون تھا!

**مایوس لوگ ادھر متوجہ ہوں**

عالمی شہرت کے مالک پروفیسر اوٹو ویلانی جنہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ افریقہ کے پُراسرار اور تاریک حصوں میں گذارا ہے اعلان کرتے ہیں کہ مستقبل کی ہر دشواری پر قابو پایا جاسکتا ہے جو لوگ مستقبل کے حالات معلوم کرنے کے لئے بے چین ہوں.... کسی جانور کا نام لکھ کر پروفیسر کو بھیج دیں جانور کا نام لکھتے وقت.... صحیح وقت دن اور تاریخ بھی لکھیں۔ جانور کے نام کے ساتھ پانچ روپے کا سادہ پوسٹل آرڈر آنا ضروری ہے، پروفیسر ان کی زندگی کے گذشتہ اور آئندہ حالات سے کماحقہ آگاہ کریں گے....!

مضمون کے نیچے پتہ تھا....! لیکن صحیح مقام کی بجائے پوسٹ بکس نمبر کے حوالے سے پوسٹل آرڈر منگوائے گئے تھے....!

اشتہار پڑھ کر عمران نے الّوؤں کی طرح آنکھوں کو گردش دی اور سر ہلا کر بولا! "تو یہ بات ہے!"

جوزف نے تھوک نگل کر ہونٹوں پر زبان پھیری اور خاموش کھڑا رہا۔

"اچھا بے.... تو نے کس جانور کا نام لکھ کر بھیجا تھا...."

"پہاڑی بکری!" جوزف نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا!

"تب ہی تو اس سال کے اواخر تک تیری شادی ضرور ہو جائے گی!"

"بچالو باس.... خدا کے لئے مجھے بچالو.... میں کیا کروں...." جوزف گڑگڑا کر بولا..

"اور پیشین گوئی کے ساتھ یہ بھی تھا....!"



اس نے جیب سے دوسرا کاغذ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا!

اس کا مضمون تھا۔

"پروفیسر اوٹو ویلانی صرف پیشین گوئی ہی نہیں کرتے بلکہ آپ کی مشکلات حل کرنے کے ذرائع بھی رکھتے ہیں.... مثال کے طور پر اگر آپ اپنی پسندیدہ لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہوں تو پندرہ روپے کے پوسٹل آرڈر بھیج کر پروفیسر کا تیار کردہ ملٹی چارم لاکٹ منگوا لیجئے.... اسے اپنے پاس رکھئے پسندیدہ لڑکی خود آپ سے شادی کی درخواست کرے گی...."

"بہت خوب!" عمران خوش ہو کر بولا "ابے یہ ملٹی چارم لاکٹ بھی منگوایا یا نہیں....!"

"میں کیوں منگواتا!" جوزف کو غصہ آ گیا.... پھر وہ بڑبڑانے لگا۔ "شاید میرے قبیلے کے وچ ڈاکٹر موٹومبی نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ چالیس سال کی عمر میں تم پر ایک بڑی مصیبت نازل ہوگی.... اب میں کیا کروں....؟"

"ملٹی چارم لاکٹ منگوا لے.... اور پسندیدہ لڑکی....!"

"بس باس بس.... خدا کے لئے مجھے اور زیادہ بور نہ کرو....! میں کہاں بھاگ جاؤں....! باس کیا تم اس سلسلے میں میری مدد نہیں کر سکتے....؟"

"مجھ سے کیسی مدد چاہتا ہے...."

"تم تو بہت بڑے سراغرساں ہو.... پتہ لگاؤ اس پروفیسر کا....! پوسٹ آفس والے مجھے نہیں بتائیں گے....!"

"ابے تیرا یہ خبط کسی دن مجھے لے ڈوبے گا...." عمران اسے گھونسہ دکھا کر بولا! "ابھی پچھلے ہی ہفتے میں نے تجھے عالمگیر روڈ کے فٹ پاتھ پر ایک نجومی کے پاس بیٹھے دیکھا تھا....!"

"ہاں باس! اور اُس نے ایسی کوئی بات نہیں بتائی تھی...."

"تو آخر اپنے مستقبل کے بارے میں کیا معلوم کرنا چاہتا ہے....!"

"بس اتنا ہی باس کہ کبھی مجھ پر کوئی ایسا وقت تو نہیں پڑے گا کہ میں شراب کو ترس جاؤں.!"

"اور تو کل سے ترس رہا ہے!"

"مجھے بخار ہے باس! بخار میں اچھی نہیں لگتی.... جب میں حد سے زیادہ متفکر ہوتا ہوں تو مجھے بخار ہو جاتا ہے....!"

"اور یہ فکر اس بات کی ہے کہ کہیں تیری شادی زبردستی نہ ہو جائے....!" عمران نے ز
لہجے میں پوچھا۔

"ہاں باس!" جوزف گھگھیایا! "خدا کے لئے.... اس پروفیسر اوٹو کا پتہ لگائیے....!"

"ابے مگر تیرے ساتھ کون زبردستی کرے گا....!"

"سب کچھ ہو سکتا ہے باس... ماما حوا... آدم کے بائیں پسلی سے زبردستی پیدا ہو گئی تھیں۔"

"مگر تو شادی سے اتنا ڈرتا کیوں ہے!"

جوزف جو آج کسی قدر چڑچڑا بھی نظر آ رہا تھا۔ بھنا کر سوال کر بیٹھا "تم کیوں ڈرتے ہو باس!"

"ابے تو کیا میں ڈرتا ہوں!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"میں کیا جانوں... تمہیں تو بہت پہلے شادی کر لینی چاہئے تھی۔" عمران جواب میں کچھ
ہی چاہتا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور وہ اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

جوزف برا سا منہ بنائے کھڑا رہا!

عمران نے کسی کی کال ریسیو کی تھی۔ "ہوں۔ ہاں" کئے جا رہا تھا۔ چند لمحوں کے بعد وہ سلسلہ
منقطع کر کے جوزف کی طرف مڑا....

"ہوں.... تو تم اُس پوسٹ بکس نمبر کا پتہ چاہتے ہو....!"

جوزف نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے اپنے سر کو اثبات میں جنبش دی....

* * *

کیپٹن فیاض سر سلطان سے کہہ رہا تھا۔

"پچھلی رات ہم ہیلی کوپٹر کے ذریعہ اس پہاڑی پر اُترے تھے۔ لیکن ہمیں اس قسم
نشانات نہیں مل سکے جن سے اندازہ ہوتا کہ ماضی قریب میں وہاں تک کسی آدمی کے قدم
سکے ہوں....!"

سر سلطان کچھ نہ بولے اس انداز میں فیاض کی طرف دیکھتے رہے جیسے اس سلسلے میں ابھی
کچھ سننا چاہتے ہوں....!

دفعتاً ایک ملازم نے اندر آکر کسی کا وزیٹنگ کارڈ دیا....! سر سلطان نے اُس پر اُچٹتی ہوئی
نظر ڈال کر فیاض کی طرف دیکھا! اور بولے۔ "عمران ہے!"



"تو کیا آپ....؟"

"میں نہیں جانتا کہ وہ اس وقت کیوں آیا ہے....!" سر سلطان نے کہا اور ملازم سے بولے!
"یہیں بھیج دو....!"

فیاض کے چہرے پر ناخوشگوار تبدیلی کے آثار صاف دیکھے جا سکتے تھے۔ عمران کمرے میں
داخل ہوا۔ سب سے پہلے اس کی نظر کیپٹن فیاض کے چہرے پر پڑی اور اس نے اُسے بوکھلائے
ہوئے انداز میں مودبانہ سلام کیا۔ پھر احمقوں کی طرح اس کے قریب ہی بیٹھ کر دوبارہ کھڑا ہو گیا
اور سر سلطان کو سلام کر کے ایک دور افتادہ کرسی کی طرف جھپٹا۔

کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ سب کچھ اضطراری طور پر نہیں سرزد ہوا تھا! ہر چند کہ یہ دونوں
حضرات اس سے بخوبی واقف تھے لیکن اس وقت فوری طور پر یہی سمجھے کہ سچ مچ بوکھلایا ہوا ہے!
ان میں سے کوئی کچھ نہ بولا! عمران کبھی سر سلطان کی طرف دیکھتا اور کبھی فیاض کی طرف۔

پھر سر سلطان کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نظر آئی اور انہوں نے پوچھا! "تم اتنے
پریشان کیوں ہو....؟"

"نن.... نہیں.... تو.... میں.... مم.... خیریت دریافت کرنے آیا تھا! سنا ہے بے بی
بینا کوئی ایکسیڈنٹ کر بیٹھی ہیں....!"

"یہ تم نے کس سے سنا....!" فیاض غرایا۔

"کچھ.... پولیس والے کہہ رہے تھے...."

سر سلطان نے فیاض کی طرف دیکھا....!

"یہ بالکل بکواس ہے.... جناب! میرے کسی آدمی نے ہرگز ایسا نہ کہا ہو گا!" کیپٹن فیاض نے
عمران کو قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے کہا!

"اچھا تو پھر وہ لاش آسمان سے ٹپکی ہو گی..." عمران نے بھی کسی قدر جھنجھلاہٹ کا مظاہرہ کیا!

اب سر سلطان اُسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

فیاض نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر نہ جانے کیا سوچ کر خاموش رہ گیا۔ ویسے عمران دونوں ہی کی
گھورتی ہوئی نظروں کا مرکز بنا ہوا تھا!

"آپ دونوں حضرات کو معلوم ہونا چاہئے!" عمران انگلی اٹھا کر بولا۔ "اس چٹان کی چوٹی تک

پہنچنا ناممکن ہے.....!"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو.....؟" سر سلطان جھنجھلا کر بولے۔

"بھلا میں کیا عرض کر سکتا ہوں.....!" عمران نے ڈھیلے ڈھالے لہجے میں کہا اور اپنے ایک جوتے کی نوک پر نظر جمادی!

"تو پھر کیا جھک مارنے آئے ہو؟" سر سلطان کو سچ مچ غصہ آگیا۔

"جی نہیں.....میں تو.....مح.....خیریت دریافت کرنے.....!"

"خاموش رہو!"

"جی بہت اچھا.....!" سعادت مندانہ انداز میں سر کو جنبش دی گئی!

کمرے کی فضا پر چھائی ہوئی بوجھل سی خاموشی جیسے سر سلطان کو جھلاہٹ میں مبتلا کر رہی تھی.....بڑی دیر تک کوئی کچھ نہ بولا۔

پھر فیاض نے کھکار کر کہا۔ "اب مجھے اجازت دیجئے!" سر سلطان نے سر کی غیر ارادی جنبش سے غالباً اُسے رخصت ہو جانے کی اجازت ہی دی تھی!

فیاض دروازے کی طرف بڑھ گیا اور عمران بھی اٹھتا ہوا بولا! "جی مم.....میں بھی اجازت چاہتا ہوں.....!"

اس بار سر سلطان نے سر کو جنبش بھی نہ دی، حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کو گھورتے رہے.....اور عمران.....اب عمران فیاض کے پیچھے اس طرح دوڑا جا رہا تھا جیسے کوئی اہم اطلاع دینا بھول گیا ہو.....! اپنی گاڑی کے قریب پہنچ کر فیاض مڑا۔

"سامالیکم.....!" عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں اسے دوبارہ سلام کرتے ہوئے گاڑی کی پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔ فیاض کی قہر آلود نظریں عمران کے چہرے پر تھیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے دوسرا قدم عمران کے تھپڑ مار دینا ہوگا.....عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا!

"نکلو! گاڑی سے.....!" فیاض آپے سے باہر ہوتا ہوا بولا۔ "ورنہ.....!"

"بڑی اہم اطلاع ہے میرے پاس.....!" عمران یک بہ یک سنجیدہ نظر آنے لگا!

"میں کہتا ہوں باہر آؤ.....!"

"ہاتھاپائی کرو گے....." عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔



"نکلو تم!" فیاض نے پچھلی نشست کا دروازہ کھول کر عمران کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیا فائدہ.....کوئی جاپانی داؤں مار دوں گا.....! مڑ کر دیکھو.....خواتین برآمدے سے دیکھ رہی ہیں.....!" عمران سیٹ کے دوسرے کنارے کی طرف کھسکتا ہوا بولا تھا! پھر فیاض نے مڑ کر نہیں دیکھا کہ اس کا بیان صحیح بھی تھا کہ نہیں! زیر لب کچھ نئی قسم کی گالیاں عمران کو دیتا ہوا اگلی نشست پر جا بیٹھا! گاڑی اسٹارٹ ہو کر جھٹکے کے ساتھ آگے بڑھی تھی.....! اب عمران اس طرح مطمئن بیٹھا تھا جیسے کسی ٹیکسی ڈرائیور کو منزل مقصود کا پتہ بتا کر ایک فکر مند باپ کے سے انداز میں بچوں کے مستقبل کے بارے میں سوچنے لگا ہو!

کار تیز رفتاری سے راستہ طے کر رہی تھی.....شاید فیاض سوچ رہا تھا کہ اس وقت عمران سے کیونکر نپٹا جائے.....لیکن شاید ستارہ ہی گردش میں تھا اس کا.....! دفعتاً ایک زوردار دھاکا ہوا اور کار لنگڑانے لگی.....بائیں جانب والا پچھلا پہیہ برسٹ ہوا تھا! گاڑی رک گئی اور فیاض پلٹ کر دہاڑا۔ "میں تمہیں جان سے مار دوں گا!"

"مم.....میں تو.....یہیں بیٹھا ہوا ہوں.....!" عمران مسمسی صورت بنا کر بولا۔

فیاض نے نیچے اتر کر گاڑی کے گرد چکر لگایا اور پھر مایوسانہ انداز میں ہاتھوں کو جنبش دی! غالباً اُسے یاد آگیا تھا کہ گاڑی میں کوئی فالتو پہیہ بھی موجود نہیں ہے!

"گھبراؤ نہیں!" وہ عمران کو گھونسا دکھا کر بولا! "عنقریب ہی.....تم سے سمجھوں گا!"

"اس سے زیادہ عنقریب اور کیا ہوگا سوپر فیاض...!" عمران نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"میرے پاس کوئی فالتو پہیہ نہیں ہے.....!" فیاض آنکھیں نکال کر غرایا۔

"اُمے تو خفا ہونے کی کیا بات ہے.....پہیہ نکال دو.....میں دوڑ کر نیا ٹیوب ڈلوا لاؤں یا اگر یہی استعمال کے قابل رہ گیا ہو تو اسی میں جوڑ لگوا دوں.....!"

"گاڑی میں جیک بھی نہیں ہے!" فیاض نے پہلے ہی کے سے غصیلے انداز مین کہا!

"تب تو پھر.....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا۔

فیاض اسے جواب طلب اور تیز نظروں سے گھورتا رہا.....!

"تب تو پھر.....!" عمران تھوڑی دیر بعد بولا۔ "تم اپنی کمر میں رسی باندھو اور میں اسٹیئرنگ پر بیٹھ جاتا ہوں.....!"

"خدا کی قسم.... میں....!"

"ہاش.... ہاش!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا! "کوئی ایسی قسم نہ کھا بیٹھنا جس کا کفارہ نہ دے سکو!"

"نکلو.... باہر!" فیاض آپے سے باہر ہو گیا!

"وہ تو نکلنا ہی پڑے گا.... ایسے میں یہاں بیٹھ کر تماشا تھوڑا ہی بنوں گا!" عمران نے کہا اور دروازہ کھول کر نیچے آتر آیا۔

فیاض اب تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا سڑک کی دوسری جانب والے کیفے کی طرف بڑھ رہا تھا!

کیفے کے کاؤنٹر سے اس نے اپنے کسی ماتحت کو فون کر کے گاڑی کے متعلق اطلاع دی اور پھر باہر آ کر شاید ٹیکسی کا انتظار کرنے لگا!

فٹ پاتھ کی چوڑائی زیادہ نہیں تھی....! بیک وقت کئی آدمی فیاض کے قریب سے گذرے.... ان میں سے ایک خود اس سے بھی ٹکرایا اور معافی مانگ کر آگے بڑھ گیا!

فیاض کی آنکھیں عمران کی تلاش میں گردوپیش کا جائزہ لے رہی تھیں! لیکن وہ کہیں نہ دکھائی دیا۔

بات سمجھ میں آنے والی نہیں تھی....! عمران.... اور اس طرح پیچھا چھوڑ دیتا۔ آج تک اس نے خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع نہیں کیا تھا!.... تو پھر کیا مقصد تھا اس حرکت کا....! دوسری طرف وہ یہ بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ گاڑی کا پہیہ اتفاقاً برسٹ ہوا تھا....! لیکن عمران.... آخر وہ یہاں تک ساتھ کیوں لگا چلا آیا تھا....! وہ سوچتا رہا اور پھر اتنے میں ایک ٹیکسی نظر آ گئی.... اس نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا.... ٹیکسی آہستہ روی کے ساتھ.... اُس کے قریب آ رکی۔!"

وہ دروازے کے ہینڈل پر زور دینے کے لئے جھکا ہی تھا کہ کسی طرح بایاں ہاتھ پتلون کی جیب میں رینگ گیا....! اور پھر وہ اس طرح سیدھا ہو گیا جیسے اچانک الیکٹرک شاک لگا ہو....!

ٹیکسی ڈرائیور نے بھی غالباً یہ تبدیلی محسوس کر لی تھی۔ وہ متحیرانہ انداز میں اس کی طرف دیکھ رہا.... دفعتاً فیاض ہاتھ ہلا کر بولا.... "جاؤ.... مجھے ابھی نہیں جانا....۔"

پھر ٹیکسی والا اسے دیکھتا ہی رہ گیا اور وہ اس کیفے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے کچھ دیر پہلے اپنے کسی ماتحت کو فون کیا تھا!



سیاہ رنگ کی ایک بند گاڑی دانش منزل کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی.... اسے بلیک زیرو ڈرائیو کر رہا تھا....!

گاڑی کمپاؤنڈ سے گذر کر عمارت کے ایک اندرونی حصے میں رکی.... بلیک زیرو انجن بند کر کے نیچے اُترا اور گاڑی کا عقبی دروازہ کھول کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ عقبی دروازے سے برآمد ہونے والا عمران تھا! اس نے سر کو اس طرح جنبش دی جیسے اس کارروائی سے مطمئن ہو۔

کچھ دیر بعد وہ دانش منزل کے آپریشن روم میں نظر آئے۔ عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

"مجھے ہیلی کوپٹر کے پائلٹ کا ریکارڈ کیا ہوا بیان ایک بار پھر سنواؤ....!"

"بہت بہتر جناب....!"

بلیک زیرو میز پر رکھے ہوئے ٹیپ ریکارڈر کی طرف متوجہ ہو گیا! کچھ دیر بعد ریکارڈر سے آواز آنے لگی۔

"ہم نے اونچی بنگلیا والی چٹان پر لینڈ کیا یہ چٹان اوپر سے کسی میدان کی طرح مسطح ہے عمارت سنسان پڑی تھی۔ پولیس آفیسر نے مجھے بھی عمارت میں داخل ہونے کی دعوت دی! وہ اندر کچھ تلاش کرتا رہا تھا۔ لیکن واپسی پر اس نے وہاں سے صرف ایک چھوٹا سا لفافہ اٹھایا تھا جس میں باریک تار کا ایک چھوٹا سا لچھا رکھا تھا اور اس نے وہ لفافہ اپنے پرس میں رکھ لیا تھا! لفافہ غالباً پلاسٹک کا تھا۔ میں قریب سے تو نہیں دیکھ سکا تھا لیکن میرا اندازہ یہی ہے....!"

بلیک زیرو ریکارڈر بند کر کے عمران کی طرف دیکھنے لگا....!

"تو تمہیں یقین ہے کہ تمہارے آدمیوں نے وہ پرس فیاض کی جیب سے نکال لیا ہو گا...!" عمران نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

"جی ہاں....! مجھے یقین ہے....! میں کیپٹن فیاض کی اس عادت سے بخوبی واقف ہوں کہ وہ پرس ہمیشہ پتلون کی جیب میں رکھتا ہے۔ خواہ وہ کتنا ہی وزنی کیوں نہ ہو!"

"کام ٹھیک ہو رہا ہے....!" عمران نے سر ہلا کر کہا اور کچھ سوچنے لگا....! پھر تھوڑی دیر بعد بولا "پائلٹ کا بیان مختصر اور غیر واضح ہے۔ اس سے اس کے علاوہ کوئی خاص اطلاع نہیں ملتی

کہ فیاض نے وہاں سے ایک لفافہ اٹھایا تھا....!"

"میرا خیال ہے کہ ہمیں بھی اس عمارت تک پہنچنا چاہیے....!"

"ہوں....! فیاض کی رپورٹ کی نقل حاصل کر سکے ہو!" عمران نے پوچھا!

"جی ہاں....!"

"مجھے دکھاؤ....!"

"بلیک زیرو کمرے سے چلا گیا اور عمران اٹھ کر فون کے قریب آیا۔ کسی کے نمبر ڈائیل کئے اور ماؤتھ پیس میں ایکس ٹو والی بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"ٹرانسمٹ ٹو.... بی تھرٹین....!"

کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا "ہیلو.... بی تھرٹین.... رپورٹ!".... دوسری طرف سے آواز آئی۔ "ہیلی کوپٹر بتائی ہوئی جگہ پر پہنچ جائے گا.... ساڑھے چار بجے....!"

"اوکے.... اسٹاپ....!"

ریسیور رکھ کر وہ بلیک زیرو کی طرف متوجہ ہو گیا جو ایک فائیل لئے ہوئے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ فیاض کی رپورٹ کئی بار پڑھنے کے بعد اس نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے اس رپورٹ کے متعلق۔"

"میری دانست میں تو وہ اُسے کار کا حادثہ ہی ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے رپورٹ کے الفاظ دیکھئے.... کہتا ہے یہاں پہنچ کر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے سالہا سال سے وہاں کسی کے قدم نہ پہنچے ہوں.... کسی قسم کے نشانات بھی نہیں حاصل کر سکا....!"

دفعتاً عمران چونک کر بولا.... "دیکھو....! کسی نے گھنٹی بجائی ہے۔!"

پھر وہ اٹھ کر باہر چلا گیا!

عمران وہیں بیٹھا رہا! تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو واپس آیا....!

"وہ کامیاب رہے ہیں.... جناب!" اس نے کہا اور جیب سے کتھئی رنگ کا ایک پرس نکال اس کے سامنے ڈالتا ہوا بولا!" آپ اسے پہچانتے ہی ہوں گے!"

"ہوں.... اُوں.... فیاض ہی کا معلوم ہوتا ہے.... لیکن ضروری نہیں کہ پلاسٹک کا لفافہ اب بھی اسی میں پایا جائے....!"



"سر سلطان کے یہاں پہنچنے سے قبل تک وہ لفافہ اس پرس میں موجود تھا!"

عمران نے پرس کھولا.... اور سر ہلا کر بولا!" ٹھیک ہے تمہارا خیال غلط نہیں! اور.... ایک.... دو.... تین.... چار.... ہوں.... ہوں.... کل چالیس روپے چھیاسی پیسے....!"

پلاسٹک کا چھوٹا سا لفافہ اس کی چٹکی میں دبا ہوا تھا....!

یہ لفافہ زیادہ پرانا نہیں معلوم ہوتا....! اور وہ پہاڑی دوسری جنگ عظیم کے دوران میں اطالوی محاذ ٹوٹتے ہی تباہ ہو گئی تھی.... پھر پلاسٹک کا استعمال تجارتی پیمانے پر جنگ کے خاتمے کے بعد ہی شروع ہوا تھا! لہٰذا یہ لفافہ پہاڑی کی تباہی سے پہلے کا نہیں ہو سکتا!"

عمران خاموش ہو گیا اور بلیک زیرو اس سے وہ لفافہ لے کر خود اس کا جائزہ لینے لگا!

"اور اس میں.... یہ تار کا لچھا....!" اس نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

"نکالو....!"

چمکدار باریک تار متعدد بلوں میں دائرے کی شکل میں لپٹا ہوا تھا.... بلیک زیرو پہلے اُسے یوں ہی دیکھتا رہا پھر اس کے بل کھولنے شروع کئے.... تار تین یا ساڑھے تین گز لمبا رہا ہوگا!

"حیرت ہے....!" بلیک زیرو سر ہلا کر بولا!" یہ تو ایسا لگتا ہے جیسے ابھی ابھی فیکٹری سے نکل کر آیا ہو!.... کہیں زنگ کا ننھا سا نقطہ بھی نظر نہیں آتا!"

"اس کو اسی طرح لپیٹ کر لفافے میں رکھ دو!" عمران بولا۔

"فیاض نے کیا سمجھ کر اُسے اتنی احتیاط سے رکھ چھوڑا ہے!" بلیک زیرو بڑبڑایا۔

"معلوم کرنے کی کوشش کرو....!"

"میرا خیال ہے کہ وہ دیدہ دانستہ سر سلطان کی لڑکی کو اس کیس میں اُلجھانا چاہتا ہے؟۔"

"وہ کس طرح!" عمران نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا!

"ظاہر ہے.... یہ لفافہ حال میں وہاں تک پہنچا ہوگا! تار کی کنڈیشن بتاتی ہے فیاض بھی اسے بخوبی جانتا ہے۔ لیکن اپنی رپورٹ میں یہ ظاہر کرتا ہے کہ پہاڑی سالہا سال سے ویران ہی رہی ہے!"

"اس کی احتیاط ہمیشہ دورخی ہوتی ہے.... خیر.... آج ہم بھی اُس پہاڑی کا جائزہ لیں گے!"

کیپٹن فیاض جو بے خبر سو رہا تھا جھنجھوڑے جانے کی بنا پر بوکھلا کر اٹھ بیٹھا کمرے میں تیز قسم

کی روشنی تھی۔ آنکھیں چندھیا گئیں۔ لیکن وہ بدصورت ریوالور تو اُسے پہلی ہی نظر میں دکھائی دے گیا تھا جس کی نال اُسی کی طرف اٹھی ہوئی تھی....!

فیاض کا ہاتھ تکیے کے نیچے رینگ گیا....

"میں دیکھ رہا ہوں۔" ہلکی سی غراہٹ سنائی دی۔ "فائر کر دوں گا...!" جملہ انگریزی میں کہا گیا تھا اور لہجہ بھی غیر ملکی تھا....! فیاض کا ہاتھ جہاں تھا وہیں رہ گیا! اور نظر آواز کی طرف اٹھ گئی۔

ریوالور والے کا چہرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا۔ لیکن ہاتھوں کی رنگت بھی اس کے غیر ملکی ہی ہونے کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔

ایک دروازے کے قریب کھڑا دکھائی دیا....! اس کا چہرہ بھی نقاب ہی میں تھا....!

"کیا بات ہے؟" فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا!

"پہلے تم اپنے حواس پر قابو پانے کی کوشش کرو۔ پھر باتیں بھی ہو جائیں گی!" جواب ملا۔

فیاض کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اسے کیا کہنا یا کرنا چاہئے.... اُسے یاد آیا کہ بیوی اس وقت کوٹھی میں موجود نہیں ہے! اس سے کسی قدر ڈھارس بندھی۔ وہ سر شام ہی کسی تقریب میں شرکت کے سلسلے میں اپنے بھائی کے گھر چلی گئی تھی اور وہیں شب باش بھی ہونا تھا۔

"میں پوچھ رہا ہوں تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟" فیاض کے لہجے میں پہلے کی نسبت اس بار زیادہ سختی تھی!

"اچھی بات ہے!" ریوالور والے نے بایاں ہاتھ ہلا کر کہا۔ "اٹھ بیٹھو! اور میرے سوالات کے صحیح جواب دینے کی کوشش کرو۔!"

فیاض اسے خونخوار نظروں سے دیکھتا ہوا تکیے پر کہنیاں ٹیک کر اٹھ بیٹھا پھر نقاب پوش چند لمحے خاموش رہ کر بولا! "پلاسٹک کا وہ لفافہ کہاں ہے جو تم نے پہاڑی والی عمارت میں پایا تھا۔!"

فیاض کے چہرے پر شدید ترین غصے کے آثار نظر آئے لیکن زبان سے کچھ نہ نکل سکا!

"وہ لفافہ میرے حوالے کر دو....!" نقاب پوش پھر غرایا۔

"وہ اس وقت تو میرے پاس نہیں ہے....!" نہ جانے کیوں فیاض کی آواز نرم پڑ گئی تھی۔

"پھر کہاں ہے....!"

"آفس میں.... میری میز کی دراز میں....!"



"بکواس!" نقاب پوش غرایا۔ "آج آفس سے روانگی کے وقت وہ تمہارے پرس میں تھا....!"

"تم آخر ہو کون....؟" فیاض آنکھیں نکال کر بولا۔

"کیوں تم مجھے تشدد پر آمادہ کر رہے ہو!" نقاب پوش کے لہجے میں دھمکی تھی!

"ہوش میں ہو یا نہیں.... تم کس سے باتیں کر رہے ہو....!" فیاض تن کر کھڑا ہو گیا....!

"پیچھے ہٹو....!" نقاب پوش نے ریوالور والا ہاتھ آگے بڑھایا!

فیاض پیچھے تو ہٹا لیکن اسی فکر میں تھا کہ جھپٹ پڑنے کا موقع مل جائے۔

دروازے کے قریب کھڑے ہوئے نقاب پوش کے ہاتھ میں بھی ریوالور نہ دیکھ لیتا تو اب تک کبھی کا ٹکرا گیا ہوتا....!

"ادھر دیکھو! میری طرف....!" قریب والے نقاب پوش نے کہا! "وہ لفافہ اس تار سمیت میرے حوالے کر دو....! ورنہ اذیت میں مبتلا ہو جاؤ گے کہ موت کے علاوہ گلو خلاصی کی اور کوئی صورت نظر نہ آئے گی....!"

"شٹ اپ....!" فیاض دہاڑا.... اسے حیرت تھی کہ اتنی اونچی آواز میں بولنے کے باوجود بھی وہ ابھی تک اپنے کسی ملازم کو جگا دینے میں کامیاب نہیں ہو سکا! ہو سکتا تھا کہ ان نامعلوم آدمیوں نے انہیں پہلے ہی بے بس کر دیا ہو!

"تم قطعی بے بس ہو!" نقاب پوش مضحکہ اڑانے والے انداز میں بولا! "ہم بہ آسانی تمہیں گولی مار سکتے ہیں....!"

فیاض کچھ نہ بولا! نقاب پوش کہتا رہا! "میں جانتا ہوں کہ تم اس طرح وہ لفافہ میرے حوالے نہیں کرو گے.... میرے پاس دوسری تدبیر بھی ہے! لہٰذا کان کھول کر سن لو جب اس اذیت سے کسی طرح پیچھا نہ چھڑا سکو تو ہم سے رجوع کرنا.... اور ہم لفافے کی واپسی پر تمہیں اس اذیت سے نجات دلا دیں گے....!"

پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھی کو کسی قسم کا اشارہ کرتے ہوئے فیاض کو دوبارہ مخاطب کیا! "تم اپنی جگہ سے ہلنے کی ہمت نہ کرنا۔!"

ریوالور کی نال فیاض کے سینے کی طرف اٹھی رہی اور دوسرا آدمی آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کی پشت پر آیا۔

سامنے والے نقاب پوش نے فیاض کو وارننگ دی کہ وہ اپنے ہاتھ نیچے گرائے رکھے۔!

دفعتاً فیاض کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی اور وہ بایاں گال دبائے ہوئے فرش پر گر گیا۔!

"اب تڑپنے پھڑکنے کی اجازت ہے۔" سامنے والا نقاب پوش ہنس کر بولا۔ "تمہارے آفس کے قریب سگریٹ کا جو بہت بڑا بورڈ ہے اس پر چاک سے لفظ سفید لفافہ لکھوا دینا اگر اس اذیت سے پیچھا چھڑانا چاہو.....!"

فیاض بایاں گال دبائے بُری طرح چیخے جا رہا تھا! ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کوشش کے باوجود بھی اپنی چیخیں دبا لینے پر قادر نہ ہو۔!

دونوں نقاب پوش ہنستے رہے پھر ایک اونچی آواز میں بولا۔ "ہم جا رہے ہیں لیکن یہ تینوں الفاظ یاد رکھنا لفافہ.....بورڈ.....اور چاک اِسٹک....."

وہ دونوں دروازے سے گذر کر نظر سے اوجھل ہو گئے۔ فیاض اسی طرح تڑپتا رہا۔!

سر سلطان کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار تھے۔ اور عمران خاموش بیٹھا اپنے داہنے ہاتھ کے ناخنوں کا جائزہ لے رہا تھا۔

"آخر یہ ہوا کیسے.....؟" سر سلطان کچھ دیر بعد بولے۔

"جس طرح میرے آدمی فیاض کے محکمے میں کام کر رہے ہیں اسی طرح کوئی پارٹی اور بھی ہے.....ورنہ اُن دونوں نقاب پوشوں کو اس کا علم کیونکر ہوتا کہ آفس سے چلتے وقت وہ لفافہ اس کے پاس ہی تھا!"

"یہ کہا تھا انہوں نے اس سے.....!"

"جی ہاں.....!"

"وہ اب کہاں ہے؟"

"کون؟.....لفافہ یا فیاض.....!"

"دونوں.....!"

"فیاض ہسپتال میں ہے.....اور لفافہ اس کے پاس نہیں ہے.....!"

"کس کے پاس ہے.....!"



عمران نے لاعلمی ظاہر کرنے کے لئے مایوسانہ انداز میں ہاتھوں کو جنبش دی اور پھر بولا! "ویسے فیاض کا بیان ہے کہ کل اس کی جیب کٹ گئی تھی.....لفافہ پرس میں تھا.....! لہٰذا کسی گرہ کٹ کے ہاتھ لگا ہوگا.....!"

"یہ تمہارا خیال ہے کہ وہ کسی گرہ کٹ کے ہاتھ لگا ہوگا۔!"

عمران نے احمقانہ انداز میں سر کو اثباتی جنبش دی!

"پھر.....!"

"میں کیا عرض کروں.....لیکن میں نے فیاض کے لئے ویسا ہی لفافہ اور تار کی پچھی مہیا کر دی ہے!"

"کیا مطلب.....!" سر سلطان چونک کر اُسے گھورنے لگے۔

"اب وہ سگریٹ کے سائن بورڈ پر چاک سے لفظ لفافہ لکھوا دے گا.....!"

"اوہ.....تو اس طرح ان لوگوں کا تعاقب کرو گے.....! کیا فیاض نے یہ سب کچھ تمہیں خود ہی بتایا تھا.....!"

"جی ہاں میں اُسے ہسپتال میں ملا تھا.....! اس نے مجھے بلوایا تھا.....ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ وہ ابھی تک اس مرض کی تہہ تک نہیں پہنچ سکے۔! لہٰذا فیاض کا خیال ہے کہ وہی اُسے اس تکلیف سے نجات دے سکتے ہیں جو اس کا باعث بنے تھے۔"

"تکلیف کی نوعیت کیا ہے.....!"

"سوزش.....شدید ترین سوزش.....! ناقابلِ برداشت.....! بائیں گال کے تھوڑے سے حصے پر فیاض ہی کے بیان کے مطابق گویا انگارہ رکھ دیا گیا ہے۔ بیہوشی کے انجکشنوں کے سہارے چل رہا ہے.....! اس کا بیان ہے کہ پیچھے کھڑے ہوئے نقاب نے کوئی ٹھنڈی چیز اس کے گال سے مس کی تھی اور پھر اسی ٹھنڈک نے سوزش کی صورت اختیار کر لی۔"

سر سلطان کچھ نہ بولے تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد انہوں نے کہا.....! "تمہارا کیا خیال ہے اس جیب تراشی کے متعلق.....؟ کیا اس کا سبب بھی وہی لفافہ تھا؟"

"خدا جانے.....!" عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی.....تھوڑی دیر خاموش رہا۔ پھر بولا! "میں بھی اس پہاڑی کی سیر کر چکا ہوں۔ اور اس عام رائے سے متفق نہیں ہوں کہ

ہیلی کوپٹر کے بغیر اس پر بنی ہوئی عمارت تک رسائی ناممکن ہے۔!"

"یعنی تم اس کے علاوہ بھی کوئی ذریعہ دریافت کر چکے ہو۔!"

"جی ہاں....!"

"فیاض بالکل ہی گدھا نہیں ہے؟" سر سلطان کے لہجے میں بے اعتباری تھی۔!

"ہو سکتا ہے کسی قدر ہو! لیکن اُسے دوسرے ذریعے کی تلاش کب تھی۔ وہ تو محض رپورٹ میں اس پہلو کی بھی خانہ پری کرنے کی غرض سے اُوپر گیا تھا! اُسے یقین تھا جناب کہ وہ ایکسیڈنٹ مینا کی کار سے ہوا تھا....! بہر حال چونکہ اُسے دوسرے ذریعے کی تلاش نہیں تھی اسی لئے اس کی نظر بھی اس پر نہیں پڑی....!"

"اس سے پہلے بھی کچھ لوگ اُوپر پہنچنے کی کوشش کر چکے ہیں!" سر سلطان بولے....

"نیچے ہی انہوں نے راستہ تلاش کیا ہوگا....! وہ تو یقیناً کسی کے بھی بس کا روگ نہیں.... خیر کبھی آپ کو فرصت ملی تو وہ راستہ آپ کو بھی دکھادوں گا....! فی الحال تو اس تار اور لفافے کا مسئلہ در پیش ہے!"

"آخر وہ ہے کیا بلا....؟"

"ایسی ہی بلا جس کے لئے وہ جان پر کھیل کر فیاض کی کوٹھی میں داخل ہوئے تھے! لیکن اس سے پہلے وہ فیاض کی جیب سے نکال لیا گیا تھا!"

"تو اس کا مطلب ہوا کہ دو مختلف پارٹیاں اس میں دلچسپی لے رہی ہیں۔"

عمران کچھ نہ بولا! وہ پُر تفکر انداز میں چیونگم کا پیکٹ پھاڑ رہا تھا!

فیاض کے لئے اندازہ کرنا مشکل تھا کہ مورفیا کے انجکشن اسے کتنی دیر تک اس اذیت کے احساس سے بچائے رکھتے ہیں! ویسے اس بار ہوش آنے پر اس نے محسوس کیا جیسے بائیں گال پر ٹھنڈک پڑ گئی ہو۔! لیکن وہ اُسے احساس کا دھوکا سمجھ کر سوزش آمیز ٹیسوں کا منتظر رہا جو ہوش آتے ہی اٹھنے لگتی تھیں۔

دفعتاً اسے یاد آیا کہ وہ سگریٹ کے اشتہاری بورڈ پر چاک سے لفظ "لفافہ" لکھوا چکا ہے! اس نے ڈرتے ڈرتے بائیں گال پر ہاتھ پھیرا.... ہلکی سی سوزش بھی محسوس نہ ہوئی۔



اسے ہوش میں آتا دیکھ کر نرس باہر چلی گئی تھی جو ڈیوٹی ڈاکٹر کے ساتھ پھر واپس آئی....!

"اب کچھ دیر برداشت بھی کیجئے جناب!" اس نے بڑے ادب سے کہا۔ "مورفیا کا اثر سسٹم پر اچھا نہیں ہوتا۔!"

"اب اس کی ضرورت نہیں ہے....!" فیاض گال پر ہاتھ پھیرتا ہوا مسکرا کر بولا۔

"یعنی تکلیف کم ہے؟"

"جی نہیں! اب قطعی نہیں ہے!"

"یعنی.... وہ.... سوزش...."

"جی ہاں....! اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔!"

"براہ کرم.... اسی طرح لیٹے رہیئے گا!" ڈاکٹر نے کہا اور تیزی سے باہر نکل گیا!

کچھ دیر بعد فیاض کو پھر کیمیائی آزمائشوں سے گذرنا پڑا اور اس کے بائیں گال پر مختلف قسم کے آلات کا دباؤ پڑتا۔ لیکن وہ ان تجربات کے نتائج سے فوری طور پر آگاہ نہ ہو سکا۔

اسی دوران میں اس نے اپنے تکیئے میں عین سر کے نیچے کاغذ کی چرمراہٹ محسوس کی تھی لیکن دم سادھے لیٹا رہا تھا....! جب تک ڈاکٹر وہاں موجود رہے اس نے تکیئے کے غلاف کے اندر ہاتھ ڈالنے کی کوشش نہیں کی۔!

سناٹا ہوتے ہی ہاتھ غلاف کے اندر رینگ گیا.... پھر دوبارہ باہر آیا تو گرفت میں ایک وزنی سا لفافہ تھا۔ کوئی ٹھوس چیز لفافے کے اندر موجود تھی.... اس نے مضطربانہ انداز میں لفافہ چاک کیا جس کے اندر سے کچھ کاغذات بر آمد ہوئے اور ایک کنجی بھی!

انگریزی میں ٹائپ کئے ہوئے خط پر نظر پڑی جو اس کے نام تھا۔!

"مائی ڈیئر کیپٹن فیاض.... نیشنل بینک ہیڈ آفس کے لاکر نمبر تیرہ کی کنجی مع رسید روانہ ہے.... لفافہ اسی لاکر میں رکھ کر کنجی بھی وہیں اپنے نام سے جمع کرادو! لاکر تمہارے ہی نام پر حاصل کیا گیا ہے! لیکن حاصل کرنے والوں کا پتہ لگانے کی کوشش ہرگز مت کرنا.... یہ بھی وارننگ ہی ہے ورنہ.... پھر تم ہمیں تو جانتے ہی ہو!"

فیاض کا خون کھولنے لگا۔ مٹھیاں بھینچ گئیں.... لیکن پھر فوراً ہی خیال آگیا کہ یہ لفافہ اس کے تکیئے کے اندر سے بر آمد ہوا تھا! لہٰذا ہو سکتا ہے کہ اس وقت بھی اُس کی نگرانی ہو رہی ہو!

بہر حال اب اسے عمران کی اسکیم کے مطابق اپنے گھر واپس جانا تھا! کیونکہ عمران کا فراہم کردہ لفافہ اُسے وہیں سے ملتا۔

اب وہ پوری طرح عمران کی مٹھی میں تھا! معاملہ ہی ایسا تھا کہ وہ اپنے کسی ماتحت پر اعتماد نہ کر سکا! کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ اچانک وہ اس مرض میں کیونکر مبتلا ہو گیا تھا! اور اب شاید ڈاکٹر بھی متحیر تھے کہ اچانک ہی اس سے گلو خلاصی کیونکر ممکن ہوئی....

فیاض گھر آیا۔ اُسے معلوم تھا کہ عمران نے لفافہ کہاں رکھا ہوگا.... بیوی اس کی ہدایت کے مطابق ابھی تک اپنے بھائی کے گھر میں مقیم تھی۔

لفافہ نکالنے کے لئے فیاض نے رائٹنگ ٹیبل کے میز پوش کے نیچے ہاتھ ڈالا.... اور ایک بڑا سا لفافہ کھنچتا چلا آیا! لیکن اس میں عمران کے رکھے ہوئے لفافے کی بجائے پنسل سے گھسیٹی ہوئی ایک تحریر برآمد ہوئی۔

"ہمیں علم ہو چکا ہے کہ لفافہ کہاں ہے اب تم جہنم میں جاؤ....!"

فیاض کے منہ سے گالیوں کا طوفان امنڈ پڑا.... اور یہ عمران ہی کے لئے تھا....!

کانپتے ہوئے ہاتھ سے اُس نے ٹیلی فون پر عمران کے نمبر ڈائیل کئے اور وہ بدبختی سے دوسری طرف موجود بھی تھا!

"تم کتے ہو!" فیاض حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"کون بھونک رہا ہے؟" دوسری طرف سے پوچھا گیا!

"تم نے مجھے دھوکا دیا ہے...."

"کون بول رہے ہو....؟"

"میں فیاض ہوں....!"

"اوہ.... لیکن تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے! میں پہچان ہی نہ سکا....!"

"میں گھر سے بول رہا ہوں.... تم نے یہاں کیا کیا ہے....!"

"وہی جو تم سے کہہ چکا تھا!"

"وہ لفافہ یہاں نہیں ہے....!"

"حیرت....! تب تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ اس سے باخبر ہو گئے تھے....!"



"کیا تم پنسل سے کچھ لکھ کر رکھ گئے تھے....!"

"ہر گز نہیں....! میں نے صرف وہی پلاسٹک کا لفافہ بتائی ہوئی جگہ پر رکھا تھا....!"

"اگر تم سچ کہہ رہے ہو.... تو پھر....!"

"کچھ نہیں.... تم گھر ہی پر ٹھہرو....! میں وہیں آرہا ہوں!" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع کر دیا گیا....!

ریسیور رکھ کر عمران صفدر کی طرف مڑا.... جو اُسے مستفسرانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا!

"کھیل شروع ہی سے بگڑ گیا تھا....!" عمران نے کہا۔

"کیا ہوا....!"

"چوٹ ہو گئی.... فیاض کو وہ لفافہ وہاں نہیں ملا جہاں رکھا گیا تھا۔ اس کی بجائے غالباً کسی قسم کی کوئی تحریر ملی ہے.... فیاض کو مجھے ہسپتال میں نہیں بلوانا چاہئے تھا....! اگر میں حالات سے باخبر ہوتا تو خود ہی احتیاط رکھتا.... ذرا ٹھہرو میں اس سے اُس تحریر کے بارے میں معلوم کروں۔"

اس نے فون کی طرف مڑ کر فیاض کے نمبر ڈائیل کئے.... اور اُسے متوجہ کر کے ایسے سوالات کرتا رہا کہ وہ سب کچھ اگل دے....!

پھر بڑے سکون سے اس کی باتیں سنتا رہا اور بالآخر بولا "تم نے مجھے کہیں کا نہیں رکھا.... اب وہ میرے پیچھے لگ گئے ہوں گے۔ اس تحریر کا مطلب تو یہی ہو سکتا ہے.... اچھا پیارے، خدا حافظ وہ تمہیں تو جہنم میں جانے کا مشورہ دے ہی چکے ہیں.... اب دیکھو میرا کیا بنتا ہے۔ مفت میں مارا گیا میں تو....!"

ریسیور رکھ کر وہ مسکراتا ہوا صفدر کی طرف مڑا....

"بہت باخبر لوگ ہیں!" اس نے کہا! "فیاض اب ٹھیک ہے! غالباً ہسپتال ہی میں کسی نے بحالت بے خبری اس کا علاج کر دیا! میری دانست میں فیاض پر کسی قسم کا زہر آزمایا گیا تھا.... میں خود بھی ایک ایسے سیال سے واقف ہوں کہ اگر جلد میں پیوست ہو جائے تو ایک مخصوص توڑ ہی آدمی کو اس کی اذیت سے نجات دلا سکتا ہے....!"

"تو گویا ہسپتال کے عملے ہی میں سے کوئی ہو سکتا ہے!" صفدر نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

"حیرت کی بات نہیں! جب وہ لوگ فیاض کے آفس میں اپنے لئے جگہ بنا سکتے ہیں تو ہسپتال کی کیا حیثیت!"

صفدر کچھ نہ بولا! عمران کہتا رہا! "بہر حال یہ بات بھی اُن سے پوشیدہ نہ ہو گی کہ میں اکثر فیاض کے لئے کام کرتا رہا ہوں! اور یوں بھی میں شہر میں نیک نام نہیں ہوں۔ میرے رکھے ہوئے لفافے کی بجائے فیاض کو وہاں ایک تحریر ملی ہے جس کے مطابق وہ لوگ جانتے ہیں کہ لفافہ کہاں ہے اور فیاض نے اُس کے سلسلے میں انہیں دھوکا دینے کی کوشش کی تھی۔"

"آخر وہ ہے کیا بلا....!"

"ابھی تک اس سے کوئی معقول نتیجہ حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا! ویسے میرا اندازہ غلط نہیں ہو سکتا۔!"

"کیا اندازہ....!"

عمران جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ جوزف آندھی طوفان کی طرح کمرے میں داخل ہوا ایڑیاں بجائیں اور سیلوٹ کر کے دانت نکال دیئے۔ باچھیں کھلی پڑ رہی تھیں۔!

"سب ٹھیک ہو گیا باس!" اس نے لہک کر کہا۔

"اب شادی نہیں ہو گی....!"

عمران نے طویل سانس لی اور منہ چلاتا ہوا صفدر کی طرف دیکھنے لگا!

"یقین کرو باس سب ٹھیک ہو جائے گا۔!" جوزف نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "پروفیسر سے تو ملاقات نہیں ہو سکی۔ لیکن اس کی سیکرٹری نے مجھے یقین دلایا ہے کہ میرے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کرے گی....!"

"بھلا اس کی سیکرٹری کیا کر سکے گی۔" عمران مایوسانہ لہجے میں بولا۔

"اس نے وعدہ کیا ہے....!"

"کیا وعدہ کیا ہے؟"

"یہی کہ وہ پروفیسر سے اس کے لئے کوئی تدبیر کرا دے گی۔!"

"اُو.... جوزف کر لے شادی ورنہ پچھتائے گا....!"

"کیا قصہ ہے!" صفدر نے دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے پوچھا!



"کسی نجومی کی پیش گوئی ہے کہ اسے اس سال شادی کرنی ہی پڑے گی۔!"

صفدر ہنسنے لگا اور جوزف جھینپ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا!

کچھ دیر خاموشی رہی اور پھر وہی مسئلہ چھڑ گیا....!

صفدر کو اس پر تشویش تھی کہ اب وہ لوگ عمران کے پیچھے پڑ جائیں گے۔

رافیہ سموناف اس احمق نیگرو کو رخصت کر کے پھر سبز کمرے میں واپس جانے ہی والی تھی ایک دروازے سے اوٹو ویلانی نمودار ہوا۔

اسکے چہرے پر ایک ہی بار رافیہ کی نظر پڑتی تھی! پھر جتنی دیر سامنا رہتا وہ نظر جھکائے رکھتی!

"کیوں... بے بی.... کیا خیال ہے اس احمق کے بارے میں....!" اس نے رافیہ سے پوچھا۔

"کیا وہ ابھی جو یہاں موجود تھا!" رافیہ نے کپکپاتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"ہاں.... وہی....! اب وہ روز آئے گا اور تمہارا جی بہلاتا رہے گا۔!"

"لل.... لیکن.... آپ تو یہاں.... کسی ضرورت مند کی آمد پسند نہیں کرتے!"

"ٹھیک ہے.... مگر تم یہ تو دیکھو! وہ یہاں پہنچا کس طرح ہوگا! جب کہ اس کے علاوہ آج تک اور کوئی براہ راست مجھ سے ملنے کے لئے آ ہی نہیں سکا۔!"

"میں نے اس سے پوچھا تھا! اس نے بتایا کہ بڑی دشواریوں سے بذریعہ پوسٹ آفس پتہ معلوم کر سکا تھا۔!"

"بہر حال.... وہ یہاں تک آ ہی پہنچا! اسے کہتے ہیں روحانی لگاؤ۔!"

"میں نہیں سمجھی جناب....!"

"مجھے افریقہ اور وہاں کے بسنے والی نسلوں سے بے انداز محبت ہے....! اس وقت بھی میرا جسم یہاں ہے اور میری روح افریقہ میں بھٹک رہی ہے۔! بہر حال مجھے اس کے یہاں آنے جانے پر کوئی اعتراض نہیں!"

"میں اس کی دوستی کی خواہش مند نہیں ہوں!" رافیہ نے کس قدر ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"میری دانست میں کوئی برائی بھی نہیں ہے....! وہ بھی اُسی روح سے متعلق ہے جس کا میں پجاری ہوں.... خیر.... اچھا!.... اب تم اپنا کام دیکھو!"

رافیہ سبز کمرے میں واپس آگئی.... ابھی تک آج کی ڈاک نہیں دیکھی تھی.... روزانہ کی ڈاک سے آئے ہوئے خطوط جوابی لفافوں سے نتھی کر کے اوٹو ویلانی کی میز پر رکھے جاتے تھے.... اور وہ اُن خطوط کے جوابات ان سے نتھی کر دیتا تھا.... پھر اُن جوابات کو ٹائپ کرنا اور ملفوف کر کے ڈاک کے سپرد کرنا رافیہ سموناف کا کام تھا۔

نہ وہ آنے والے خطوط کا مطالعہ بغور کرتی تھی اور نہ ان کے جوابات کا.... بس مشینی طور پر اپنے فرائض انجام دیتی رہتی تھی۔!

لیکن ان خطوط سے متعلق ادھر کچھ دنوں سے ایک الجھن میں مبتلا ہو گئی تھی۔

پہلے جو خطوط آیا کرتے تھے ان میں کسی ایک جانور کا نام اور نام لکھنے کا وقت ہی درج ہوتا تھا۔! لیکن اب ان خطوط میں بعض ایسے بھی خطوط ہوتے جن میں جانوروں کے ناموں کی قطار در قطار نظر آتی.... وہ انہیں بھی دوسرے خطوط کے ساتھ جواب کے لئے رکھ دیتی! لیکن کچھ دنوں بعد اس نے محسوس کیا کہ خصوصیت سے ان خطوط کے جوابات نہیں دیئے جاتے۔!

اس قسم کے کچھ نہ کچھ خطوط اب تقریباً ہر ڈاک میں ہوتے تھے۔!"

پھر آہستہ آہستہ اسے محسوس ہونے لگا جیسے وہ کسی غلط جگہ آ پھنسی ہو نہ جانے کیوں دوسری قسم کے خطوط کے بارے میں شبہات میں مبتلا ہو گئی تھی! کئی طرح کے خیال آتے.... کچھ دیر ان کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتی رہتی پھر اپنے کام میں لگ جاتی۔!

آج بھی ایسے ہی تین خطوط اس نے تازہ ڈاک سے چھانٹے تھے اور انہیں بغور دیکھ رہی تھی کہ اچانک اسے تیز قسم کی سرگوشی سنائی دی۔ "ان خطوط کو بھی میرے پجاری کی میز پر رکھ دو" یہ دشمن روحوں کی کارگذاری ہے۔!"

وہ چونک کر چاروں طرف دیکھنے لگی لیکن آس پاس کوئی بھی نظر نہ آیا۔

اٹھ کر دروازے کی طرف جھپٹی!.... راہداری سنسان پڑی تھی۔!

"کون ہے؟...." بالآخر اس نے کانپتی ہوئی بلند آواز میں پوچھا لیکن بازگشت کے علاوہ کچھ نہ سن سکی۔

وہ پھر کمرے میں واپس آگئی! یہاں بھی پہلے ہی کی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کرسی پر بیٹھنے کی ہمت نہ پڑی.... وہ سرگوشی واہمہ نہیں ہو سکتی تھی۔ اسے اسکے الفاظ من و عن یاد تھے۔



ایک بار پھر وہ غیر ارادی طور پر دروازے کی طرف جھپٹی! ٹھیک اسی وقت راہداری سے قدموں کی چاپ بھی سنائی دی.... ساتھ ہی اوٹو ویلانی نے آواز دی "سموناف.... کیا یہ تمہاری آواز تھی۔!

وہ راہداری میں نکل آئی۔ اوٹو سامنے کھڑا تھا۔!

"کیا بات ہے۔!" اس نے پوچھا۔ "کیا چیخ تمہاری تھی۔!"

"ج.... جی ہاں۔!" وہ ہانپتی ہوئی بولی! "میں نے ایک پُراسرار سرگوشی سنی تھی!"

"کیا مطلب....!" وہ چونک پڑا۔

"کسی نے مجھ سے کہا تھا! ان خطوط کو بھی میرے پجاری کی میز پر رکھ دو۔ یہ دشمن روحوں کی کارگذاری ہے۔!"

"اوہ.... اوہ.... تم کن خطوط کا تذکرہ کر رہی ہو۔!"

"وہ جن میں بہت زیادہ جانوروں کے نام لکھے ہوتے ہیں۔!"

"ذرا پھر تو دہرانا سرگوشی کے الفاظ۔!"

"ان خطوط کو بھی میرے پجاری کی میز پر رکھ دو.... یہ دشمن روحوں کی کارگذاری ہے۔!"

"کیا میں خوشی سے پاگل ہو جاؤں؟" اوٹو کی آواز جوشِ مسرت سے کانپ رہی تھی۔!

"م.... میں نہیں سمجھی جناب۔!"

"اب تم میرے لئے ایک بہت ہی محترم ہستی ہو! مادام سموناف....!"

"آپ.... م.... میرا.... مضحکہ اڑا رہے ہیں.... جناب!" وہ جھینپ کر بولی۔!

"نہیں.... ہرگز نہیں.... میں بڑے خلوص کے ساتھ یہ باتیں کہہ رہا ہوں یہ چالیسواں سال جا رہا ہے اس روح کی پوجا کرتے.... لیکن وہ آج تک مجھ سے مخاطب نہیں ہوئی.... تم خوش نصیب ہو مادام سموناف.... میں بھی خوش نصیب ہی ہوں کہ اس روح نے تمہیں میڈم بنایا ہے۔"

"آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آرہی ہیں۔!"

"آہستہ آہستہ سمجھ جاؤ گی!" اوٹو نے کہا اور آنکھیں بند کر کے زیرِ لب کچھ بڑبڑانے لگا۔!

رافیہ کی اُلجھن بڑھتی جا رہی تھی۔ آخر کب روح نے اُسے میڈم بنایا ہے اور کیوں! یہ کیا چکر ہے؟ ابھی تک وہ اوٹو ویلانی کو ایک پیشہ ور نجومی سمجھتی رہی تھی۔ لیکن یہ روحوں والی بات

اس کی سمجھ میں نہ آ سکی!

دفعتاً اوٹو آنکھیں کھول کر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "آؤ میرے ساتھ آؤ..... میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گا....!"

وہ اسے دوسرے کمرے میں لایا! یہاں دیواروں پر قدیم مصری اصنام کی تصویریں لگی ہوئی تھیں اور عجیب سی خوشبو فضا میں پھیل رہی تھی!

"بیٹھ جاؤ.....!" اوٹو ویلانی نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ بے حد سنجیدہ نظر آ رہا تھا!

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد وہ پھر بولا! "یہ کہانی مصر کے ایک قبرستان سے شروع ہوئی ہے! مجھے روحانیت سے دلچسپی تھی۔ زندگی کے مختلف ادوار میں مختلف جنونوں کا شکار رہا ہوں۔ کبھی جڑی بوٹیوں کا چکر کبھی ستاروں کا خبط اور کبھی قدیم روحوں سے رابطہ قائم کرنے کا شوق۔ بہرحال اُن دنوں میں روحانیت کے جنون میں مبتلا تھا....!"

ویلانی خاموش ہو گیا اور رافیہ ہمہ تن سوال بنی بیٹھی رہی۔!

ویلانی نے دوبارہ سلسلہ گفتگو شروع کرتے ہوئے کہا۔ "وہ ایک بہت پرانی قبر تھی.... مقبرے کی عمارت منہدم ہو چکی تھی اور زمین میں ایک جگہ غار سا تھا..... میں اس میں اتر گیا۔ سخت بدبو اور گھٹن تھی لیکن میں ٹارچ کی روشنی کے سہارے آگے بڑھتا ہی رہا۔

آخر اس طرح ایک بہت بڑے تابوت تک میری رسائی ہوئی بدقت تمام اس کا ڈھکن کھول سکا! اس میں ایک حنوط کی ہوئی لاش تھی۔! اس دن میں نے ڈھکنے کو اسی طرح بند کر دیا اور چپ چاپ واپس آ گیا..... دوسرے دن کیمرہ اور فلش گن لے کر گیا اور اس حنوط کی ہوئی لاش کی تصویر کھینچی۔ اب جو اس قبر سے باہر آیا ہوں تو ایسا لگا جیسے کوئی میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہو۔

اوٹو ویلانی کی آواز بتدریج گھٹ رہی تھی! اور وہ یہی جملہ دہرائے چلا جا رہا تھا

"جیسے کوئی میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہو.....!"

وہ حیرت اور خوف سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔ ویلانی کی آنکھیں بھی بند ہوتی جا رہی تھیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا سر کرسی کی پشت گاہ پر ڈھلک گیا۔ وہ غالباً بے ہوش ہو چکا تھا!

رافیہ سموناف بوکھلا کر کھڑی ہو گئی!



عمران جیسے ہی فلیٹ سے نکل کر زینے طے کرنے لگا! کسی نے نام لے کر اسے آواز دی! وہ نیچے اترتے اترتے رک کر مڑا.... ساتھ ہی گال پر کوئی ٹھنڈی سی چیز لگی اور وہ اچھل پڑا۔ زینوں پر اندھیرا تھا۔ پیر پھسلا تو بقیہ زینے پیروں کو تکلیف دیئے بغیر ہی طے کر ڈالے.... نیچے فٹ پاتھ پر آ گرا.... لیکن چوٹ کا احساس کسے تھا۔! بس وہ داہنے گال کو دبائے پڑا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے بے شمار ننھی ننھی چنگاریاں کھال میں پیوست ہو گئی ہوں..... یہ تکلیف اتنی شدید تھی کہ دوسری جسمانی چوٹیں اس میں دب کر رہ گئی تھیں.... وہ ویسے ہی گال دبائے ہوئے اٹھا اور پھر زینوں کی طرف جھپٹا۔ اندھیرے کی پرواہ کیے بغیر زینے طے کرتا ہوا اوپر جانے لگا۔

اوپر پہنچ کر اپنے فلیٹ کے دروازے پر دو ہتھڑ چلانے شروع کیے۔ سلیمان اندر تھا۔ اس نے دروازہ کھول کر اسے حیرت سے دیکھا۔!

عمران اُسے دھکا دے کر اندر گھستا ہوا غرایا! دروازہ بولٹ کر دے۔!"

"کیا بات ہے صاحب!" سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"دروازہ بولٹ کر دے.....!" عمران آگے بڑھتا ہوا بولا۔

سلیمان نے دروازہ بولٹ کر دیا اور حیرت سے منہ پھاڑے عمران کو دیکھتا رہا۔

"ابے پیاز.....!" عمران دانت پر دانت جمائے کراہا!

سلیمان جھپٹا اور اندر گیا اور پانی کا گلاس لیے ہوئے واپس آیا۔

عمران مسہری پر گر چکا تھا..... سلیمان کے ہاتھ میں گلاس دیکھ کر بھنا گیا۔

"پیاس نہیں پیاز.....!" وہ حلق کے بل بولا۔

"پیاز.....!" سلیمان نے متحیرانہ دہرایا۔ جلدی جلدی پلکیں جھپکائیں اور بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔! "پیاز سے کیا ہو گا۔ ڈاڑھ کے درد میں تو۔!"

"او مردود.... پیاز کچل کر.... عرق.... برانڈی میں۔!"

"سبحان اللہ.... یا تو پئیں گے نہیں.... یا پیاز کا عرق ملا کر....!"

"خاموش....!" عمران دہاڑا پھر خود ہی باورچی خانے کی طرف جھپٹا! ادھر ادھر ہاتھ مار کر کہیں سے پیاز کی گٹھلی نکالی اور خود ہی اُسے کچلنے بیٹھ گیا۔

"لائیے.... لائیے....! سلیمان ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا "پیاز کے عرق سے نشہ نہیں اترتا....!"

"او مردود.... خبیث خاموش رہ....!" عمران مکا ہلا کر کراہا۔!

"اچھا صاحب! کدو کے چھلکے سے بھی نشہ اتر جاتا ہے.... مجھے کیا!" سلیمان نے برا سا منہ بنا کر کہا اور پیاز کچلنے بیٹھ گیا۔

عمران جوزف کے کمرے کی طرف بڑھا۔ لیکن جوزف کو وہاں نہ پا کر جان ہی تو نکل گئی! جوزف سلیمان کی وجہ سے اپنی بوتلیں چھپا کر رکھتا تھا! لہٰذا اس کی عدم موجودگی میں ان کا ڈھونڈھ نکالنا کارے دارد۔!

وہ پھر باورچی خانے میں واپس آیا۔ اتنی دیر میں سلیمان نے پیاز کے عرق کی خاصی مقدار ایک پیالی میں جمع کر لی تھی!

"اسپرٹ ہے.... اسپرٹ!" اس نے سلیمان سے پوچھا۔

"ہاں ہے.... لیکن اس کالے سے چھپا کر رکھنی پڑتی ہے۔ شیشوں کی صفائی کرنے کے لئے لاتا ہوں!"

"ابے تو.... لا جلدی سے!" عمران اسی طرح دانت پر دانت جمائے ہوئے بولا۔

تکلیف بے حد بڑھ گئی تھی۔

سلیمان عرق کی پیالی وہیں چھوڑ کر باہر چلا گیا! واپسی پر اسپرٹ کی بوتل اسکے ہاتھ میں تھی!

عمران نے بوتل چھین کر اسے باہر دھکیل دیا اور جب وہ کچن کا دروازہ بند کر کے اُسے بولٹ کر رہا تھا تو سلیمان کو بڑبڑاتے سنا۔ "کچھ ٹھیک نہیں ہے آدمی کا کب کیا ہو جائے۔ شراب نہیں ملی تو اسپرٹ اور پیاز کا عرق۔ کہیں کلیجہ کاٹ کر نہ رکھ دے۔!"

عمران اس کی بکواس پر توجہ دیئے بغیر پیاز کے عرق کی پیالی میں اسپرٹ انڈیلتا رہا۔!

پھر اس محلول سے رومال تر کر کے گال پر رکھ لیا.... فوراً ہی ایسا معلوم ہوا جیسے چنگاریوں پر پانی کے چھینٹے پڑ گئے ہوں۔

"دروازہ کھولئے!" سلیمان نے باہر سے دروازے پر ہاتھ مار کر کہا۔

عمران خاموشی سے بار بار وہی عمل دہراتا رہا اور بالآخر گال میں ٹھنڈک پڑ گئی!

سلیمان کی اوٹ پٹانگ بکواس جاری تھی۔ "پتہ نہیں نشے میں ہیں یا نشے کے لئے یہ سب کچھ



کر رہے ہیں۔!"

دفعتاً عمران دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ لیکن داہنا گال اب بھی دبائے ہوئے تھا....! اب تو باقاعدہ قسم کی کراہیں بھی نکل رہی تھیں۔

"آخر بتاتے کیوں نہیں.... کیا ہوا ہے!" سلیمان نے جھلا کر پوچھا!

"آگ لگی ہوئی ہے گال میں....!"

"ہوا کیا....؟"

"زینے پر کسی نے گال پر کچھ کیا تھا!"

"وہی ہوا آخر جس کا ڈر تھا....!" سلیمان نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"کیا ہوا....؟" عمران غرا کر پلٹا!

"مس چھوٹو بھائی.... آپ کو بُری طرح گھورا کرتی ہے!" سلیمان نے رازدارانہ لہجے میں کہا۔ "آج تو زینے کا بلب ہی فیوز ہو گیا ہے شائد!"

"ابے کیوں بکواس کرتا ہے.... ہائے.... ارے.... اُوف....! میں کیا کروں۔!"

عمران اسی طرح کراہتا ہوا کمرے میں آیا اور پلنگ پر ڈھیر ہو گیا! حقیقتاً اب ذرہ برابر بھی سوزش باقی نہیں رہی تھی۔ لیکن وہ پہلے سے بھی زیادہ بے چینی ظاہر کر رہا تھا!

☆

رافیہ سموناف دبے پاؤں سبز کمرے میں داخل ہوئی! ہوٹل سے چلتے وقت اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ اوتو ویلانی سے اس کی کہانی کا بقیہ حصہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرے گی۔ خواہ مخواہ خود کو سراسیمگی کے حوالے کر دینے سے کیا فائدہ۔!

پچھلے دن ویلانی کے بیہوش ہو جانے پر وہ کیسی بدحواس ہوئی تھی سمجھ ہی میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ بڑی دیر تک تو وہ خود بھی سکتے کے سے عالم میں رہی تھی۔ پھر ویلانی خود بخود ہوش میں آیا تھا۔

اور اس نے رافیہ سے بڑی نحیف آواز میں کہا تھا کہ وہ اپنے ہوٹل واپس جا سکتی ہے وہ بے چون و چرا اس کو اسی حالت میں چھوڑ کر اپنے ہوٹل واپس آ گئی تھی۔

پھر اُسے نہیں معلوم کہ اس کے بعد اوتو ویلانی کس حال میں رہا تھا!

اس وقت سبز کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر ایک قد آدم تصویر پر پڑی جو اس سے پہلے اس کمرے میں نہیں تھی۔ یہ فوٹوگراف ہی تھا پینٹنگ نہیں تھی۔

وہ دروازے کے قریب ہی رُک کر اُسے دیکھتی رہی۔

حنوط کی ہوئی لاش کی تصویر۔! اس سے پہلے بھی ایسی تصویریں بہت دیکھ چکی تھی.... وہ لاپروائی سے اپنی میز کی طرف بڑھنے ہی والی تھی کہ دفعتاً وہیں ٹھٹھک گئی! وہ تصویر.... ایسی صورت پہلے کہاں دیکھی تھی! کسی جاننے والی سے مشابہت رکھتی ہے۔ وہ سوچنے لگی۔ ہونٹوں کی بناوٹ نکیلی ناک.... اور گالوں کی ہڈیوں کا ابھار۔ "اونہہ" وہ بڑبڑائی اور اپنی میز پر آ بیٹھی.... کام شروع کرنے سے پہلے وینٹی بیگ سے آئینہ نکال کر میک اپ کا جائزہ لینے کی عادت تھی۔ اس وقت بھی غیر ارادی طور پر آئینہ وینٹی بیگ سے نکال لیا اور پھر بری طرح چونکی۔ بوکھلا کر کھڑی ہوگئی۔

اب وہ اس قد آدم تصویر کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھے جا رہی تھی۔

اب اسے احساس ہوا کہ مشابہت تو خود اس سے تھی۔ ہونٹوں کی بناوٹ وہی تھی۔ گالوں کی ہڈیوں کے ابھار بھی ویسے ہی تھے۔ حتیٰ کہ اگر وہ اپنے بال اوپر کی طرف سمیٹ لیتی تو پیشانی کی بناوٹ بھی اس سے مختلف نہ نظر آتی۔

پتہ نہیں کیوں اس کے پیر کانپنے لگے تھے اور جسم خالی خالی سا معلوم ہونے لگا تھا۔ دفعتاً نرم سی سرگوشی کمرے کی خاموش فضا میں پھر گونجی۔

"ڈرو نہیں۔ تم میری پرچھائیں ہو.... میں تمہارے ہی توسط سے دنیا پر دوبارہ حکومت کروں گی۔ میرے پجاری اوٹو ویلانی سے کبھی الگ نہ ہونا۔ اور اپنی پاکیزگی بھی برقرار رکھنا.... میری پرچھائیں ہو.... تم میری پرچھائیں ہو.... تم میری پرچھائیں ہو....!"

سرگوشی بتدریج مدھم ہوتی ہوئی کمرے کے سکوت میں مدغم ہوگئی وہ چند لمحے تو بے حس و حرکت وہیں کھڑی رہی پھر بے تحاشہ راہداری میں نکل آئی.... آج شاید وہ پہلی بار اوٹو ویلانی کو اس طرح آوازیں دے رہی تھی۔

"مسٹر ویلانی.... مسٹر ویلانی.... آپ کہاں ہیں۔ مسٹر ویلانی...."

راہداری کے سرے پر ویلانی دکھائی دیا جو غالباً اس کی آواز سن کر کسی کمرے سے باہر نکلا تھا۔

"کیا بات ہے۔ کیا بات ہے!" وہ رافیہ کی طرف جھپٹا۔



لیکن اب رافیہ بت بنی کھڑی تھی!

"کیا بات ہے سموناف....!"

وہ صرف اس کی طرف دیکھ کر رہ گئی.... کچھ کہنا چاہا لیکن الفاظ نہ ملے۔

"کیا تم خوف زدہ ہو....؟" اوٹو نے پوچھا۔

رافیہ نے نفی میں سر کو جنبش دی۔

"پھر کیا بات ہے۔!"

"سرگوشی.... وہی سرگوشی....!" وہ بدقت کہہ سکی۔

"اوہ.... کب.... کیسے.... مجھے بتاؤ.... اور ادھر آؤ...." ویلانی کی آواز میں اضطراب تھا۔!

وہ اسکا بازو پکڑ کر اُسے ڈرائنگ روم میں لایا! اتنی دیر میں وہ بھی اپنے حواس پر قابو پا چکی تھی۔!

"مجھے بتاؤ.... بے بی.... کیا ہوا تھا۔!" ویلانی نے کچھ دیر بعد کہا۔

رافیہ نے کانپتی ہوئی آواز میں کچھ دیر پہلے کا واقعہ دہرا دیا۔ ویلانی سر جھکائے سنتا رہا! کہانی کے بعض حصوں پر اس نے تفہیمی انداز میں سر کو جنبش بھی دی تھی۔

کچھ دیر خاموشی رہی پھر وہ طویل سانس لے کر بولا! "میں نے ہی وہ تصویر سبز کمرے میں لگائی تھی۔ یہ اس روح کے جسم کی تصویر ہے جس کا تذکرہ کل میں نے تم سے کیا تھا! میں اسے بھی تسلیم کرتا ہوں کہ وہ تم سے مشابہت رکھتی ہے لیکن یقین کرو کہ میں نے یہ سب کچھ اسی روح کے اشارے پر کیا ہے...."

"روح کے اشارے پر!"

"ہاں.... بے بی.... کل میں اپنی کہانی پوری نہیں کر سکا تھا! ہو سکتا ہے اس مہربان روح نے اس معاملے کو اپنے طور پر طے کرنا چاہا ہو! بہر حال سنو۔ وہ روح اس واقعہ کے بعد سے میرے ساتھ ہی رہی ہے.... میں ہر وقت محسوس کرتا ہوں جیسے تنہا نہیں ہوں۔ کبھی کبھی تو خوف بھی معلوم ہوتا تھا! عجیب سی ذہنی کیفیت سے دوچار تھا ان دنوں! اس ذہنی انتشار سے پیچھا چھڑانے کے لئے میں نے ایک عرب عامل سے رجوع کیا۔ اس کی کوششوں کی بناء پر میرے اور روح کے درمیان گفت و شنید کے لئے کچھ اشارے مقرر ہوگئے.... انہیں اشاروں میں اس روح نے مجھے مطلع کیا کہ میں اس کے لئے مناسب جسم تلاش کروں بڑا دشوار مسئلہ تھا مناسب جسم کا مطلب

میں یہی سمجھ سکا کہ وہ جسم اس کی حنوط کی ہوئی لاش سے مشابہت رکھتا ہو.... کئی سال تک دنیا کے مختلف حصوں کی خاک چھانتا پھرا اور آخر کار میری خوش قسمتی سے لبنان میں تم نظر آ گئیں!
اُدھر روح نے اشاروں میں بتایا کہ ٹھیک ہے یہی مناسب رہے گی۔ میں تمہیں کبھی کچھ نہ بتا سکا! لیکن روح اب خود یہ چاہتی ہے کہ تمہیں سب کچھ بتا دیا جائے۔ ابھی تک وہ مجھ سے اشاروں میں گفتگو کیا کرتی تھی لیکن اب یہ گفتگو تمہارے توسط سے الفاظ میں ہوا کرے گی! تم مجھ سے اکثر سبز کمرے کے متعلق پوچھتی رہی ہو۔! لیکن میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکا تھا! اب جب کہ تم باقاعدہ طور پر اس راز میں شریک کی جا رہی ہو۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ تمہیں اس کے بارے میں لاعلم رکھا جائے۔ میں جہاں بھی قیام کرتا ہوں مجھے روح کیلئے ایک کمرہ مخصوص کرنا پڑتا ہے جہاں ہر چیز سبز رنگ کی ہوتی ہے۔ یہ بھی روح کی ہدایت کے مطابق ہی ہوتا ہے وہاں سبز رنگ کے علاوہ کوئی دوسرا رنگ دخل نہیں پا سکتا۔ روح کی ہدایت کے مطابق ہی تم اب تک اس کمرے میں بٹھائی جاتی رہی ہو! یہ تو میں نے پہلے ہی دن محسوس کر لیا تھا کہ تمہارے میک اپ میں روژ اور لپ اسٹک شامل نہیں ہوتے قدیم مصری خواتین کی طرح تم صرف غازے اور کاجل پر اکتفا کرتی ہو اگر لپ اسٹک بھی استعمال کرتی ہوتیں تو مجھے تم سے درخواست کرنی پڑتی کہ لپ اسٹک استعمال نہ کرو۔!"

ویلانی خاموش ہو گیا! رافیہ کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے! کچھ دیر بعد اس نے کہا!

"لیکن یہ سب کیوں؟ یعنی میری پوزیشن کیا ہو گی؟"

"گریٹ...." وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا! "کل تک تمہاری حیثیت ایک ملازم کی سی تھی.... لیکن آج میں تمہیں خود سے برتر سمجھتا ہوں! اب میرے بزنس میں تمہاری حیثیت ایک حصہ دار کی سی ہو گی!"

"یہ بزنس......!"

"ہاں..! اب روح ہمیں دنیا کے ان رازوں سے آگاہ کرے گی جن کا علم کسی کو بھی نہیں۔!"

"تو اس سے کیا ہو گا؟"

"بالکل صحیح قسم کی پیشین گوئیاں کی جا سکیں گی۔! ابھی تک میں علم کا سہارا لیتا رہا ہوں.... لیکن اب سارے مسائل بہ آسانی حل ہو جایا کریں گے۔ علم نجوم میں تو بعض اوقات حساب کی غلطی کی بنا پر بڑی بڑی لغزشیں ہو جاتی ہیں۔ لیکن اب دنیا کا سب سے بڑا کاہن بھی پیشین گوئی



میں میرا مقابلہ نہیں کر سکے گا! بے بی۔ مادام سموناف اب ہم دونوں دنیا کی عظیم ترین ہستیاں ہیں۔ لیکن تم مجھ سے زیادہ عظیم ہو! میں تمہیں سلام کرتا ہوں۔!"

ڈاکٹر پر ڈاکٹر آ رہے تھے! لیکن عمران تھا کہ تکیے پر برابر سر پٹخے جا رہا تھا! وہ ڈاکٹر بھی آئے جنہوں نے کیپٹن فیاض کو دیکھا تھا! لیکن پہلے ہی کی طرح اس کیس میں بھی ناکام رہے۔ عمران کی تکلیف کے پیش نظر مارفیا کے انجکشن لگانے کی تجویز پیش کی گئی لیکن عمران کراہ کراہ کر کہتا رہا! جب آج تک ویسے کبھی افیون نہیں کھائی تو خواہ مخواہ اخیر وقت میں اس کے انجکشن لے کر کیوں عاقبت خراب کروں.... نہیں.... نہیں.... کوئی اور صورت نکالی جائے۔!"

فیاض بھی عیادت کے لئے آیا تھا! اس نے اُسے مشورہ دیا کہ ہسپتال میں داخل ہو جائے!

"ہرگز نہیں۔ وہاں اکثر مردے بدل جاتے ہیں!" عمران کراہ کر بولا۔

"فضول بکواس مت کرو۔! میں تمہارے داخلے کا انتظام کر چکا ہوں۔!"

"میں یہیں اس فلیٹ میں مرنا چاہتا ہوں۔!"

فیاض غالباً یہ معلوم کرنے کے لئے بے چین تھا کہ عمران کو بھی اسی قسم کی کوئی ہدایت ملی ہے یا نہیں جیسی اُسے ملی تھی۔! موقع ملتے ہی اس نے اس سے اس کے بارے میں پوچھا!

"خدا کرے نہ ملے ہدایت!" عمران کانپتا ہوا بڑبڑایا.... ورنہ میں اس پر.... عمل کیسے کروں گا۔! کہاں رکھا ہے وہ لفافہ میرے پاس.... کیپٹن فیاض میری موت کی ذمہ داری تم پر ہو گی۔!"

فیاض کچھ نہ بولا! پہلے ہی خود کو چور چور سا محسوس کر رہا تھا!

عمران کراہ کراہ کر بڑبڑاتا رہا! "دوسرے کے پھٹے میں ٹانگ اڑانے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے... اے اللہ اب تو مجھے عقل عطا کر دے... ارے مجھے کیا ضرورت تھی خواہ مخواہ اس چکر میں پڑنے کی۔!"

"کہتا تو ہوں ہسپتال میں داخل ہو جاؤ....!" فیاض جھلا کر بولا۔

"تمہارا کیا بنا تھا ہسپتال میں!"

"میں گھر پر تو صحت یاب نہیں ہوا تھا! دراصل اب مجھے اپنا یہ خیال درست نہیں معلوم ہوتا کہ میری بے ہوشی کے دوران میں کسی نے اس زہر کا توڑ مجھ پر آزمایا تھا! ممکن ہے یہ انہیں ادویات کا اثر ہو جو ڈاکٹر استعمال کراتے رہے تھے۔!"

”لیکن مورفیا کے انجکشن تو ضرور ہی لگیں گے۔!“

”ارے تم خواہ مخواہ بحث کیوں کرتے ہو! زبردستی اٹھوالے جاؤں گا۔ ابھی فون کرتا ہوں ایمبولینس گاڑی کے لئے!“

”نہیں“ اس نے جوزف کی بھرائی ہوئی سی آواز سنی اور چونک کر مڑا۔ جوزف دروازے میں کھڑا اُسے گھور رہا تھا۔!

”کیا مطلب؟“ فیاض آنکھیں نکال کر بولا۔

”مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ مس چھوٹو بھائی....“

”ابے کیا بکتا ہے!“ عمران حلق پھاڑ کر دھاڑا۔

”تم چپ رہو باس! تم ان معاملات کو نہیں سمجھ سکتے“

”ہائے....!“ عمران بے بسی سے کراہا۔

”یہ میں جانتا ہوں!“ جوزف سینے پر ہاتھ مار کر بولا! ”میں جانتا ہوں کہ کیا ہوگا! اس خنزیر کی بچی نے پہلے مشکولی چبائی ہوگی پھر سبزی کی پتیاں چبا کر تمہارا بوسہ لیا ہوگا....!“

”ابے.... کیوں.... ہائے....!“ عمران نے کمزور سی آواز میں کراہ کر آنکھیں بند کر لیں۔

اب فیاض کبھی عمران کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی جوزف کی طرف.... جوزف کے پیچھے سلیمان بھی کھڑا نظر آیا۔

”جی ہاں کپتان صاحب!“ اس نے جلدی جلدی کہنا شروع کیا! ”مس چھوٹو بھائی بہت عرصہ سے صاحب کے چکر میں ہے! کبھی مسکراتی ہے کبھی سیٹیاں بجاتی ہے! اور کبھی....!“

”ابے.... چپ!“ عمران اچھل کر اٹھ بیٹھا!

”نہیں.... تم بتاؤ کیا بات ہے....!“ فیاض نے سلیمان سے کہا۔

”بس کیا بتاؤں صاحب.... جب میں نے کالئے سے اس کے متعلق بتایا یہ کہنے لگا ٹھیک ہے اس نے انتقام لینے کے لئے ایسا کیا ہوگا۔ اور پھر صاحب میں نے شام ہی کو اُسے زینے والے بلب کو بھی چھیڑتے دیکھا تھا!“

”یہ کون ہے مس چھوٹو بھائی....!“ فیاض عمران کی طرف مڑا۔

”انہیں کم بختوں سے پوچھو! میرے تو فرشتوں کو بھی علم نہیں!“

”تم بہت بھولے ہو باس!“ جوزف بول پڑا ”یہ عورتوں کا معاملہ ہے اسلئے تم اپنی عقل نہ چلاؤ۔!“

”اچھا بد معاشو! تمہیں چلاؤ اپنی عقل!“ عمران انہیں گھونسہ دکھا کر بولا۔

”اسی گیلری کے تیسرے فلیٹ میں رہتی ہے۔“ سلیمان نے فیاض سے کہا۔

”کیا عمر ہے۔!“

”اجی بس یہی سولہ سترہ سال۔ آفت کی پڑیا.... پتہ نہیں ماں کے پیٹ میں کیسے رہی ہوگی سالی.... وہ سیٹیاں بجاتی ہے۔ وہ شور مچاتی ہے کہ خدا کی پناہ۔“

عمران لیٹا لیٹا ہولے ہولے کراہتا رہا!

”کیوں؟“ فیاض نے اسے مخاطب کیا۔ ”اب بتاؤ کیا خیال ہے....!“

”ارے چھوڑو میرا پیچھا تم لوگ.... خدا سمجھے....!“

”یا پھر دوسری بات ہو سکتی ہے!“ جوزف جو ابھی تک کچھ سوچتا رہا تھا پر تشویش لہجے میں بولا۔ ”خیر خیر اسے بھی دیکھ لیا جائے گا۔ میں ابھی آیا.... باس تم یہاں سے ہرگز کہیں نہ جانا۔!“

وہ فلیٹ سے باہر نکلا.... فیاض احمقانہ انداز میں دروازے کی طرف دیکھتا رہا.... پھر سلیمان کی طرف دیکھ کر آہستہ سے بولا ”میرے ساتھ آؤ۔!“

سلیمان اس کے پیچھے بیرونی گیلری تک آیا۔

”اب بتاؤ کیا بات ہے....!“ فیاض نے اس سے کہا۔

”مس چھوٹو بھائی....!“

”کیا ہوا تھا....!“

”زینے پر اندھیرا تھا۔! باہر جانے کے لئے نکلے تھے.... پانچ منٹ بھی نہیں گذرے تھے کہ ڈاڑھ دبائے چیختے ہوئے واپس آئے.... کہنے لگے.... اندھیرے میں گال پر کچھ ہوا ہے.... آگ لگی ہوئی ہے.... پھر اسپرٹ میں پیاز کا عرق ملا کر پی گئے....!“

”ہوں.... اور وہ لڑکی.... کیا اس وقت تمہیں وہ بھی دکھائی دی تھی....!“

”نہیں جناب عالی! وہ تو نہیں دکھائی دی تھی۔!“

”اور یہ تمہارا ہی خیال ہے کہ اسی نے کچھ کیا ہوگا۔!“

”جی ہاں....!“

"کس بنا پر....!"

"جی بس وہ.... یعنی کہ.... میں نے اکثر دیکھا ہے۔ وہ صاحب کو دیکھ کر مسکراتی ہے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے سیٹیاں بجاتی ہے۔!"

"اور یہ حضرت....!"

"ارے یہ حضرت..." وہ ہنس کر بولا! "اسی لائق ہوتے تو یہ دن دیکھنا کیوں نصیب ہوتا۔!"

"فضول باتیں مت کرو.... کیا وہ اُس سے بات چیت کے لئے رکتا تھا؟"

"نہیں جناب کبھی نہیں.... میں نے تو کبھی نہیں دیکھا! یہ تو شاید یہ بھی نہ جانتے ہوں گے کہ وہ سارا غل غپاڑہ انہیں کے لئے ہوتا ہے۔!"

فیاض تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا "اچھا میں جارہا ہوں اگر کوئی خاص بات ہو تو مجھے گھر پر یا آفس میں فون کر لینا۔!"

فیاض چلا گیا! سلیمان کمرے میں واپس آیا....! عمران گال دبائے اکڑوں بیٹھا تھا....! سلیمان کو دیکھتے ہی برس پڑا۔

"ابے یہ تم دونوں نے.... مس چھوٹو بھائی کا کیا قصہ نکالا تھا!"

"میں کیا جانوں.... اسی کالئے سے پوچھئے.... میں نے تو صرف شبہ ظاہر کیا تھا کہنے لگا ٹھیک ہے یہی ہوگا.... یہ پتی چبائی وہ پتی چبائی اور پیار کرنے کے بہانے گال پر تھوک کی پچکاری چھوڑ دی جو کھال سے گذرتا ہوا گوشت میں پیوست ہو گیا! آگ لگ گئی گال میں.... اپنے خالہ زاد بھائی کا قصہ بھی سنایا کہ کیسے ایک لڑکی نے اس سے اس کی بے وفائی کا انتقام لیا تھا۔!"

"بکواس بند کرو! اب اگر اس قسم کی کوئی بات کسی کے سامنے زبان سے نکلی تو کھال گرا دونگا۔"

"اچھا وہی تھی نا صاحب!" سلیمان نے رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔!

"او خبیث.... دور ہو جا یہاں سے!" عمران گھونسہ دکھا کر دہاڑا۔

سلیمان برا سامنہ بنائے ہوئے دروازے کی طرف مڑ گیا!

عمران آنکھیں بند کر کے لیٹا ہوا پھر کراہا! دو دن سے یہ ڈھونگ جاری تھا! لیکن ابھی تک اُن نامعلوم آدمیوں کی طرف سے کسی قسم کا کوئی پیغام نہیں ملا تھا۔!

فیاض کو اسی قسم کی سزا اس لئے ملی تھی کہ وہ ان کے طلب کرنے پر پلاسٹک کا لفافہ مہیا



نہیں کر سکا تھا! اس کے ساتھ ہی وارننگ بھی ملی تھی کہ اگر اس نے وہ لفافہ ان کے حوالے نہ کیا تو اس اذیت سے کسی طرح بھی چھٹکارا نہ پا سکے گا۔!

یہاں ابھی تک ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی! پھر آخر اس اذیت دہی کا کیا مطلب تھا؟

کیا وہ لوگ اس سے باخبر ہو گئے تھے کہ اس نے خود ہی اپنا علاج کر لیا ہے۔

عمران آنکھیں بند کئے پڑا سوچتا رہا۔ لیکن اس دوران ہلکی ہلکی کراہیں اسی طرح اس کے حلق سے آزاد ہوتی رہی تھیں جیسے وہ سچ مچ کسی بہت بڑی اذیت میں مبتلا ہو کر ضبط کے باوجود بھی اس کا اظہار نہ ہونے دینے میں کامیاب نہ ہو پا رہا ہو۔

دفعتاً جوزف کمرے میں داخل ہو کر بولا! "کیا تم جاگ رہے ہو باس!"

"کیوں کیا ہے!" عمران کا لہجہ جھلاہٹ سے پاک نہیں تھا۔!

"سب ٹھیک ہو جائے گا باس! وہ آ گئی ہیں۔!"

"کون....!"

"مادام رافیہ سموناف.... جن کی ماں عرب تھیں اور باپ ایک جلاوطن روسی.... ڈرائنگ روم میں بیٹھی ہیں....!"

"کیا بک رہا ہے....!"

"میں پہلے بھی ان کا تذکرہ کر چکا ہوں! وہ پروفیسر اوٹو ویلانی کی سیکرٹری ہیں۔ میں نے ان سے تمہارا تذکرہ کیا تھا! انہوں نے پروفیسر کے مشورے پر یہاں آنا منظور کر لیا تھا!"

"مگر تو کیوں لایا ہے انہیں۔!"

"اپنے علم کے ذریعے پتہ لگا لیں گی کہ تم پر کس قسم کی روح کا حملہ ہوا ہے۔!"

"اور وہ مس چھوٹو بھائی....!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"ارے باس!" جوزف نے دانت نکال دیئے۔ "سلیمان نے مجھے بہکا دیا تھا! یہ سو فیصدی کسی بری روح کی حرکت معلوم ہوتی ہے۔!"

"اچھا تو پھر....!"

"مادام رافیہ سموناف.... تمہیں بس ایک نظر دیکھنا چاہتی ہیں۔!"

"عینک لگاتی ہیں یا نہیں....!" عمران نے پوچھا۔

"نہیں....!کیوں....!"

"آج کل میں الٹرامائیکروسکوپک ہو رہا ہوں!"

"بس اب چپ رہو باس! میں انہیں یہاں لا رہا ہوں!"

"جیسی تیری مرضی....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بے بسی سے بولا۔!

جوزف کمرے سے چلا گیا اور عمران نے پھر کراہتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔

کچھ دیر بعد قدموں کی چاپ سُن کر آنکھیں کھولنی ہی پڑیں۔

جوزف کے قریب ایک دل کش لڑکی نظر آئی۔ جس کے جسم پر سبز رنگ کا لبادہ تھا! اور سبز ہی رنگ کے رومال میں سر کے بالوں کو اس طرح سمیٹا گیا تھا کہ وہ پگڑی سی لگنے لگی تھی! پیروں میں بھی سبز رنگ کے سینڈل تھے۔!

عمران نے اٹھنا چاہا۔ لیکن وہ ہاتھ اٹھا کر نرم لہجے میں بولی.... "آپ لیٹے رہئے....!"

"شکریہ!" کہہ کر عمران نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش نہیں کی۔!

آنکھیں بند کر لیں اور ہولے ہولے کراہتا رہا۔!

"کس طرف تکلیف ہے....!" لڑکی نے آہستہ سے جوزف سے پوچھا۔!

جوزف نے اسی گال کی طرف اشارہ کیا جس پر عمران ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔!

"ذرا پل بھر کے لئے ہاتھ ہٹا لیجئے!" اُس نے عمران سے کہا۔

عمران نے کراہ کر آنکھیں کھولیں! اور اس گال پر سے ہاتھ ہٹا لیا! وہ اُسے دیکھتی رہی! تھوڑی دیر بعد بولی! "پروفیسر کا خیال درست معلوم ہوتا ہے یہ کسی روح کی کارگزاری نہیں معلوم ہوتی....!"

"پھر....!"

"ان کے کسی دشمن کی حرکت ہے.... کوئی زہریلا مادہ جلد میں پیوست ہو گیا ہے۔!"

"یہ بھی یہی کہتے ہیں.... اندھیرے میں کوئی سرد سی چیز گال سے مس ہوئی تھی اور ٹھنڈک سوزش میں تبدیل ہو گئی تھی۔!"

"بہر حال اگر یہ انسانی کارنامہ ہے تو پھر ادویات کا ہی سہارا لینا پڑے گا۔!" لڑکی بولی۔

"پتہ نہیں کتنے انجکشن لگ چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک تو فائدہ نہیں ہوا۔!" جوزف



بولا! "آپ ہی کچھ کیجئے۔ ان کی تکلیف مجھ سے نہیں دیکھی جاتی!"

"کیا تم انہیں ہماری قیام گاہ تک لے چلو گے۔ پروفیسر جڑی بوٹیوں کے بھی ماہر ہیں۔!"

"کیوں باس چل سکو گے!" جوزف نے عمران سے پوچھا۔

"مجھ سے تو ہلا بھی نہیں جاتا!" عمران نے دردناک لہجے میں کہا۔!

"ہمت کیجئے....!" لڑکی نے بے حد نرم لہجے میں کہا۔!

"کہاں جانا ہو گا۔!"

"تم فکر نہ کرو باس! میں ان کی کوٹھی کا راستہ جانتا ہوں۔!"

"اچھی بات ہے.... میں لباس تبدیل کر لوں۔!"

"ارے کیا کرو گے باس۔!" جوزف جلدی سے بولا "تم تو سلیپنگ سوٹ میں بھی اچھے لگتے ہو۔!"

"شٹ اپ....!" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اٹھ کر اُس کمرے میں آیا جہاں ایکس ٹو والا پرائیویٹ فون رکھا تھا....!

دانش منزل کے نمبر ڈائیل کر کے بلیک زیرو کو مخاطب کیا۔!

"میں دس منٹ بعد اپنے فلیٹ سے نکلوں گا۔ ایک سبز پوش غیر ملکی لڑکی میرے ساتھ ہو گی۔ جوزف بھی ہو گا! ہمارا تعاقب کیا جائے اور ہم جس عمارت میں داخل ہوں اس وقت تک اس کی کڑی نگرانی کی جائے جب تک کہ ہم دوبارہ باہر نہ آئیں....!"

"او کے سر!" دوسری طرف.... سے آواز آئی اور عمران نے فون کا سلسلہ منقطع کر دیا۔!

جوزف اُسے ٹیکسی پر لایا تھا۔ جو واپسی کے لئے بھی انگیج کر لی گئی تھی! لہٰذا فلیٹ سے نیچے آتے ہی وہ روانہ ہو گئے۔

عمران برابر کراہے جا رہا تھا.... جوزف اور رافیہ خاموش تھے!

کچھ دیر بعد ٹیکسی موڈل کالونی کی ایک شاندار عمارت کے پھاٹک میں داخل ہوئی! عمران بڑبڑانے لگا! "پتہ نہیں کہاں کہاں کی ٹھوکریں کھانی پڑیں گی۔ دنیا میں کوئی ایسا نہیں جو صحیح طور پر میری دیکھ بھال کر سکے.... کاش میں ایک ننھا سا بچہ ہوتا ماں کی گود میں....!"

آخری جملہ کہتے کہتے اس کی آواز بھرا گئی! پھر ایسا معلوم ہوا جیسے وہ اپنی بے ساختہ قسم کی ہچکیوں کو دبانے کی کوشش تو کر رہا ہو۔ لیکن کامیابی نہ ہو رہی ہو۔!

"ارے ارے.... نہیں.... نہیں.... پریشان ہونے کی ضرورت نہیں!" رافیہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں جلدی سے بولی۔!

"باس کے ماں باپ کوئی نہیں ہیں!" جوزف نے اگلی سیٹ سے بھرائی ہوئی آواز میں کہا! غالباً اس نے بھی یہ جھوٹ محض اسلئے بولا تھا کہ رافیہ کی نظروں میں وہ اور زیادہ رحم کا مستحق ہو جائے۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا.... سب ٹھیک ہو جائے گا۔!" رافیہ عمران کا شانہ تھپکتی ہوئی بولی۔

بس پھر کیا تھا! عمران کی ہچکیاں دہاڑوں میں تبدیل ہو گئیں۔

ٹیکسی پورچ میں رک چکی تھی! لیکن وہ سب بیٹھے ہی رہے۔ عمران کبھی اردو میں دہاڑیں مارتا تھا اور کبھی انگریزی میں....!"

البتہ جوزف کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اُسے عربی میں سمجھائے یا انگریزی میں۔!

بدقت تمام وہ اُسے گاڑی سے اتارنے میں کامیاب ہوا.... اور سب ڈرائنگ روم میں آئے جوزف نے عمران کو سہارا دے رکھا تھا۔!

"آپ لوگ بیٹھیں...!" رافیہ نے اندرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا "میں پروفیسر کو اطلاع دینے جارہی ہوں۔!"

وہ چلی گئی اور جوزف رونی سی شکل بنائے عمران کی طرف دیکھتا رہا۔

عمران کی آنکھیں بند تھیں اور کراہیں جاری! کچھ دیر بعد رافیہ واپس آئی۔ جوزف نے بھی اُس کی آنکھوں میں عمران کے لئے رحم دلی کی جھلکیاں دیکھیں۔!

رافیہ نے جوزف سے کہا! "میں صرف مریض کو دوسرے کمرے میں لے جاؤں گی۔ تم یہیں بیٹھو گے....!"

"بہت اچھا.... مادام....!" جوزف نے کھڑے ہو کر بڑے ادب سے کہا۔!

رافیہ نے عمران کا بازو پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "چلئے....!"

عمران نے احمقانہ انداز میں سر اٹھا کر اُس کی طرف دیکھا اور لڑکھڑاتا ہوا چلنے لگا۔!

دوسرے کمرے میں بس اتنی ہی روشنی تھی کہ وہ دونوں متحرک سائے معلوم ہونے لگے تھے! ایک دوسرے کے خدوخال نہیں دیکھ سکتے تھے۔!

"یہاں بیٹھ جائیے....!" رافیہ نے اُسے ایک کرسی کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔!" ٹھیک



ہے اب آپ یہاں تنہا ہوں گے اور پروفیسر کی آواز بخوبی سُن سکیں گے۔!"

"روشنی تو کرتی جائیے۔!" عمران نے کراہ کر کہا۔!

"آواز اندھیرے میں بھی سنی جاسکتی ہے۔ آپ کی بھلائی اسی میں ہے۔ کچھ دیر کے لئے اندھیرا برداشت کرنا ہی پڑے گا۔!"

"جی بہت اچھا۔!" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں کہا۔

رافیہ اُسے وہیں چھوڑ کر چلی گئی۔ دفعتاً ایسی آواز آئی جیسے کوئی بہت دور سے کسی کو پکار رہا ہو! پھر آہستہ آہستہ وہ آواز قریب آتی گئی۔ اب عمران اُسے بخوبی سُن سکتا تھا۔!

"سارے خانے خالی ہیں.... سارے خانے خالی ہیں۔ آسیب نہیں ہو سکتا۔! اس معاملے میں کسی کی بھی روح کو دخل نہیں ہے.... سو فیصدی کسی آدمی کا کارنامہ.... کیا تم سن رہے.... جواب دو۔!"

"میں سُن رہا ہوں۔!" عمران روہانسی آواز میں بولا۔!" خدا کے لئے مجھے اس اذیت سے نجات دلادو....!"

"تمہاری بات بھی میرے کانوں تک پہنچ گئی ہے۔!" آواز آئی چند لمحے خاموشی رہی پھر کہا گیا۔!" یہ کسی ایسے آدمی کی حرکت ہے جس کی کوئی قیمتی چیز تمہارے پاس ہے۔!"

"آنٹی حمیدہ کی انگوٹھی ہو سکتی ہے.... اچھی لگی تھی پار کر لایا تھا۔!"

"نہیں....! انگشتریوں اور نگینوں کا خانہ خالی ہے۔!"

"خالی ہی رہنے دو.... انگوٹھی تو اب واپس ہونے سے رہی۔!"

"سنجیدگی سے سوچو! وہ کون سی چیز ہے جس کی واپسی کیلئے تمہیں دھمکیاں ملتی رہی ہیں۔!"

"آنٹی حمیدہ کو پتہ ہی نہیں.... دھمکیاں کیا دیں گی.... ہائے.... ارے.... مرا.... اوہ خدا کے لئے میرا علاج کرو....!"

"علاج ہو جائے گا.... لیکن میرے حساب سے تو تم اس کے بعد بھی محفوظ نہ رہ سکو گے.... اس بار شاید وہ دشمن اس سے بھی زیادہ خطرناک حربہ استعمال کرے۔!"

"ارے پہلے میری عقل تو ٹھکانے آئے.... پھر سوچوں گا کہ میں نے کسی کی کیا چیز دبا رکھی ہے.... اُف مرا.... اف فوہ اب تو جلن کچھ اور زیادہ بڑھ گئی ہے....!"

"تم ٹھیک کہتے ہو۔! مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا اپنے ہر فعل کے تم خود ذمہ دار ہو گے۔ لیکن
میں بلا معاوضہ کوئی کام نہیں کرتا.... تمہارے علاج کی قیمت پانچ سو روپے ہو گی۔!"

"مجھے منظور ہے۔!"

"اچھا تو پھر اسی کمرے میں واپس جاؤ.... رقم رافیہ سموناف کے ہاتھ پر رکھو.... علاج بھی
وہی کرے گی.... خدا حافظ....!"

کمرے کی فضا پر پھر وہی پہلے کا سا بوجھل سکوت طاری ہو گیا!

عمران اٹھا اور لڑکھڑاتا ہوا پھر ڈرائنگ روم میں واپس آیا۔

"کیا ہوا....؟" رافیہ کرسی سے اٹھتی ہوئی بولی۔

"پانچ سو روپے اس وقت تو نہیں ہیں میرے پرس میں.... پھر کیا میں یہاں سے بے نیل
مرام واپس جاؤں گا۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

عمران معالجے کی شرائط دہراتا ہوا گڑگڑایا۔ "خدا کے لئے کچھ کرو۔ ورنہ میں شاید اب دوبارہ
خودکشی بھی کرلوں۔!"

"میں پروفیسر کو اس پر آمادہ کروں گی وہ فی الحال آپ سے کچھ نہ طلب کریں صحت یاب
ہو جانے کے بعد آپ ادا کر دیں گے۔!"

"بہت بہت شکریہ! میں یقیناً یہ رقم دو تین دن میں مہیا کر دوں گا۔!"

عمران ہائے وائے کرتا رہا! جوزف پر تشویش نظروں سے اس کی طرف دیکھے جا رہا تھا!
معلوم ہوتا تھا جیسے اُسے عمران پر ترس بھی آرہا ہو اور غصہ بھی۔!

کچھ دیر بعد رافیہ واپس آئی۔ اُس کے چہرے پر کبیدگی کے آثار تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے پروفیسر
سے تیز کلامی کرتی رہی ہو۔! اس کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی اور شیشی میں سرخ رنگ کے سیال
کی تھوڑی مقدار نظر آرہی تھی۔!

"اسے ایک ایک گھنٹے کے وقفے سے اس جگہ لگاتے رہئے گا جہاں سوزش ہے۔!" رافیہ
شیشی عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"خدا تمہیں خوش رکھے نیک دل خاتون....!" عمران شیشی لے کر اٹھتا ہوا بولا۔ "میں تم



چار دن کے اندر ہی اندر یہ رقم فراہم کروں گا! مفلس نہیں ہوں.... لیکن جوزف جیسے ملازمین
کی وجہ سے اکثر بھیک مانگنے کی بھی نوبت آجاتی ہے.... چھ بوتلیں یومیہ پیتا ہے یہ مردود....!"

رافیہ کچھ نہ بولی! ویسے جوزف نے بڑے خلوص سے دانت نکال دیئے تھے۔!

واپسی کا سفر صرف جوزف کی معیت میں ہوا۔ عمران نے چپ سادھ لی تھی!

عمران اور صفدر دیر سے سر جوڑے بیٹھے تھے....! تھوڑی دیر گفتگو ہوتی رہتی پھر دونوں
اپنی اپنی جگہ کچھ سوچنے لگتے۔

"اچھی بات ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا! "فی الحال ہم اوتو ویلانی کو اس معاملے سے الگ ہی
رکھتے ہیں! لیکن اسے نہ بھولو کہ ویلانی سے دوچار ہونے کے بعد ہی یہ خط ہم تک پہنچا ہے۔!"

"ذرا پھر دکھائیے گا۔ وہ خط مجھے!" صفدر نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا!

عمران نے تکئے کے نیچے سے ٹائپ کیا ہوا خط نکالا.... اور اُسے صفدر کی طرف بڑھاتا ہوا
بولا! "یہ ٹائپ بھی اس ٹائپ سے مختلف نہیں ہے....!"

"کس ٹائپ سے۔؟"

"فیاض والا خط....!"

صفدر مضمون پر نظر جمائے ہوئے سر ہلانے لگا۔!

لکھا تھا۔! "لفافے کی واپسی پر رضامندی کا اظہار اپنے فلیٹ کے دروازے پر چاک سے
کراس بنا کر کرو۔!"

"انہیں یقین ہے کہ لفافہ آپ ہی کے پاس ہے؟" صفدر نے کچھ دیر بعد کہا۔

"کیوں نہ ہو! جب کہ وہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔!"

"کیا مطلب....!"

"فیاض کو چاہئے تھا کہ مجھ سے مدد مانگنے کے سلسلے میں احتیاط سے کام لیتا.... علی الاعلان
ہسپتال میں نہ بلوانا چاہئے تھا۔! بہر حال میرا قدم درمیان دیکھ کر انہیں یقین ہو گیا میں لفافے کے
سلسلے میں انہیں چکر ضرور دوں گا۔!"

"اگر وہ لوگ آپ کو اچھی طرح جانتے ہیں تو پھر آپ بھی اُن سے واقف ہی ہوں گے۔!"

"نہیں! میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں۔!"

"لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ میرے اور فیاض کے تعلقات سے بخوبی واقف معلوم ہوتے ہیں.... اور کم از کم میرے بارے میں یہ تو جانتے ہی ہوں گے کہ میں کتنے مخلصانہ انداز میں اُو واقع ہوا ہوں!" عمران اپنی بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا! اور ٹھیک اُسی وقت فون کی گھنٹی بھی بجی۔!

"ہیلو....!" وہ ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں بولا! "ہاں.... عمران اوہ اچھا! لیکن پیارے یہ بات صرف اپنی ہی ذات تک رکھنا کہ میں اب بالکل ٹھیک ہوں.... ہاں.... ہاں.... ملاقات ہونے پر بتاؤں گا... آ رہے ہو! کیوں....؟ خیریت....؟ اچھا.... اچھا.... میں منتظر ہوں...! نہیں تنہا ہوں.... مطمئن رہو۔!"

ریسیور رکھ کر وہ صفدر کی طرف مڑا....!

"اب تم کھسک جاؤ۔!"

"کیوں۔؟"

"فیاض آ رہا ہے۔! اس کے پاس کوئی اہم خبر ہے....! تنہائی میں گفتگو کرنا چاہتا ہے۔!"

"کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ آپ پر اعتماد کرے گا۔!"

"میں اکثر اُسے اس پر مجبور کر دیتا ہوں۔!"

صفدر نے وہاں سے چلے جانے میں دیر نہیں لگائی تھی! عمران نے جوزف اور سلیمان کو بھی کسی بہانے سے باہر بھیج دیا!

کچھ دیر بعد فیاض آ گیا! لیکن اُس کے چہرے پر بشاشت نہیں تھی۔

عمران کے چہرے کی شگفتگی پر شاید اُسے حیرت ہوئی تھی۔!

"کچھ نہ پوچھو! یہ اپنا کلوٹا بڑے کام کا آدمی ہے۔!"

"کون جوزف۔!"

"ہاں....! علم نجوم سے دلچسپی اُسے ایک ایسے آدمی کے پاس لے گئی تھی۔ جو اس مرض کا علاج جانتا تھا۔! تم نے پروفیسر اوٹو ویلانی کے اشتہارات تو دیکھے ہوں گے....!"

"ہوں.... غالباً کہیں دیکھا تو ہے....!"

"بس وہی! جوزف نے اس کی سیکرٹری سے اس حادثے کا تذکرہ کیا تھا!"



"تو تم اب بالکل ٹھیک ہو۔!"

"بالکل سو پر فیاض.... لیکن دوسروں کی نظروں میں ابھی بیمار ہی رہنا چاہتا ہوں.... اور یہ بھی دیکھو....!"

اس نے وہی خط فیاض کی طرف بڑھا دیا۔ جسے کچھ دیر پہلے صفدر دیکھ رہا تھا!

نہ جانے کیوں اس پر نظر پڑتے ہی فیاض کو ہنسی آ گئی اور عمران بھی احمقانہ انداز میں ہنسنے لگا۔

"اب بتاؤ.... برخوردار.... کہاں سے پیدا کرو گے لفافہ۔" فیاض نے کہا۔!

"اسی لئے تو نہیں ظاہر کرنا چاہتا کہ میں اس اذیت سے نجات پا چکا ہوں۔!"

"یعنی تم اُن کے لئے اپنی قوت برداشت کا مظاہرہ کرو گے۔!"

"یقیناً....!"

"تو پھر اب وہ کوئی اس سے زیادہ خطرناک حربہ استعمال کریں گے۔!"

"تمہارے لئے سولی پر بھی چڑھ جاؤں گا...." عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔! "فرہاد نے لیلیٰ کو بھی اتنا نہ چاہا ہو گا۔!"

"بکواس مت کرو....! مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی ہے کہ تم اس اذیت سے نجات پا چکے ہو۔! اب میری بھی سنو۔!"

"میں سُن رہا ہوں....!"

"اس لاش کی شناخت ہو چکی ہے۔!"

"کون تھی....!"

"برازیل کے سفارت خانے کے ایک آفیسر کی بیوی....!"

"اُوہ.... خیر.... اچھا تو پھر....!"

"میں نے لاش کی تصویر کی تشہیر کرائی تھی۔ اور لاش سرد خانے میں محفوظ کر دی گئی تھی! اتفاقاً وہ اشتہار کئی دن بعد اس آفیسر کی نظر سے گذرا اور وہ میرے پاس دوڑا آیا۔!"

"تب تو اس نے اپنی بیوی کی گمشدگی کی رپورٹ پہلے بھی درج کرائی ہو گی۔!"

"یہی تو نہیں ہو سکا تھا۔! اس کے بیان کے مطابق اُس کی بیوی پندرہ دن پہلے اندرون ملک کی سیاحت کے لئے روانہ ہوئی تھی۔!"

"لیکن روانگی کے دس دن بعد صرف اُسی پہاڑ تک پہنچ سکی....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"دوسری اہم خبر یہ ہے کہ اُس آفیسر نے اپنی بیوی کی ڈائری بھی میرے حوالے کی ہے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔

تھوڑی دیر بعد فیاض نے کہا۔"جانتے ہو ڈائری اُس کے ہاتھ کیسے لگی۔!"

"اگر اسی رفتار سے بتاتے رہے تو اگلے سال تک جان ہی جاؤں گا۔!"

"پانچ سال پہلے اس کی شادی ہوئی تھی اور بیوی نے اس سے کہا تھا اگر کبھی اُسے کوئی اچانک حادثہ پیش آجائے تو وہ بینک آف کینیڈا سے ضرور رجوع کرے۔ حادثہ سے مراد اچانک موت ہی تھی! اس نے اس کی وضاحت کردی تھی۔ آفیسر صاحب سمجھے تھے کہ شاید اس نے کوئی بڑی رقم محفوظ کر رکھی ہے جو اس کی موت کے بعد ان کے حصے میں آئے گی۔ لہٰذا بیوی کی موت کی تصدیق ہوجانے کے بعد جب وہ اس کے حوالے سے بینک آف کینیڈا پہنچے تو ایک لاکر کی کنجی اُن کے حوالے کردی گئی... اور اس لاکر میں اس ڈائری کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔!"

فیاض خاموش ہوگیا...! اور عمران معنی خیز انداز میں سر ہلا کر بولا۔"اور اُس ڈائری سے ایک خوفناک گروہ کا سراغ ملنے کے امکانات ہیں۔!"

"بالکل یہی بات ہے۔!" فیاض کی باچھیں کھلی پڑ رہی تھیں۔!

عمران خاموشی سے کھڑکی کے باہر دیکھتا رہا۔!

کچھ دیر بعد فیاض ہی بولا۔!"اب وہ ڈائری میرے قبضے میں ہے۔!"

"اور تم غالباً اُسے بھی جلد ہی گنوا بیٹھو گے۔!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا!"لیکن یہ تو بتاؤ ڈیئر فیاض تم آخر مجھ پر اتنے مہربان کیوں ہوگئے ہو۔ صبح شام خیریت دریافت کرنے آرہے ہو۔!"

"مجھے بے حد شرمندگی ہے کہ میری وجہ سے وہ لوگ تمہارے پیچھے پڑ گئے ہیں۔!"

"اسی لئے آج کل میرا دل بھی تمہاری محبت سے لبریز ہے.... بس یہ سمجھ لو پیمانہ بھر چکا ہے۔ چھلکنے کی دیر ہے.... آیا کرنا میری قبر پر کبھی کبھی دو چار آنسو بہانے.... ان لوگوں کو بھی ہماری اس تجدید محبت پر یقین آگیا ہے.... اس طرح تمہاری کھال بالکل محفوظ رہے گی۔!"

"اوہ.... تم غلط سمجھے ہو۔!"



"خیر.... خیر....!"

"تمہیں کبھی میرے خلوص پر یقین نہیں آسکتا۔!" فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سو فیصد....!"

"کیا مطلب....!"

"ڈائری ادھر ہی جمع کر جاؤ ورنہ مصیبت میں پڑ جاؤ گے....!"

"میں یہی سوچ کر آیا تھا۔! میرے مقابلے میں تمہاری معلومات بہر حال وسیع ہیں۔!"

"ساتھ لائے ہو۔!" عمران نے پوچھا۔!

"یہ ہے...." فیاض نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک پیکٹ نکالا اور اسے عمران کے سامنے پھینکتا ہوا بولا۔"یہ رہی....!"

عمران نے پیکٹ سے ڈائری نکالی اس کی ورق گردانی کرنے لگا.... سارے صفحات سادہ تھے۔ کہیں بھی کوئی تحریر نظر نہ آئی۔

"تم خود ہی کچھ پڑھ کر سناؤ۔!" عمران نے ڈائری بند کر کے فیاض کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا جو دوسری جانب رخ موڑے دیوار کی ایک پینٹنگ کا جائزہ لے رہا تھا۔

عمران کے طنزیہ لہجے پر چونک کر اُس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا ڈائری اس سے لی.... ورق الٹے اور اچھل کر کھڑا ہوگیا۔!

اب وہ عمران کو قہر آلود نظروں سے گھور رہا تھا سانس پھولنے لگی تھی۔

"یہ کیا کمینہ پن ہے؟" وہ بالآخر ہانپتا ہوا بولا!"لاؤ... وہ ڈائری واپس کرو... ورنہ اچھا نہ ہوگا۔!"

"دماغ تو نہیں خراب ہوگیا.... اس کے علاوہ اور کون سی ڈائری دی تھی تم نے۔"

"میں ایسے معاملات میں مذاق نہیں پسند کرتا۔!"

"نہ میں یہاں سے کہیں گیا.... اور نہ تم....! تلاشی لے لو.... میرا خیال ہے کہ یہاں بھی پہلے ہی چونا لگ چکا ہے۔!"

"یعنی.... یعنی.... ڈائری میرے پاس ہی بدل گئی ہے۔!"

"اگر وہ سادہ نہیں تھی تو یقیناً بدل گئی ہے.... تمہیں کب ملی تھی اور اُس وقت سے اب تک کہاں رہی ہے۔!"

"میرے پاس!" فیاض آنکھیں نکال کر بولا! "پچھلی رات میں نے اس کا مطالعہ کر کے پھر
اسی کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ دی تھی۔!"

"صبح سے اس وقت تک پھر اسے کھول کر دیکھا تھا یا نہیں۔!"

"نہیں.... "فیاض کی جھلاہٹ بڑھتی جا رہی تھی۔!

"وہی چونے والا محاورہ ہو سکتا ہے....!"

"ڈائری واپس کرو....!" فیاض دہاڑا۔

میری دانست میں اس وقت تمہارے لئے صرف ٹھنڈا پانی مفید ثابت ہوگا۔ اس کے بعد
اعتراف کرو گے کہ چلو بھر پانی زیادہ مناسب ہوتا.... مگر کیا ہو سکتا ہے جب کہ تمہاری آنکھ کا
پانی مر چکا ہے.... کب ہو رہے ہو پانی پانی....!"

"شٹ اپ....!"

"پانی پی پی کر کوس رہے ہو! حالانکہ تم جیسے پانی دار کو اس کے بعد پانی نہ پینا چاہئے تھا۔!"

"عمران ڈائری واپس کرو۔!"

"میں کہہ رہا ہوں۔ ابھی تک یہاں سے تنکا بھی نہیں ہلا.... بلا لو اپنے ماتحتوں کو خانہ تلا
ہی ہو جائے....!"

فیاض کچھ بولے بغیر اُسے گھورتا رہا۔ عمران بدقت تمام اُسے باور کرا سکا کہ اس معاملے
اُسے چوٹ ہوئی ہے۔ پچھلی رات ہی کسی نے ڈائری بدل دی تھی! اب اگر وہ اپنی یادداشت پر
دے کر اس ڈائری کے مندرجات کے متعلق بتا سکے تو اُسی کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگا۔!

بڑی مشکل سے وہ اُسے اس پر آمادہ کر سکا! لمبی داستان تھی! مقتولہ کسی مجبوری کی بنا پر
لوگوں کے جال میں پھنس گئی تھی اور ان کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنی رہی۔ وہ اُسے جاسوس کی حیثیت
سے استعمال کرتے تھے۔ اُسے ان کے حکم پر مقامی حکام سے ربط و ضبط بڑھانا پڑتا تھا! اور پھر
انہیں اپنے اعتماد میں لے کر حکومت کے راز معلوم کرتی تھی۔

"یہاں آنے سے قبل بھی اس کا شوہر جن جن ممالک میں رہا تھا وہ وہاں سب کچھ کرتی
تھی.... ! اُن ممالک کے راز معلوم کر کے اپنے نامعلوم آقاؤں تک پہنچاتی۔!"

فیاض کے بیان کے مطابق ڈائری میں اس کا تذکرہ نہیں تھا کہ وہ کن مجبوریوں کے تحت



کے ہاتھوں کھلونا بنی رہی تھی۔!

اس نے لکھا تھا کہ وہ پراسرار لوگ ہیں! مخصوص زبانوں میں گفتگو کرتے ہیں ایک دوسرے
سے ناواقف ممبر دو لایعنی الفاظ کے ذریعے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔!"

فیاض نے عمران کو بتایا کہ وہ الفاظ "لوبو" اور "لی لا" ہیں.... کسی کی زبان سے "لوبو" سن کر
"لی لا" کہنے والے ایک دوسرے کے متعلق یقین کر لیتے ہیں کہ وہ اس مخصوص تنظیم سے تعلق
رکھتے ہیں! مقتولہ نے ڈائری میں مثال کے طور پر ایک واقعہ لکھا تھا! پچھلے سال جاپان میں اسے
ایک کام سونپا گیا! کسی سے کچھ کاغذات وصول کر کے.... کہیں پہنچانے تھے۔ طریقہ یہ بتایا گیا کہ
وہ ایک سماجی اجتماع میں شرکت کرے اور آہستہ آہستہ لفظ "لوبو" دہراتی ہوئی بھیڑ سے گذرتی
رہے اور جواب میں جس کی زبان سے بھی "لی لا" سُنے اسی کے ساتھ ہو لے.... کاغذات اسی سے
ملیں گے! یہی ہوا بھی۔ اس کے بعد سینکڑوں بار ان لایعنی الفاظ سے سابقہ پڑا۔

فیاض نے بتایا.... ڈائری کا اختتام ان الفاظ پر ہوا تھا۔!

"اب اس ملک میں نئے آرگنائزر کی آمد کی اطلاع ملی ہے۔ سنا ہے اس کے ساتھ جانوروں
کی فوج ہوگی۔! تفصیلات کا انتظار ہے۔!"

فیاض خاموش ہو گیا تھا۔! اور کمرے کی فضا میں صرف ٹائم پیس کی "ٹک ٹک" گونج رہی
تھی۔!

بالآخر فلیٹ کے دروازے پر چاک سے کراس کا نشان بنا دیا گیا! اور دوسری ہی صبح عمران کو
کمرے میں دوسرا ٹائپ کیا ہوا پرچہ پڑا ملا۔ جو غالباً رات کو کسی وقت دروازے کے نیچے سے اندر
سرکا دیا گیا تھا۔

پرچے کا مضمون تھا۔

"پیکٹ کو ملفوف کر کے.... اپنے فلیٹ کے سامنے والے لیٹر بکس میں ڈال دو.... لفافے پر
کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔! ہم مطمئن ہو جانے کے بعد تمہیں وہ دوا بھجوا دیں گے جس کے لگتے
ہی تمہاری تکلیف رفع ہو جائے گی۔!"

ہدایت کے مطابق ایک لفافہ لیٹر بکس میں ڈال دیا گیا اور لیٹر بکس کی نگرانی کی جاتی رہی۔

گیارہ بجے ڈاک کا ہرکارہ آیا اور اس نے لیٹر بکس کھول کر سارے خطوط اپنے زرد تھیلے میں انڈیل لئے.... پھر جب وہ دوبارہ سائیکل سنبھال کر وہاں سے چلا ہے تو سیکرٹ سروس کے تین ممبر اس کے پیچھے لگ گئے۔ وہ تینوں بھی سائیکلوں ہی پر تھے۔!"

کبھی وہ آگے ہوتے ہرکارہ پیچھے اور کبھی ہرکارہ آگے اور یہ لوگ پیچھے.... راہ میں کئی دوسرے لیٹر بکس بھی ہرکارے نے خالی کئے اور اپنی منزل کی طرف بڑھتا رہا۔!

بالآخر اسی طرح وہ تھیلا حلقے کے پوسٹ آفس تک جا پہنچا۔ سیکرٹ سروس کے تینوں ممبروں میں سے ایک کسی بہانے وہاں بھی جا پہنچا جہاں وہ تھیلا رکھا گیا تھا۔!

بلیک زیرو نے عمران کو اطلاع دی! "ڈاک کا تھیلا جوں کا توں سیل کر کے جی پی او.... روانہ کر دیا گیا ہے۔!"

پھر کچھ دیر بعد دوبارہ فون کی گھنٹی بجی.... اور دوسری طرف سے بلیک زیرو بولا! "سارٹنگ کے لئے وہ تھیلا کھولا گیا.... لیکن اس میں سے وہ سادہ لفافہ برآمد نہیں ہوا۔!"

"پھر تم اب کیا کر رہے ہو....!" عمران نے پوچھا۔

"یہی معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔!"

"میرے کفن دفن کا انتظام....!" عمران جھنجھلا کر بولا۔!

"مم.... میں کیا.... کر سکتا تھا جناب۔!"

"ہرکارے کو گھیرو....! لفافہ تھیلے سے بھاپ بن کر نہیں اڑ سکتا۔"

"کیا آپ کا خیال ہے کہ وہ لفافہ ہرکارے نے پہلے ہی نکال لیا ہوگا۔!"

"ہاں میرا یہی خیال ہے....!"

"اچھی بات ہے جناب.... میں دیکھتا ہوں۔!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔!

تقریباً دو گھنٹے بعد بلیک زیرو نے خود ہی دوبارہ فون پر رابطہ قائم کر کے کہا! "آپ کا خیال بالکل درست نکلا جناب۔ ہمارے ایک آدمی نے خود کو سی۔ آئی۔ ڈی کا آدمی ظاہر کر کے ہرکارے سے پوچھ گچھ کی تھی! پہلے تو وہ کچھ بتانے سے ہچکچاتا رہا۔ پھر بولا کہ آج سے تین دن پہلے اس کو اسی لیٹر بکس میں ایک سادہ لفافہ ملا تھا جسے کھولنے پر اندر سے دس روپے کا ایک نوٹ



برآمد ہوا تھا! کل پھر ایک سادہ لفافہ ملا۔ اس میں دس دس کے دو نوٹ تھے! اور چھوٹا سا پرچہ بھی جس پر تحریر تھا۔ "میرے پیارے میں تم سے محبت کرتی ہوں۔" آج بھی جب اُسے ایک سادہ لفافہ ملا تو اس نے اُسے کھولے بغیر جلدی سے جیب میں رکھ لیا۔ اُسے توقع تھی کہ شاید اُس میں کوئی زیادہ طویل خط ہو! اور رقم بھی زیادہ ہو کیونکہ آج والا لفافہ اُسے پچھلے لفافوں سے زیادہ وزنی محسوس ہوا تھا۔! اس کا خیال تھا کہ شائد اس لیٹر بکس کے آس پاس رہنے والی کوئی لڑکی اُسے چاہنے لگی ہے یہ ہرکارہ ایک وجیہہ نوجوان ہے! بہر حال پوسٹ آفس میں اپنے کام نپٹا کر وہ جلد سے جلد کسی ایسی جگہ پہنچنا چاہتا تھا جہاں اطمینان سے لفافہ کھول کر اس کا جائزہ لے سکے۔!

وہ قریب کے اُس مہنگے ہوٹل میں جا گھسا جہاں اس سے پہلے کبھی نہیں گیا تھا۔ وہاں چھوٹے چھوٹے کیبن بھی تھے! اسی لئے پرائیویسی کے خیال سے اُس نے ادھر کا رخ کیا تھا۔ لیکن کیبن میں پہنچ کر اسے ایک ذہنی دھچکے سے دوچار ہونا پڑا۔ لفافہ کوٹ کی جیب میں موجود نہیں تھا! جلدی جلدی ساری جیبیں ٹٹولیں اور پھر الٹے پاؤں واپس ہوا۔ اس کا خیال ہے کہ ہوٹل میں داخل ہونے سے پہلے وہ فٹ پاتھ پر ایک جگہ چھ سات آدمیوں کی بھیڑ میں پھنس کر کچھ سیکنڈ بعد آگے نکل جانے کے لئے راستہ بنا سکا تھا۔ غالباً وہیں اُس کی جیب پر کسی مشاق جیب کترے نے ہاتھ صاف کر دیا۔"

عمران جو اپنی کھوپڑی سہلا رہا تھا! بلیک زیرو کے خاموش ہوتے ہی غصیلی آواز میں بولا۔!

"کیا تمہارے آدمیوں نے اسے لیٹر بکس سے نکال کر جیب میں رکھتے نہیں دیکھا تھا۔"

"نہیں جناب! وہ زیادہ فاصلے سے لیٹر بکس کی نگرانی کرتے رہے تھے۔!"

"اگر ایک آدمی لیٹر بکس کے قریب بھی موجود ہوتا تو اس سے کیا فرق پڑ جاتا۔!"

"اب میں کیا عرض کروں....؟"

"اُن تینوں کے نام بتاؤ جو لیٹر بکس کی نگرانی کر رہے تھے۔!"

"تنویر.... چوہان.... صدیقی....؟"

"میں سمجھوں گا اُن سے....!" عمران نے ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔!

یہ رات... عمران کے لئے خطرناک تھی۔ اسے اندازہ تھا کہ کتنی آنکھیں اس عمارت کو گھور رہی ہوں گی۔!

لیٹر بکس میں ڈالے جانے والے سادہ لفافے میں پلاسٹک کا لفافہ ضرور رکھا گیا تھا لیکن ا
میں تار کی بجائے دفتی کا ٹکڑا رکھا تھا۔

یہ اس توقع پر کیا گیا تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبر اس طرح لفافے کو حاصل کرنے وا
کا پتہ لگا سکیں گے۔! لیکن لفافہ حاصل کرنے کا طریقہ معلوم کر کے عمران کی کھوپڑی ر
کرنے لگی تھی۔

وہ لوگ چالاک اور خطرناک تھے۔

عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ رات اس پر بھاری ہو گی.... اَن دیکھے نشانہ بازوں کے
کون روک سکا ہے! پتہ نہیں کب اور کہاں کن حالات سے دوچار ہونا پڑے۔

پھر اُس کے لئے یہ بھی ناممکن تھا کہ چوہوں کی طرح گوشہ نشین ہو جاتا۔ جو لوگ سرکا
ہسپتال میں فیاض کا علاج کر سکتے تھے ان کے لئے رہائشی مکانات میں دخل کیا مشکل تھا۔ اور
فیاض کی مرمت بھی تو اس کے گھر پر ہوئی تھی! ان کی تنظیم کا یہ عالم تھا کہ فیاض کے آفس
کی سراغ رسی ہو رہی تھی۔

لہٰذا ایسوں سے نپٹنا آسان کام نہیں تھا! دیدہ دانستہ بھی کچھ خطرات مول لینے پڑتے۔
اور عمران اُن کا سودا کر چکا تھا۔! سیاہ رنگ کی ایک بلٹ پروف وین فلیٹ کے نیچے کھڑی تھی۔
ڈرائیور کی سیٹ پر جوزف تھا۔! ٹھیک دس بجے عمران فلیٹ سے نکل کر زینوں تک آیا۔

آج اُس نے خاص طور پر خیال رکھا تھا کہ زینوں پر روشنی کرنے والے بلب کی نگرانی
جائے۔ لہٰذا اس وقت زینوں پر اندھیرا نہیں تھا۔!

زینے طے کر کے نیچے آیا اور وین کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ لیکن یہ سب
پھرتی سے ہوا تھا کہ باہر کھڑا ہوا کوئی آدمی شاید ہی اُس کے اندر کا حال معلوم کر سکا ہو۔!

اندر سیٹیں نہیں تھیں! فرش پر ٹیلی سکوپ لگی ہوئی ایک رائفل پڑی تھی اور اُس
قریب ہی کارتوسوں کی پیٹی بھی موجود تھی۔!

"ٹھیک ہے!" عمران نے بلند آواز میں کہا۔! اور جوزف نے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔
دوسرے ہی لمحے میں عمران فرش پر اوندھا لیٹا ہوا نظر آیا۔! چہرہ عقبی دروازے کی طرف تھا
اور آنکھ ایک چھوٹے سے سوراخ پر لگی ہوئی تھی۔!



وین کی رفتار بھری پُری سڑکوں پر بھی تیز رہی.... جوزف ایک مشاق ڈرائیور تھا۔!
بہر حال وین پہلے سے طے شدہ راستوں پر دوڑتی رہی۔ ٹریفک کی بھیڑ بھاڑ میں اندازہ کرنا مشکل
تھا کہ وین کا تعاقب کیا جا رہا ہے یا نہیں۔ کچھ دیر بعد شہری آبادی پیچھے رہ گئی۔
اور عمران کو اپنی وین کے پیچھے تین ہیڈ لائٹس نظر آئیں۔ یہ یقینی طور پر تین موٹر سائیکلیں
تھیں جو آگے پیچھے دوڑی آ رہی تھیں۔ کبھی کبھی تینوں روشنیاں متوازی بھی نظر آتیں....!
یک بیک عمران نے جوزف سے کہا۔! "کسی طرف راستہ صاف دیکھ کر گاڑی کچے میں اتار دو!"
"اچھا باس! لیکن پتہ نہیں گاڑی میں کوئی فالتو پہیہ بھی ہے یا نہیں....!" جوزف نے
بڑبڑاتے ہوئے گاڑی بائیں جانب موڑ دی۔ سامنے حد نظر مسطح میدان پھیلا ہوا تھا۔!

"رفتار بڑھاؤ!" عمران غرایا! اسکی آنکھ ابھی تک دروازے کے سوراخ ہی سے لگی رہی تھی۔!
جوزف نے رفتار بڑھا دی۔! عمران نے محسوس کیا کہ تینوں موٹر سائیکلیں ٹھیک اسی جگہ سے
میدان میں موڑی گئی ہیں۔ جہاں سے اس کی وین مڑی تھی۔ اب وہ پھر وین کے پیچھے تھیں۔
بہر حال عمران کو یقین ہو گیا کہ اس کی وین کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔!

اس نے دروازے کے کسی میکنزم کو حرکت دی اور اس چھوٹے سے سوراخ نے بڑھ کر
تقریباً چھ انچ کا قطر اختیار کر لیا.... پھر رائفل کی نال اس بڑے سوراخ سے باہر رینگ گئی۔!
دوسرے ہی لمحے میں فائر ہوا.... اور دوربین سے نظر آنے والا وہ ہیڈ لیمپ بجھ گیا جس کا
نشانہ لیا گیا تھا۔! بقیہ دو لیمپ ادھر ادھر ڈولنے لگے تھے....!

عمران نے پے درپے دو فائر اور کئے لیکن اس بار نشانہ نہیں لیا تھا۔! اس نے دیکھا کہ بقیہ
دونوں لیمپ افراتفری کے عالم میں دوبارہ پختہ سڑک کی طرف مڑ گئے ہیں۔!

"رفتار کم کرو۔!" عمران نے جوزف سے کہا۔

رفتار کم ہو گئی۔ عمران اندھیرے میں آنکھیں پھاڑتا رہا۔ ان دونوں ہیڈ لیمپس کا اب کہیں
پتہ نہیں تھا۔!

"گاڑی روک کر انجن بند کر دو۔!" عمران فرش سے اٹھتا ہوا بولا۔ گاڑی رک گئی.... انجن
بند کر دیا گیا۔

جوزف مڑ کر عمران کی طرف دیکھنے لگا تھا اور عمران موٹر سائیکل کے انجن کی آواز سن رہا

تھا۔ آواز ہی سے اندازہ ہوتا تھا کہ انجن غلط پوزیشن میں ہے وہ پچھلا دروازہ کھول کر نیچے اتر سینے کے بل تیزی سے جھپٹتا ہوا آواز کی جانب بڑھنے لگا۔!

آواز لمحہ بہ لمحہ قریب ہوتی جارہی تھی....! دفعتاً عمران نے محسوس کیا کہ اس سے فاصلے پر کوئی اور بھی سینے کے بل رینگتا ہوا مخالف سمت میں بڑھ رہا ہے۔

یہ یقین کر لینے کے بعد کہ وہ کوئی آدمی ہے عمران نے رفتار تیز کر دی شبنم میں بھیگی ہ ٹھنڈی گھاس پر ہاتھ پھسل رہے تھے.... اسی دوران میں ایک بڑا سا کانٹا بائیں ران میں گھس گیا۔ بے اختیاری میں وہ زمین سے کسی قدر اٹھ گیا۔! غالباً اس طرح آگے جانے والے نے ا دیکھ لیا اور اٹھ کر بھاگنے لگا۔

ٹھہرو.... ٹھہر جاؤ....! ورنہ گولی ماردوں گا۔!" عمران نے نہ صرف دھمکی دی بلکہ ا فائر بھی کردیا۔

بھاگنے والا لڑکھڑا کر گرا تھا پھر اٹھنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ عمران کی ایک ہی جست ا اس پر لے گئی.... قریب ہی زمین پر گری ہوئی موٹر سائیکل کا انجن شور مچا رہا تھا۔ عمران ا شکار کو دبوچے ہوئے اس کے گرد اپنی گرفت مضبوط کر رہا تھا۔!

دفعتاً اس نے جوزف کی آواز سنی....!

"کیا میری ضرورت ہے باس....!"

"ہاں....! رسی کا لچھا لیتے آنا۔!" عمران نے بلند آواز میں جواب دیا۔

❁

رافیہ سموناف نے وہ کپڑے اتار کر جنہیں پہنے بغیر وہ آج کل اپنے فرائض منصبی ادا نہ کر سکتی تھی۔ اپنے کپڑے پہنے اور عمارت سے نکل کر ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف چل پڑی۔!

جس دن سے بقول اوٹو ویلانی روح نے اسے میڈم بنایا تھا اس کے لئے ضروری ہو گیا تھا وہ ایک مخصوص لباس کم از کم اس وقت تک تو ضرور استعمال کرے جب تک اس کمرے میں رہ یہ لباس سبز رنگ کے لبادے اور سرپوش پر مشتمل تھا۔!

ویلانی نے اب آمدنی کا رجسٹر بھی اس کے سپرد کر دیا تھا۔! جتنے بھی پوسٹل آرڈر آتے اُس کی تحویل میں رہتے.... کیونکہ اب وہ ملازمہ کی بجائے ویلانی کے بزنس میں برابر کی شریک تھی۔!



دن میں کم از کم ایک بار ضرور وہ روح کی سرگوشیاں سنتی تھی۔ آج روح نے اس سے کہا تھا کہ وہ کالے آدمی (جوزف) اور اُس کے متعلقین کا خیال رکھے کیونکہ اس کالے آدمی کا مورث اعلیٰ روح کے وفادار خدام میں سے تھا! روح نے اس سے کہا تھا کہ اُسے جوزف کے آقا کی عیادت کے لئے بھی جانا چاہئے تھا۔!

رافیہ نے سوچا کہ وہ صبح یہاں آنے سے پہلے اس کی عیادت کو ضرور جائے گی۔ ٹیکسی اسٹینڈ خالی پڑا تھا.... کچھ دیر بعد ایک خالی ٹیکسی وہاں آکر رکی۔! رافیہ نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے ڈرائیور کو اپنے ہوٹل کا نام بتایا۔

ٹیکسی چل پڑی۔! کچھ دیر بعد رافیہ نے محسوس کیا کہ ٹیکسی اُن راہوں پر نہیں جارہی جن سے گذر کر وہ روزانہ ہوٹل پہنچا کرتی تھی۔!

اس نے سوچا کہیں ڈرائیور کو غلط فہمی نہ ہوئی ہو.....! لہٰذا اس نے دوبارہ بلند آواز میں اپنے ہوٹل کا نام دہرایا۔ اس سے زیادہ کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ مقامی زبان سے خود نابلد تھی اور انگریزی زبان عام طور پر مقامی لوگ نہیں سمجھ سکتے تھے! کم از کم ابھی تک اُسے تو کوئی ایسا ٹیکسی ڈرائیور نہیں ملا تھا جو انگریزی بول یا سمجھ سکتا۔!

ڈرائیور بدستور خاموشی سے اسٹیئرنگ پر جھکا رہا۔

رافیہ کو شدت سے اپنی بے بسی کا احساس ہوا اور وہ جھنجھلاہٹ میں ڈرائیور پر برس پڑی!"میں تم سے جگہ کا نام بتا رہی ہوں لیکن تم سمجھے بغیر گاڑی اڑائے لئے جارہے ہو۔!"

"میں سمجھ رہا ہوں مادام.....!" ڈرائیور نے بڑے ادب سے انگریزی میں جواب دیا۔

"اوہ تو تم سمجھ رہے ہو۔!" رافیہ خوش ہو کر بولی۔

"ہاں مادام.... لیکن آج آپ قریب کے اس مخصوص راستے سے نہ جاسکیں گی کیونکہ سڑک بند ہے غالباً کسی بڑے آدمی کی سواری ادھر سے گذرے گی۔!"

"خیر خیر....! کوئی بات نہیں! میں سمجھی تھی شائد تم سمجھے نہیں کہ مجھے کہاں جانا ہے۔!" رافیہ نے کہا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔!

ٹیکسی جن راہوں سے گذر رہی تھی وہ اس کے لئے اجنبی تھیں۔ لیکن ٹیکسی ڈرائیور کا جواب سن لینے کے بعد تو اسے خاموش ہی رہنا تھا۔!

کچھ دیر بعد اچانک ٹیکسی ایک کمپاؤنڈ میں داخل ہونے لگی۔ رافیہ چونکی لیکن جتنی دیر میں زبان ہلاتی ٹیکسی پورچ میں پہنچ کر رک چکی تھی۔!

"کیا مطلب!" اس نے غصیلے لہجے میں پوچھا! "تم مجھے کہاں لائے ہو؟"

"اس وقت تو آپ کو یہیں اترنا ہے محترمہ!" ٹیکسی ڈرائیور اُس کی طرف مڑ کر بولا۔!

رافیہ کو اس کے ہاتھ میں چھوٹا سا پستول بھی نظر آیا جس کا رخ اسی کی طرف تھا۔!

"کک.... کیا مطلب....؟"

"خاموشی سے اتر جایئے!" ڈرائیور نے پستول کو جنبش دے کر کہا!

"میں تو نہیں اتروں گی۔!"

دفعتاً باہر سے کسی نے کھڑکی پر جھک کر کہا! "ہم آپ سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں!"

رافیہ اُس کی طرف مڑی۔ یہ آدمی دیسی نہیں تھا! سفید فام تھا اور انگریزی اس کی مادری زبان معلوم ہوتی تھی۔!

"یہ سب کیا ہے؟" رافیہ بھڑک اٹھی۔

"آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔! یہ ہماری درخواست ہے۔!"

"درخواست اسی طرح کی جاتی ہے۔!" رافیہ نے ڈرائیور کی طرف ہاتھ جھٹک کر کہا!

"میں معافی چاہتا ہوں۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں تھی۔!"

"پھر بھی میں ایسی صورت میں مطمئن نہیں ہو سکتی کہ سابقہ اچھے آدمیوں سے ہے۔!"

"اچھی بات ہے تو پھر آپ یہیں بیٹھے بیٹھے میرے چند سوالات کے جواب دیجئے!"

"اگر میں نے مناسب سمجھا" رافیہ نے بے حد تلخ لہجے میں کہا!

"آپ اس آدمی علی عمران کے نیگرو ملازم کے ساتھ اس کے گھر کیوں گئی تھیں۔!"

"تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے۔!"

"محترمہ! میں جانتا ہوں کہ آپ ماہر روحانیات پروفیسر اوٹو ویلانی کی سیکرٹری ہیں....!"

"تو پھر....!"

"میں یہ بھی جانتا ہوں کہ پروفیسر جڑی بوٹیوں کا علم بھی رکھتے ہیں۔!"

"اچھا تو پھر....؟"



"آپ تو الٹے مجھی سے سوالات کرنے لگیں۔!" وہ ہنس کر بولا۔

"قطعی! میں یہ ضرور پوچھنا چاہوں گی کہ تم اُس آدمی میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہو۔!"

"وہ ایک خطرناک آدمی ہے محترمہ۔!"

"میرے لئے اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔! کیا تم یہ سب کچھ میری ہمدردی میں کر رہے ہو۔!"

"نہیں ایسا تو نہیں ہے۔!" وہ پر تفکر لہجے میں بولا "لیکن پھر بھی میں جاننا چاہتا ہوں۔!"

"اچھی بات ہے میں تمہیں ضرور بتاؤں گی! اُس کے کسی دشمن نے ایک خطرناک قسم کا زہر جو خارجی ذرائع سے گوشت میں پیوست ہو کر تکلیف دہ بن جاتا ہے اس پر استعمال کیا تھا۔! پروفیسر کو اس زہر کا تریاق معلوم ہے! لہٰذا وہ آج کل پروفیسر کے زیر علاج ہے.... اور کچھ....!"

"میں سمجھ گیا....!" سفید فام اجنبی سر ہلا کر بولا۔ "اچھا تو اب اس کا کیا حال ہے۔!"

"میری معلومات کے مطابق وہ اس تکلیف سے نجات پا چکا ہے۔!"

"شکریہ! اب میں ہی آپ کو ہوٹل تک چھوڑ آؤں گا! نیچے آیئے اپنی گاڑی میں لے چلوں گا۔!"

"ہرگز نہیں....!"

"اچھی بات ہے۔!" اجنبی نے ڈرائیور سے کہا! "تم نیچے اتر آؤ اور میٹر پر کپڑا باندھ دو میں انہیں اسی گاڑی میں لے جاؤں گا۔!"

رافیہ خاموش بیٹھی اپنا نچلا ہونٹ چباتی رہی! شدت سے غصہ تھا ان لوگوں پر۔ سفید فام اجنبی نے ٹیکسی کا اسٹیئرنگ سنبھال لیا۔ گاڑی کمپاؤنڈ سے نکل کر پھر سڑک پر آ گئی! اجنبی خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا! رافیہ بھی خاموش تھی۔

کچھ دیر بعد وہ اس چوراہے تک پہنچ گئی جہاں سے ہوٹل کا فاصلہ زیادہ نہیں تھا۔! اس نے محسوس کیا کہ ٹیکسی کی رفتار کم ہو گئی ہے! اور پھر وہ رک ہی گئی۔!

"اتر جایئے محترمہ! ہوٹل یہاں سے چند قدم کے فاصلے پر ہے.... میں ہوٹل کے سامنے نہیں رکنا چاہتا۔! ویسے اس بات کو بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ اب ہم وہاں اُس عمارت میں نہیں ملیں گے! لہٰذا اس واقعہ کا تذکرہ کسی اور سے کرنے کی ضرورت نہیں! شکریہ....!"

رافیہ ٹیکسی سے اتر آئی اور ٹیکسی فراٹے بھرتی ہوئی آگے بڑھ گئی! وہ وہیں کھڑی سوچتی رہی کہ اُسے کیا کرنا چاہئے۔!

"جہنم میں جائے!" وہ دانت پیس کر بڑبڑائی.... اور ہوٹل کی طرف چل پڑی۔!

سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر دانش منزل کے ایک کمرے میں عمران نے صبح کی چائے پی اور تازہ اخبار دیکھتا رہا۔!

کچھ دیر بعد فون کا ریسیور اٹھا کر اس میں لگا ہوا ایک بٹن دباتے ہوئے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"اس کا کیا حال ہے۔!"

"ٹھیک ہی ہے.... بہت بُری طرح غراتا ہے۔!"

"اب تم وہاں سے آجاؤ.... میں دیکھوں گا۔!" عمران نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔!

پچھلی رات والا شکار جو اس کی گرفت میں بالآخر بیہوش ہو گیا تھا! دانش منزل ہی لایا گیا تھا اُس کی موٹر سائیکل بھی وین ہی پر لادلی گئی تھی۔! اور شہر پہنچ کر ایک جگہ جوزف کو گاڑی سے اتارنے کے بعد عمران نے خود اسٹیئرنگ سنبھال لیا تھا۔

پھر جوزف تو گھر واپس گیا تھا اور عمران اپنے شکار سمیت دانش منزل چلا آیا تھا۔ جوزف کو سخت تاکید تھی کہ وہ عمران کی عدم موجودگی میں گھر سے باہر قدم نہ نکالے۔!

شکار سے رات بھر گفتگو نہ ہو سکی تھی! غالباً موٹر سائیکل سے گر کر وہ کوئی اندرونی چوٹ کھا بیٹھا تھا۔ عمران نے بھی کوئی ایسی خاص پرواہ نہیں کی تھی! بس اُسے ساؤنڈ پروف کمرے میں بند کر دیا تھا!

بلیک زیرو نے اس کی دیکھ بھال جاری رکھی تھی! اس وقت عمران نے فون پر اسی سے گفتگو کی تھی۔ اس نے اٹھ کر ایک طویل انگڑائی لی اور ساؤنڈ پروف کمرے کی طرف چل پڑا۔

شکار آرام کرسی پر نیم دراز تھا...! تیس اور چالیس کی درمیانی عمر کا سفید فام غیر ملکی... جسم کی بناوٹ کے اعتبار سے زیادہ طاقتور نہیں معلوم ہوتا تھا۔!

"کہو.... کیا حال ہے؟" عمران نے نرم لہجے میں پوچھا۔!

"مجھے یہاں کیوں قید کیا گیا ہے؟" اس نے جواب دینے کی بجائے غصیلے لہجے میں سوال کیا۔

"وجہ تمہیں معلوم ہے۔!" عمران مسکرایا۔!

"میرے ملک کا سفیر تم لوگوں سے سمجھ لے گا! خود تمہاری حکومت میری غیر حاضری پسند نہ کرے گی۔!"



"اوہ تو تم اتنے اہم ہو۔!"

"یقیناً...." اس نے خشک لہجے میں کہا۔ "میری غیر حاضری کی بنا پر ایٹمی بجلی گھر کی تعمیر کا کام رُک جائے گا۔!"

"اوہ....!" عمران آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔!

"میں تفریح کے موڈ میں تھا! تم لڑکیوں کے دلال کی حیثیت سے مجھے یہاں لائے تھے۔ لیکن تفریح کا سامان مہیا کرنے کی بجائے تم نے مجھے لوٹ لیا اور اب غیر قانونی طور پر روک رکھا ہے۔!"

"یہ تو بہت بُرا ہوا....!" عمران تاسف آمیز لہجے میں بولا۔

سفید فام نے کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "اب مجھے جانا چاہئے۔!"

"ایسا بھی کیا! لنچ کر کے چلے جانا۔!"

"خاموش رہو....!" وہ آرام کرسی کے ہتھے پر ہاتھ مار کر چیخا۔!

عمران نے دیوار کے قریب پہنچ کر سوئچ بورڈ کے ایک سوئچ پر انگلی رکھ دی۔ کھٹا کے کی ایک آواز آئی اور دیوار کے ایک حصے سے ایک صلیب سا اوپر کھسکتا چلا گیا! اب شیشے کی ایک بہت بڑی الماری ان کے سامنے تھی اور الماری میں ایک موٹی تازی بلی کی لاش بھی صاف دیکھی جا سکتی تھی۔!

سفید فام حیرت سے آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھتا رہا! عمران نے پھر سوئچ بورڈ پر کسی سوئچ کو چھیڑا اور الماری میں اوپر سے کسی سیال کی دھار گرنے لگی! دھار براہ راست بلی کی لاش پر گر رہی تھی۔! اور ایسا لگ رہا تھا جیسے بلی اسی سیال میں تحلیل ہوتی جا رہی ہو۔!

شاید سفید فام سمجھ گیا تھا کہ اس کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔

اس کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔

دیکھتے ہی دیکھتے بلی بے رنگ سیال میں بالکل ہی حل ہو گئی! البتہ اب اس سیال کو بے رنگ نہیں کہا جا سکتا تھا۔! اس کی شفافیت گندے پن میں تبدیل ہو چکی تھی....!

"اور پھر اس طرح یہ پانی بھی گٹر میں بہہ جاتا ہے۔!" عمران نے سوئچ بورڈ پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

الماری میں سیال کی سطح بتدریج نیچی ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ پھر اُس میں ایک قطرہ بھی نہ رہ گیا۔!

اب عمران حقارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ اپنے شکار پر نظر جمائے ہوا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے کہا! "اس طرح میری حکومت یا تمہاری حکومت کو علم ہی نہ ہوگا کہ
تمہیں زمین نگل گئی یا تم ہوا میں تحلیل ہو گئے۔!"

سفید فام کچھ نہ بولا! عمران ہی کہتا رہا۔ "بیرونی دنیا کے بدمعاش اکثر مجھے غلط سمجھتے ہیں۔!
سمجھتے ہیں کہ میں ہر قیمت پر پولیس ہی کا ساتھ دیتا ہوں۔!"

"مم.... میری بات سنو....!" سفید فام ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"سُن رہا ہوں۔!" عمران نے لاپرواہی سے کہا اور الماری کی طرف دیکھتا رہا۔!

"میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو یا ہم لوگ تم سے کیا چاہتے ہیں! ہمیں تو بس تمہاری نگرانی کا
حکم دیا گیا ہے اور یہ کہا گیا کہ اگر کسی طرح تم پر قابو پا سکیں تو تمہیں ایک جگہ پہنچا دیں۔!"

"تم جھوٹے ہو۔!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "اگر تم مجھے مقامی ہیڈ کوارٹر کا
پتہ نہیں بتاؤ گے تو تمہاری لاش کا بھی یہی حشر ہوگا۔!"

"میں قطعی نہیں جانتا۔!"

"تمہیں میری نگرانی پر کس نے لگایا تھا۔!"

"اُن دونوں میں سے کسی نے تجویز پیش کی تھی۔!"

"اور تم مجھے کہاں لے جاتے۔!"

"بانگڑا بیراج کالونی کے ہسپتال میں۔" سفید فام نے اس طرح کہا جیسے غیر ارادی طور پر
جملہ اس کی زبان سے نکلا ہو۔ اس نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا! ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ
کسی غیر شعوری غلطی پر پچھتا رہا ہو۔

پھر یک بیک وہ کسی اعصاب زدہ آدمی کی طرح بڑبڑانے لگا! "میں دبا رہا ہوں.... اس بو!
تلے.... میں کیا کروں.... میں کیا کروں۔ اس کا خون میری گردن پر ہے۔!"

"تم یہاں اپنا جی ہلکا کر سکتے ہو....!" عمران نے یک لخت اپنا لہجہ بدل دیا اور اس نے سر اٹھا
کر اس طرح عمران کی طرف دیکھا۔ جیسے وہ اُسے پہلی بار نظر آیا ہو!

"میں خود کو کبھی معاف نہیں کر سکوں گا سمجھے....!" اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

عمران نے ہمدردانہ انداز میں سر کو جنبش دی کچھ بولا نہیں۔!

"اس کا خون میری گردن پر ہے.... میرے خدا.... کتنی بھیانک چیخ تھی.... سینکڑوں



ٹ کی بلندی سے وہ نیچے جا پڑی تھی۔!"

"اوہ.... خدا رحم کرے....!" عمران نے کہا۔

"میں سچ کہتا ہوں.... مجھے اپنی ذات سے نفرت ہو گئی ہے.... میں زندہ نہیں رہنا
چاہتا....! بہتر ہے کہ تم مجھے اس مشین کے ذریعہ گٹر میں بہا دو....!"

"میں کہتا ہوں میرے دوست! تم جلد بازی سے کام نہ لو۔ ایسی بھی کیا مایوسی حوصلے سے کام
لو۔ جی کا بار ہلکا کر ڈالو.... ممکن ہے میں تمہاری کچھ مدد کر سکوں۔!"

سفید فام نے دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا لیا....! عمران خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔!
وہ بڑی دیر تک اسی کیفیت میں رہا پھر چہرے پر سے ہاتھ ہٹائے بغیر بولا۔!

"کیا تم مجھے کچھ دیر کے لئے معاف نہیں کرو گے۔!"

"ضرور.... ضرور.... کیا میں تمہارے لئے وہسکی اور سوڈا بھجواؤں۔!" عمران نے بڑے
خلوص سے پوچھا!

"شکریہ! میں اسکی ضرورت محسوس کر رہا ہوں....! میرے اعصاب قابو میں نہیں ہیں۔!"

عمران ساؤنڈ پروف کمرے سے باہر آ گیا! اس سے پہلے اُس نے شیشے کی الماری والے
میکنزم کو حرکت دے کر دیوار دوبارہ برابر کر دی تھی۔!

بلیک زیرو کو قیدی کے متعلق ہدایات دے کر وہ آپریشن روم میں آیا اور فون پر اپنے فلیٹ
کے نمبر ڈائیل کر کے جوزف سے رابطہ قائم کیا۔!

"اوہ باس....!" جوزف چہک کر بولا۔ "یہاں وہ نیک دل خاتون موجود ہیں۔ ابھی ابھی
تمہاری خیریت دریافت کرنے آئی ہیں....!"

"ہوں سمجھ گیا...... اچھا تو دیکھ....! سلیمان کے پاس وہ رقم موجود ہے۔ جو انہیں ادا کرنی ہے۔
سلیمان سے لے کر اُن کے حوالے کر دو۔!"

"بہت اچھا باس....! ایک منٹ ہولڈ کرو.... وہ مجھ سے کچھ کہہ رہی ہیں۔!"

عمران ریسیور کان سے لگائے کھڑا رہا! کچھ دیر بعد آواز آئی "ہیلو باس! وہ تم سے ایک
ضروری بات کرنا چاہتی ہیں۔!"

"ریسیور دے دو۔!" عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ اس کے بعد ہی اسے رافیہ سمو ناف کی

آواز سنائی دی۔ "ہلو.... موسیو عمران! آپ خیریت سے ہیں نا! میں آپ کی خیریت دریافت کرنے آئی تھی اور ایک خاص واقعہ سے بھی آپ کو باخبر کرنا تھا۔! آپ کے دشمنوں کو میرے ہی ذریعہ سے علم ہو چکا ہے کہ آپ اُس تکلیف سے نجات پا چکے ہیں۔ انہوں نے مجھ کو خاص طور پر گھیرا تھا اور ریوالور دکھا کر آپ کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ میں نے پروفیسر سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا۔ وہ بولے کہ آپ کو اس سے مطلع کر دوں....!"

"بہت بہت شکریہ! عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا!" میں فی الحال اسی خطرے کے پیش نظر روپوش ہو گیا ہوں۔! تمہیں دوا کی قیمت میرے ملازموں سے مل جائے گی۔ ویسے کیا تم بتا سکو گی کہ انہوں نے تمہیں کہاں گھیرا تھا....!

"میں ابھی یہاں کی سڑکوں اور گلیوں سے واقف نہیں ہوں۔ پروفیسر کے مکان کے قریب جو ٹیکسی اسٹینڈ ہے وہیں سے ایک ٹیکسی ڈرائیور مجھے ایک عمارت تک لے گیا تھا۔ راستے میں میں نے اس سے کہا کہ وہ غلط راستوں پر چل رہا ہے تو اس نے بتایا کہ کسی بڑے آدمی کی سواری گذرنے کی وجہ سے وہ سڑک بند ہے بہر حال اُس عمارت میں پہنچ کر ڈرائیور نے پستول نکال کر مجھ سے اترنے کو کہا! میں نے انکار کر دیا۔ تب ایک آدمی نے ٹیکسی کے قریب آ کر مجھ سے تمہارے متعلق سوالات شروع کر دیئے۔!"

"کیا وہ یہیں کے باشندے تھے....!"

"صرف ڈرائیور تھا۔ دوسرا آدمی انگریزی بولنے والی کسی قوم کا فرد تھا۔!"

"عمارت کی نشان دہی کر سکو گی۔!"

"میرا خیال ہے کہ میں اپنے ہوٹل سے چل کر اُس عمارت تک رہنمائی کر سکوں گی مقامات کے نام مجھے نہیں معلوم.... لیکن اس انگریزی بولنے والے نے مجھ سے کہا تھا کہ اب وہ لوگ اس عمارت میں نہیں مل سکیں گے۔!"

"خیر.... دیکھا جائے گا.... بہت بہت شکریہ! حالات سازگار ہونے پر پروفیسر کا شکریہ ادا کرنے بھی آؤں گا۔!"

"پروفیسر نے کچھ جادوئی الفاظ.... بھی بتائے ہیں اُن کا ورد رکھنا آپ کے لئے مفید ہوگا.... لکھ لیجئے.... سلم.... سانگی.... سیانگ.... سکتی.... سکتال انہوں نے کہا ہے آج کا



زحل بادشاہ ہے.... اس لئے یہ وظیفہ بے حد مفید ثابت ہو گا۔!"

"زحل بادشاہ کا بھی شکریہ.... خدا حافظ.... اب ریسیور جوزف کو دے دیجئے۔!"

جوزف کی آواز سن لینے کے بعد اُس نے ماؤتھ پیس میں کہا!"اُو شب دیجور کے بچے اگر پروفیسر کا باپ بھی تمہیں بلائے تو گھر سے باہر قدم نہ نکالنا سمجھے۔!"

"کیوں باس کیا پروفیسر....!"

"فضول بکواس نہ کرو۔!"

"اچھا باس....!" جوزف کی مردہ سی آواز آئی اور عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا!

آپریشن روم سے نکل کر وہ پھر ساؤنڈ پروف کمرے کی طرف جا رہا تھا کہ بلیک زیرو باہر نکلتا دکھائی دیا۔

"تیسرا پگ مانگ رہا ہے۔!" اس نے کہا!"لیکن میں مناسب نہیں سمجھتا۔!"

"ٹھیک ہے۔! ایک ہی دینا چاہئے تھا! خیر میں دیکھتا ہوں....!" عمران نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔!

دروازہ کھول کر وہ اندر آیا.... سفید فام اجنبی اس بار اس کے استقبال کے لئے کرسی سے اٹھ گیا تھا!

"شکریہ! میں.... بہر حال تمہارا ممنون ہوں....!" اُس نے کہا!

"کاروبار اپنی جگہ پر۔!" عمران سر ہلا کر بولا!"انسانیت کے بھی کچھ تقاضے ہوا کرتے ہیں۔!"

"کاروبار کا مطلب میں نہیں سمجھا۔!"

"عام طور پر لوگ مجھے ہی غلط سمجھتے ہیں! میں پولیس کے بھی کام آتا ہوں اور مجرموں کے بھی.... سوال قیمت کا ہوتا ہے....!"

"اوہ....!"

"اس بار تو خواہ مخواہ میری گردن پھنس گئی ہے.... تم لوگ مجھ سے جس چیز کا مطالبہ کر رہے ہو.... وہ نہ تو میرے پاس ہے اور نہ محکمہ سراغرسانی کے اس آفیسر کے پاس۔ کسی گرہ کٹ نے اس کی جیب صاف کر دی تھی۔ پلاسٹک کا لفافہ اسی پرس میں تھا....! گال والی اذیت میں مبتلا ہو جانے کے بعد اس نے مجھے واقعات بتا کر مشورہ طلب کیا تھا! میں نے کہا فی الحال اس مصیبت

سے نجات پانے کی کوئی تدبیر کرو یہ تو بعد میں سوچا جائے گا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔! بہر حال جس قسم کے تار اور لفافے کا تذکرہ اس نے کیا تھا میں نے فراہم کر کے تم لوگوں کو اس پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تھی کہ اُس تکلیف سے نجات دلاؤ۔ لیکن الٹی آنتیں گلے پڑیں۔!"

"سب جہنم میں جائے....!" وہ میز پر ہاتھ مار کر بولا۔ "مجھے اب کسی چیز کی پرواہ نہیں.... میں مرنا چاہتا ہوں۔!"

"بھلا میں اس سلسلے میں تمہاری کیا مدد کر سکوں گا....!" عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"کم از کم اتنا تو کر ہی سکتے ہو کہ مجھے اُس وقت تک قید میں رکھو جب تک کہ میں اپنے اعصاب پر قابو نہ پالوں....!"

"گھر ہے تمہارا مائی ڈیئر.... جب تک جی چاہے رہو!" عمران چہک کر بولا۔

وہ کچھ نہ بولا سامنے والی دیوار پر نظر جمائے سوچتا رہا....!

عمران چاہتا تھا کہ وہ خود ہی اُسے کچھ بتائے۔ اُسے مزید استفسار نہ کرنا پڑے۔!

لیکن کئی منٹ گذر گئے وہ خاموش ہی رہا۔!

"میں نے کہا تھا! جی کا بوجھ ہلکا کر ڈالو....!" عمران کچھ دیر بعد بولا۔

اجنبی چونک پڑا.... اور اس طرح عمران کی طرف متوجہ ہوا جیسے ابھی تک اس کی موجودگی سے لاعلم رہا ہو۔

"میرا خیال ہے اتنی پی جاؤں کہ کچھ یاد ہی نہ آئے۔!" اس نے کہا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے آواز بلند سوچ رہا ہو۔!

"آخر وہ تار کیا تھا؟" عمران نے پوچھا۔! "مجھے اس کے بارے میں بتاؤ....!"

"خدا کے لئے اس کا ذکر نہ چھیڑو.... مجھے بھول جانے دو۔ ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا۔!"

"میں کہتا ہوں اگر تم نے دل کی بھڑاس نہ نکالی تو پاگل ہو جاؤ گے....!"

"سمجھ میں نہیں آتا میرے ستارے مجھے کیا دکھانا چاہتے ہیں! تین موٹر سائیکلوں پر ہم آدمی تھے۔! کیا یہ ضروری تھا کہ تمہاری رائفل میری ہی گاڑی کے ہیڈ لیمپ کو منتخب کرتی۔!"

"اکثر ایسا ہی ہوتا ہے....!"

"بہر حال اس عورت کا خون میری گردن پر ہے۔ جس کی لاش پولیس کی تحویل میں



ہے.... میرے خدا جو اتنی بلندی سے نیچے گری تھی....! میں ہی اُسے وہاں اُس پہاڑی پر لے گیا تھا! میں نے ہی اُسے وہ لفافہ دیا تھا۔!"

"کیا ضروری تھا کہ تم اُسے وہ لفافہ وہیں لے جا کر دیتے۔!"

"تم نے یہ کیوں نہیں پوچھا کہ ہم اوپر کیسے پہنچے تھے۔؟"

"کیا ضرورت ہے....!" عمران نے لاپرواہی سے کہا! "میں جانتا ہوں کہ تم نے ہیلی کوپٹر استعمال کیا ہوگا۔!"

"خیر ہوں! میرا ذہن بہکنے لگتا ہے! اس حادثہ نے میرے اعصابی نظام کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔!"

"وہسکی ختم ہو چکی ہے! تھوڑی دیر بعد ہی مل سکے گی۔!" عمران نے کہا۔

"اچھی بات ہے.... لیکن میں تمہیں کس طرح بتاؤں کہ مجھ سے کتنا بڑا جرم سرزد ہوا ہے.... خدا کی پناہ وہ چیخ.... میں اُسے کبھی نہ بھلا سکوں گا۔! وہ میرے لئے اجنبی نہیں تھی۔ ہم پہلے بھی ملتے رہے تھے! میں اُس کے لئے شدید ترین جذبہ رکھتا تھا۔! لیکن وہ اپنے شوہر کی وفادار تھی۔ اس کے لئے میرا جنون بڑھتا رہا! حتیٰ کہ میں نے تشدد تک سے کام لینے کی ٹھان لی! اُسی دوران میں مجھے ایک لفافہ ملا اور ساتھ ہی ہدایت ملی کہ میں یہ لفافہ اُسے دے کر ایک آدمی تک پہنچانے کو کہوں! وہ آدمی دارالحکومت میں رہتا ہے۔! میں نے کوڈورڈ میں اُسے پیغام بھیجا کہ وہ مجھ سے اس منحوس عمارت میں ملے! پیغام میں اُسے مطلع کیا گیا تھا کہ اس ملاقات کے فوراً بعد اُسے دارالحکومت کے لئے روانہ ہو جانا پڑے گا۔! پہاڑی والی عمارت عرصہ دراز سے ہمارے استعمال میں رہی ہے....! بہر حال وہ وہاں آئی۔ میں پہلے ہی وہاں موجود تھا۔ لفافہ اُسے دے کر ہدایات دیں.... اور ایک بار پھر اس کے لئے اپنے احساسات کا اظہار کیا.... لیکن وہ نہ صرف ترش روئی سے پیش آئی بلکہ مجھے بُرا بھلا بھی کہنے لگی۔ بس پھر مجھ پر خباثت سوار ہو گئی! وہ عمارت سے نکل کر بھاگی۔! میں پیچھے تھا۔! مجھے یقین تھا کہ وہ ادھر اُدھر چکر کاٹ کر پھر عمارت کے اندر واپس آئے گی۔ کیونکہ نیچے پہنچنے کا راستہ عمارت کے اندر ہی ہے! لیکن میرے خدا.... میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ سیدھی دوڑتی ہوئی اس طرح میری گرفت سے نکل جائے گی.... میں کیا کروں.... میں کیا کروں....!"

اس نے پھر اپنا منہ چھپالیا.... وہ بُری طرح کانپ رہا تھا۔ عمران خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔!

"مگر تم دونوں وہاں پہنچے کیسے تھے؟" عمران نے کچھ دیر بعد پوچھا کیونکہ اس وقت وہاں آ
پاس کیا دور دور تک سواری موجود نہیں تھی۔!"

"ہم لوگ مختلف اوقات میں بسوں کے ذریعے وہاں پہنچے تھے... واپسی بھی بسوں ہی سے ہوتی

"تم وہ پیکٹ اُسے پہلے ہی دے چکے تھے؟" عمران نے پوچھا۔!

"ہاں... لیکن پھر مجھے اسکا ہوش نہیں رہا تھا کہ وہ لفافہ وہیں کہیں گرا ہو گیا یا اُسی کے پاس ہو گا۔!

"تمہارے ساتھی اس حادثے کی وجہ سے واقف ہیں۔!"

"ہرگز نہیں.... کوئی بھی نہیں جانتا.... وہ تو میں نے اپنے طور پر اُسے وہاں اُس پہاڑی
بلایا تھا! میرے ساتھیوں کو تو اس پر حیرت ہے کہ وہ اس پہاڑی پر کیوں گئی تھی۔! سب اس فکر میں
ہیں کہ اس حادثے کی وجہ دریافت کریں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ مقامی محکمہ سراغ رسانی
ہماری سُن گُن مل گئی ہے ہو سکتا ہے مرنے والی کا تعاقب کیا گیا ہو اور اس نے اس سے باخبر ہو کر
پہاڑی والی عمارت میں پناہ لینے کی کوشش کی ہو۔!"

"تمہارے کتنے ساتھی ہیں۔!"

"سات آدمیوں سے میں واقف ہوں جو ایک دوسرے سے شناسا بھی ہیں اور یہ بھی جانتے
ہیں کہ سبھوں کا تعلق اسی تنظیم سے ہے۔ پہلے یہ حلقہ آٹھ افراد پر مشتمل تھا....! لیکن اب وہ
ایک ہم میں نہیں ہے جس کا خون تازندگی میری گردن پر رہے گا۔!"

"تمہیں وہ لفافہ کس سے ملا تھا۔!"

"ایک اجنبی سے.... اُس نے وہ لفافہ ایک خط سمیت مجھے دیا تھا۔ خط ہی میں اس کے متعلق
ہدایات درج تھیں....!"

"وہ اجنبی غالباً تمہیں پہلے سے پہچانتا رہا ہو گا۔!"

"ممکن ہے وہ مجھے پہچانتا رہا ہو۔! لیکن میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا! اور نہ پھر اس
کے بعد ہی وہ مجھے کہیں نظر آیا۔!"

"اگر تمہارے ساتھیوں کو اس حادثے کا علم ہو جائے تو کیا ہو؟"

"میں نہیں جانتا! ہو سکتا ہے مجھے گولی ہی مار دی جائے۔!"

"میری زندگی میں یہ ناممکن ہے۔!" عمران سینہ ٹھونک کو بولا۔ "ویسے کیا خیال ہے تمہارا



تم لوگ کسی ملک کے لئے جاسوسی کر رہے ہو؟"

"ممکن ہے ایسا ہی ہو....!"

"تمہیں یقین نہیں ہے؟"

"جب مجھے کام کی نوعیت ہی کا علم نہیں ہو سکتا تو میں قیاس کرنے کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں۔!"

"تمہیں اس چکر میں کس نے ڈالا تھا۔!"

"اپنے ملک کی جس فرم کے لئے میں کام کر رہا ہوں اس کے سربراہ نے مجھے ہدایت دی تھی
غیر ممالک میں مجھے اپنے معمول کے فرائض کی ادائیگی کے علاوہ ان احکامات کی بجا آوری بھی
نی پڑے گی جو ایک مہمل لفظ کے نام پر دیئے جائیں گے۔!"

"مہمل لفظ کے نام پر....!" عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"ایک مخصوص مہمل لفظ ہے۔! اُسی کے ذریعے ہم ایک دوسرے کے متعلق آگاہ ہوتے
ا کہ ہمارا تعلق ایک ہی تنظیم سے ہے؟"

"کیا تم مجھے وہ لفظ نہیں بتا سکتے پیارے دوست....!"

"میں تمہیں اپنے ساتوں ساتھیوں کے نام اور پتے بتا سکتا ہوں! لیکن وہ لفظ مرتے دم تک
یں بتاؤں گا! کیونکہ اُسے غیروں سے پوشیدہ رکھنے کے لئے ایک بہت بڑی قسم کھانی پڑتی ہے۔!"

"خیر میں.... تمہیں مجبور نہیں کروں گا! لیکن اتنا تو بتا ہی دو کہ میری نگرانی کے لئے
کامات کہاں سے ملے تھے۔!"

"ان سات آدمیوں میں سے ایک نے مجھ سے کہا تھا! ہو سکتا ہے اسی نے دوسرے سے بھی
اہو۔! بہرحال پچھلی رات میرے ساتھ وہ بھی تھا۔!"

"میں تمہاری قسم کا احترام کرتے ہوئے تمہیں اس مہمل لفظ کے اظہار پر مجبور نہیں کروں
! لیکن تم کم از کم ان ساتوں کے نام اور پتے تو لکھوا ہی دو۔!"

"یہ میں کر سکوں گا۔!"

پھر وہ نام اور پتے بولتا رہا اور عمران کی پنسل تیزی سے کاغذ پر چلتی رہی۔ خصوصیت سے
ل نے اس نام کے نیچے گہری لکیر کھینچ دی جس کے بارے میں مخاطب نے بتایا تھا کہ اُسے اُس کی
رانی پر مامور کرنے والا وہی تھا۔!

"اور کیا تم اپنا نام اور پتہ نہیں بتاؤ گے....!" عمران نے مسکرا کر پوچھا۔!

"نوئیل ڈیوڈ.... کمرہ نمبر ستائیس.... پیلس ہوٹل....!"

"شکریہ....!"

"لل.... لیکن.... اس کے بعد.... اس کے بعد تم کیا کرو گے۔؟"

"ظاہر ہے کہ تم جیسے قیمتی آدمی کو گٹر میں تو بہانے سے رہا! ویسے اس وقت کی اور اس سے پہلے کی ہماری گفتگو ریکارڈ ہو گئی ہے۔ ٹیپ کی ایک کاپی تمہیں بھی دوں گا۔!"

"کیا مطلب۔؟"

"میں اس ملک کا سب سے بڑا بلیک میلر ہوں۔!"

"ہوں....!" وہ نتھنے پھلا کر غرایا۔ "تم اُس کا کیا بگاڑ سکو گے جو زندہ ہی نہ رہنا چاہتا ہو۔!"

"میں تمہیں زندہ رہنے پر مجبور کر سکتا ہوں۔!"

"اچھی بات ہے....!" وہ اٹھتا ہوا بولا.... "میں مرنا چاہتا ہوں تو پھر چوہوں کی طرح کیوں مروں....!"

پھر وہ مکا تان کر عمران کی طرف بڑھا ہی تھا کہ عمران کی زبان سے "لوبو" نکلا۔

مقابل اس طرح لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا جیسے یہ لفظ گھونسے کی طرح خود اس کے جبڑے پر پڑا ہو! پھر بے ساختگی میں اس کے منہ سے بھی "لی لا" پھسل گیا۔!

"تم نے اُس مہمل لفظ کو مکمل کر دیا۔! شکریہ۔!" عمران نے بے حد نرم لہجے میں کہا۔

مقابل دیوار سے لگا کھڑا ہانپ رہا تھا اور اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی جا رہی تھیں!

---

## عمران سیریز نمبر 45

# سہ رنگا شعلہ

(دوسرا حصہ)

# پیشرس

"سہ رنگا شعلہ" ملاحظہ فرمائیے۔ سلسلے کی کتاب تھی اس لئے کوشش یہی تھی کہ تاخیر نہ ہونے پائے۔ بہر حال کہانی کی طوالت ہی کی بناء پر میں خود بھی اسے دو حصوں پر مشتمل سمجھتا رہا تھا لیکن اسے کیا کیا جائے کہ بات سے بات نکل ہی آئی...... ویسے یقین کیجئے کہ جتنی پھرتی سے یہ ناول پیش کیا جارہا ہے ویسی ہی تیزی آپ کو خاص نمبر کی اشاعت کے سلسلے میں بھی نظر آئے گی۔

میں جانتا ہوں کہ آپ ایک بار پھر مجھ پر خفا ہوں گے لیکن آپ ہی بتائیے دشواری یہ تھی کہ سہ رنگا شعلہ کی قیمت کا اعلان پہلے ہی کیا جاچکا تھا۔ ورنہ میں اس کتاب کو زیادہ ضخیم بنا کر پیش کرتا اور بات یہیں ختم ہو جاتی۔

بہر حال ایک بار اور خفا ہو لیجئے! زندگی ہے تو آئندہ بھی اکثر خفا ہوتے رہیئے گا۔ بعض کہانیاں پھیل ہی جاتی ہیں کم صفحات میں سمیٹنے کی کوشش کی جاتی ہے تو حشر وہی ہوتا ہے جو "بلی چیختی ہے" کا ہوا تھا! اس کتاب کی اشاعت کے بعد لاتعداد خطوط موصول ہوئے تھے کہ میں نے اس کہانی کو ایک ہی جلد میں ختم کر کے زیادتی کی ہے اور اختصار کی بناء پر کہانی کوئی خاص اثر ذہن پر نہیں چھوڑتی۔

بہر حال! انہیں سب باتوں کے پیش نظر میں نے احتیاط برتنا ہی مناسب سمجھا ورنہ سمیٹ سماٹ کر یہ کہانی اس جلد میں بھی پوری ہو سکتی تھی۔

خاص نمبر میں یہ یقینی طور پر ختم ہو جائے گی اور اسے آپ بالکل "اپنی خاص الخاص" پسند کے مطابق پائیں گے۔

ایک بات اور۔ اس دوران میں مجھے مشرقی پاکستان سے ایک خط موصول ہوا تھا جس میں بہت زیادہ پریشانی کے اظہار کے ساتھ میری خیریت دریافت کی گئی! ہو سکتا ہے تین ماہ تک کوئی نئی کتاب نہ آنے کی بناء پر یہ فرض کر لیا گیا ہو کہ میں سفر آخرت پر روانہ ہو چکا ہوں۔

بھئی افواہوں پر کان نہ دھریئے۔ اب میں اتنا غیر معروف آدمی بھی نہیں ہوں کہ اخبارات میری موت کی خبر بھی چھاپنا پسند نہ کریں۔

ابن صفی

عمران کا شکار ایک بار پھر بے ہوش ہو چکا تھا۔ وہ اس کو اسی حالت میں چھوڑ کر ساؤنڈ پروف کمرے سے باہر آگیا۔

بلیک زیرو کو آپریشن روم میں طلب کر کے اسے ناموں اور پتوں والی لسٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ہمارے اس مہمان کا نام نوئیل ڈیوڈ ہے۔ لسٹ میں جس نام کے نیچے نشان ہے اس پر خاص طور پر نظر رکھنی ہے اور اسے بھی ذہن میں رکھو یہ کیس فیاض کے محکمے کا نہیں.... اس کا تعلق سو فیصد ہم سے ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا جناب....!" بلیک زیرو نے جلدی جلدی پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

"کیا نہیں سمجھے۔!"

"ہم سے کس طرح تعلق ہے....؟"

"یہ کسی دوسرے ملک کی سیکرٹ سروس کی سرگرمیاں ہیں....!"

"ہوں.... اُوں....!" بلیک زیرو کچھ سوچتا ہوا سر ہلا کر بولا۔ "میرا بھی یہی خیال تھا۔!"

عمران مزید کچھ کہے بغیر پھر ساؤنڈ پروف کمرے میں واپس آگیا۔ ڈیوڈ اب بھی صوفے پر پڑا تھا۔ آنکھیں بند تھیں اور وہ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔

عمران نے اسکے چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے دیئے۔ تین چار منٹ بعد وہ ہوش میں آگیا۔

"میں بڑی نقاہت محسوس کر رہا ہوں۔ تھوڑی سی بران.... برانڈی.... اوہ.... اوہ....!"

وہ نحیف آواز میں کراہنے لگا۔

"ابھی مل جائے گی۔!" عمران اس کا شانہ تھپکا کر بولا۔



"میں تم سے خائف نہیں ہوں سمجھے! میں نے تمہارے سامنے اپنی حماقت کا اعتراف کیا ہے اور اس کے بعد تم نے مجھے جتایا کہ تم بھی اسی تنظیم سے تعلق رکھتے ہو۔!"

"یہ غلط فہمی تمہیں کیونکر ہوئی کہ میں بھی اس تنظیم سے تعلق رکھتا ہوں۔!"

"کیا ہم نے کچھ دیر پہلے شناختی کوڈ ورڈ کا تبادلہ نہیں کیا تھا....؟"

عمران نے ایک بلند آہنگ قہقہہ لگایا اور دیر تک ہنستا رہا۔

"کیوں میرا مضحکہ اڑا رہے ہو....!" ڈیوڈ جھنجھلا کر بولا۔

"تمہاری اس مضحکہ خیز غلط فہمی پر ہنس رہا ہوں.... ارے میرے دوست تمہارے کوڈ ورڈ کے متعلق میری معلومات وسیع ہیں۔ ہو سکتا ہے تم خود اس سے واقف نہ ہو کہ کس مقصد کے لئے کام کر رہے ہو لیکن میں اچھی طرح جانتا ہوں۔!"

"تو تم.... یعنی کہ.... تم ان مہمل الفاظ کو اسی حیثیت سے جانتے تھے۔!"

"بالکل....!"

"تو اس کا مطلب ہے کہ یہاں کے بلیک میلرز پولیس سے زیادہ چالاک ہیں۔!"

"پولیس تو میری جیب میں پڑی رہتی ہے۔!"

"تو ہم یونہی تمہارے پیچھے لگے رہے تھے۔!"

"یقیناً....!"

ڈیوڈ فوری طور پر کچھ نہ بولا۔ عمران اسے ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے تولنے کی کوشش کر رہا ہو!

"شاید تم نے یہ بھی کہا تھا کہ تم پولیس کے خلاف بھی کام کرتے ہو۔!" ڈیوڈ نے کچھ دیر بعد گھبرائی ہوئی آواز میں میں کہا۔

"بعض اوقات.... جب پولیس سے کسی فائدے کی امید نہ ہو۔!"

"ہمارے لئے وہ تار اور لفافہ بہت اہم ہے۔!"

"ہو سکتا ہے....؟"

"تو پھر تم اس کی تلاش میں ہماری مدد کر سکو گے....؟"

"یہ بھی ممکن ہے۔!"

"تو پھر شاید میں تمہارے لئے کوئی بڑا بزنس مہیا کر سکوں۔۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ لیکن ڈیوڈ دفعتاً عجیب سے لہجے میں بولا۔"میں یہ کیا بکواس کر رہا ہوں۔ مجھے ضرورت ہی کیا ہے اس معاملے میں پڑنے کی۔ میں تو مرنا چاہتا ہوں۔۔!"

"شادی ہو چکی ہے تمہاری۔۔۔۔؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔۔؟" اس نے متحیرانہ انداز میں جواب دیا۔

"تب تو پھر تمہیں زندہ رہنا چاہئے۔۔!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"ایک عورت کے مرجانے سے اتنے نروس ہو گئے ہو۔۔۔۔! مجھے دیکھو ہر سال تین چار عورتیں مار دیتا ہوں۔۔!"

"کیسے۔۔۔۔؟"

"ان سے شادی کی درخواست کرتا ہوں اور وہ خودکشی کر لیتی ہیں۔۔۔۔!"

"خودکشی کیوں کر لیتی ہیں۔۔!"

"میرے ساتھ زندہ رہنے سے موت انہیں آسان نظر آتی ہے۔۔!"

"تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔۔!"

"خیر اسے چھوڑو۔۔۔۔ دارالحکومت کے اس آدمی کا کچھ اتہ پتہ بتاؤ جس کے لئے وہ لفافہ جانے والی تھی۔۔!"

"مجھے کیا معلوم اس کا پتہ۔۔۔۔!"

"کیوں۔۔۔۔ کیا تم نے ہی اس کے لئے ہدایت نامہ مرتب نہیں کیا تھا۔۔۔۔؟"

"قطعی کیا تھا۔۔۔۔! لیکن اُسے ڈھونڈ نکالنے کا طریق کار ایسا نہیں تھا جس سے اس کے اتے پتے پر روشنی پڑسکتی۔۔! اُسے تو ایک تقریب میں شرکت کرنی تھی وہیں وہ شناختی کوڈ ورڈز کے ذریعے اسے ڈھونڈ نکالتی اور لفافہ اس کے حوالے کر کے یہاں واپس آجاتی۔۔!"

"تقریب۔۔۔۔ کب اور کہاں منعقد ہو گی۔۔!"

"وقت گزر چکا۔۔۔۔ تقریب ہو چکی ہو گی۔۔۔۔ کئی دن پہلے۔۔!"

"اچھا اپنی کرپٹوگرافی کے متعلق کچھ بتاؤ۔۔!"

"تم ابھی کہہ رہے تھے کہ ہمارے کوڈ ورڈز کے متعلق تمہاری معلومات بہت وسیع ہیں"



ڈیوڈ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"وہ تو محض بلف تھا۔۔۔۔ البتہ لوبو۔۔۔۔ لی لا۔۔۔۔ کا علم کسی طرح ہو گیا تھا۔۔!"

"تم ہماری کرپٹوگرافی کے بارے میں کچھ معلوم کر کے کیا کرو گے۔ اگر ہمارے لئے کوئی کام سرانجام دینا چاہو تو معقول معاوضے پر تمہاری خدمات حاصل کر لی جائیں گی۔۔!"

"چلو یہی سہی۔۔۔۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔"آج کل مالی مشکلات میں مبتلا ہوں۔۔!"

ڈیوڈ کچھ نہ بولا۔ اس کی آنکھوں سے گہرا تفکر جھانک رہا تھا۔ ایک بار پھر عمران کو اس کے چہرے پر ایسے تاثرات دکھائی دیئے جیسے کچھ دیر پہلے نظر آئے تھے جب اس نے مرجانے کی خواہش ظاہر کی تھی۔

رافیہ سموناف جوزف سے کہہ رہی تھی۔

"تمہارا باس عجیب ہے۔! نہ جانے اس میں کونسی خاص بات محسوس کرتی ہوں جو ہر آدمی میں نہیں ہوتی۔۔!"

"میں بھی محسوس کرتا ہوں مادام۔۔۔۔!" جوزف نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

"ذریعہ معاش کیا ہے۔۔۔۔؟"

"ذریعہ معاش۔۔۔۔؟" جوزف اس کی طرف دیکھے بغیر سر ہلا کر بڑبڑایا۔"میں نے معلوم کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔۔!"

"کیا مطلب۔۔۔۔؟ تو گویا تمہیں یہ نہیں معلوم کہ تمہارا باس کرتا کیا ہے۔۔!"

"نہیں مادام۔۔۔۔ میں تو صرف اس پر نظر رکھتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔۔!"

"تم سب ہی عجیب ہو!" رافیہ مسکرائی۔"میں دیکھ رہی ہوں کہ تم نے مجھ سے اس عمارت کا پتہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی جہاں تمہارے باس کے بارے میں پوچھ گچھ کی گئی تھی۔۔!"

"باس۔۔۔۔ اگر اسے پسند کرتے تو اس کے لئے مجھے فون پر ہدایت مل جاتی۔۔!"

"یہ معاملہ ایسا تو نہیں تھا کہ تمہیں ہدایت کی ضرورت ہوتی۔۔!"

"بالکل ضرورت ہے مادام۔۔۔۔ میرے باس کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔ ایک بار میں نے ایک جھگڑے میں اپنی مرضی سے انکا ہاتھ بٹانا چاہا تھا۔ بس الٹ پڑے اور مجھے ہی ٹھونک پیٹ کر رکھ دیا۔۔!"

"کیا تم نہیں جانتے کہ وہ لوگ کیوں اس کے دشمن ہو گئے ہیں۔!"

"میں کچھ بھی نہیں جانتا مادام....!" جوزف نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اب اس موضوع پر مزید گفتگو سے بچنا چاہتا ہو۔

کچھ دیر خاموشی رہی تھی۔ پھر رافیہ واپسی کے لئے اٹھی تھی۔

اس ملک میں یہ پہلے غیر متعلق لوگ تھے جن سے اس کی جان پہچان ہوئی تھی اور ان سے رسم وراہ بڑھانے کا مشورہ روح کی طرف سے ملا تھا۔ وہ اس روح کے بارے میں بھی اکثر سوچتی اور گھنٹوں اس کا ذہن سریت کے دھندلکوں میں ڈوبا رہتا۔ کبھی کبھی تو اس کو اپنی اس محویت سے خوف بھی محسوس ہونے لگا۔ پتہ نہیں کب اور کہاں اس روح کا خیال آئے اور اس کا ذہن اسی میں غلطاں و پیچاں ہو کر اسے جسمانی طور پر کسی بڑی غلطی کا مرتکب بنادے۔

عمران کے فلیٹ سے نکل کر وہ سڑک کے کنارے رکی۔ دس پندرہ منٹ گزر گئے لیکن کوئی خالی ٹیکسی نہ دکھائی دی۔ اس نے سوچا کچھ دور پیدل ہی سہی اگلے چوراہے پر ٹیکسی ضرور ملے گی۔

اس وقت وہ اسکرٹ اور بلاؤز میں تھی۔ روح کے مخصوص کرے والا لباس وہیں چھوڑ آئی تھی۔ پہلی بار جب وہ عمران کے فلیٹ میں داخل ہوئی تھی تو اس کے جسم پر وہی لباس تھا اور وہ اس کے متعلق سخت الجھن میں مبتلا رہی تھی مجبوری تھی۔ پروفیسر نے اس سے کہا تھا کہ وہ اسی لباس میں عمران سے ملے۔! لیکن آج اس نے خود ہی پروفیسر سے کہا تھا کہ وہ اس ہیئت کذائی میں باہر نہیں نکل سکتی۔ اسے معمولی لباس استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔ پروفیسر نے اس کے برخلاف اصرار نہیں کیا تھا۔

وہ چوراہے پر پہنچ کر رک گئی۔ سوچ رہی تھی پتہ نہیں کتنی دیر بعد ٹیکسی ملے پروفیسر کے پاس اس نے ابھی تک کوئی گاڑی نہیں دیکھی تھی۔ اور اس سے اس کے متعلق کچھ پوچھا بھی نہیں تھا۔ اچھی طرح جانتی تھی کہ پروفیسر کسی ایک جگہ جم کر نہیں رہ سکتا۔ کچھ دن اس ملک کے چند بڑے شہروں میں قیام کر کے بزنس کرے گا پھر پتہ نہیں کہاں جانا پڑے لہٰذا مستقل طور پر گاڑی رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

لیکن اس وقت وہ کیا کرے دور دور تک کسی ٹیکسی کا پتہ نہیں تھا۔ اگر کوئی نظر بھی آتی تو خالی نہ ہوتی۔ دفعتاً ایک شکستہ حال بچہ اس کے قریب پہنچ کر رک گیا.... اس کے ہاتھ میں بادامی رنگ



کا ایک لفافہ تھا جسے وہ رافیہ کے ہاتھ میں تھما کر آگے دوڑتا چلا گیا۔ رافیہ اس حرکت پر ہکا بکا رہ گئی تھی کبھی لفافے کی طرف دیکھتی اور کبھی دور ہوتے ہوئے لڑکے کی طرف۔ نہ وہ اس کے پیچھے جا سکی اور نہ آواز دے سکی۔

پھر اسے لفافے ہی کی طرف پوری طرح متوجہ ہونا پڑا.... اس پر انگریزی میں "برائے سکریٹری پروفیسر اوٹو ویلانی....!" ٹائپ کیا ہوا تھا۔

لفافہ سیل کیا ہوا تھا.... اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ لفافے کو یہیں کھول ڈالے یا اسی حالت میں ساتھ لے جائے۔

یہاں اسے کون جانتا تھا....؟ سیاہ فام جوزف یا اس کے مالک کے علاوہ اور کون شناسا تھا جو اس طرح.... دفعتاً وہ چونک پڑی وہ لوگ بھی تو اسے جانتے ہیں جنہوں نے جوزف کے مالک کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے اس سے پوچھ گچھ کی تھی۔ لیکن کیوں....؟ اب وہ کیا چاہتے ہیں اس الجھن نے ایسی صورت اختیار کرلی کہ اسے گردو پیش کا احساس ہی نہ رہا۔ یہ بھی بھول گئی کہ یہاں کیوں رکی تھی۔

کچھ دیر بعد جب قریب سے گزرنے والے ایک ٹرک کے طویل ہارن کی آواز اسے ہوش میں لے آئی تو اس نے اس طرح سٹپٹا کر چاروں طرف دیکھا جیسے کچھ دیر قبل یہیں کھڑے کھڑے سوتی رہی ہو....!

ٹھیک اسی وقت ایک خالی ٹیکسی بھی نظر آئی۔ رافیہ نے ہاتھ اٹھا کر رکنے کا اشارہ کیا۔

پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اس نے ڈرائیور سے ماڈل کالونی چلنے کو کہا تھا اور پھر اس لفافے کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی تھی۔

بالآخر لفافہ چاک ہوا.... اور اس میں سے سو سو روپے کے دس نوٹ برآمد ہوئے ان کے ساتھ ایک خط بھی تھا۔ انگریزی ٹائپ میں مضمون تھا۔

"محترمہ ہم آپ کے مشکور ہیں اس اطلاع کے سلسلے میں جو آپ نے عمران سے متعلق ہمیں بہم پہنچائی ہیں۔ یہ ایک ہزار روپے کی حقیر رقم قبول فرمائیے۔ اس قسم کی مزید آمدنی کے امکانات ہر وقت موجود رہیں گے اگر آپ نے اس وقت عمران کو اس فلیٹ میں دیکھا ہو تو اسی لفافے کی پشت پر صرف ہاں یا نہیں لکھ کر جہاں بھی آپ گاڑی سے اتریں سڑک کے کنارے پر ڈال دیں۔ شکریہ۔!"

رافیہ نے خط اور نوٹ اسی لفافہ میں رکھ دیئے اور نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے بیٹھی رہی۔

پھر ویلانی کی کوٹھی کے پھاٹک ہی پر ٹیکسی رکوائی تھی۔ لیکن خط کی ہدایات پر عمل نہ کرتے ہوئے لفافے کو بغل میں دبائے ہوئے کمپاؤنڈ میں داخل ہوگئی۔ اوٹو ویلانی اس وقت نشست کے کمرے میں موجود تھا۔ رافیہ نے کچھ کہے بغیر وہ لفافہ اس کی طرف بڑھادیا۔

"یہ کیا ہے۔!" ویلانی نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

"دیکھئے.....!" رافیہ کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔

ویلانی نے لفافے کو میز پر الٹ دیا اور پھر خط پڑھتا رہا اس کی بھنویں تنتی جارہی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اُسے اس پر شدت سے غصہ آرہا ہو۔!

دیکھتے ہی دیکھتے اس نے وہ سارے نوٹ اور خط ریزہ ریزہ کردیئے۔

"ذلیل.....!" وہ غراتی ہوئی آواز میں بولا۔ "ہمیں کیا سمجھتے ہیں۔!"

"اس بیچارے کو ان لوگوں نے اس درجہ خوف زدہ کردیا ہے کہ اسے روپوش ہوجانا پڑا۔!" رافیہ نے کہا۔

ویلانی کچھ نہ بولا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔

رافیہ کہتی رہی۔ "وہ اس وقت فلیٹ میں موجود نہیں تھا۔ میرے سامنے ہی نیگرو نے فون پر اس کی کال ریسیو کی تھی۔ نیگرو نے اسے وہاں میری موجودگی کی اطلاع دی میں نے نیگرو سے کہا کہ وہ اس سے گفتگو کرنا چاہتی ہے۔ بہر حال میں نے اسے بتادیا ہے کہ کچھ لوگوں نے مجھ سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنی چاہی تھیں۔!"

"تم نے اچھا کیا۔!" ویلانی بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"آپ نے یہ نوٹ کیوں پھاڑ دیئے.....؟"

"ناپاک پیسہ تھا.....!" ویلانی نے جھلا کر کہا۔

رافیہ کچھ نہ بولی! تھوڑی دیر بعد ویلانی بولا۔

"تم روح سے درخواست کرو کہ انہیں سزا دے۔!"

"اس سے کیا ہوگا.....؟"

"تمہاری توہین کسی طرح بھی برداشت نہیں کی جاسکتی۔ ایک غلط کام کے لئے انہوں نے



نہیں پیسے کا لالچ دلانے کی کوشش کی تھی۔ ذلیل کتے کہیں کے۔!" پھر وہ اسی طرح بڑبڑاتا رہا اور رافیہ لباس تبدیل کرنے کے کمرے میں چلی آئی۔

قدیم مصری ممی کی قد آدم تصویر پر نظر پڑتے ہی اس نے سوچا کہ اسے سچ مچ روح سے درخواست کرنی چاہئے کہ وہ عمران کے دشمنوں کو سزا دے۔ ابھی وہ کوئی فیصلہ نہیں کرسکی تھی کہ کمرے کی فضا سرگوشی سے گونج اٹھی۔

"کیا تم کچھ کہنا چاہتی ہو.....!"

"ہاں.....اے.....مقدس روح....." بے اختیار اس کی زبان سے نکلا۔ "ان بدبختوں کو سزا ملنی چاہئے جو مجھے ایک غلط کام پر آمادہ کرنا چاہتے ہیں۔!"

"صرف ایک گھنٹہ انتظار کرلو.....اس کا ذمہ دار جلد ہی تمہارے قدموں پر ہوگا۔ رافیہ نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ ہلائے لیکن اچانک چھا جانے والی خاموشی جیسے خود اس کی آواز پر بھی حاوی ہوگئی تھی۔

وہ کچھ بھی نہ بول سکی۔ چند لمحے اسی طرح کھڑی رہی۔ پھر میز کے سامنے جا بیٹھی۔ خطوط کا انبار اس کا منتظر تھا۔

کچھ دیر بعد ٹائپ رائٹر کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔

کام میں مصروف ہوجانے کے بعد رافیہ کو وقت کا احساس نہیں رہ جاتا تھا۔

آج بھی یہی ہوا... ٹائپ رائٹر کی کھٹ کھٹ میں اس کا ذہن ڈوب کر گردوپیش سے بے خبر ہوتا گیا۔

پھر وہ ڈور بیل کی تیز آواز ہی تھی جس نے اسے اس محویت سے نکال کر جھنجھلاہٹ میں مبتلا کردیا۔ کوئی پے در پے گھنٹی بجائے جارہا تھا۔

"کون ہوسکتا ہے؟" اس نے سوچا ابھی تک جوزف کے علاوہ تو اور کوئی یہاں آیا نہیں تھا۔

بہر حال کوئی بھی ہو جھنجھلاہٹ اپنی جگہ پر تھی۔ وہ طوعاً و کرہاً اٹھی اور صدر دروازے تک آئی۔

لیکن..... یہ کون تھا.....؟ صورت کچھ جانی پہچانی تھی۔ ہر چند کہ اس وقت بگڑ کر رہ گئی تھی۔ لیکن بہر حال پہچان لی گئی..... یہ تو وہی سفید فام غیر ملکی تھا جس نے عمران کے بارے میں اس سے پوچھ گچھ کی تھی۔

اس نے دونوں ہاتھوں سے بایاں پہلو دبا رکھا تھا اور چہرے پر کسی اندرونی اذیت کے آثار تھے۔

"پروفیسر.... میں پروفیسر سے ملنا چاہتا ہوں۔!" وہ کراہا۔

"پروفیسر موجود نہیں ہیں۔!" رافیہ نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں مر رہا ہوں....!"

"کیوں....؟ تمہیں کیا ہوا ہے۔!"

"زیادہ دیر کھڑا نہیں رہ سکتا.... مجھ پر رحم کرو۔!"

رافیہ نے برآمدے میں پڑی ہوئی آرام کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "بیٹھ جاؤ۔!"

وہ اسی طرح بایاں پہلو دبائے ہوئے آرام کرسی میں ڈھیر ہو گیا.... گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے دم گھٹ رہا ہو۔

"تمہیں کیا تکلیف ہے....!" رافیہ نے کسی قدر نرم لہجے میں پوچھا۔

"مم.... میں نہیں جانتا.... بیان نہیں کر سکتا۔ میرا دم گھٹ رہا ہے.... یہ بھی نہیں جانتا کہ یہاں کیوں آیا ہوں۔!"

رافیہ کچھ نہ بولی۔ وہ روح کی سرگوشی کے متعلق سوچ رہی تھی۔

یہ وہی شخص تھا جس نے اس سے زبردستی عمران کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ روح نے کچھ دیر قبل اسے بتایا تھا کہ وہ ایک گھنٹہ کے اندر اندر اس کے قدموں پر ہوگا اب وہ کیا کرے۔ آخر وہ یہاں کیوں آیا ہے....؟

"پروفیسر سے ملاقات نہیں ہو سکے گی۔!" رافیہ نے کچھ دیر بعد کہا۔

"تب پھر مجھے مر جانے دو.... میرا خیال تھا کہ اوٹو ویلانی میرے لئے کچھ کر سکے گا۔! کم از کم یہی بتا سکے گا کہ میں اچانک کس مرض میں مبتلا ہو گیا ہوں۔!"

"وہ کیا بتا سکیں گے.... تم کسی ڈاکٹر کے پاس جاؤ....!"

"پہلے ڈاکٹر ہی کے پاس گیا تھا لیکن وہ کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔!"

رافیہ چند لمحے اسے گھورتی رہی پھر بولی۔ "تو کان کھول کر سنو.... تم نے میری توہین کی تھی اس کی سزا بھگت رہے ہو....! اس دن زبردستی مجھ سے معلومات حاصل کیں اور آج وہ لفافہ۔!

"وہ تو اظہارِ تشکر کے طور پر....!"



"خاموش رہو.... پروفیسر نے وہ سارے نوٹ چیر پھاڑ کر پھینک دیئے۔!" وہ کچھ نہ بولا۔

رافیہ کہتی رہی۔ "تمہیں جرأت کیسے ہوئی تھی.... کیا سمجھے تھے تم....!"

"تمہیں معاف نہیں کیا جا سکتا۔!" راہداری سے پروفیسر کی غرائی ہوئی آواز آئی۔ "سموناف اسے اندر لاؤ۔!"

رافیہ چونک کر مڑی تھی لیکن اُسے پروفیسر دکھائی نہ دیا۔ وہ عجیب طرح کی اعصابی کشیدگی محسوس کر رہی تھی۔ خود اس سے مزید کچھ نہ کہہ سکی اور ایک بار پھر مڑ کر راہداری کی طرف دیکھا۔

لیکن پھر پروفیسر کی آواز نہ سنائی دی۔

"تم نے سنا....!" وہ بالآخر اس سے مخاطب ہوئی۔

سفید فام اجنبی نے کراہتے ہوئے کہا۔ "ذرا ٹھہرو.... میں خود پر قابو پا لوں فوری طور پر کرسی سے نہ اٹھ سکوں گا۔!"

رافیہ کو پہلے اس پر غصہ آیا تھا.... اور اب وہ خوف زدہ تھی.... اس کے لئے تشویش میں مبتلا ہو گئی تھی اب اس کا کیا حشر ہوگا۔ پروفیسر کی خوف ناک آنکھیں کچھ اور زیادہ خوف ناک اور جذبہ انتقام کی تفسیر بن کر اس کے ذہن میں ابھر رہی تھیں۔

پتہ نہیں کیوں اس کا دل چاہ رہا تھا کہ سفید فام اجنبی اندر نہ جائے۔

لیکن کچھ دیر بعد وہ خود ہی اٹھا اور لڑکھڑاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ رافیہ راستہ بتانے کے لئے تیزی سے جھپٹی۔

وہ راہداری سے گزر رہے تھے کہ عمارت کے کسی دور افتادہ حصے سے پروفیسر کی آواز آئی۔

"اسے یہاں لاؤ۔!"

رافیہ نے اب اس نیم تاریک کمرے کی طرف اس کی رہنمائی کی جہاں کچھ دن پہلے عمران کو لے گئی تھی۔

"سموناف....! اب تم جاؤ....!" پروفیسر کی آواز آئی۔

اور وہ اس نیم تاریک کمرے سے باہر آگئی۔

سخت الجھن میں تھی۔ پتہ نہیں اب اس کا کیا حشر ہو....!

وہ کچھ لوگوں سے نفرت کر سکتی تھی لیکن وہ یہ گوارا نہیں کر سکتی تھی کہ انہیں کوئی گزند پہنچے۔!

شاید بیس منٹ بعد وہ اس کمرے سے باہر آیا تھا.... رافیہ نے اس کے چہرے پر شگفتگی دیکھی۔ تن کر چل رہا تھا۔ چال میں لڑکھڑاہٹ بھی نہیں تھی۔ لیکن اس کے چہرے پر ایک سیاہ داغ نظر آ رہا تھا.... بچھو کی شکل کا جس نے ڈنگ اٹھا رکھا ہو۔

انداز ایسا نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس داغ سے باخبر ہے۔

رافیہ ساکت وصامت کھڑی رہی اور وہ اظہارِ تشکر کے طور پر کچھ کہتا ہوا اسکے قریب سے گزر گیا۔

وہ وہیں کھڑی رہی کچھ دیر بعد پروفیسر بھی اسی دروازے سے برآمد ہوا اس کے ہونٹوں پر سفاک سی مسکراہٹ تھی۔

"کچھ دیکھا تم نے....؟" اس نے رافیہ سے پوچھا۔

رافیہ سوالیہ انداز میں اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"وہ اس کالے بچھو سے بے خبر ہے۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"کیا تم نے اس کا چہرہ غور سے نہیں دیکھا تھا۔!"

"جی ہاں.... میں نے دیکھا تھا۔ شاید آپ سے اس کی پیشانی کے داغ کے بارے میں کہہ رہے ہیں جو کمرے میں داخل ہونے سے پہلے نہیں تھا۔!"

"یہی بات ہے....!" پروفیسر مسکرایا۔ "وہ بھی کیا یاد کرے گا۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"سزا کے طور پر....! اسے پیشانی سے ہٹانے کا اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں کہ اتنی کھال ہی نکال دی جائے....؟"

"مگر کیوں....؟" رافیہ مضطربانہ انداز میں بولی۔

"میری مرضی۔" پروفیسر غرایا۔ "اپنے مقابل آنے والوں کو میں ایسی ہی سزا دیتا ہوں۔!"

"لیکن وہ تو بہت خوش نظر آ رہا تھا....؟"

"اس کی وہ تکلیف میں نے رفع کر دی تھی جس میں مبتلا ہو کر یہاں آیا تھا۔ سزا کا علم اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ وہ خود آئینہ نہ دیکھے یا کوئی اس کی طرف توجہ نہ دلائے۔!"

"لیکن آپ نے ایسا کیا ہی کیوں....؟"



"میں کسی کو معاف نہیں کرتا۔ آخر اس نے اپنے جھگڑے نپٹانے کے لئے تمہیں کیوں آلہ بنانا چاہا تھا۔!"

رافیہ کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی۔

عمران نے آپریشن روم میں بیٹھے بیٹھے ساتویں اطلاع بھی وصول کی اور آخر کار بُرا سا منہ بنائے ہوئے اٹھ گیا۔

ڈیوڈ اب بھی ساؤنڈ پروف کمرے ہی میں بند تھا۔ ایک بار پھر اسے عمران کا سامنا کرنا پڑا۔

"تمہارے وہ ساتوں دوست ان پتوں پر نہیں مل سکے۔!" عمران اس سے کہہ رہا تھا۔ "میرے آدمیوں کو بہم پہنچائی ہوئی اطلاعات کے مطابق انہوں نے آج ہی ان رہائش گاہوں کو چھوڑا ہے۔!"

"تب تو پھر....!" ڈیوڈ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا لیکن جملہ پورا نہ کر سکا۔

عمران غور سے اس کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا۔

"تب تو بہتر ہے کہ میں تمہاری ہی قید میں رہوں۔!" ڈیوڈ نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"کیوں....!"

"وہ مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے۔!"

"اوہو....! لیکن اس اسکیم کا کیا ہوگا جس کے تحت میں تم لوگوں کو مدد دینے والا تھا۔!"

"اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ کچھ بھی نہیں ہو سکتا میں ان کی غلط فہمی کسی طرح بھی رفع نہ کر سکوں گا۔!"

"کیا مطلب....!"

"میرے اس طرح غائب ہو جانے سے انہوں نے یقیناً کسی قسم کا خطرہ محسوس کیا ہوگا تب ہی تو اپنی رہائش گاہوں کو چھوڑ گئے۔"

"خیر.... خیر.... لیکن تم ان کے پیشوں سے تو واقف ہی ہو گے۔!"

"ہرگز نہیں.... وہ بھی میرے پیشے سے واقف نہیں تھے۔!"

"کیا تمہیں ایسی کوئی ہدایت ملی تھی جس کے تحت تم کسی کو اپنے پیشے سے آگاہ نہ کرو۔!"

"صرف اتنی کہ کسی اجنبی کو اپنے بارے میں کچھ نہ بتائیں۔ دراصل ہم آٹھوں ایک کلب کے

ممبر تھے زیادہ تر کلب ہی میں ہماری ملاقاتیں ہوتی تھیں۔!"

"کلب کے متعلق کچھ بتاؤ۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"کلب کا نام.... "فرینڈزاے براڈ" ہے سرفراز روڈ پر۔ آئینہ بلڈنگ میں ایک سوئیڈش عورت مس موریلی فراہام کلب کی مالکہ اور منیجر ہے۔!"

"تب تو میرا خیال ہے کہ وہ کلب بھی وہاں سے غائب ہو گیا ہوگا۔!" عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"خدا جانے...!" ڈیوڈ جھنجھلا کر بولا۔ "میرا مستقبل تو تباہ ہو چکا۔!"

"ارے تم تو ویسے بھی مرجانے پر تلے بیٹھے تھے۔!"

"میں غلطی پر تھا...!" ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "اب میں نے اپنا فیصلہ بدل دیا وہ عورت احمق تھی جو اس طرح مر گئی۔ کل میں بے حد جذباتی ہو رہا تھا۔!"

"شاباش.... اب تم نے کام کی باتیں شروع کی ہیں.... اچھا تو پھر اب تم یہیں قیام کرو..... میں دیکھوں گا کہ میں ان لوگوں کو اپنا تعاون حاصل کرنے پر آمادہ کر سکتا ہوں یا نہیں۔!"

"سب کچھ جہنم میں جائے... کیا تم میرے لئے کوئی تیز قسم کی شراب مہیا نہیں کر سکو گے!"

"ضرور... ابھی بھجواتا ہوں۔!" عمران نے کہا اور پھر ساؤنڈ پروف کمرے سے باہر گیا۔

وہ جانتا تھا کہ بلیک زیرو بھی رانا پیلس ہی میں موجود ہوگا۔ ان دنوں وہ وہیں سے سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبروں کی کمانڈ کر رہا تھا۔ کچھ دیر پہلے وہی ڈیوڈ کے دوستوں کے متعلق معلومات فراہم کر کے عمران کو ٹرانس میٹر پر مطلع کرتا رہا تھا۔

عمران نے فون پر رانا پیلس سے رابطہ قائم کر کے بلیک زیرو کو پھر مخاطب کیا اور "فرینڈزاے براڈ" کی مالکہ مس موریلی فراہام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ہدایات دیں۔

"اور دیکھو!" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "دو گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں دے سکتا۔!"

"بہت بہتر جناب....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ویٹس آل....!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

"پھر ٹھیک دو گھنٹے بعد ہی فون کی گھنٹی بجی تھی۔

بلیک زیرو رپورٹ پیش کر رہا تھا۔!" مس موریلی فراہام سوئیڈن کی باشندہ ہے۔ عمر پچیس اور



ہی کے درمیان قد پانچ فٹ تین انچ.... اچھی صحت اور دل کش خدوخال رکھتی ہے۔ بلاشبہ خوبصورت کہی جا سکتی ہے۔ ہمارے کلچر کا مطالعہ اور مصوری کے مختلف ادوار کے بارے میں مواد اکٹھا کر رہی ہے۔ آج کل مغل طرز کی مصوری کی اسٹڈی کر رہی ہے۔ امینہ بلڈنگ ہی میں بزنس بھی ہے اور قیام بھی ہے بہت سوشل بھی واقع ہوئی ہے۔ مقامی آرٹسٹ یا آرٹ کے طالب علم کلچر سینٹر کے سیکریٹری کے توسط سے اس تک پہنچ سکتے ہیں۔!"

"کلب کے بارے میں کیا معلومات حاصل ہوئیں۔!" عمران نے پوچھا۔

"یہ عموماً غیر ملکیوں کے لئے مخصوص ہے۔ لیکن مقامی لوگوں کو بھی ممبر شپ دی جا سکتی ہے بشرطیکہ وہ مس فراہام کے معیار پر پورے اتریں۔ شاید اسی لئے مقامی ممبروں کی تعداد تین سے آگے نہیں بڑھ سکی۔

"خیر تم.... کلچر سینٹر کے سیکریٹری سے ایک تعارفی خط حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ مرزا نعیم بیگ کے نام جو مصوروں کے ایک قدیم خاندان کا رکن ہے....!"

"میں سمجھ گیا... اچھی بات ہے ایک گھنٹے کے اندر اندر یہ بھی ہو جائیگا۔!" بلیک زیرو نے کہا۔

اور پھر کلچر سینٹر کے سیکریٹری کا تعارف نامہ وہ خود ہی لے کر دانش منزل میں داخل ہوا تھا۔

"تم نے یہ بھی معلوم کر ہی لیا ہوگا کہ وہ کس وقت سے کس وقت تک اجنبیوں سے ملتی ہے!" عمران نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

"کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔! مقامی آرٹسٹوں سے کسی وقت بھی مل سکتی ہے۔ بس کلچر سینٹر کے سیکریٹری کے حوالے سے فون کرنا پڑے گا۔ وہ فوراً طلب کر لے گی۔ کیا آپ خود ہی جائیں گے؟"

"ہوں....!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "اب مجھے ہی دیکھنا پڑے گا.... لیکن تم جوزف سے رابطہ قائم کر کے اس آدمی کے بارے میں چھان بین کرو جس نے پروفیسر اوٹو ویلانی کی سیکریٹری سے میرے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہی تھیں۔!"

موریلی فراہام سوئیڈش تھی.... خوبصورت بھی تھی اور صحت مند بھی انگریزی روانی کے ساتھ بول سکتی تھی اور اردو سیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ سوئیڈن سے تجارتی نوعیت کے پاسپورٹ پر یہاں آئی تھی.... اور کئی سال سے یہاں مقیم تھی۔ ثقافتی سرگرمیوں میں بھی اکثر

حصہ لیتی ہوئی دیکھی گئی تھی۔

عمران انہیں اطلاعات پر غور کرتا ہوا سر فراز روڈ طے کر رہا تھا۔ پچھلے چوراہے پر ٹیکسی چھوڑ دی تھی وہاں سے پیدل ہی چل پڑا تھا۔ لیکن اسے ان لوگوں کی قطعی فکر نہیں تھی جو اس کی تلاش میں تھے۔ کیونکہ وہ خود اس وقت میک اپ میں تھا۔ شاید قریب سے دیکھنے والے بھی نہ پہچان سکتے۔ کئی گھنٹے اس میک اپ میں صرف کئے تھے اور اب اسکیم کے مطابق دانش منزل واپس نہیں جانا تھا۔ اسی میک اپ میں اس نے اپنے لئے ایک متوسط درجہ کے ہوٹل میں کمرہ حاصل کر لیا تھا۔

امینہ بلڈنگ کے سامنے پہنچ کر وہ رک گیا... صدر دروازے پر عین سائن بورڈ کے نیچے ایک باوردی چپڑاسی کھڑا نظر آیا۔

عمران نے آگے بڑھ کر اس سے کہا "مجھے وقت دیا گیا ہے مادام موریلی کو میری آمد کی اطلاع دے دو۔!"

"کیا آپ مرزا نسیم بیگ صاحب ہیں...؟" اس نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"ہاں میں ہی ہوں۔!"

"آیئے تشریف لایئے جناب...!" وہ ایک طرف ہٹتا ہوا بولا۔

عمران اس کے پیچھے چلنے لگا!

وہ اسے اس کمرے میں لے آیا جہاں موریلی فراہام سے ملاقات ہونے والی تھی۔

کمرہ سلیقے سے سجایا گیا تھا۔ دیواروں پر آرٹ کے نادر نمونوں کی نقول موجود تھیں۔ ابھی وہ بیٹھنے بھی نہیں پایا تھا کہ بائیں جانب والے دروازے سے وہ مسکراتی ہوئی بر آمد ہوئی۔

"بیٹھئے... بیٹھئے... جناب...! میری طرف سے دلی شکریہ قبول فرمایئے اپنی تشریف آوری پر۔!" اس نے اردو میں کہا لیکن صاف معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کچھ دیر پہلے اس جملے کو ادا کرنے کی مشق کرتی رہی ہو۔!

"کوئی بات نہیں...!" عمران نے انگریزی میں گل افشانی شروع کی۔ "مجھ میں قومی حس ذرہ برابر بھی نہیں ہے اس لئے میں اردو میں آپ سے گفتگو نہیں کر سکوں گا مجھے انگریزی بولنے کا شوق ہے۔ لیکن ایسے لوگ مجھے کم ہی ملتے ہیں جن کے ساتھ میں اپنا یہ شوق پورا کر سکوں۔!"

"مجھے آپ نے ایک بہت بڑی دشواری سے بچا لیا۔!" وہ مسکرائی۔ اس بار یہ جملہ اس نے



انگریزی ہی میں ادا کیا تھا۔ تھوڑے توقف کے بعد پھر بولی۔ "دراصل ابھی میں اردو سیکھ رہی ہوں روانی کے ساتھ نہیں بول سکتی۔!"

"اگر آپ روانی کے ساتھ بول سکتی ہوتیں تو میں اٹھ کر بھاگ جاتا۔!"

"آخر کیوں...؟ بڑی عجیب بات ہے۔!"

"میری زندگی ایک لامتناہی اکتاہٹ ہے۔ بعض اوقات مجھے نسیم بیگ سے بھی نفرت ہو جاتی ہے۔!"

"اوہ...!" اس نے تشویش ظاہر کرنے کے لئے ہونٹ سکوڑے... سرخ رنگ کا وہ دائرہ دل کش بھی تھا ترغیب آفریں بھی۔

"یقیناً آپ مجھے اپنی ہمدردی کا مستحق سمجھ رہی ہوں گی۔ لیکن مجھے ہمدردوں سے بھی نفرت ہے۔!"

"بڑی عجیب بات ہے۔!"

"ہمارے خاندان میں ہمیشہ سے عجیب باتیں ہوتی آئی ہیں۔ خیر آپ یہ خط ملاحظہ فرمایئے... جو کلچر سینٹر کے سیکریٹری نے میرے بارے میں آپ کو تحریر کیا ہے۔!"

وہ اس کے ہاتھ سے لفافہ لے کر خط نکالنے لگی۔ عمران سر جھکائے بیٹھا رہا۔ وہ خط پڑھ چکنے کے بعد موریلی چند لمحے اسے غور سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "مغل آرٹ کے بارے میں ایک کتاب لکھ رہی ہوں۔ اس سلسلے میں آپ مجھے کیا مدد دے سکیں گے۔!"

"کیا عرض کروں... جبکہ میں صرف مغل ہی مغل ہوں آرٹسٹ قطعی نہیں ویسے میں تو آپ کو اپنے خاندان کے کچھ کارنامے دکھانا چاہتا ہوں۔!"

"ضرور... ضرور...!"

عمران نے ہینڈ بیگ سے مغل آرٹ کے کچھ نمونے نکالے۔

موریلی انہیں دیکھتی رہی۔ انداز سے ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے کسی بچے کے ہاتھ ایسا کھلونا لگا ہو جس کی آرزو وہ عرصے سے رہی ہو کچھ دیر بعد وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

"کیا آپ انہیں فروخت کرنا پسند کریں گے...؟"

"اگر کوئی ان سے میرا پیچھا چھڑا سکے تو میں خود ہی اسے اسکی منہ مانگی قیمت ادا کر سکتا ہوں۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"مجھے یہ دیکھ کر سخت کوفت ہوتی ہے کہ ڈاڑھی دار مغل بھی اتنے آہو چشم اور نازک اندام

"ہوا کرتے تھے۔!"

موریلی ہنس پڑی۔

"ہنسئے نہیں....!" عمران دردناک لہجے میں بولا۔ "اسی مسئلے پر غور کرتا کرتا میں بوڑھا ہو جاؤنگا۔ میرے پاس ایسی ہی درجنوں تصاویر اور بھی ہیں۔!"

"وہ کب دکھائیں گے آپ۔!"

"کل لیتا آؤں گا۔!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ "انہیں تو آپ رکھ ہی لیجئے.... یہ ذہنی بار کچھ تو ہلکا ہو۔!"

"بڑی عجیب بات ہے۔ بڑی عجیب بات ہے۔!" وہ مضطربانہ انداز میں بولی۔

"یقیناً یہ بات آپ کو عجیب لگ رہی ہو گی۔!" عمران نے جلدی سے کہا۔ "کیونکہ کلچر سینٹر کی سیکریٹری نے میرا تعارف آرٹسٹ ہی کی حیثیت سے کرایا ہے۔!"

"جی ہاں....!"

"لیکن میرا آرٹ ذہنوں میں محفوظ رہتا ہے.... کاغذ پر نہیں۔!"

"میں پھر نہیں سمجھی.... آپ کی باتیں مشکل سے سمجھ میں آتی ہیں۔!"

"میں سمجھائے دیتا ہوں....!" عمران نے کہا اور ہینڈ بیگ سے لوہے کے دو گولے نکالے.... وہ متحیرانہ انداز میں دونوں کو دیکھتی رہی۔

عمران نے گولے فرش پر ڈال دیئے۔

"یہ کیا ہے....!" موریلی نے پوچھا۔

"بس دیکھتی جایئے....!" عمران نے ان گولوں پر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ ہر پیر کے نیچے ایک گولا تھا۔

اس نے پھر کہا۔ "دیکھتی رہیے گا.... کہ میری ایڑیاں یا پنجے زمین سے تو نہیں لگتے۔" پھر موریلی شاید سچ مچ حیرتوں کے سمندر میں غوطے کھانے لگی تھی۔! محویت اس قدر بڑھی کہ فرش پر اکڑوں بیٹھ کر یہ دیکھنے کی کوشش کرنے لگی کہ گولوں پر چلتے وقت اس کے پیر زمین سے تو نہیں لگ رہے تھے۔

عمران پورے کمرے میں چکراتا پھر رہا تھا۔ کبھی دو کرسیوں کے درمیان سے نکلتا کبھی میز کے



رد ناچنے لگتا۔

کچھ دیر بعد وہ گولوں سے اتر آیا۔

وہ پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "واقعی یہ آرٹ ایسا ہی ہے کہ عرصے تک ذہنوں سے چپکا رہے۔!"

"لیکن آپ کو اس آرٹ سے دلچسپی کیوں ہونے لگی۔ خیر فکر نہ کیجئے کل میں بقیہ تصاویر بھی آپ تک پہنچا دوں گا۔!"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔! آپ نے سچ مچ مجھے متحیر کر دیا ہے۔ کیا آپ اپنے اس فن کا مظاہرہ کرنا پسند کریں گے....؟"

"یہاں احمقوں کے جنگل میں؟" عمران نے تحیر آمیز حقارت کا اظہار کرتے ہوئے سوال کیا۔

"آپ کو اپنے فن کی شایان شان داد ملے گی۔ میرے کلب کے ممبر ذہین اور ذی عزت ہیں۔!"

"ہاں ذہین آدمیوں کے محدود حلقے میں ممکن ہے۔!"

"اور پھر آپ کی حیثیت پیشہ ورانہ بھی نہ ہو گی۔ سب سے پہلے میں آپ کو کلب کا باقاعدہ ممبر بناؤں گی۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ موریلی نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "اور یہ تصاویر بھی میں مفت نہیں لوں گی۔ آپ کو ان کی معقول قیمت ملے گی۔!"

"نہیں محترمہ ویسے اگر آپ کو اس پر اصرار ہی ہے تو وہ رقم کسی یتیم خانے کو بھجوا دیجئے گا۔!"

اچانک ہی کئی کتوں کے بیک وقت بھونکنے کی آواز آئی اور موریلی کی بھنوؤں میں تنفر آمیز تناؤ پیدا ہو گیا۔

آوازیں زیادہ دور کی نہیں معلوم ہوتی تھیں۔ یہ کتے عمارت ہی کے کسی حصے میں بھونک رہے تھے۔

"جنگلی....!" وہ دانت پیس کر بڑبڑائی۔

"کیا مجھ سے کچھ فرمایا....!" عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب....!" موریلی کا لہجہ ناخوش گوار تھا۔

"کیا میری موجودگی گراں گزر رہی ہے۔!"

"نہیں جناب....!"

عمران خاموش ہو گیا.... وہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے بیٹھی رہی۔ پھر تھوڑی دیر
بولی۔ "کسی کا احسان مند ہونا بہت بُرا ہے۔!"
"یقیناً بُرا ہے بشرطیکہ وہ احسان ہو۔!"
"کیا مطلب....!"
"غالباً آپ ان تصاویر کے بارے میں کچھ سوچ رہی ہیں لہٰذا میں یہ بات صاف کر دوں
میں سچ مچ ان تصاویر سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں۔!"
"آپ غلط سمجھے.... اس بات کا تعلق آپ کی ذات سے نہیں۔ غالباً آپ نے بھی کتوں
شور سنا ہوگا۔!"
"جی ہاں....!"
"یہ تعداد میں گیارہ ہیں... قد آور قسم کے السیشئن اور وہ جنگلی انہیں ساتھ لئے پھرتا ہے!"
"اوہ....!" عمران نے تشویش کن انداز میں ہونٹ سکوڑے۔
"ابھی حال ہی میں کیلیفورنیا سے آیا ہے۔ میرے ایک محسن نے نہ صرف اس کا تعارف کر
تھا بلکہ سفارش بھی کی تھی کہ اسے کلب کا ممبر بنالیا جائے۔"
"اور اس نے اپنے کتوں کو بھی ممبری سے محروم نہیں رکھا۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔
"بالکل یہی بات ہے۔ میں کئی بار اعتراض کر چکی ہوں۔ لیکن اس پر اسکا کوئی اثر نہیں ہوتا!
"کتوں کی صحبت کا اثر ہے۔!"
"ایک بڑی اسٹیشن ویگن میں یہ کتے اس کے ساتھ سفر کرتے ہیں۔!"
عمران کچھ نہ بولا۔ اس کا ذہن پہاڑی سے گر کر مرنے والی کی ڈائری کی طرف بہک گیا تھا
فیاض کے بیان کے مطابق ڈائری کے اندراجات میں تنظیم کے نئے سربراہ کے بارے میں ا
سے متعلق جانوروں کی فوج کا تذکرہ تھا اور یہ چیز بھی غیر معمولی ہی تھی کہ کوئی ہر وقت گیارہ
کتے ساتھ لئے پھرے۔
موریلی زہر خند کے ساتھ کہہ رہی تھی وہ اس خبط میں بھی مبتلا ہے کہ عورتیں بہت جلد ا
کی طرف متوجہ ہو جاتی ہیں۔!
"نادر الوجود نسل کے کتے ہمیشہ سے عورتوں کی کمزوری رہے ہیں۔!" عمران مسکرا کر بولا۔



"مجھے کتوں سے نفرت ہے۔!" وہ بُرا سا منہ بنا کر رہ گئی۔
"تو پھر آپ ان کتوں کو یہاں کیوں آنے دیتی ہیں۔!"
"میں نے کہا نا کہ احسان مندی بھی ایک قسم کا عذاب ہے۔ اپنے اس محسن کی سفارش کی بناء
پر میں سب کچھ برداشت کرنے پر مجبور ہوں۔!"
"کہئے تو میں آپ کے اس محسن کو راہ راست پر لانے کی کوشش کروں۔!"
"وہ اب یہاں کہاں.... کبھی کا سوئیڈن چلا گیا۔!"
"کیا کلب کے دوسرے ممبروں کو اس کی حرکت پر اعتراض نہیں ہوتا۔!"
"انہوں نے تو اسے تماشہ بنالیا ہے.... فطرتاً احمق ہے اس لئے ان کی دلبستگی کا سامان بن
جاتا ہے۔!"
"نام کیا ہے....؟"
"ہاروے رچمنڈ اور تھوتھنی سور کی سی ہے۔!" موریلی نے جلے کٹے لہجے میں کہا اور ہنس پڑی۔
پھر عمران بھی بالکل ایسے ہی انداز میں ہنسا تھا جیسے کوئی ناخوش گوار فرض ادا کرنا پڑا ہو۔
دفعتاً باہر سے قدموں کی چاپ سنائی دی۔
"اوہ.... ادھر ہی آرہا ہے.... مردود.... اتنا غیر مہذب اور ناشائستہ آدمی آج تک میری
نظر سے نہیں گزرا۔ ضرورت ہو یا نہ ہو ہر جگہ دخل اندازی کر بیٹھتا ہے۔!"
موریلی بہت بُرے لہجے میں بڑبڑا رہی تھی اور عمران کو دوسرے ہی لمحے میں دروازے کے
سامنے ایک لمبا تڑنگا سفید فام آدمی دکھائی دیا اس کے پیچھے کئی السیشئن کتے تھے۔! اس نے غالباً مڑ
کر کتوں سے ہی کہا تھا۔ "میرے دوستو! تم یہیں ٹھہرو گے.... اگر میرے ساتھ کوئی کمرے میں
داخل ہوا تو گولی مار دوں گا۔ کیوں کہ مس فراہام کتوں سے نفرت کرتی ہیں۔!"
"میں اس وقت مشغول ہوں مسٹر رچمنڈ....!" موریلی نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"میں تمہاری مشغولیت میں مخل نہیں ہوں گا۔ صرف دو باتیں کرنی ہیں کیا میں اندر آجاؤں۔!"
اور پھر موریلی کے جواب کا انتظار کئے بغیر کمرے میں داخل ہو گیا۔ مضبوط ہاتھ پیر اور کسرتی
جسم کا آدمی تھا۔ آنکھوں سے تند خوئی بھی جھلکتی تھی اور ہونٹوں کی بناوٹ تو سچ مچ ایسی ہی تھی
کہ وہ موریلی کے بیان کے مطابق سور کی تھوتھنی معلوم ہوتے تھے۔ عمر چالیس سال سے زیادہ نہ

رہی ہو گی۔

اس نے کمرے میں گھستے ہی کہنا شروع کر دیا۔ "میں یہاں کی آب و ہوا سے تنگ آگیا ہوں۔ میرے کتے سخت پریشان ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں۔۔!"

"بھلا میں کیا کر سکوں گی اس سلسلے میں۔!" موریلی نے بے بسی سے کہا۔

"کوئی نیک مشورہ تو دے ہی سکو گی۔!"

"افسوس کہ میں اس وقت کوئی مشورہ نہیں دے سکوں گی۔!"

"کیوں....؟ اوہ آپ کی تعریف....!" اب وہ عمران کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"مرزا نسیم بیگ بہت اچھے آرٹسٹ ہیں۔!"

"میں ہاروے رچمنڈ ہوں۔!" اس نے عمران کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور عمران نے دوسرے ہی لمحے میں محسوس کیا کہ وہ طاقتور بھی ہے۔!"

اس نے کچھ کہے بغیر اس سے مصافحہ کیا اور اس کے بعد بھی خاموش ہی رہا۔

"کس قسم کے آرٹسٹ ہیں آپ....؟" رچمنڈ نے اس سے پوچھا۔

"ہر قسم کا آرٹسٹ ہوں۔!" عمران نے جواب دیا اور موریلی جلدی سے بول اٹھی۔ "تصویریں بناتے ہیں اور مغل آرٹ خاص موضوع ہے۔ یہ دیکھو۔!" اس نے عمران کی لائی ہوئی تصویریں اس کی طرف بڑھا دیں اور وہ انہیں اسی طرح دیکھتا رہا جیسے حقیقتاً ان کی طرف متوجہ نہ ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے مضحکانہ انداز میں پوچھا۔

"کیا یہ آدمیوں کی تصویریں ہیں۔!"

"آدمیوں کو تو آدمیوں ہی کی نظر آتی ہیں۔!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"کیا مطلب....؟" وہ اسے گھورتا ہوا بولا۔

"کتوں کو دکھاؤ تو بھونکنے لگیں گے۔!" عمران نے بھولے پن سے کہا۔

"یہ دیسی آدمی کس قسم کی باتیں کرتا ہے۔!" اس نے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ تم....!"

"اچھا اب مجھے اجازت دیجئے۔!" عمران جلدی سے بولا۔

"پلیز مسٹر نسیم.... کل ضرور آنا.... میں تمہاری منتظر رہوں گی۔!" موریلی اٹھتی ہوئی



بولی۔ اس نے عمران سے مصافحہ کیا اور عمران دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دوسری صبح بلیک زیرو نے ٹرانس میٹر پر عمران سے رابطہ قائم کر کے کہا۔ "لڑکی نے اس آدمی کی جو پہچان بتائی ہے اس سے ایک کہانی بھی وابستہ ہے۔!"

اور پھر کہانی سنانے کے بعد کہا۔ "پیشانی کے جس حصے پر بچھو کی شکل کا داغ ہے اسے چھپایا جاسکتا ہے۔!"

"لیکن یہ لوگ پگڑی استعمال نہیں کرتے۔!" عمران نے پُر تاسف لہجے میں کہا۔

"زخمی پیشانی پر پٹی تو باندھی جاسکتی ہے۔!" بلیک زیرو کی آواز آئی۔

"بس پھر اخبارات میں اشتہارات شائع کرادو کہ ہر اس شخص کو مبلغ پانچ سو روپے نقد انعام دیئے جائیں گے جو تمہارے سامنے پیشانی پر پٹی باندھ کر آئے گا۔!"

"میں نہیں سمجھا جناب....!"

"لغویات میں نہ پڑو....!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو پھر وہ لڑکی جھوٹ بولتی ہو گی۔!"

"تمہیں یہ معلومات کس ذریعے سے حاصل ہوئیں۔!"

"وہ جوزف سے روزانہ ملتی ہے.... اسی کو بتائی تھیں یہ باتیں۔!"

"اب ختم کرو یہ قصہ....!" عمران نے کہا اور پھر بقیہ باتیں کوڈ ورڈز میں ہوئیں اس نے بلیک زیرو سے کہا۔ "فرینڈز اے براڈ کلب پر کڑی نظر رکھو.... اور وہاں کے ممبروں کے متعلق پوری معلومات بہم پہنچاؤ کوشش کرو کہ ان کی تصاویر حاصل ہو سکیں وہاں ایک آدمی ہاروے رچمنڈ نام کا آتا ہے اس کے ساتھ گیارہ عدد السیشئن کتے ہوتے ہیں خصوصیت سے اس کی نگرانی بے حد ضروری ہے اور قیدی کا خیال رکھنا اسے کوئی تکلیف نہ ہونے پائے اوور اینڈ آل....!"

عمران نے ٹرانس میٹر کا سوئچ آف کر دیا۔

آج اسے سب سے اہم کام یہ کرنا تھا کہ فیاض کو ہاروے رچمنڈ تک پہنچنے سے روک دیتا اس کی شخصیت ایسی ہی تھی کہ بہت تھوڑے دنوں میں شہر بھر میں مشہور ہو جاتا۔ موریلی کے بیان کے مطابق اسے یہاں آئے زیادہ دن نہیں ہوئے تھے۔

ناشتے کے بعد عمران ہوٹل سے باہر آیا۔ ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے سر سلطان کے نمبر ڈائیل کئے ان سے رابطہ قائم کرنے میں دیر نہیں لگی۔

”کیس کی نوعیت بدل گئی ہے۔!“ اس نے انہیں اطلاع دیتے ہوئے کہا۔ ”فیاض کے محکمے کو اس سے نہ صرف بظاہر ہی سروکار ہونا چاہئے۔ حقیقتاً دستکش ہو جانا چاہئے ورنہ کھیل بگڑ جائے گا۔!“

”آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو۔!“

”یہ میرے محکمے کا کیس ہے۔!“ عمران بولا۔

”کھل کر کہو....!“

”فون پر تفصیل میں نہیں جانا چاہتا.... فیاض کو اب تک جتنی معلومات حاصل ہو چکی ہیں انہیں پر اکتفا کرے اور خاموش بیٹھے۔ متعلقہ لوگوں کو یقین دلانے کی کوشش کرتا رہے کہ وہ کیس کے سلسلے میں تفتیش کر رہا ہے۔!“

”اچھی بات ہے....!“ کچھ دیر بعد سر سلطان کی آواز آئی۔ ”اور کچھ....؟“

”جی نہیں.... بس شکریہ....!“ عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

”دفعتاً ایک نیا خیال اس کے ذہن میں ابھرا.... وہ سوچنے لگا کہ اسے رچمنڈ کے بارے میں پچھلی ہی رات مکمل ترین معلومات حاصل کرنی چاہئے تھیں کہیں یہ فراڈ نہ ہو۔ پولیس کو غلط راہ پر ڈالنے کے لئے رچمنڈ اس ہیئت کذائی کے ساتھ منظر عام پر لایا گیا ہو۔! فیاض کے ہاتھ لگنے والی ڈائری میں کسی ایسے آدمی کا تذکرہ کیا گیا تھا جس کے ساتھ جانوروں کی فوج ہو گی! ڈائری فیاض کے پاس سے غائب ہو گئی تھی۔ لیکن غائب کرنے والے یہ تو جانتے ہی ہوں گے کہ فیاض نے اس کا ایک ایک لفظ بغور پڑھا ہو گا۔ لہٰذا ممکن ہے، کہ اسے الجھانے کے لئے یہ حرکت کی گئی ہو۔ ورنہ اس قسم کے لوگ تو اپنی پبلسٹی سے کوسوں دور بھاگتے ہیں اور پھر بھلا اس طرح درجن بھر کتے ساتھ لئے پھرنے کی کیا افادیت ہو سکتی ہے۔!

عمران نے بوتھ کا دروازہ کھول کر باہر دیکھا لیکن اور کوئی امیدوار موجود نہیں تھا لہٰذا اس نے دوبارہ دروازہ بند کر کے فیاض کے نمبر ڈائیل کئے۔

”تم کہاں سے بول رہے ہو....!“ فیاض نے چھوٹتے ہی سوال کیا۔

”یار کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو۔!“ عمران جھنجلا کر بولا۔ ”ویسے اگر میری لاش ہی دیکھنے کی



خواہش ہو تو تمہارے گھر آ کر کسی ایسے مصنف کا مزاحیہ ادب پڑھنا شروع کر دوں جو اسے مزاحیہ ادب بنانے کے لئے کتاب کے سرورق پر اپنی قہقہہ لگاتی ہوئی تصویر چھاپتا ہو۔!“

”بکواس کرنے کے لئے فون کیا تھا....!“ فیاض دوسری طرف سے غرایا۔

”بات غیر متعلق ضرور ہے لیکن حال ہی میں مزاحیہ ادب کی یہ نئی تعریف دریافت ہوئی ہے۔!“

”شٹ اپ....!“

”اب کام کی بات سنو!“ عمران نے بائیں ہاتھ سے سر کھجاتے ہوئے ماؤتھ پیس میں کہا۔ ”کیا تم کسی ایسے آدمی کا سراغ پانے میں کامیاب ہو گئے ہو جس کے ساتھ جانوروں کی فوج رہی ہو۔!“

”ہاں.... نہیں.... کیوں....؟“

”بس یونہی پوچھ رہا ہوں۔!“

”دیکھو عمران! یہ الگ بات ہے کہ میری وجہ سے تمہیں بعض خطرات سے دوچار ہونا پڑا مجھے اس پر شدید شرمندگی بھی ہے لیکن تم ان معاملات میں ٹانگ نہیں اڑاؤ گے۔“

”ٹانگ فالتو نہیں ہے میری....!“ عمران بولا۔ ”میں تو یونہی پوچھ رہا تھا۔!“

”ممکن ہے ہاروے رچمنڈ تمہاری نظر میں آ گیا ہو.... لیکن تم اس سے دور ہی رہو گے۔!“

”گڈ....!“ عمران نے سر ہلا کر کہا۔ ”لیکن سوپر فیاض کم از کم اتنا تو بتا ہی دو گے کہ وہ تمہاری نظر میں کیسے آیا تھا۔!“

”میں بتا سکتا ہوں لیکن تم وعدہ کرو کہ اس سے دور ہی رہو گے۔!“

”چلو وعدہ رہا۔!“

”بس وہ اتفاقاً ہی نظر آ گیا....!“

”کب اور کہاں....؟“

”پرسوں میں آفس سے نکل رہا تھا.... کہ وہ سڑک کے کنارے اپنی اسٹیشن ویگن کا بونٹ اٹھائے ہوئے نظر آیا تھا....! غالباً انجن میں کوئی خرابی آ گئی تھی۔ اسٹیشن ویگن کے پچھلے حصے میں گیارہ عدد السیشئن بھرے ہوئے تھے۔!“

”تمہیں لازمی طور پر وہ ڈائری یاد آئی ہو گی۔!“

”قطعی....!“

"اور پھر تم نے اس کی نگرانی شروع کرادی ہوگی۔!"

"ہوں.... ہوں.... ختم کرو.... یہ بتاؤ کہ میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔!"

"دو چار فقیروں کو کھانا کھلادو.... اور مغفرت کے لئے دعا کرو۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "وہ شکاری کتوں کی طرح پورے شہر میں میری بو سونگھتے پھر رہے ہوں گے۔!"

"آخر تم ہو کہاں؟"

"جہاں بھی ہوں ایک منٹ بعد وہاں نہیں ہوں گا۔ کیونکہ تمہارا کوئی ماتحت دوسرے فون پر ایکسچینج سے رابطہ قائم کر کے اس فون کا نمبر معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہوگا۔ اچھا ٹاٹا....!"

"سنو تو سہی....!" دوسری طرف سے آواز آئی لیکن عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا.... اور تیزی سے باہر نکل کر دوسرے فٹ پاتھ پر جا کھڑا ہوا پھر آدھا منٹ بھی نہیں گذرا تھا کہ پولیس کی ایک پٹرول کار ٹھیک ٹیلی فون بوتھ کے سامنے آکر رکی۔ دو تین سادہ لباس والے اس سے اتر کر بوتھ کی طرف جھپٹے۔ اتنے میں عمران بھی ایک خالی ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ کر چکا تھا۔

"سیدھے چلو.... میں بتاؤں گا۔!" اس نے پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر دروازہ بند کرتے ہوئے ڈرائیور سے کہا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ فیاض اسے ہرگز کچھ نہ بتاتا لیکن الجھائے رکھنے کے لئے ہاروے رچمنڈ کے بارے میں بھی گفتگو شروع کر دی تھی۔ مقصد یہی تھا کہ جتنی دیر میں اس کے آدمی ٹیلی فون بوتھ تک پہنچیں وہ وہیں موجود رہے۔

اس ٹیلی فون بوتھ سے تقریباً پانچ میل کے فاصلے پر عمران نے ٹیکسی چھوڑ دی اور یہاں بھی ایک ٹیلی فون بوتھ میں جا گھسا۔

اب وہ.... فرینڈز اے براڈ کے نمبر ڈائیل کر رہا تھا۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مس فراہام پلیز....!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"کون صاحب ہیں....؟"

"مرزا نسیم بیگ....!"

"ہولڈ آن کیجئے۔!"



"کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی سی نسوانی آواز آئی۔ "ہیلو مسٹر بیگ....!"

"مجھے بے حد افسوس ہے کہ خواہ مخواہ آپ کو تکلیف دی۔!"

"نہیں کوئی بات نہیں.... فرمایئے۔!"

"میں آپ کو وہ تصاویر بذریعہ ڈاک بھجوادوں گا.... خود نہ آسکوں گا۔"

"کیوں....؟ کیوں....؟"

"پچھلی رات میں نے اپنی سخت توہین محسوس کی تھی۔!"

"اوہ اسے بھول جاؤ رچمنڈ کریک ہے۔ تمہارے جانے کے بعد اس نے تم سے متعلق کسی قسم کی گفتگو نہیں کی تھی۔!"

"کچھ بھی ہو....!"

"بات تو سنئے میں سوچ رہی ہوں کہ اس کا نام کلب کی رکنیت سے خارج کرادوں.... اس کے خلاف دوسرے ممبروں سے احتجاج کراؤں گی۔!"

"کیا وہ پہلے دن بھی کتوں سمیت آیا تھا....؟"

"نہیں.... یہ حرکت اس نے ادھر ہی سے شروع کی ہے۔!"

"اندازاً کتنے عرصے سے۔!"

"یہی دو تین دن سمجھ لیجئے۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "مسٹر بیگ آپ آج شام کو ضرور آرہے ہیں۔! میں نے چند ممبروں سے آپ کے اس کمال کا تذکرہ کیا تھا۔ وہ بے حد مشتاق ہیں۔!"

"میں سوچوں گا۔!"

"نہیں آپ آئیں گے۔!" دوسری طرف سے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا گیا۔

"اچھی بات ہے....!" عمران نے مردہ سی آواز میں کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ چند لمحے خیالات میں گم رہا پھر سر سلطان کے نمبر ڈائیل کئے۔

دوسری طرف سے اس بار سر سلطان ہی نے ریسیور اٹھایا۔ عمران کی آواز سن کر جھنجھلائے ہوئے انداز میں بولے۔ "اب کیا ہے....؟"

"فیاض جو کچھ کر رہا ہے اسے کرنے دیا جائے۔!" عمران نے کہا اور دوسری طرف سے کچھ سنے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔

پھر بوتھ سے باہر آیا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ ایک بار پھر دانش منزل واپس جانا پڑے گا۔ ڈیوڈ کو روکے رکھنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ موجودہ حالات کی بناء پر اس کا وجود سیکرٹ سروس والوں کے لئے زیادہ سود مند ثابت نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے کہ باہر آنے کے بعد ہی وہ کسی نہ کسی طرح ان کی رہنمائی کر سکے۔

ہوٹل واپس آکر عمران نے پھر بلیک زیرو سے ٹرانس میٹر پر رابطہ قائم کیا اور کوڈ ورڈز میں اسے ہدایات دینے لگا۔

"دیکھو....! رچمنڈ کے سلسلے میں تمہیں جو ہدایات پہلے مل چکی ہیں انہیں منسوخ سمجھو.... قیدی کا کیا حال ہے۔!"

"مختلف قسم کی بکواس جاری ہے۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "کبھی کہتا ہے مجھے چھوڑ دو کبھی کہتا ہے نہیں اس وقت تک رکھو جب تک کہ ڈاڑھی نہ بڑھ جائے۔ اس طرح وہ آسانی سے پہچانا نہ جاسکے گا۔ کبھی کہتا ہے وہ مجھے مار ڈالیں گے کبھی کہتا ہے کہ وہ خود ہی مر جانا چاہتا ہے۔ پھر ڈرنا کیسا....؟"

"ٹھیک ہے....! لیکن میں اسے باہر لانا چاہتا ہوں اور ڈاڑھی بڑھنے کا انتظار نہیں کر سکتا.... تم اسے بند گاڑی میں رانا پیلس لے جاؤ.... بے ہوش کئے بغیر کمرے سے باہر مت نکالنا.... بے ہوش کرنے کے لئے لکوئیڈ تھرٹین شراب میں ملا کر دو.... رانا پیلس پہنچ کر مجھے مطلع کرنا۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

"اوور اینڈ آل....!" عمران نے کہا اور سوئچ آف کر دیا۔

حقیقتاً وہ ابھی تک فیصلہ نہیں کر پایا تھا کہ ڈیوڈ کے بیانات میں کس حد تک صداقت تھی۔ ایک اچھا ایکٹر بھی ایسے حالات میں اتنا ہی کامیاب ہو سکتا ہے جتنا کہ ایک سیدھا سادہ آدمی۔ پھر فی الحال اسی پر پوری طرح توجہ کیوں نہ دی جائے۔!

بلیک زیرو ڈیوڈ کو حسب ہدایت بیہوش کر کے رانا پیلس میں لے آیا تھا اور عمران کو اس کی اطلاع دی تھی اور اب دوسری ہدایت کے مطابق ڈیوڈ سے گفتگو کرنے جا رہا تھا۔

"تم لوگوں نے شاید اب مجھے کسی دوسری جگہ منتقل کیا ہے۔!" اس نے بلیک زیرو کو دیکھتے ہی کہا۔



"وہم ہے تمہارا....!" بلیک زیرو مسکرایا۔ "صرف دوسرے کمرے میں منتقل کئے گئے ہو۔!"

"لیکن مجھے اس منتقلی کا علم کیوں نہ ہو سکا۔!"

"پیتے ہو تو پیتے ہی چلے جاتے ہو۔ میں نے تمہیں اس کمرے میں بیہوش پایا تھا۔!"

ڈیوڈ کے چہرے پر الجھن کے آثار نظر آئے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے یادداشت کو یکجا کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔!

پھر وہ بے بسی سے بولا۔ "شاید ایسا ہی ہوا ہو....!"

"تم نے ابھی تک اس سلسلے میں کوئی واضح جواب نہیں دیا۔!" بلیک زیرو نے کہا۔

"کس سلسلے میں....!"

"یہی کہ تمہیں رہا کیا جائے یا نہیں....!"

"میں اپنی زندگی کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا۔!"

"لیکن میرے باس کو تو تم نے اس پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ کسی چیز کی تلاش میں ان لوگوں کا ہاتھ بٹائے۔!"

"میری خام خیالی تھی.... نہ میں اس چیز کی نوعیت سے واقف ہوں اور نہ اہمیت سے.... اور پھر کیا ضروری ہے کہ وہ اس مسئلے پر مجھ سے اتفاق کریں۔!"

"خیر چھوڑو.... ہم جلد سے جلد تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔!"

"تم نے کہا تو تھا کہ بس اتنے دن اور ٹھہرو کہ میری ڈاڑھی بڑھ جائے اور میں اپنے بالوں میں خضاب لگا کر یہاں سے نکلنے کے قابل ہو سکوں۔ میرا دعویٰ ہے کہ اس صورت میں وہ مجھے آسانی سے نہ پہچان سکیں گے۔!"

"لیکن اس ہیئت کذائی میں تم سفر کیسے کر سکو گے کیا تمہارے کاغذات تمہارے حلئے کی نفی نہ کریں گے۔!"

"وہ سب کچھ میں کر لوں گا۔ اب اپنے ملک کون واپس جائے گا۔!"

"لیکن یہاں ایسی صورت میں تم کیسے رہ سکو گے۔ میں نے تصدیق کر لی ہے کہ تم زیر تعمیر ڈٹا بجلی گھر کے انجینئروں میں سے ہو۔!"

"میرے دوست....! میرا دماغ نہ چاٹو....!" ڈیوڈ نے جھنجھلا کر کہا۔

"ایک کارتوس ضائع کر دینا ہنسی کھیل نہیں ہے.... ویسے اگر ہم اس میں رتی برابر بھی نا دیکھتے تو یقینی طور پر....!"

"ٹھہرو....!" ڈیوڈ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "مجھے سوچنے دو....!"

"سوچتے رہو....! لیکن میرے پاس ایک معقول تجویز ہے۔!"

"وہ کیا....؟"

"میں فوری طور پر تمہاری شکل تبدیل کر سکتا ہوں۔!"

"وہ کیسے....؟"

"ناک کی بناوٹ کسی قدر بدل دوں گا اور آنکھوں کے نیچے والے گڑھے اس طرح سپا ہو جائیں گے جیسے جاپانیوں کے ہوتے ہیں۔!"

"میک اپ کا کوئی بھروسہ نہیں۔!" ڈیوڈ مایوسی سے سر ہلا کر بولا۔

"میں پلاسٹک میک اپ کی بات کر رہا ہوں.... شاید قریب سے دیکھنے والے بھی اس پر میک اپ کا شبہ نہ کر سکیں۔!"

"اوہ.... تب تو.... ٹھیک ہے....!"

"میرے ساتھ آؤ....!" بلیک زیرو نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

کچھ دیر بعد ڈیوڈ احمقانہ انداز میں قد آدم آئینے کے سامنے کھڑا اس طرح ہکلایا تھا جیسے بو سیکھ رہا ہو۔

شکل بالکل بدل گئی تھی۔

"مم.... میرا دعوٰی ہے کہ اب مجھے میری ماں بھی نہ پہچان سکے گی۔ لل لیکن.... مم جاؤں گا کہاں.... وہ میری قیام گاہ کی کڑی نگرانی کر رہے ہوں گے۔!"

"جہنم میں جاؤ....!" بلیک زیرو پیر پٹخ کر بولا۔ "نہیں جاؤ گے تو دھکے دے کر نکلوا دوں گا۔!"

"اچھی بات ہے۔ چلا جاؤں گا لیکن اسی شرط پر کہ تم میرے لئے کچھ نقدی بھی مہیا کرو گے۔!"

"یک نہ شد دو شد!" بلیک زیرو بھنا کر بولا۔ "اب آپ کے لئے مالی امداد بھی مہیا کی جائے۔!"

"بالکل....! ورنہ میں بھوکا مر جاؤں گا.... قیام گاہ کی طرف رخ نہیں کر سکتا۔!"

"کوئی اکاؤنٹ ہے کسی بنک میں۔!"



"ہاں نیشنل بنک کی صدر برانچ میں لیکن میں جانتا ہوں کہ اسے بھی چھیڑنا موت ہی کو دعوت دینا ہوگا۔!"

"اکاؤنٹ نمبر بتاؤ.... شاید اس سلسلے میں بھی کچھ کیا جا سکے۔!"

"چھ سو اٹھتر.... ایس بی....!"

"صدر برانچ کے کچھ لوز چیکوں پر دستخط کر دو....!"

"کک.... کیوں....؟"

"احمق آدمی تاکہ تم وہاں سے اپنے روپے نکلوا سکو.... ورنہ بھیک مانگنے کی نوبت آ جائے گی ہاں۔!"

"لاؤ.... مجھے امید ہے کہ تم لوگ ایک بے بس آدمی کے ساتھ کوئی فراڈ نہیں کرو گے۔!"

بلیک زیرو اس کے لئے نیشنل بنک کی صدر برانچ کے کچھ لوز چیک لایا.... ڈیوڈ نے ان پر دستخط بنا دیئے.... اور بار بار یہی کہتا رہا کہ اس کے ساتھ کوئی فراڈ نہ کیا جائے۔!

بلیک زیرو نے سوچا کہ اس کے یہاں سے چلے جانے سے قبل ہی اس اکاؤنٹ کے بارے میں معلومات حاصل کر لی جائیں تو بہتر ہے۔!

اس وقت چار بج رہے تھے بنکوں کی دوسری شفٹ شروع ہونے میں ابھی آدھا گھنٹہ باقی تھا۔ اس نے فون پر صفدر سے رابطہ قائم کر کے اس کے بارے میں ہدایات دیں اور پھر ایک گھنٹہ بعد صفدر کی کال ریسیو کی۔

وہ کہہ رہا تھا۔ "یہ اکاؤنٹ صدر برانچ میں موجود ہے۔ لیکن نوئیل ڈیوڈ کی طرف سے بنک کو ہدایت ملی ہے کہ اس کے اکاؤنٹ سے کوئی ادائیگی نہ کی جائے۔ اگر کوئی اس پر مصر ہو تو اسے کاؤنٹر ہی پر روک کر فون نمبر تین چھ چار آٹھ نو پر اطلاع دی جائے اور سنئے.... یہ نمبر دراصل کریم رے کے پولیس اسٹیشن کے ہیں۔! لہٰذا میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ آپ کو اطلاع دیئے بغیر اس سے آگے چھان بین شروع کروں۔!"

"ٹھیک ہے....!" بلیک زیرو نے ایکس ٹو کی سی بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "دوسرے احکامات کا انتظار کرو۔!"

سلسلہ منقطع کر کے وہ پھر ڈیوڈ کے پاس آیا۔

ڈیوڈ نے یہ نئی کہانی سنی اور آپے سے باہر ہو گیا۔ ایک ہی سانس میں نہ جانے کتنی گالیاں کی زبان سے نکلی تھیں۔

اور پھر کچھ دیر بعد دماغ ٹھنڈا ہو جانے پر اس نے کہا تھا۔ ”وہ مجھے زندہ نہیں دیکھنا چاہتے۔!

ٹھیک اسی وقت دوسرے کمرے میں فون کی گھنٹی بجی۔

بلیک زیرو کو پھر واپس آنا پڑا۔ کال عمران کی تھی۔

وہ اس سے پوچھ رہا تھا کہ نویل ڈیوڈ کو کس وقت وہاں سے رخصت کیا جائے گا۔!

”ایک نیا ڈیولپمنٹ ہوا ہے.....!“ بلیک زیرو نے اصل سوال کا جواب دینے کی بجائے کہا نیشنل بنک والی کہانی دہرا دی۔

”بہت اچھے.....!“ دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی۔ ”اب ڈیوڈ کو وہیں روکو... اپ بھی برقرار رہنے دو۔ جب جیسی ضرورت سمجھوں گا اسی کے مطابق اس سے کام لیا جائے تم اس سے کہہ سکتے ہو کہ حالات کے نئے موڑ کے مطابق باہر اس کے لئے خطرات بڑھ ہیں۔ بہر حال اب تم اس معاملے میں میری نئی ہدایات کے منتظر رہو گے۔!“

بلیک زیرو نے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر خود بھی ریسیور رکھ دیا۔

عمران نے گھڑی دیکھی..... بنکوں کی دوسری شفٹ ختم ہونے میں ابھی آدھا گھنٹہ باقی وہ ہوٹل سے باہر آ گیا... اگلی گلی کے موڑ پر پبلک ٹیلی فون بوتھ تھا۔ بوتھ میں داخل ہو کر ا نے دروازہ بند کیا اور اندر سے چٹخنی چڑھا دی۔ پھر کریم پور کے تھانے کے نمبر ڈائیل کئے۔

دوسری طرف سے کسی نے ریسیور اٹھایا۔

”ہم نیشنل بنک صدر برانچ سے بول رہے ہیں۔!“

”اکاؤنٹ نمبر چھ سو اٹھتر کا معاملہ ہے.....؟“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”جی ہاں.....!“

”لیکن انچارج صاحب تو موجود نہیں ہیں۔!“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔ ”کوئی پیغام لکھوا دیجئے۔!“

”میں انہی سے بات کرنا چاہتا ہوں.....!“ عمران نے کہا! ”رانا صاحب ہیں۔!“



”جی ہاں.....!“

”ان سے کہہ دو مجھ سے ٹھیک سات بجے.... ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں مل لیں بے حد ضروری ہے۔!“

”آپ کا نام.....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔ لیکن عمران نے جواب دیئے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔

اب اس نے فرینڈز اے براڈ کلب کے نمبر ڈائیل کر کے مس مورلی فراہام سے رابطہ قائم کرنا چاہا۔ لیکن دوسری طرف سے بولنے والے نے اس کی عدم موجودگی کی اطلاع دی۔

”پیغام لکھ لو.....!“ عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ ”مرزا نسیم بیگ کی طرف سے ہے۔ آج میں بعض مصروفیات کی بناء پر نہیں آسکوں گا۔ لیکن کل شام میرا انتظار ضرور کیا جائے۔!“

سلسلہ منقطع کر کے وہ بوتھ سے باہر آ گیا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس معاملے کی نوعیت باضابطہ ہوتی تو پولیس اسٹیشن کا کوئی بھی ذمہ دار بنک والوں کی کال پر انہیں اس سلسلے میں ہدایات دے سکتا تھا۔ ہدایات کے لئے انچارج کی عدم موجودگی کا عذر پیش کرنے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ وہ معاملہ انچارج ہی کی حد تک نجی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے لئے خود پولیس اسٹیشن میں کوئی تحریری کارروائی نہیں کی گئی۔

تھانے کا انچارج رانا اس سے اچھی طرح واقف تھا اور ان لوگوں میں تھا جو کسی نہ کسی طرح عمران کے احسان مند تھے۔ عمران نے بعض کیسوں کی تفتیش میں اس کی رہنمائی کی تھی اور یوں بھی وہ اس عہدے تک پہنچنے کے لئے عمران کے والد رحمان صاحب کا مرہون منت بھی تھا۔

بہر حال عمران اس سے اس سلسلے میں بالمشافہ گفتگو کر سکتا تھا۔ لہٰذا اُس نے فیصلہ کیا کہ وہ اس سے میک اپ میں نہیں ملے گا۔

شام کو ہوٹل سے نکلا تو مرزا نسیم بیگ کے میک اپ میں نہیں تھا۔ البتہ چہرہ چھپائے رکھنے کے لئے اس نے اوور کوٹ کا کالر اٹھا دیا تھا اور فلٹ ہیٹ کا گوشہ پیشانی پر جھکا لیا تھا۔

ٹپ ٹاپ نائٹ کلب سے کچھ فاصلے ہی پر اس نے ٹیکسی رکوائی اور نیچے اتر گیا سات بجنے میں پندرہ منٹ باقی تھے۔ وہ آہستہ آہستہ کلب کی عمارت کی طرف چلنے لگا۔ اس فکر میں تھا کہ باہر ہی رانا سے ملاقات ہو جائے کلب میں نہ جانا پڑے۔

ضروری نہیں تھا کہ اس کی یہ خواہش پوری ہی ہو جاتی لیکن اتفاقات کو کیا کیا جائے۔ رانا اور وہ دونوں ساتھ ہی کمپاؤنڈ کے پھاٹک کے قریب پہنچے تھے۔ مخالف سمت سے آ کر رانا نے اپنا اسکوٹر فٹ پاتھ سے لگایا تھا۔

وہ سیٹ سے اتر ہی رہا تھا کہ عمران سر پر پہنچ گیا۔

"ہلو رانا.... ہاؤ ڈو یو ڈو.... نائس!" امریکن لہجے میں عمران چہکا۔

"فائن.... فائن.... اوہ.... آپ....!" رانا نروس نظر آنے لگا تھا۔

"کہو.... ادھر کیسے....؟" عمران بے تکلفی سے اس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔

"وہ دراصل.... سات بجے ایک اپائنٹمنٹ.... کیا آپ بھی اندر ہی چل رہے ہیں۔"

"ہرگز نہیں.... نہ میں اندر جا رہا ہوں اور نہ تم جاؤ گے۔!"

"کک.... کیوں....!"

"تمہارا وہ اپائنٹمنٹ مجھ سے ہی تھا۔!"

"کیا مطلب....؟" رانا کے لہجے سے بہت زیادہ حیرت ظاہر ہو رہی تھی۔

"مطلب میں بتا دوں گا لیکن تم مجھ سے جھوٹ نہیں بولو گے۔!"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں.... لیکن میں جھوٹ کیوں بولوں گا! ٹھہریئے کیا آپ ہی نے نیشنل بنک کے حوالے سے....!"

"بالکل....!" عمران نے اسے جملہ پورا نہ کرنے دیا۔

"آپ مجھے الجھن میں ڈال رہے ہیں۔ بھلا آپ کا اس معاملے سے کیا تعلق....!"

"بہت گہرا تعلق ہے.... تم جانتے ہو کہ میں بہت واہیات آدمی ہوں لیکن وطن دشمنی میرے بس سے باہر ہے اور میں تمہیں بھی غدار نہیں سمجھتا۔!"

"خدا کی پناہ....! کیا میں کسی جال میں پھنس گیا ہوں؟" رانا ایک قدم پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے کہ تم نادانستگی میں.... خیر.... چھوڑو.... تم سے کس نے کہا؟ کہ تم اکاؤنٹ نمبر چھ سو اٹھتر سیز کرا دو.... میرا خیال ہے کہ یہ کسی ضابطے کی کارروائی کے تحت نہیں ہوا۔ ورنہ تمہارا ہیڈ کلرک اس کے بارے میں گفت و شنید صرف تمہاری ہی ذات تک کیوں محدود کر دیتا۔"



"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں....!" رانا کسی سوچ میں پڑ گیا۔

"مناسب یہی ہے کہ ہم یہیں کھڑے گفتگو کریں اور رخصت ہو جائیں۔!"

"میں اس آدمی نوئیل ڈیوڈ سے ذاتی طور پر واقف نہیں ہوں۔ دراصل پرسوں کریم پورے کے بیرونی طبی مشن والے ہسپتال کی ایک نرس مجھ سے ملی تھی۔ مس گرٹروڈ لمیز نام ہے اس نے اپنی دکھ بھری کہانی سنا کر مدد طلب کی تھی۔ اس کے بیان کے مطابق یہ آدمی نوئیل ڈیوڈ اس کا منگیتر ہے وہ اس سے بے اندازہ محبت کرتی ہے۔ اس کے بیان کے مطابق وہ اپنی کمائی کا بیشتر حصہ اس کے حوالے کرتی رہی تھی لیکن اس نے بے وفائی کی۔! اسے چھوڑ کر غائب ہو گیا۔ اس کی دانست میں اس نے کسی دوسری عورت کے چکر میں پڑ کر اپنی جائے رہائش بدل دی ہے۔ اس نے کہا کہ میں اسے ڈھونڈ نکالنے میں اس کی مدد کروں۔! آپ جانتے ہی ہیں عورت کے آنسو کیا کچھ نہیں کر سکتے اور پھر جبکہ وہ خوبصورت بھی ہو۔!"

رانا خاموش ہو کر ڈھٹائی سے ہنسا اور عمران بھی اس ہنسی میں شامل ہو گیا۔

"بہر حال....!" رانا نے کچھ دیر بعد کہا۔ "ڈھونڈ نکالنے کے سلسلے میں بنک اکاؤنٹ والی تجویز اس کی تھی۔ اس نے بتایا کہ وہ خود اس بات کی تحقیق کر چکی ہے اس کا اکاؤنٹ بالکل ہی صاف نہیں ہے....؟ کچھ رقم ہے وہ اسے نکلوانے کی کوشش کرے گا اور میں ایک پولیس آفیسر ہونے کی حیثیت سے ڈیوڈ ہی کا حوالہ دے کر بنک والوں کو اس اکاؤنٹ کے بارے میں کسی بھی قسم کی ہدایات دے سکتا ہوں۔ بات میری سمجھ میں آ گئی۔ میں برانچ منیجر سے ملا اور اسے بتایا کہ ڈیوڈ کی خواہش کے مطابق میرے علم میں لائے بغیر اس کا کوئی چیک کیش نہ کیا جائے۔ حتیٰ کہ اگر کیش کرانے والا خود کو نوئیل ڈیوڈ ظاہر کرے تب بھی مجھے اطلاع دیئے بغیر رقم نہ دی جائے۔ منیجر نے اسی وقت کاؤنٹر کلرکوں کو اس بات سے آگاہ کر دیا اور مجھے اطمینان دلایا کہ ایسا ہی ہو گا۔!"

"بہر حال یہ ایک بے ضابطہ کارروائی تھی۔!" عمران نے کہا۔

"یقیناً! آپ خود سوچئے! اگر وہ کسی دوسری عورت کے چکر میں پڑ کر اسے چھوڑ گیا ہے تو قانون بھلا اس سلسلے میں کیا کر سکے گا۔ لہٰذا رپورٹ تو لکھی نہیں جا سکتی تھی بہر حال مقصد اسے ڈھونڈ نکالنا تھا جس کا وعدہ میں نے گرٹروڈ سے کر لیا تھا۔!"

"ہوں.... تو وہ پرسوں پہلی بار تمہیں نظر آئی تھی۔!"

"نہیں.... ویسے تو روز ہی دیکھتا تھا۔!" رانا پھر ڈھٹائی سے ہنس کر بولا۔ "پرسوں پہلی بار گفتگو کی نوبت آئی تھی۔!"

"بہر حال پہلے سے تم اسے آتے جاتے گھورتے رہے تھے پرسوں مل بیٹھنے کی خواہش بھی غیر متوقع طور پر پوری ہو گئی۔!"

"چلئے یہی سمجھ لیجئے....! بائی گاڈ اتنی سیکس اپیل ابھی تک کسی عورت میں نہیں نظر آئی۔!"

"اب اس سے دور ہی رہنا۔ خود ہر گز نہ ملنا۔ اگر وہ تم سے ملنے آئے تو مضائقہ نہیں۔ تم نہایت اطمینان سے اسے یقین دلاتے رہو گے کہ ابھی تک ڈیوڈ کا کوئی چیک کیش ہونے کے لئے نہیں آیا۔ رانا تم نہیں سمجھ سکتے کہ کن لوگوں کا کھلونا بننے والے ہو.... بس جتنا میں نے کہہ دیا ہے۔ اس سے آگے نہ بڑھنا۔!"

"آپ مطمئن رہئے۔!"

"اس ملاقات اور اس معاملے کے بارے میں بھی اپنی زبان بند ہی رکھنا۔! اچھا بس اب جاؤ۔!"

"آپ نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے۔!"

"تمہیں اب کسی الجھن سے کوئی سروکار نہیں رہا۔ یہ سب کچھ اپنے ذہن سے نکال پھینکو.... میں نہیں چاہتا کہ اس کے سلسلے میں کہیں تمہارا نام آئے۔!"

"بہت بہت شکریہ۔!"

کریم پورہ غریبوں کی بستی تھی۔ چھوٹے چھوٹے کچے مکانات کا سلسلہ دور تک بکھرا ہوا تھا۔ کہیں کہیں ایک آدھ بڑی عمارت بھی نظر آتی لیکن سالخوردگی اور مکینوں کی لاپرواہی کا رونا روتی ہوئی۔

چند سال پہلے یہاں ایک غیر ملکی طبی مشن نے ایک خیراتی ہسپتال قائم کیا تھا۔ اس ہسپتال کا عملہ زیادہ تر غیر ملکیوں ہی پر مشتمل تھا۔ ڈاکٹر اور نرسیں ٹوٹی پھوٹی اردو بول سکتی تھیں۔

نرس گرٹروڈ کو ڈھونڈھ نکالنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئی۔ صفدر نے اس کی ڈیوٹی کے اوقات ہی میں اسے جالیا۔

متناسب الاعضاء اور متوسط قد کی یہ نرس بے حد شوخ اور باتونی تھی۔ خود صفدر کو بھی یہی رائے قائم کرنی پڑی کہ غضب کی سیکس اپیل رکھتی ہے عمر زیادہ سے زیادہ بائیس سال رہی ہو گی۔



صفدر نے اسے دیکھا اور ہسپتال کے آس پاس منڈلاتا رہا۔ ایکس ٹو سے اس کی نگرانی کا حکم ملا تھا۔ جائے رہائش کا پتہ لگانا تھا اور ان لوگوں کے متعلق بھی معلومات حاصل کرنی تھیں جن سے اس نگرانی کے دوران میں اس کا ملنا جلنا ہوا۔

ساڑھے دس بجے وہ ایک ڈاکٹر کی کار میں کمپاؤنڈ سے باہر آئی۔ صفدر نے دیکھا اور وہ اپنے اسکوٹر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

پھر دوسرے ہی لمحہ میں وہ کار کا تعاقب کر رہا تھا۔

کریم پورہ کے پولیس اسٹیشن کے سامنے گاڑی رک گئی۔ صفدر نے بھی بریک لگائے۔ رفتار کم ہو گئی۔

صفدر نے نرس گرٹروڈ کو گاڑی سے اترتے دیکھا.... پھر کار اسے وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئی۔

صفدر تھوڑے ہی فاصلے پر اپنا اسکوٹر روک کر اتر پڑا تھا اور اس پر اس طرح جھک گیا تھا جیسے اس میں کوئی خرابی واقع ہو گئی ہو۔

اس نے گرٹروڈ کو عمارت کے اندر داخل ہوتے دیکھا۔

صفدر بدستور اسکوٹر کے انجن پر جھکا رہا۔

دوسری صبح بلیک زیرو نے ٹرانس میٹر پر عمران کو اطلاع دی کہ نرس گرٹروڈ ساڑھے دس بجے شب کو کریم پورہ کے تھانے میں گئی تھی۔ قریب قریب پون گھنٹے تک تھانے کے اندر رہی پھر اپنے کوارٹر میں واپس چلی گئی۔ جو ہسپتال کی کمپاؤنڈ ہی میں واقع ہے۔ صبح پانچ بجے تک کی اطلاع ہے کہ وہ پھر کوارٹر سے باہر نہیں نکلی۔

اس اطلاع پر عمران کو انسپکٹر رانا سے رابطہ قائم کرنا پڑا۔ ہوٹل کے فون پر گفتگو کرنا مناسب نہ سمجھ کر اس نے قریبی پبلک ٹیلی فون بوتھ کا سہارا لیا۔

"میں تو پہلے ہی جانتا تھا.... خیر بتاؤ۔!"

"فون پر ناممکن ہے.... آپ کہاں ملیں گے۔!"

"کیا کوئی بے حد ضروری بات ہے۔!"

"بے حد....!"

"اچھی بات ہے.... تو تم ٹھیک گیارہ بجے ہوٹل ذیشان پہنچ جاؤ.... بیس منٹ باقی ہیں۔!"

"بہت بہتر.....! میں آرہا ہوں۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

عمران سلسلہ منقطع کر کے باہر نکل آیا.... اس وقت وہ پھر مرزا نسیم بیگ ہی کے میک اپ میں تھا۔

ہوٹل واپس آکر وہ ڈائننگ ہال میں ٹھہرا رہا.... پندرہ منٹ بعد اس نے رانا کو بھی ڈائننگ ہال میں داخل ہوتے دیکھا.... وہ وردی میں نہیں تھا۔ ایک خالی میز کے قریب بیٹھ گیا۔ عمران نے فوری طور پر اس کے قریب پہنچنے کی کوشش نہیں کی.... وہ اطمینان کر لینا چاہتا تھا کہ کوئی رانا کا تعاقب تو نہیں کرتا رہا۔

مطمئن ہو جانے کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر رانا والی میز کے قریب آیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ ساتھ ہی اس نے رانا کے چہرے پر جھنجھلاہٹ کے آثار دیکھے لیکن قبل اس کے وہ کچھ کہتا عمران ہی بول پڑا۔

"گالی مت دے بیٹھنا۔ بہروپیے تھانے والوں کی سرکار سے بڑے انعام پاتے ہیں۔!"

"خدا کی پناہ....!" رانا اچھل پڑا۔ چند لمحے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "یہ آپ ہیں۔!"

"کام کی بات کرو....! حیرت ظاہر کرنے کے بہت مواقع آئیں گے۔!"

"خدا کی قسم صرف آواز ہی سے پہچان سکا ہوں۔!"

"میں کہہ رہا ہوں وہ بات بتاؤ جس کے لئے دوڑے آئے ہو۔!"

"وہ کل رات پھر آئی تھی۔ لیکن اس بار میرے لئے سچ مچ ایک بہت بڑی الجھن لائی ہے۔!"

"ہوں.... وہ کیا....؟"

"میں نے شام کا کوئی اخبار نہیں دیکھا تھا۔ اسی نے خبر کی طرف توجہ دلائی یہ نوئیل ڈیوڈ کے متعلق تھی۔ اسی سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایٹمی بجلی گھر تعمیر کرانے والے تین انجینئروں میں سے تھا۔ مقامی حکام کو اس کے اس طرح غائب ہو جانے پر تشویش ہے۔ خبر کے ساتھ ہی محکمہ سراغ رسانی کے سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض کا یہ اعلان بھی تھا کہ اگر کوئی ڈیوڈ کے بارے میں جانتا ہو تو اس سے رجوع کرے۔ ڈیوڈ کی تصویر بھی شائع ہوئی تھی۔ یقین کیجئے میں اس اعلان کو دیکھ کر بُری طرح نروس ہو گیا تھا۔ وہ کہنے لگی کہ اس کا نام نہ آنے پائے۔ میں نے کہا یہ کیونکر ممکن ہے؟



لگاوٹ کے انداز میں بولی سب کچھ ممکن ہے اگر بنک والے تمہارے آفیسروں تک یہ کہانی پہنچا دیں تو تم نہایت آسانی سے انہیں غلط راہ پر لگا سکتے ہو۔! کہہ دینا ایک بوڑھے غیر ملکی نے تم سے کہا تھا کہ وہ نوئیل ڈیوڈ ہے اور کچھ لوگ اس کی بنک میں جمع شدہ رقم جعلسازی سے ہتھیانا چاہتے ہیں اسے یقین ہے کہ کسی نے اس کے دستخط کی من و عن نقل اتارنے کی کوشش کی ہے۔ تم اس کی استدعا پر بنک کو ہدایت دیتے ہو۔ لیکن جب یہ خبر شائع ہوئی ہے اور تم نوئیل ڈیوڈ کی تصویر دیکھتے ہو تو اسے اس بوڑھے سے مختلف پاتے ہو۔! پھر فوراً ہی تمہیں خیال آتا ہے کہ مذکورہ آفیسر سے مل کر یہ موقع بیان کر دو....؟"

رانا خاموش ہو گیا....! عمران اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

"پھر میں کیا بتاؤں....!" رانا بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "مجھے اس سے وعدہ کرنا ہی پڑا کہ میں یہی کروں گا کہنے لگی یقین نہیں آتا۔ اچھا مجھے پیار کرو تب میں یقین کر لوں گی کہ تم مجھے دھوکہ نہیں دو گے۔!"

"اور تم نے یقین دلا دیا ہو گا۔!" عمران مسکرا کر بولا۔

"دلانا ہی پڑا....!" رانا نے جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"اچھا تو پھر....!"

یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ بنک کا برانچ منیجر اور میں ساتھ ہی کیپٹن فیاض صاحب کے دفتر پہنچے.... میں نے وہی کہانی دہرا دی جو گرٹروڈ نے سمجھائی تھی اور منیجر نے بتایا کہ ابھی تک اس کا کوئی چیک کیش ہونے کے لئے نہیں آیا۔ اب آپ بتائیے کہ میں غلطی کی یا....؟"

"تم بہت اچھے رہے....!" عمران بولا۔ "میں بھی تمہیں وہی مشورہ دیتا جو گرٹروڈ نے دیا تھا۔ لیکن تم کم از کم مجھے اپنی وفاداری کا یقین نہ دلا سکتے۔!"

"بڑے بُرے چکر میں پھنس گیا ہوں.... اب وہ مجھ سے ملتی ہی رہے گی۔!"

"تم خود اس سے ملنے کی کوشش ہرگز نہ کرنا....!"

"آخر یہ سب ہے کیا....؟"

"رانا خاموش ہو بیٹھو.... اس ادھیڑ بن میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ ابھی تک جو کچھ بھی ہوا ہے اسے یکسر ذہن سے نکال دو....!"

"اچھی بات....!"

"بس اب جاؤ.... ایک بار پھر سن لو کہ اپنے آپ اس سے ملنے کی کوشش نہ کرنا تاکید ہے ورنہ نتیجے کے خود ذمہ دار ہو گے۔!"

"نہیں ملوں گا....! آپ یقین کیجئے....!"

"آخاہ.... تو کیا اب میں بھی گرٹروڈ ہی کی طرح یقین دہانی چاہوں گا۔ بھاگ جاؤ۔!"

رانا کھسیانی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

رافیہ سموناف آج کی ڈاک دیکھ رہی تھی۔ دو خطوط ایسے تھے جن میں سیدھی سادی زبان استعمال کی گئی تھی ایک تو سیاہ فام جوزف کا خط تھا اور دوسرا محکمہ خارجہ کے ایک ذمہ دار آفیسر کا۔!

محکمہ خارجہ کے آفیسر نے اوٹو ویلانی کو لکھا تھا۔

"پروفیسر تم سچ مچ باکمال آدمی ہو۔ محض ایک جانور کے نام اور نام لکھنے کے وقت کے سہارے تم نے میری گذشتہ اور آئندہ زندگی کے حالات پر روشنی ڈالی۔ جو زندگی گزار چکا ہوں اس کے بارے میں تصدیق کرتا ہوں کہ تم نے حرف بحرف سب کچھ صحیح لکھا ہے۔ مستقبل ہنوز تاریکی میں ہے لیکن جو شخص ماضی کی صحیح نشان دہی کر سکتا ہے اس نے مستقبل کے لئے بھی سو فیصد صحیح پیشین گوئی کی ہو گی.... میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ کیا ممکن ہے....؟ ممکن ہو تو اپنا مفصل پتہ لکھو! مستقبل کے بارے میں تمہارے بعض اشارے مبہم ہیں.... میں ان کی وضاحت چاہتا ہوں اور یہ خط و کتابت کے ذریعہ ممکن نہیں.... توقع ہے کہ جواب جلد دو گے۔

ممنونِ کرم۔ ٹی۔ ایچ۔ صدیقی"

جوزف نے لکھا تھا۔

"لائق صد احترام پروفیسر!

میں بے حد اداس ہوں۔ میں نے اپنے باس کو چند دن سے نہیں دیکھا۔ وہ میری زندگی ہے۔ میری زندگی کی مسرت ہے۔ جب تک وہ زندہ ہے میں بھی زندہ ہوں۔ ورنہ میری لاش بھی اسی کے برابر پڑی ہو گی۔ اس سے زیادہ اندوہ ناک بات میرے لئے اور کوئی نہیں کہ میں اسے کسی دن نہ دیکھوں.... پھر بھی یہی غنیمت ہے کہ میں دن میں کم از کم ایک بار اس کی آواز فون پر سن لیتا



ہوں.... پتہ نہیں.... وہ کہاں اور کس حال میں ہے۔ اس کا حکم ہے کہ میں بھی گھر سے باہر قدم نہ نکالوں۔ ورنہ میں خود آ کر تم سے ملتا۔ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا کالا جادو نہیں ہے جس سے اس کے ان دیکھے دشمن غارت ہو جائیں یا کھل کر سامنے آئیں تاکہ وہ انہیں چن چن کر مار ڈالے۔!

کچھ تو کرو........ ملتجی

جوزف"

نہ جانے کیوں جوزف کا خط پڑھ کر رافیہ کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

کچھ دیر بعد اس نے آج کی ڈاک اوٹو ویلانی کی میز پر پہنچا دی اور خود بیٹھ کر پچھلے دن کے آئے ہوئے پوسٹل آرڈروں کا اندراج کیش بک میں کرنے لگی۔ آمدنی روز بروز بڑھ رہی تھی۔ آدمی کس قدر بے چین ہے مستقبل میں جھانکنے کے لئے۔ شاید آدمی اور جانور میں صرف اتنا ہی فرق ہے۔ جانور مستقبل سے بے نیاز ہوتا ہے اور آدمی مستقبل کے لئے مرا جاتا ہے۔!

کام ختم کر کے وہ پھر اس کمرے میں آئی جہاں پروفیسر کی میز تھی۔ وہ بھی اپنا کام نپٹا چکا تھا۔ لیکن وہاں سے اٹھا نہیں تھا۔ محکمہ خارجہ کے آفیسر کے خط کا جواب اوپر ہی رکھا ہوا تھا۔

پروفیسر نے اُسے لکھا تھا۔

"مائی ڈیئر مسٹر صدیقی!

میری سیکریٹری سے مل کر گفت و شنید کرو۔ وہ ہوٹل شیراز کے کمرہ نمبر گیارہ میں رہتی ہے۔ ملنے کے اوقات صبح آٹھ سے نو بجے تک اور شام چھ بجے سے سات بجے تک

مخلص

اوٹو ویلانی"

رافیہ نے خط پڑھ کر پروفیسر کی طرف دیکھا۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا جواب تھا۔ اس سے قبل بھی "متعدد گاہکوں" نے پروفیسر سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی لیکن انہیں یہی جواب دیا گیا تھا کہ پروفیسر بالمشافہ گفتگو کے لئے وقت نہیں نکال سکتے بے حد مصروف آدمی ہیں۔ لیکن اس آدمی ٹی ایچ صدیقی کو پہلے اس سے ملنے کا مشورہ دیا گیا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کے بعد پروفیسر سے بھی اس کی ملاقات ہو سکتی ہے۔

"میں اس کا مطلب نہیں سمجھی پروفیسر!" اس نے خط کے جواب کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"آخر میں اس سے کیا کہوں گی۔!"

"بس ٹالتی رہنا۔!"

"بھلا اس کا فائدہ....؟"

"کچھ دن بعد مل بھی لوں گا۔!" پروفیسر نے نرم لہجے میں کہا۔ "کاروباری بننے کی کوشش کرو۔ جو لوگ کسی نہ کسی طرح ہمارے کام آسکیں ان سے رسم و راہ پیدا کرنی ہی پڑے گی۔ مثال کے طور پر ہم جو کچھ یہاں کما رہے ہیں اسے اسٹرلنگ کی شکل میں اپنے ساتھ لے جانا بھی چاہیں گے۔ وہ پس ماندہ ممالک جو ترقی کی راہ پر چل رہے ہیں زر مبادلہ صرف کرنے کے معاملے میں محتاط ہوتے ہیں۔ لیکن بڑے آفیسروں سے مراسم ہو جائیں تو وہ کوئی نہ کوئی راہ نکال ہی لیتے ہیں۔ اگر ہم نے دانش مندی سے کام لیا تو اپنا سرمایہ اسٹرلنگ کی شکل میں تبدیل کرا سکیں گے۔ مجھے توقع ہے کہ تم اس آفیسر کو اپنے اخلاق کا گرویدہ بنالو گی۔ بس اب جاؤ۔!"

"آخر میں کیا کہہ کر اُسے ٹالوں گی۔!"

"تم بہ آسانی کہہ سکتی ہو..... فی الحال مصروفیت زیادہ ہے۔ آپ مجھ سے کل مل لیجئے گا۔ دوسرے دن سراپا معذرت بن کر پھر کہہ دینا کہ اندازے کی غلطی کی بناء پر تم اسے صحیح بات نہ بتا سکیں.... اب کچھ کہا نہیں جاسکتا کہ پروفیسر کو کب فرصت ملے کیا یہ ممکن نہیں کہ آپ روزانہ فون کر کے مجھ سے معلوم کر لیا کریں۔!"

"یہ تو خواہ مخواہ دھوکے میں رکھنا ہوا۔!"

"اسی کا نام بزنس ٹیکٹ ہے بے بی! ابھی تمہیں ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ خیر اب جاؤ.... مجھے توقع ہے کہ اپنا پارٹ بخوبی نبھاؤ گی۔!" پروفیسر اس سے مزید کچھ کہے سنے بغیر اٹھا اور کمرے سے چلا گیا۔

رافیہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے وہیں کھڑی رہی۔

"بزنس....!" وہ بڑبڑائی۔ "یہ تو کھلا ہوا فراڈ ہے۔ بزنس کے لئے آدمیت کی سطح سے گر جانا کہاں تک مناسب ہے۔!"

پھر وہ خطوط کا انبار سمیٹتی ہوئی اس کمرے میں چلی آئی جہاں خود بیٹھ کر کام کرتی تھی۔

اسے جوزف کے خط کا خیال آیا اور وہ اس کا جواب تلاش کرنے لگی۔



"اچھے آدمی

میں تمہارے لئے مغموم ہوں۔ یہی کیفیت تمہارے باس کے لئے بھی ہے۔ تم اس سے کہو مجھ سے فون پر رابطہ قائم کرے شاید میں اسے کوئی مفید مشورہ دے سکوں۔ میں کسی کو غارت کردینے کی قوت نہیں رکھتا البتہ یہ ممکن ہے کہ اس کے دشمنوں کے دلوں سے کدورت کا رنگ دور ہو جائے۔ بہتر یہی ہے کہ تم اپنے باس کے حکم کے مطابق گھر سے باہر نہ نکلو۔!

مخلص

اوٹو ویلانی"

رافیہ نے طویل سانس لی اور انگلیاں چٹخانے لگی۔

اس دوران میں کئی بار اس کا جی چاہا تھا کہ جوزف سے ملے لیکن پروفیسر نے اسے اس سے روک دیا تھا۔ اس نے کہا تھا ممکن ہے اس کے دشمنوں کو خیال پیدا ہو کہ ہم اس جگہ سے واقف ہیں جہاں اس نے پناہ لی ہے لہٰذا وہ پھر ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے اور میں اسے اپنے بزنس کے لئے تباہ کن سمجھتا ہوں۔!

دوسری طرف رافیہ یہ معلوم کرنے کے لئے بھی بے چین تھی کہ پیشانی کے داغ کا علم ہو جانے کے بعد اس آدمی پر اس کا کیا رد عمل ہوا ہوگا۔ پروفیسر کے بیان کے مطابق بچھو کی شکل کا وہ سیاہ داغ انمٹ تھا۔ پھر اسے اس پر بھی حیرت تھی کہ داغ کا علم ہو جانے پر وہ پھر یہاں کیوں نہیں آیا!

دفعتاً وہ ممی کی تصویر کی طرف مڑ کر بولی۔ "تم ہی بتاؤ اے مقدس روح میری الجھن رفع کردو۔!"

"کیسی الجھن؟" دوسرے ہی لمحے میں تیز قسم کی سرگوشی سے کمرے کی فضا گونج اٹھی۔

"وہ آدمی واپس کیوں نہیں آیا.... جسے تم نے سزا دی تھی۔!"

"پیشانی پر سیاہ داغ دیکھ لینے کے بعد اس نے اسے صاف کردینے کی کوشش کی تھی.... لیکن ناکام رہنے کے بعد ذہنی توازن کھو بیٹھا....! عنقریب خودکشی کر لے گا۔!"

"خدا کی پناہ... اتنی بھیانک سزا۔!" رافیہ گڑگڑائی۔ "میں یہ نہیں چاہتی تھی.... مقدس روح۔!"

"میں نے تو یہی چاہا اور میں جو کچھ بھی چاہتی ہوں وہ ہر حال میں ہو کر رہتا ہے.... اب تم

اسے بھلا دو۔!"

"لیکن.... لیکن....!" وہ ہکلا کر رہ گئی۔ پھر یک بیک ہذیانی انداز میں بولی۔ "اس نے مجھے کوئی نقصان تو نہیں پہنچایا تھا۔ اس پر رحم کرو.... اسے معاف کر دو.... اپنی ہستی کو اتنی اہمیت نہیں دیتی کہ اس پر جانوں کی بھینٹ چڑھائی جائے۔ رحم.... رحم.... مقدس روح۔!"

پھر اسکی آواز ایک طویل سسکی میں تبدیل ہوگئی۔ لیکن وہ دوبارہ روح کی سرگوشی نہ سن سکی۔ شدت گریہ سے اس کا دم گھٹ رہا تھا۔ لیکن نہ تو آنکھوں سے آنسو نکلے اور نہ حلق سے آواز ہی نکل سکی۔

عمران مرزا نسیم بیگ کی حیثیت سے مس موریلی کے کلب کی عمارت میں داخل ہوا۔ رات کے ساڑھے سات بجے تھے۔ ڈائننگ ہال میں ہلکی موسیقی کے ریکارڈ کی آواز گونج رہی تھی اور مدھم روشنی والے بلب روشن تھے۔ قریب قریب ساری ہی میزیں انگیج تھیں اور تین چار دیسی آدمیوں کے علاوہ سب غیر ملکی تھے ان میں عورتیں بھی تھیں اور مرد بھی۔ رچمنڈ بھی دکھائی دیا لیکن اپنی میز پر وہ تنہا تھا۔ سامنے شراب کی بوتل اور سوڈے کا سائیفن رکھا ہوا تھا۔ گلاس میں قرمزی رنگ کی شراب تھی۔

کئی عورتیں موسیقی کی دھن پر اپنے شانے تھرکا رہی تھیں اور مردوں کے پیر فرش پر تھاپ دے رہے تھے۔ سفید وردی میں ملبوس مؤدب بیرے خاموشی سے ادھر اُدھر آجا رہے تھے۔

موریلی کاؤنٹر کے قریب کھڑی تھی۔ عمران کو دیکھ کر آگے بڑھی۔

"خوش آمدید.... مسٹر بیگ....!" اس کی مترنم آواز کانوں میں رس گھول گئی۔ جواباً عمران نے مسکرا کر سر کو خفیف سی جنبش دی اور اس کے ساتھ چلنے لگا۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ بے شمار آنکھیں ان کی جانب نگراں ہیں۔

موریلی اسے اپنے آفس میں لائی۔

"بیٹھئے مسٹر بیگ.... کل آپ کا پیغام ملا تھا۔ بڑی مایوسی ہوئی تھی۔"

عمران نے ہینڈ بیگ سے تصاویر نکال کر میز پر رکھ دیں۔ وہ ایک ایک کر کے انہیں دیکھتی رہی۔ پھر کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ پوچھا تھا۔ "آپ کا ذریعہ معاش کیا ہے مسٹر بیگ....!"



"بدمعاشی....!"

وہ ہنسنے لگی.... پھر بولی۔ "نہیں سنجیدگی سے بتائیے۔!"

"یقین کیجئے.... اس شہر کے بدمعاش ہی میرا ذریعہ معاش ہیں۔ آپ کو یہ بات محض اس لئے بتا رہا ہوں کہ آپ کا تعلق ہماری سوسائٹی سے نہیں۔ اپنی سوسائٹی کے کسی فرد کو یہ بات ہرگز نہ بتاتا کیونکہ وہ تو مجھے ایک باعزت اور ذی وقار آدمی سمجھتے ہیں۔ اس بار میرے حلقے کے لوگ مجھے میونسپل الیکشن کے لئے بھی کھڑا کر رہے ہیں۔!"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ آپ نے یہ بات مجھے بھی کیوں بتائی۔!"

"آپ کی شخصیت.... میرا خیال ہے کہ آپ سے کوئی جھوٹ نہیں بول سکتا۔!"

"شکریہ....!" وہ دلآویز انداز میں مسکرائی۔ "حالانکہ میں بہت آسانی سے بے وقوف بن جاتی ہوں۔!"

"تب تو آپ ہیرا ہیں ہیرا.... دنیا ایسے ہی آدمیوں کی قدر کرتی ہے جو آسانی سے بے وقوف بن جاتے ہیں یہ بہت اچھے آدمی کہلاتے ہیں اور جو آسانی سے بے وقوف بن جانے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اچھے الفاظ میں یاد نہیں کئے جاتے۔!"

"میں آپ کا مطلب سمجھ گئی۔ مجھے آپ ہی جیسے کسی سمجھ دار مقامی آدمی کی ضرورت تھی۔!"

"کیا اپنے بزنس کے سلسلے میں....!"

"نہیں یہ دوسرا معاملہ ہے....!"

عمران کچھ نہ بولا۔ ویسے وہ اسے مستفسرانہ نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"یہاں کے کچھ سرمایہ داروں کو میرے بارے میں کچھ غلط فہمی ہوگئی ہے۔!"

"کیسی غلط فہمی....!"

"وہ سمجھتے ہیں کہ میں لڑکیوں کا بزنس کرتی ہوں.... اور وہ اس سلسلے میں میرے گاہک بننا چاہتے ہیں.... پہلے بھی انہیں ہنسی میں اڑاتی رہی پھر سنجیدگی سے سمجھانے کی کوشش کرنے لگی کہ وہ مجھے غلط سمجھ رہے ہیں۔ لہٰذا ان میں سے ایک نے مجھے دھمکی دی ہے کہ اگر میں نے اس کے لئے غیر ملکی لڑکیاں فراہم نہ کیں تو وہ میرا تجارتی ویزا کینسل کرا دے گا۔!"

"اسے محض دھمکی ہی سمجھئے.... وہ ایسا نہ کر سکے گا۔!"

"میرا خیال ہے کہ اس نے میرے خلاف کچھ شروع کر دیا ہے.... کیونکہ ایک پولیس آفیسر آج یہاں آیا تھا۔ شاید اس وقت پھر آئے۔!"

"کس سلسلے میں پوچھ گچھ کی تھی۔!"

"جس سلسلے میں پوچھ گچھ کی تھی اسے تو میں صرف ایک بہانہ سمجھتی ہوں۔! حقیقتاً وہ میرے بارے میں تفتیش کرنا چاہتا ہے۔!"

"تب تو پھر آپ مجھے بھی کوئی سادہ لباس والا سمجھ رہی ہوں گی۔!" عمران بائیں آنکھ دبا کر بولا۔

"یقین کیجئے جب سے وہ پولیس آفیسر گفتگو کر کے گیا ہے میں آپ ہی کے بارے میں سوچتی رہی ہوں اور یہی سوچتی رہی ہوں جو ابھی آپ نے کہا ہے۔!"

"حالات کے تحت آپ اس میں حق بجانب ہیں.... کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس نے کس معاملے میں آپ سے پوچھ گچھ کی تھی۔!"

"ارے وہی معاملہ جو ایک راہ گیر کی توجہ بھی اپنی طرف مبذول کرا سکتا ہے کوئی بھی اگر رچمنڈ جیسے مداریوں کے متعلق پوچھ گچھ کر سکتا ہے۔!"

"آپ کو اس آفیسر کا نام یاد ہے۔!"

"نام تو یاد نہیں ہے۔ البتہ عہدہ ذہن میں محفوظ رہ گیا۔ غالباً وہ سی آئی ڈی کا سپرنٹنڈنٹ تھا۔!"

"کیپٹن فیاض....!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا۔

"ہاں.... ہاں شاید یہی نام تھا کیا آپ اُسے جانتے ہیں۔!"

عمران ہنس پڑا.... دیر تک ہنستا رہا پھر بولا۔ "مجھے یقین ہے کہ اس نے رچمنڈ ہی کو بہانہ قرار دے کر آپ سے جان پہچان پیدا کرنے کی راہ نکالی ہوگی۔ ہے نا یہی بات....!"

"یہی بات ہے.... لیکن مقصد کے بارے میں آپ کی رائے سے اتفاق نہیں کر سکتا۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"وہ آپ کے بارے میں چھان بین نہیں کر رہا۔!"

"پھر بھی بات واضح نہیں ہوئی۔!"

"وہ مجھ سے ذاتی طور پر واقف نہیں ہے۔ لیکن میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہاں کے پولیس آفیسروں اور بدمعاشوں کے متعلق مجھے ہر وقت تازہ ترین اطلاعات مہیا کرنی پڑتی ہے۔



براہِ اسی کا متقاضی ہے.... فیاض عرصہ سے آپ سے مل بیٹھنے کا خواہش مند رہا ہوگا۔ لیکن زیب بہر ملاقات ہاتھ نہ آئی ہوگی۔ اتفاق سے ہاروے رچمنڈ سامنے پڑ گیا۔ اس نے سوچا ہوگا بڑا اچھا نسخہ ہاتھ آیا۔ اب وہ اس کے بارے میں تازہ ترین معلومات حاصل کرنے کے لئے آپ سے روزانہ ملتا رہے گا۔!"

"اوہ....!"

"جی ہاں....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "فیاض انہیں لوگوں میں سے ہے جو یہ چاہتے ہیں کہ دنیا کی ہر خوبصورت لڑکی سے ان کی جان پہچان ضرور ہو۔!"

"اگر یہ بات ہے تو میں اسے سڑک پر نچاؤں گی۔!" موریلی چہک کر بولی۔

"نہیں آپ خود اس قسم کی کوشش نہ کیجئے گا.... ورنہ اگر وہ غلط فہمی کا شکار ہو گیا تو آپ کسی طرح بھی اس سے دامن نہ بچا سکیں گی۔!"

"خیر اسے چھوڑیئے....! ہو سکتا ہے میں غلطی پر ہوں.... لیکن میں اس سرمایہ دار کی دھمکی کے بارے میں سنجیدگی سے غور کر رہی ہوں۔!"

"آخر کس بناء پر....!"

"تین چار دن پہلے ایک واقعہ اور بھی ہو چکا ہے جس سے مجھے سازش کی بو آتی ہے۔!"

"اس واقعہ کے بارے میں بھی کچھ بتایئے۔!"

"یک وقت سات ممبروں نے کوئی معقول وجہ بتائے بغیر کلب کی ممبر شپ ختم کر دی ہے۔ وہ ساتوں دوست تھے۔ اس حد تک خفا تھے کسی بات پر کہ یہاں سے اپنا گروپ فوٹو تک لے گئے۔!"

"اوہ....!"

"کیا یہ واقعہ میرے شبہے کو تقویت دینے کے لئے کافی نہیں ہے۔!"

"وہ تو ہے.... لیکن آخر وہ لوگ اپنے فوٹو کیوں لے گئے۔!"

"ان میں سے ایک میرا گہرا دوست بھی تھا....!"

"ہوں....!" عمران مسکرا کر بولا۔ "اس کی تصویر تو ہوگی ہی آپ کے پاس....!"

"یہی تو بتانا چاہتی ہوں کہ وہ اسے بھی میرے البم میں سے نکلوا لے گیا.... اسے یاد تھا کہ اس کی ایک تصویر میرے پاس تھی۔!"

"دراصل صرف یہی مسئلہ آپ کے لئے باعث تشویش ہونا چاہئے۔!"

"کونسا مسئلہ....!"

"تصویروں والا....!"

"سمجھ میں نہیں آتا.... ہاں مجھے بھی اس کا خیال آیا تھا.... بہر حال اب آپ ہی بتایئے کہ یہ کسی قسم کی سازش ہی ہو سکتی ہے یا نہیں....!"

"ہو تو سکتی ہے....!" عمران پر تفکر لہجے میں بولا۔ "لیکن تصویروں کا مسئلہ....!"

"تصویروں والے مسئلے کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے۔!"

"سوچنے کی بات ہے.... خیر ہاں تو آپ یہ بتایئے کیا حقیقتاً کسی طرح بھی آپ کے کاروبار کی نوعیت ایسی ہو سکتی ہے کہ آپ کو پولیس سے خائف رہنا پڑے۔!"

"ہرگز نہیں.... میرا کاروبار بے داغ اور بالکل صاف ہے۔!"

"پھر آپ کو خوف کس بات کا ہے۔!"

"اگر لوگ دشمنی پر کمربستہ ہوں تو آپ کو ان الزامات کے لئے بھی تیار رہنا پڑے گا جو آپ پر کسی طرح بھی عائد نہ ہو سکتے ہوں۔ مثال کے طور پر یہاں کلب کی عمارت کے کسی گوشے میں کچھ قابل گرفت غیر قانونی چیزیں رکھ دی جائیں.... اور میری لاعلمی میں پولیس چھاپہ مارے، چیزیں برآمد ہوں.... پھر آپ ہی سوچئے کیا پوزیشن ہو گی میری۔!"

"ہوں.... ممکن ہے....!" عمران پر تفکر انداز میں سر کو جنبش دے کر بولا۔

کچھ دیر خاموشی رہی.... پھر عمران نے کہا۔ "ان ساتوں میں سے جو آپ کا گہرا دوست تھا اس کے بارے میں بھی کچھ بتایئے۔!"

"دراصل اسے بھی فن مصوری سے لگاؤ تھا۔ اسی بناء پر خصوصیت سے اس سے ایک طرح کا لگاؤ ہو گیا تھا۔!"

"اچھا وہ ساتوں یہیں آپس میں دوست بنے تھے یا کلب کی رکنیت حاصل کرنے سے پہلے ہی ایک دوسرے سے واقف تھے۔!"

"میرا خیال ہے کہ وہ اس سے پہلے ہی ایک دوسرے کو جانتے تھے۔!"

"قدرتی بات ہے کہ آپ کو ان کی برافروختگی پر حیرت ہوئی ہو گی اور آپ نے اس کی وجہ



معلوم کرنی چاہی ہو گی۔!"

"جی ہاں....!"

"اور آپ اسی ممبر سے ملنے کیلئے اسکی قیام گاہ پر گئی ہوں گی جس سے آپکی زیادہ بے تکلفی تھی۔!"

"جی ہاں.... سب سے پہلے اسی کی قیام گاہ پر گئی تھی۔ لیکن وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ اسی جگہ کو چھوڑ چکا ہے.... چونکہ ممبروں کے رجسٹر میں ان سبھوں کے پتے درج تھے اس لئے بقیہ لوگوں کی قیام گاہ پر بھی بہ آسانی پہنچ سکی تھی۔ لیکن میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب یہ معلوم ہوا کہ ان سبھوں نے اسی دن ان قیام گاہوں کو چھوڑا تھا۔ قیام گاہوں سے متعلق لوگ ان کے نئے ٹھکانوں کے بارے میں کچھ نہ بتا سکے.... سبھوں نے لاعلمی ظاہر کی تھی۔!"

"خوب....!" عمران آہستہ سے بولا۔ "یہاں سے اپنی تصاویر تک لے گئے اور قیام گاہوں کو اس طرح چھوڑ دیا.... پھر کیا سوچا جا سکتا ہے....؟"

"سخت الجھن میں ہوں....!" موریلی اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔

"فکر نہ کیجئے میں دیکھوں گا۔!"

"آپ انہیں پائیں گے کہاں کہ دیکھیں گے....!"

"شاید پا ہی جاؤں.... ہاں اس سرمایہ دار نے دھمکی کب دی تھی۔!"

"اسی دن.... یہ بھی اسی دن کی بات ہے.... ان لوگوں کی ممبرشپ ختم ہونے سے غالباً کچھ گھنٹے پہلے اس نے دھمکی دی تھی....؟"

"خوب....!" عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔ وہ سوچ رہا تھا کیا دھمکی محض اسی لئے دی گئی تھی کہ ان ساتوں کا بیک وقت یہاں سے تعلق ختم کر دینا اسی سرمایہ دار کی ریشہ دوانیوں کا نتیجہ سمجھا جائے۔!

اس نے کچھ دیر بعد کہا۔ "ذرا ممبروں کا رجسٹر تو منگوایئے۔!"

"ممبروں کا رجسٹر.... اچھا....!" موریلی نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی ایک ملازم کمرے میں داخل ہوا۔

"کاؤنٹر سے ممبروں کا رجسٹر لاؤ....!" موریلی نے اس سے کہا.... وہ سر کو جنبش دے کر واپس چلا گیا۔

عمران ان ساتوں کے نام اور پتے دیکھنا چاہتا تھا معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ ڈیوڈ کے بتائے ہوئے نام اور پتوں سے مطابقت رکھتے تھے یا ان سے مختلف تھے کچھ دیر بعد رجسٹر آ گیا۔ عمران نے اس سے وہ صفحہ کھولنے کے لئے کہا جس پر ان کا اندراج تھا۔

وہ سب ایک جگہ سلسلہ وار درج تھے۔ اسکے بعد پھر دوسرے نام آتے تھے۔ یہ سب وہی نام تھے جو ڈیوڈ نے بتائے تھے اور عمران کی دانست میں پتے بھی اس کے بتائے پتوں سے مختلف نہیں تھے۔ ان میں ڈیوڈ کا نام بھی موجود تھا۔

"ان کے درمیان یہ ایک نام کیسا ہے۔!"

"کہاں.... اوہ.... اسے تو میں بھول ہی گئی تھی۔ نوئیل ڈیوڈ.... لیکن یہ دراصل یہ بھی میری الجھن کا باعث بنا ہوا ہے.... اس کے غائب ہو جانے کی خبر تو اخبارات میں بھی شائع ہوئی ہے۔ خبر کے ساتھ ہی تصویر بھی تھی لیکن اس نے اپنی ممبر شپ کے بارے میں مجھے کوئی اطلاع نہیں دی۔ ان کے ساتھ بھی نہیں آیا تھا۔!"

"آخر آپ نے ان ساتوں کے ساتھ ہی اس کا تذکرہ بھی کیوں نہیں کیا تھا....؟"

"محض اس لئے کہ اس نے اپنی ممبر شپ ختم کر دینے کی اطلاع مجھے نہیں دی۔!"

"اس کے بارے میں خبر کیا تھی۔!"

"اچھی طرح یاد نہیں....!"

"یقیناً.... آپ نے اس خبر پر پوری طرح دھیان نہیں دیا تھا.... ورنہ کیپٹن فیاض کی آمد کو کسی سازش پر محمول نہ کرتیں....!"

"خبر کے نیچے ہی کیپٹن فیاض کا اعلان بھی تھا کہ نوئیل ڈیوڈ کے بارے میں کسی قسم کی بھی معلومات رکھنے والے اس سے رجوع کریں....!"

"اوہ.... تو.... وہ کیپٹن فیاض....!"

"جی ہاں... مجھے وہ خبر اور اعلان من وعن یاد ہے! بتایا نا کہ مجھے بہت زیادہ باخبر رہنا پڑتا ہے!"

وہ کچھ کہنے کے بجائے خلاء میں گھورتی رہی۔

"آپ نے اس آدمی نوئیل ڈیوڈ سے بھی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی ہوگی۔!"

"جی....!" وہ چونک پڑی۔ "کیا کہا....؟"



عمران نے اپنا سوال دہرایا۔

"جی ہاں....! لیکن جس وقت میں وہاں پہنچی تھی۔ وہ بھی موجود نہیں تھا۔!"

"اس خبر کے شائع ہونے سے پہلے پہنچی تھی یا بعد میں....!"

"پہلے ہی....!"

"وہ کہاں رہتا تھا....!"

"ایک ہوٹل میں.... لیکن وہاں اس کے کمرہ چھوڑ دینے کی اطلاع نہیں ملی تھی۔ کاؤنٹر کلرک نے اس کے کمرے میں فون کرنے کے بعد مجھے بتایا کہ وہ موجود نہیں ہے۔!"

"ہوں اور اس کے بعد صرف فون کر کے ہی آپ اس کے بارے میں پوچھتی رہی ہوں گی۔!"

"جی ہاں.... لیکن بس یہی معلوم ہوتا رہا تھا کہ وہ موجود نہیں ہے۔!"

"خبر شائع ہونے کے بعد بھی آپ نے فون کیا تھا....!"

"جی نہیں....؟"

"سچ مچ آپ دشواریوں میں پڑ گئی ہیں.... اب اسے سازش والے نکتہ نظر سے نہ دیکھئے۔!"

"پھر....؟"

"وہ آٹھوں ساتھ ہی آئے تھے....؟"

"جی ہاں....!"

"ایک دوسرے کے دوست بھی تھے....؟"

"جی ہاں....!"

"ایک دن وہ ساتوں آتے ہیں اور نہ صرف ممبر شپ ختم کر دیتے ہیں بلکہ اپنی تصاویر بھی لے جاتے ہیں۔ آٹھواں نہیں آتا.... اور پھر اسی کی گمشدگی کی خبر اخبار میں شائع ہوتی ہے۔ مجھے یہ بتائیے آخر وہ لوگ اپنی تصویریں کیوں لے گئے....؟"

"میں کیا بتاؤں میری سمجھ میں تو نہیں آتا....!"

"آٹھواں غالباً قتل کر دیا گیا ہے.... وہ ساتوں تو اس کے قاتل ہیں یا قتل میں اعانت کی ہے انہوں نے اسی لئے تصویریں بھی لے گئے اور اپنی قیام گاہیں بھی چھوڑ دیں۔!"

"میرے خدا....؟" وہ بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔

"ہو سکتا ہے پولیس کو ابھی تک ان ساتوں کے بارے میں کچھ نہ معلوم ہو سکا ہو لیکن آپ کے بارے میں ضرور معلوم ہوا ہوگا....!"

"کک.... کیوں.... کیسے....؟"

"نوئیل کے ہوٹل میں.... کاؤنٹر کلرک نے بتایا ہوگا کہ ایک عورت اس کے بارے میں پوچھنے آئی تھی اور پھر فون پر پوچھتی رہی تھی۔ پھر اگر پولیس کو ان ساتوں کی قیام گاہوں کا پتہ معلوم ہو جائے تو ان سے تعلق رکھنے والے بھی پولیس کو آپ کی کہانی سنائیں گے کہ عورت ان کے جانے کے بعد ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے آئی تھی۔!"

"میں کیا کروں.... میں کیا کروں....!" وہ مضطربانہ انداز میں بولی۔

"فی الحال بیٹھ جائیے.... گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ آپ نے اچھا کیا کہ یہ ساری باتیں میرے علم میں لے آئیں۔!"

"لیکن اس آفیسر نے مجھ سے نوئیل کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا تھا۔!"

"ابھی اسے اس کا علم ہی نہ ہوگا کہ وہ اس کلب کا ممبر بھی تھا۔!"

"پھر اب کیا ہوگا.... مجھے کیا کرنا چاہئے....؟" وہ کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالتی ہوئی بولی۔ "کچھ دیر بعد وہ یہاں پھر آئے گا۔!"

"میرا مشورہ ہے کہ آپ اسے ان واقعات سے آگاہ کر دیں۔!"

"پھر میری پوزیشن کیا ہوگی....؟"

"تھوڑی دانش مندی سے بھی کام لیں تو آپ بھی مزے ہی میں رہیں گی! اور پولیس کی اعانت کرنے کا سرٹیفکیٹ بھی آپ کو مل جائے گا۔!"

"تو بتائیے نا کہ میں کیا کروں....؟"

"اسے بتائیے کہ آج اس کے جانے کے بعد ہی کسی نے نوئیل والی خبر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ آپ نے اسے پڑھا تھا اور یہ معلوم کر کے خوف زدہ ہو گئی تھیں کہ نوئیل کے بارے میں وہی تفتیش کر رہا تھا۔ آپ کہئے گا کہ آپ کو تشویش تھی کہ اس نے براہِ راست نوئیل کا تذکرہ کرنے کے بجائے ہاروے رچمنڈ کے متعلق کیوں پوچھ گچھ شروع کر دی تھی۔ کیا اس کا یہ خیال ہے کہ نوئیل کی گمشدگی میں آپ کا بھی ہاتھ ہو سکتا ہے۔! پھر تھوڑی سی لگاوٹ کی باتیں بھی



کر لیجئے گا۔ بس کام بن جائے گا۔ فیاض اسی قسم کا آدمی ہے کچھ تعجب نہیں کہ وہ آپ کو ممبروں کا رجسٹر ہی بدل دینے کا مشورہ دے بیٹھے۔! اور کہے کہ اس میں سرے سے ان آٹھوں کے نام ہی نہ لکھے جائیں۔!"

موریلی کچھ نہ بولی۔ اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار تھے اور وہ مضطرب بھی تھی۔!

عمران نے کچھ دیر بعد کہا۔ "لیکن اس سرمایہ دار یا اس کی دھمکی کا تذکرہ قطعاً نہ آنے پائے.... ہاں کیا وہ کلب کا باقاعدہ ممبر بھی ہے۔!"

"جی ہاں ممبر ہے.... لیکن شاذونادر ہی یہاں آتا ہے....!"

"اچھی بات ہے.... صرف مجھے اس کا نام اور پتہ بتا دیجئے۔!"

"روبی مل.... بیالیس وکٹوریہ لین....!"

"شکریہ.... میں دیکھوں گا ایک بار پھر سن لیجئے۔ اس کے بارے میں کیپٹن فیاض کو قطعی کچھ نہ بتائیے گا.... اور وہاں میرا تذکرہ بھی نہ آئے تو بہتر ہے اس طرح میں سکون سے کام نہ کر سکوں گا۔"

"اچھی بات ہے.... لیکن ذرا ٹھہریئے.... اتنا بتا دیجئے کیا یہ محض اتفاق تھا کہ آپ مجھ سے ملنے چلے آئے تھے۔!"

عمران نے ایک طویل سانس لی اور اٹھنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

"یہ سوال آپ نے کیوں کیا....؟"

"آپ تصویریں لے کر آئے تھے۔ میں سمجھی تھی مصور ہوں گے لیکن آپ نے سرکس شروع کر دیا.... اور اب اس قسم کے کمالات دکھا رہے ہیں۔!"

عمران ہنس پڑا.... دیر تک ہنستا رہا پھر بولا۔ "سب میرے مقدر کی خوبی ہے۔ اوٹ پٹانگ طور پر پیدا ہوا تھا اور زندگی کے ہر موڑ پر اوٹ پٹانگ حالات کا شکار ہوتا ہوا اس عمر تک آ پہنچا ہوں۔ آپ کو سن کر ہنسی آئے گی کہ میں ہوائی جہاز پر پیدا ہوا تھا۔ سارے مسافروں میں سراسیمگی پھیل گئی تھی اور میرے باپ پر غشی کے دورے پڑ رہے تھے کہنے کا مطلب یہ کہ میرا ذریعۂ معاش مصوری نہیں ہے میں حقیقتاً یہ تصویریں کسی قدر دان کے حوالے کر کے ان سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں۔!"

"چوری کی تو نہیں ہیں....!"

عمران نے پھر قہقہہ لگایا۔ پھر دیر تک ہنستے رہنے کے بعد بولا۔ "چوری کا مال قدر دانوں کے حوالے نہیں کیا جاتا بلکہ اونے پونے فروخت کیا جاتا ہے۔!"

"معاف کیجئے گا۔ اس وقت میری ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ اس سوال پر شرمندہ ہوں۔!"

"کوئی بات نہیں....! بہر حال اسے محض اتفاق سمجھئے کہ آپ سے آٹکرایا آپ کے ستارے اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ اب اجازت دیجئے.... ایک بار پھر یاد دلاؤں گا کہ آپ فیاض کو زوبی مل کے بارے میں کچھ نہ بتائیے گا۔!"

عمران اٹھ گیا۔

ان دنوں جوزف ایک طاقتور دوربین سنبھالے کھڑکی کے قریب بیٹھا رہتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ لوگ جو عمران کی تاک میں ہیں یقینی طور پر فلیٹ کی نگرانی کرتے ہوں گے وہ دل ہی دل میں تاؤ کھاتا رہتا۔ کاش کسی ایک کے بارے میں یقین ہو جائے۔ چھٹی کا دودھ یاد دلا دے اسے.... اکثر سفید فام راہگیروں کو دیکھ کر دانت پیستا۔

آج ہی اسے اوٹو ویلانی کی سیکریٹری کا خط اپنے خط کے جواب میں ملا تھا۔ اور وہ مضطرب تھا کہ کسی طرح فون پر عمران کی کال آئے اور وہ اس تک پروفیسر کا پیغام پہنچا دے۔!

مضطرب بھی تھا اور جھنجھلاہٹ میں بھی مبتلا تھا۔ جھنجھلاہٹ اس بات پر تھی کہ آخر عمران اسے اپنا فون نمبر بتانے سے کیوں گریز کر رہا ہے۔ اب اگر ایسے میں فوری طور پر کوئی اہم اطلاع اس تک پہنچانی ہو تو وہ کیا کرے گا۔

جوزف اتنی زیادہ احتیاط کا قائل نہیں تھا۔ اس کا قول تھا کہ جب لوگ اس طرح گھیرنے لگیں تو پھر بس کٹ مرنا چاہئے اور وہ تو اس پر پتہ نہیں کب سے تلا بیٹھا تھا۔ لیکن ان میں سے کوئی پہچانا بھی تو جا سکتا! ایسے دوربین سنبھال بیٹھنے کا مقصد یہی تھا کہ وہ آس پاس پائے جانے والوں کے چہرے پڑھ سکے اس کا دعویٰ تھا کہ وہ چور قسم کے دشمنوں کی بو سونگھ سکتا ہے۔ ان کی آنکھوں میں ان کے دل کا حال پڑھ سکتا ہے۔

دوربین کا فوکس زیادہ تر سامنے والے کیفے کے برآمدے پر ہوتا۔ وہاں سگریٹ اور سگار



ںوں کی تین دو کانیں تھیں جن پر کچھ دیر ٹھہرنے کا جواز بھی پیدا کیا جا سکتا تھا اور وہیں سے ان کے فلیٹ کی نگرانی بھی ہو سکتی تھی۔!

اس وقت ایک طویل قامت آدمی جو اوور کوٹ اور فلیٹ ہیٹ میں ملبوس تھا ایک دوکان پر ر آیا.... اور جب وہ سڑک کی جانب مڑ کر سگار سلگانے لگا تو جوزف نے دیکھا کہ اس نے فلٹ ٹ کا گوشہ پیشانی پر جھکا رکھا ہے۔!

آج صبح ہی سے سردی شدید تھی۔ دن نکلنے سے قبل تیز بارش ہوئی تھی اور پھر آسمان کھل یا تھا۔ لیکن دھوپ ایسی لگ رہی تھی جیسے پانی میں ڈھل کر اپنی رنگت گنوا بیٹھی ہو۔! دھوپ میں ہر بھی سردی کا احساس کم نہیں ہوتا تھا۔

جوزف دوربین کے شیشوں میں آنکھیں پھاڑنے لگا۔ فلیٹ ہیٹ کے سائبان کے نیچے سفید ڑی تھی شاید سر کھجانے کے لئے اس نے فلیٹ ہیٹ پیچھے کھسکائی تھی۔

لیکن یہ کیا؟ جوزف کے ہونٹ پھڑکنے لگے۔ انگلی دوربین کی گراری پر تیزی سے چلی.... یلٹ ہیٹ والا چہرہ قریب آتا گیا۔ خدا کی پناہ.... داغ.... پیشانی پر بچھو کی شکل کا داغ....!

سر کھجانے کے بعد فلیٹ ہیٹ پھر آگے کھسک آئی.... اور بچھو کی شکل کا داغ سائبان کی اٹ میں ہو گیا۔

دفعتاً اس نے دوربین میز پر پھینکی اور اچھل کر اس کرسی کی طرف آیا جس کے ہتھے پر اس کا وٹ پڑا ہوا تھا۔ کرسی ہی پر دونوں ریوالوروں کے لئے ہولسٹر بھی رکھے ہوئے تھے۔ اس نے جلدی جلدی ہولسٹروں کو پہلوؤں سے لٹکایا اور تیزی سے کوٹ پہنتا ہوا دروازے کی طرف جھپٹا۔

زینے ایسی ہی رفتار سے طے کئے تھے کہ اگر مقدار سے زیادہ پی رکھی ہوتی تو سر کے ہزار ٹکڑے ہو جاتے۔

نیچے فٹ پاتھ پر پہنچ کر اس نے اس غیر ملکی کو ایک سمت جاتے ہوئے دیکھا۔ وہ نہایت اطمینان سے چل رہا تھا۔ جوزف کے ہونٹوں پر تنفر آمیز کھنچاؤ پیدا ہوا اور وہ تھوڑے فاصلے سے اس کا تعاقب کرنے لگا۔

❂

عمران نے اپنے ٹرانس میٹر پر اشارہ محسوس کیا.... اور پھر دوسرے ہی لمحے میں بلیک زیرو کی آواز سنائی دی.... ہلو ایکس ٹو.... ہلو ایکس ٹو....!"

"ایکس ٹو....!" عمران نے مائیک میں کہا۔ "ہلو.... اسٹاپ....!"

دوسری طرف سے بلیک زیرو کوڈورڈز میں رپورٹ دینے لگا۔ "سکس ون، اطلاع دیتا ہے کہ جوزف ایک غیر ملکی کا تعاقب کرتا ہوا داراب منزل میں داخل ہوا تھا۔ اس کے بعد باہر نہیں آیا.... اس کے وہاں داخل ہونے کے تین گھنٹے بعد تک کی رپورٹ ہے.... اوور....!"

"تعاقب کہاں سے اور کیسے شروع کیا تھا! اوور....!"

"لیکن وہ داراب منزل میں کس طرح داخل ہوا.... اوور....!"

"سکس ون کا بیان ہے کہ جوزف غیر ملکی کے اندر داخل ہو جانے کے بعد کچھ دیر تک سڑک پر ہی کھڑا رہا تھا.... پھر وہ بھی اندر چلا گیا.... اوور....!"

"جوزف سے ایسی حماقت کی توقع نہیں....! خیر.... داراب منزل کہاں ہے۔ اس کے بارے میں کیا معلومات ہیں....؟ اوور....!"

"عمارت کا مالک ڈاکٹر داراب ہڈیوں کے امراض کا ماہر ہے۔ عمارت بظاہر آج کل خالی ہے کیونکہ ڈاکٹر داراب آج کل غیر ممالک کے دورے پر گیا ہوا ہے۔ عمارت میں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں رہتا تھا۔ وہ کنوارا ہے.... پچویشن گرین اسکوائر.... اوور....!"

"عمارت کی نگرانی کس طرح کی جا رہی ہے....؟ اوور....!"

"نکاسی کے ہر راستے پر نظر ہے....! اوور....!"

"گڈ.... میں دیکھوں گا.... اور کچھ....؟"

"نہیں.... اوور....!"

"اوور اینڈ آل....!" عمران نے سوئچ آف کر دیا۔

اس کے چہرے پر تشویش آمیز تفکر کے آثار نظر آرہے تھے۔ یہ جوزف گھر سے کیسے نکل گیا۔ کیا قصہ ہے؟ یہ تو کسی طرح ممکن ہی نہیں کہ اسے کوئی حکم دیا جائے اور وہ تعمیل نہ کرے!



ے سے بھی زیادہ وفادار آدمی۔!

اس نے سوچا شاید سلیمان اس مسئلے پر روشنی ڈال سکے۔ اس لئے وہ ہوٹل سے باہر نکل کر اسی ٹیلی فون بوتھ کی طرف چل پڑا۔ جسے دوسروں سے رابطہ قائم کرنے کیلئے عموماً استعمال کرتا تھا۔

سلیمان گھر پر موجود تھا.... اس کی آواز سن کر چہکنے لگا۔ چھوٹتے ہی بولا۔ "وہ حرام زادہ آپ کے حکم کی پرواہ کئے بغیر گھر سے باہر نکل گیا....!"

"لیکن کیسے....؟"

"پتہ نہیں.... سالے کی بوتلیں تک میں ہی منگوا کر دیا کرتا تھا۔ ارے یہ کالے سانپ کی زہر ہے.... آپ کو پتہ نہیں کب عقل آئے گی۔!"

"او سلیمان....!"

"جی صاحب....!"

"غور سے سن اور میری بات کا جواب دے! وہ ان دنوں کیا کرتا رہا تھا۔!"

"دن بھر دوربین لئے کھڑکی پر بیٹھا رہتا تھا! ابھی کچھ دیر پہلے یکایک دوربین میز پر پھینکی اور لٹ پہن کر بھاگ گیا.... میں چیختا ہی رہ گیا۔!"

"اس کے اسٹاک میں شراب موجود تھی....!"

"چار بوتلیں جناب عالی.... اب کیا سالے کو اپنا خون پلاتا.... اور جو قسم چاہے لے لیجئے میں نے تو اس دوران میں اس سے بات تک نہیں کی کہ کہیں تبنگڑ بن کر میرے سر پر کوئی مصیبت نہ لائے۔ یقین کیجئے کہ وہ کالی مرغی کی اولاد کسی بات چیت کے بغیر نکل بھاگا ہے۔!"

"بہر حال وہ دوربین لئے کھڑکی کے قریب بیٹھا رہا کرتا تھا....!" عمران نے کہا۔

"جی ہاں.... اور اس کی ذمہ داری بھی چست لباس لڑکیوں پر ہو سکتی ہے مجھ پر نہیں۔!"

"ایک بات تو بھی سن گھر سے باہر قدم نکالنے کی ضرورت نہیں پڑوسیوں سے سودا منگوا لیا کر۔!"

"ارے ضرورت ہی کیا ہے.... سودا بھی آپ ہی کے لئے ہوتا ہے.... ہم تو کچھ کھائے پئے بغیر بھی برسوں چل سکتے ہیں۔!"

"شٹ اپ....!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

کچھ دیر ٹھہر کر رانا پیلس کے نمبر رنگ کئے....! بلیک زیرو نے کال ریسیو کی۔

"اس عمارت کا بیرونی نقشہ مع محل وقوع دو گھنٹے کے اندر اندر چاہئے تم خود ملو.... ہوٹل ذیشان کے قریب....!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا۔

تیسری بار مورلیلی فراہام کے نمبر ڈائیل کئے اور دوسری طرف سے اس کی آواز سن کر بولا۔

"نسیم بیگ....!"

"اوہ.... مسٹر بیگ....! میں نے تمہارے مشورے کے مطابق اس آفیسر کو سب کچھ بتادیا لیکن روپی مل کا تذکرہ نہیں کیا۔!"

"خوب.... رد عمل کیا رہا....؟"

"بے حد شکر گذار ہے میرا کہ میں نے اسے اس عورت کی تلاش سے بچالیا جو ڈیوڈ کے ہوٹل میں اس کے متعلق معلومات حاصل کرنے گئی تھی۔ وہ بہت مہربان ہے۔!"

"ٹھیک ہے.... اچھی خبر ہے۔!"

"اب اسے ڈیوڈ کے ان ساتوں دوستوں کی تلاش ہے....؟"

"یہ بھی اچھی بات ہے۔!"

"تم کب مل رہے ہو....؟"

"کیا اب بھی میری ضرورت باقی رہتی ہے۔!"

"کیوں نہیں....! میں تمہاری منتظر رہوں گی۔!"

"آج نہیں.... آسکوں گا.... کل پر رکھو....!"

"میں تمہاری مشکور ہوں کہ اس الجھن سے نجات پاسکی۔!"

"لیکن اس آفیسر سے نجات نہ پاسکو گی....!"

"کیا مطلب....!"

"بے دھڑک عاشق ہو جاتا ہے....!"

دوسری طرف سے کھنکتا ہوا سا قہقہہ سنائی دیا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

عمران بوتھ سے باہر آگیا اب وہ پھر ہوٹل ہی کی طرف جا رہا تھا۔

ٹھیک دو گھنٹے بعد اس نے بلیک زیرو کو ہوٹل کے قریب کھڑے دیکھا۔ جو اس کے لئے داراب منزل کا بیرونی نقشہ لایا تھا۔



وہ عمران کے موجودہ میک اپ سے واقف تھا۔ دونوں ذیشان کے ڈائننگ ہال میں داخل ہو کر وہ کیبنوں کی طرف چلے گئے۔

بیٹھتے ہی بلیک زیرو بولا۔ "میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جوزف کبھی آپ کے احکامات کے ف بھی کچھ کر گذرے گا۔!"

"اور وہ اتنا احمق بھی نہیں ہے کہ ہر سفید فام غیر ملکی کے پیچھے اس لئے دوڑتا پھرے کہ مجھ ے ٹکرانے والے چند غیر ملکی ہی تھے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"پھر....؟"

"اسے کسی طرح یقین آگیا ہوگا کہ وہ انہیں لوگوں میں سے ہو سکتا ہے۔ سلیمان سے معلوم ہوا ہے کہ وہ دوربین لئے کھڑکی پر بیٹھا رہتا تھا۔ ظاہر ہے کہ نیچے سڑک پر سے بھی وہ اپنی دوربین سمیت صاف نظر آتا ہوگا۔ اچانک اس نے دوربین پھینکی تھی اور کوٹ پہن کر نیچے بھاگا تھا۔ کیا سوچا جا سکتا ہے اس سلسلے میں....؟"

"تو گویا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جس کے پیچھے وہ گیا تھا اسی نے کسی طرح اسے یقین دلا دیا ہوگا کہ وہ انہی لوگوں میں سے ہے۔!"

"اس کے علاوہ اور کوئی چیز جوزف کو میرے حکم سے سرتابی پر مجبور نہیں کر سکتی۔!"

"آخر اس نے اسے کس طرح یقین دلایا ہوگا کہ وہ انہی لوگوں میں سے ہے....؟"

"تم پہلے بتاؤ کہ اوٹو ویلانی کی قیام گاہ کی نگرانی کے کیا نتائج نکلے۔!" عمران نے سوال کیا۔

"کچھ بھی نہیں....! اس لڑکی کے علاوہ اور کسی کو بھی وہاں آتے جاتے نہیں دیکھا گیا۔ مقررہ وقت پر آتی ہے اور مقررہ وقت پر وہاں سے چلی جاتی ہے۔! مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے وہاں اس کے علاوہ اور کوئی ہوتا ہی نہیں۔!"

"یعنی ہمارے آدمیوں نے وہاں ابھی تک کوئی مرد نہیں دیکھا....!"

"جی نہیں....!"

"اس آدمی ویلانی نے مجھے روحانیات وغیرہ کے چکر میں پھنسانے کی کوشش کی تھی۔!"

"آخر یہ ہے کیا بلا....؟"

"ایک پیشہ ور نجومی....! یو کے میں ہمارے کسی بڑے لیڈر سے اس کی ملاقات ہوئی تھی۔

اس نے اس کے بارے میں کچھ بالکل صحیح پیشین گوئیاں کی تھیں۔ لہٰذا انہی کی سفارش پر اسے ویزا دیا گیا تھا۔ وزارت خارجہ کے ویزا برانچ میں اس کا ریکارڈ موجود ہے۔! تصویر بھی میں نے دیکھی تھی۔ خوف ناک صورت والا ہے۔ بہر حال منظر عام پر آنا پسند نہیں کرتا۔ بزنس بذریعہ خط و کتابت کرتا ہے۔!"

"تو آپ بھی اسے نہیں دیکھ سکے تھے۔!"

"نہیں صرف آواز سنی تھی....!"

"وہ کسی سے ملتا نہیں.... لیکن جوزف پر بہت مہربان ہے۔!"

"اور اس مہربانی کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مجھ سے تعلق رکھنے والا ایک آدمی خود بخود ہی اس کی طرف کھنچا چلا گیا تھا۔" عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔

"تو آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ویلانی براہِ راست انہی لوگوں سے تعلق رکھتا ہے۔!"

"اس کا شبہ کیا جا سکتا ہے۔!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا۔ "اب وہ بچھو کی شکل والے سیاہ داغ ہی کا قصہ لے لو.... لڑکی نے جوزف کو اس کی کہانی سنائی تھی۔ جوزف بالکل ہی گدھا نہیں ہے لیکن جہاں کالے جادو وغیرہ کا چکر آپڑے وہاں وہ گدھے سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ اسے لڑکی کی کہانی پر یقین آ گیا ہوگا۔ اب ذرا تصور کرو.... وہ دوربین لئے کھڑکی پر بیٹھا ہوا ہے۔ مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ وہ آس پاس پائے جانے والے مشتبہ آدمیوں پر نظر رکھے۔ ظاہر ہے کہ خصوصی توجہ سفید فام غیر ملکیوں پر رہی ہو گی۔ اچانک وہ ایسے ہی ایک آدمی کی پیشانی پر بچھو کی شکل کا داغ دیکھ لیتا ہے۔ تم خود سوچو اس کی کیا حالت ہو سکتی ہے۔ ایسی صورت میں۔!"

"غالباً آپ ٹھیک نتیجے پر پہنچے ہیں۔!"

"بچھو کے داغ والی کہانی اس لئے گڑھی گئی ہے کہ ہم لوگ ایسے کسی آدمی کی تلاش میں رہیں.... نوئیل والے واقعہ سے انہیں یقین آ گیا ہے کہ میں تنہا نہیں ہوں.... اور یہ بھی ممکن ہے کہ پولیس کے لئے کام کر رہا ہوں.... وہ غالباً جوزف پر تشدد کریں گے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ حقیقت کیا ہے....!"

"تو پھر یہ اوٹو ویلانی۔!"

"نہیں فی الحال.... ہمارے پاس اس کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ہے۔ لہٰذا براہ راست



ہاتھ ڈال دینا مناسب نہیں.... اب تو شاخوں ہی کے سہارے جڑ تک پہنچنا ہوگا۔ ہم ...ہیں گے کہ داراب منزل میں کیا ہو رہا ہے....؟ لیکن اس سے قبل تمہیں اطمینان کر لینا ہوگا ...ہمارے ان آدمیوں کی بھی نگرانی تو نہیں کی جا رہی جو داراب منزل کی نگرانی کر رہے ہیں۔!"

"اس پر خاص طور سے توجہ دی گئی ہے.... اور میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے۔!"

❂

جوزف اس غیر ملکی کا تعاقب کرتا ہوا داراب منزل تک آیا تھا.... اور اس کے اندر داخل ہو جانے کے بعد سوچ ہی رہا تھا کہ اسے اب کیا کرنا چاہئے۔ اچانک اسے ایک مضحکہ خیز منظر دکھائی دیا وہ آدمی جس کا تعاقب کرتا ہوا وہ یہاں تک آیا تھا پورچ میں پہنچا ہی تھا کہ کسی جانب سے ایک عورت اس پر جھپٹ پڑی اور پٹائی شروع کر دی۔ دونوں ہاتھوں سے۔ جوزف عین گیٹ کے سامنے کھڑا تھا۔ اس لئے وہ اس حادثے کو دیکھ سکتا تھا۔ ورنہ کمپاؤنڈ کی قد آدم دیواریں سڑک پر سے اندر کا جائزہ لینے میں حارج ہی ہوتیں۔

پھر دفعتاً اس آدمی نے مدد کے لئے چیخنا شروع کر دیا۔

جوزف نے دیر سے شراب نہیں پی تھی اس لئے کچھ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بھی کند ہو کر رہ گئی تھی۔ بہر حال اس عورت پر سخت غصہ آیا اور وہ پٹنے والے کی مدد کرنے کے لئے پھاٹک سے گزرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ لیکن اسے اس کی خبر بھی نہ ہو سکی کہ اس کے اندر داخل ہوتے ہی پھاٹک بند کر کے مقفل کر دیا گیا ہے۔ وہ تیز قدموں سے چلتا ہوا پورچ تک آ پہنچا۔

اب عورت اپنے شکار کو زمین پر گرا کر چڑھ بیٹھی تھی.... اور دونوں ہاتھوں سے پیٹے جا رہی تھی اور وہ اب بھی مدد کے لئے چیخے جا رہا تھا۔ یہ عورت بھی سفید فام ہی تھی۔

"محترمہ....! محترمہ....!" وہ ان کے قریب پہنچ کر گھگھیایا.... "خداوند خدا کے لئے ایک مرد کی اس طرح تذلیل نہ کیجئے۔!"

"او بچے کرسچین ہٹ جا یہاں سے۔!" عورت ہانپتی ہوئی بولی۔ "یہ بھی تیری ہی طرح سچا کرسچین ہے.... اور گلے میں کراس لٹکا کر مجھے دھوکے دیتا ہے۔!"

"میں شرمندہ ہوں اپنی دخل اندازی پر محترمہ.... لیکن یہ میری استدعا ہے.... مقدس کنواری کا واسطہ ہٹ جائیے۔!"

دفعتاً وہ اسے چھوڑ کر ہٹ گئی اور مرد اٹھ کر بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر بھاگا.....! عورت چند لمحے ہانپتی اور جوزف کو گھورتی رہی پھر بولی۔ "تم کون ہو.....!"

"مم..... میں..... مداخلت کی معافی چاہتا ہوں محترمہ.....! ویسے میں دراصل ان صاحب کے پیچھے پیچھے ہی آیا تھا۔!"

"کیوں.....؟" عورت غرائی۔

"میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں.....!"

"ہم رومن کیتھولک ہیں.....!" عورت نے اکڑ کر کہا۔

"تعجب ہے.....!" جوزف سر ہلا کر بولا۔ "میں نے آج تک کوئی ایسا رومن کیتھولک نہیں دیکھا جو ماتھے پر بچھو کی تصویر بنائے پھرتا ہو.....!"

"اوہ.....!" وہ پژمردہ نظر آنے لگی۔ پھر یک بیک پر جوش لہجے میں بولی۔

"اسے سزا ملی ہے..... خدا کا قہر نازل ہوا ہے۔ اس جیسے بدکردار شوہر کا تو پورا چہرہ سیاہ ہو جانا چاہئے۔ اُوہ تم مجھے معاف کرنا..... سیاہی کوئی ایسی بُری چیز نہیں..... لیکن سزا کے طور پر.....!"

"میں سمجھتا ہوں..... میں سمجھتا ہوں.....!" جوزف سر ہلا کر بولا۔

"آؤ..... اندر چلو میں تمہیں بتاؤں گی کہ وہ کیسا آدمی ہے تب تم اندازہ کر سکو گے کہ میں حق بجانب ہوں.....!"

"نہیں مادام..... شکریہ بس اتنا ہی کافی ہے..... مجھے اس مداخلت پر شرمندگی ہے۔ آپ کے اپنے نجی معاملات ہیں..... میں دخل دینے والا کون.....!"

"میں دل کا غبار یا بخار جو کچھ بھی سمجھو نکالنا چاہتی ہوں۔ کیا میرے لئے ہمدردی کا اتنا سا جذبہ بھی نہیں رکھتے..... اسے بچانے تو دوڑے آئے تھے.....!"

"ارے نہیں..... یہ بات نہیں.....!" جوزف نے دانت نکال دیئے۔ وہ نروس ہو گیا تھا.....

اگر وہ کوئی نوجوان اور دبلی پتلی عورت ہوتی تو جوزف گھاس بھی نہ ڈالتا لیکن وہ ایک معمر اور موٹی تازی خاتون ہونے کی حیثیت سے جوزف کے لئے قابل احترام تھی۔ اس کی بات کسی طرح نہ ٹال سکا۔ یہ بھی بھول گیا کہ اس آدمی کا تعاقب کیوں کیا تھا.....!

سعادت مندانہ انداز میں عورت کے پیچھے چل پڑا۔ لیکن نشست کے کمرے میں داخل ہو کر



دو ہی قدم آگے بڑھا تھا کہ پے در پے تین چار ایسی ضربیں سر پر پڑیں کہ بیک وقت آنکھوں میں تارے بھی ناچے اور مکمل تاریکی کا احساس بھی پیدا ہوا اس کے بعد وہ احساس کی کسی بھی قسم کو شناخت کرنے کے قابل نہ رہ گیا۔

پھر پتہ نہیں کتنی دیر ذہن پر وہ تاریکی مسلط رہی تھی..... ہوش آنے پر اس نے خود کو ایک کرسی سے بندھا ہوا پایا تھا۔

کرسی ایک میز کے قریب رکھی ہوئی تھی اور اس کے دونوں ہاتھ رسی کی بندش سے آزاد تھے۔ اس نے محسوس کیا کہ ٹانگیں الگ الگ کرسی کے پایوں سے باندھی گئی ہیں۔ بہر حال اس بُری طرح جکڑا ہوا تھا کہ ہاتھوں کے علاوہ جسم کا کوئی حصہ حرکت نہیں کر سکتا تھا۔

دفعتاً میز پر رکھی ہوئی بوتل پر اس کی نظر پڑی۔ لیبل سے وہائٹ ہارس وہسکی معلوم ہوتی تھی۔ جوزف کی باچھیں کھل گئیں۔ بوتل اس کی پہنچ سے دور نہیں تھی۔ سوڈے کا سائیفن بھی قریب ہی موجود تھا اور ایک عدد گلاس بھی..... لیکن جوزف جیسے بلا نوش کو سوڈے یا گلاس سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ ہاتھ بڑھا کر بوتل اٹھالی۔ اسے کھولنے کا کام دانتوں سے لیا اور دوسرے ہی لمحے میں وہ اس کے ہونٹوں سے لگی ہوئی تھی۔ چوتھائی بوتل چسک لینے کے بعد سانس لینے کے لئے رکا ہی تھا کہ پشت سے کسی نے ہاتھ بڑھا کر بوتل چھین لی۔

ساتھ ہی آواز آئی۔ "مفت کی نہیں ہے.....!"

جوزف گردن گھما کر بولنے والے کو دیکھ نہ سکا۔ اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے بہت دیر بعد لی تھی اس لئے فوری طور پر نہ صرف دماغ گرم ہو گیا تھا بلکہ سر کی چوٹ بھی رنگ لا رہی تھی۔ کھال تو نہیں پھٹی تھی البتہ سر میں کئی عدد چھوٹے چھوٹے "طفیلی سر" ضرور پیدا ہو گئے تھے۔

وہ بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔ ہونٹ اب بھی بھینچے ہوئے تھے اور آنکھوں سے جہنم جھانک رہا تھا۔ آہستہ آہستہ اسے یاد آتا رہا کہ یہاں اس کی موجودگی کا مطلب کیا ہو سکتا ہے۔

"کیا تم ہوش میں ہو.....!" پشت سے آواز آئی۔ بڑی گونجدار اور پروقار آواز تھی۔

"ہوں.....!" جوزف بھی غرایا۔

"میرے سوالات کے جواب دے سکو گے.....؟"

"سوالات پر مبنی ہے.....!"

"ہڈیاں توڑ دی جائیں گی....!"

"کیا یہ سوال ہے....؟" جوزف غرایا۔

"ہم تمہارے اور تم سے تعلق رکھنے والوں کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر چکے ہیں۔!"

"اس جملے میں بھی کہیں سوال نظر نہیں آتا....!" جوزف کا لہجہ زہریلا تھا۔ لیکن اس بار اس نے پشت سے بولنے والے کی آواز نہ سنی۔ کمرے کی فضا پر پھر بوجھل سا سکوت طاری ہو گیا تھا اور اب وہائٹ ہارس کی بوتل بھی اس کی دسترس سے باہر تھی۔ بہر حال جتنی بھی حلق سے نیچے اتر چکی تھی فی الحال ذہن کو جگائے رکھنے کے لئے کافی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کمرے کا جائزہ لینا شروع کیا.... کمرہ کیا اسے ہال کہنا چاہئے لیکن اس کے اندر ایک میز اور ایک کرسی کے علاوہ وہاں فرنیچر کے قسم کی اور کوئی چیز موجود نہیں تھی البتہ سامنے والے گوشے میں ریفریجریٹر ٹائپ کی کوئی مشین رکھی نظر آئی.... اس سے اسپرنگ کی شکل کا ایک تار نکل کر مخالف سمت والی دیوار تک چلا گیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی اسپرنگ کو کھینچ کر پھیلا دیا گیا ہو۔ اسپرنگ کے بلوں کا قطر کم از کم چھ انچ ضرور رہا ہو گا۔

دفعتاً کسی جانب سے ایک بڑی سی بکری ہال میں گھس آئی.... اس کے پیچھے ایک آدمی بھی آیا تھا.... یہ مقامی ہی تھا ایسا لگتا تھا جیسے وہی اس بکری کو گھیر کر یہاں تک لایا ہو۔ بکری کے کان پکڑ کر کھینچتا ہوا اسے اس جگہ تک لے گیا جہاں اسپرنگ کے دوسرے سرے کو دیوار کے ایک ہک سے منسلک کر دیا گیا تھا۔ آنے والے نے اسپرنگ کا سرا دیوار کے ہک سے نکال کر بکری کے گلے میں پڑے ہوئے پٹے سے لگا دیا۔

"کیا کر رہا ہے.... یہ....!" جوزف آہستہ سے بڑبڑایا۔ اس نے دیکھا کہ بکری کے پیر لکڑی کے شکنجے میں اس طرح کس دیئے گئے تھے کہ وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتی تھی۔

پھر وہ آدمی بھی وہاں سے چلا گیا.... جوزف الجھن میں پڑ گیا تھا اور اس الجھن کی وجہ سے غصہ بھی جاتا رہا جو کچھ دیر پہلے گفتگو پر آیا تھا۔

یہ کیا ہو رہا ہے....؟ کیا یہ سب مسخرے ہیں.... وہ سوچتا رہا۔ اسے اس جال میں پھانسنے کے لئے ایک عورت نے اس مرد کی پٹائی کی تھی جس کا تعاقب کرتا ہوا وہ یہاں تک پہنچا تھا اور اب یہ بکری لیکن کیوں....؟ اس میں حیرت کی کیا بات ہے ہو سکتا ہے یہ موڈرن بکری اسی



طرح باندھی جاتی ہو.... اونہہ جہنم میں جائے اسے کیا....؟ وہ خود تو بندھا بیٹھا ہے.... پتہ نہیں دوسرا لمحہ اس کے لئے کیا لائے لہٰذا اسے بکری کے بجائے اپنے باس کے بارے میں سوچنا چاہئے۔ باس بے حد عقل مند ہے.... اس نے اسے ہدایت دی تھی کہ وہ کسی بھی حال میں باہر نہ نکلے لیکن بالآخر وہ اس بچھو کے جال میں پھنس گیا۔ وہ مردود شاید جانتا تھا کہ بیوقوف جوزف دور بین سنبھالے کھڑکی کے قریب بیٹھا ہے لہٰذا اس نے جان بوجھ کر اپنا وہ منحوس داغ دکھایا.... اور بیوقوف جوزف خدا اسے معاف کرے اس کے پیچھے دوڑ پڑا.... لیکن بچھو....! خدا کی پناہ.... یہ بچھو آیا کہاں سے تھا....!

"ہولی فادر....!" اس کی زبان سے بے ساختہ یہ آواز بلند نکلا۔

"کس بات پر حیرت ہے....؟" پشت سے آواز آئی۔

"ارے تو کیا اب تم میرے پیٹ میں گھسنے کی کوشش کرو گے۔!" جوزف نے جھلا کر کہا لیکن اس کے جواب میں اس نے کچھ نہ سنا۔ پھر پہلے ہی کی سی خاموشی طاری ہو گئی۔ بکری بھی خاموش کھڑی تھی وہ تو اس درجہ ساکت تھی کہ جگالی بھی نہیں کر رہی تھی۔ چونکہ جوزف کو پھر غصہ آ گیا تھا اس لئے اس کا جی چاہا کہ وہ خود ہی جگالی شروع کر دے۔ کم بختوں نے خواہ مخواہ باندھ رکھا ہے پتہ نہیں کیا چاہتے ہیں۔

دفعتاً ایک عجیب قسم کی آواز نے اسے چونکا دیا۔ یہ اسی ریفریجریٹر ٹائپ کی مشین سے آ رہی تھی جس سے اسپرنگ کی شکل کا تار نکل کر بکری کے پٹے تک گیا تھا۔

پھر اسپرنگ کے ریفریجریٹر سے منسلکہ سرے سے ایک شعلہ سا لپکا اور اسپرنگ کے بلوں پر آہستہ آہستہ رینگنے لگا۔ عجیب سا شعلہ تھا.... جب اسپرنگ کے کسی بل کے اوپری حصے پر پہنچتا تو اس کی رنگت تبدیل ہو جاتی پھر جب دوسری طرف نیچے اترنے لگتا تو پھر رنگت بدلتی اور سامنے کے موڑ تک آتے آتے وہ تیسری رنگت اختیار کر لیتا.... اس طرح وہ کبھی سرخ ہو جاتا کبھی سبز اور کبھی گہرا نیلا تین رنگوں کا یہ شعلہ اسپرنگ کے بلوں پر آہستہ آہستہ رینگتا ہوا بکری کی جانب بڑھتا رہا۔

کچھ دیر تک جوزف حیرت سے منہ پھاڑے اسے دیکھتا رہا تھا۔ پھر ذہن پر جمی ہوئی برف پگھلی تھی اور دفعتاً اس نے محسوس کیا تھا کہ دل کی دھڑکن تیز ہو گئی.... یہ دھمکی ہے.... سو فیصد

دھمکی... اس نے سوچا کہ یہ لوگ اسے خوف زدہ کرنا چاہتے ہیں.... اس بکری کو مار ڈالیں گے۔

شعلہ تین چوتھائی فاصلہ طے کر چکا تھا.... اس میں تقریباً پندرہ منٹ لگے تھے پھر بیسویں منٹ پر کیا ہوگا.... جوزف مضطربانہ انداز میں منتظر تھا۔

بیسواں منٹ شعلے کی راہ میں حائل ہوا ہی تھا کہ تیز قسم کی روشنی کے جھماکے سے جوزف کی آنکھیں چندھیا گئیں۔

اور جب نظر ٹھہری تو بکری کی جگہ راکھ کا ڈھیر دکھائی دیا۔

بلیک زیرو کے توسط سے پل پل بھر کی خبریں عمران تک پہنچتی رہی تھیں۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ جوزف پر سختیاں کی جا رہی ہوں گی۔ ساتھ ہی اس پر بھی یقین تھا کہ وہ اسے جان سے نہیں مار سکتے۔ اس طرح جال میں پھانسنے کا مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ وہ جوزف سے اسکا پتہ معلوم کریں کیونکہ گھر سے فرار ہوتے وقت جوزف ہی نے گاڑی ڈرائیو کی تھی۔ انہیں یقین ہے کہ جوزف اس کی کمین گاہ سے واقف ہے۔ بیچارہ جوزف.... وہ اس سے انکار کرے گا اور وہ یقین نہ کریں گے بہر حال انہیں اسے زندہ رکھنا ہی پڑے گا۔ البتہ بڑی سخت اذیتیں دیں گے کہ وہ کسی طرح اگل دے۔

شام تک ایسی کوئی اطلاع نہ ملی جس کے مطابق داراب منزل میں کسی نے قدم رکھا ہو یا کوئی باہر آیا ہو.... کمپاؤنڈ کا پھاٹک جوزف کے داخل ہونے کے بعد سے اب تک بند ہی رہا تھا۔

عمران عمارت کے بیرونی نقشے کا کئی بار جائزہ لے چکا تھا۔ سر شام ہوٹل سے نکلا کچھ دیر شہر میں مٹر گشت کرتا پھرا.... اور پھر ایک پبلک ٹیلی فون کے ذریعے بلیک زیرو سے آخری رپورٹ لے کر داراب منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

عمارت کے سامنے والی سڑک پر کسی قدر ٹریفک تھا.... لیکن عقبی شاہراہ سنسان پڑی تھی۔ اور اس سڑک کے دوسرے کنارے سے کچھ ہی فاصلے پر کھیتوں کے سلسلے دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ اُدھر عمارتیں نہیں تھیں.... داراب منزل کے قریب کے کچھ درختوں نے عمارت کی عقبی دیوار کو تقریباً گھیر رکھا تھا.... لیکن کسی درخت کی شاخ عمارت سے اتنی قریب نہیں تھی کہ اس کے سہارے چھت تک پہنچنا ممکن ہوتا۔

عمارت دو منزلہ تھی اور زمین سے آخری چھت تک کا فاصلہ کم از کم پچاس فٹ ضرور رہا ہوگا۔



عمران نے اوور کوٹ اتار کر ایک طرف ڈال دیا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا دیوار کے قریب پہنچا۔ کئی کھڑکیاں اس جانب بھی کھلتی تھیں۔ بعض کے شیشے روشن نظر آئے۔ وہ روشنی کی زد سے بچتا ہوا آیا تھا.... چند لمحے دیوار سے لگا کھڑا اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ تا رہا اور بالآخر گندے پانی کے ایک پائپ پر نظر پڑ ہی گئی۔ اندازہ یہی تھا کہ وہ آخری چھت تک گیا ہوگا۔ پھر اس کے قریب پہنچ کر تصدیق بھی ہو گئی۔ جوتے اتار کر جیبوں میں ٹھونسے اور پائپ کے سہارے دیوار پر چڑھنا شروع کیا۔ سیاہ کپڑے پہن رکھے تھے اس لئے دور سے دیکھ لئے جانے کا اندیشہ بھی کم ہی تھا۔ پلک جھپکتے ہی وہ آخری چھت پر نظر آیا۔ پائپوں کے سہارے چھتوں پر پہنچنے کے سلسلے میں وہ ایسی ہی مہارت دکھاتا جیسے بندروں میں پل کر جوان ہوا ہو۔

جوزف نے اسی آدمی کو راکھ کا وہ ڈھیر وہاں سے ہٹاتے دیکھا جو بکری کو گھیر کر لایا تھا۔ اسپرنگ اچھل کر مشین کے قریب جا پڑا تھا۔

راکھ کا ڈھیر ہٹا دینے کے بعد اس نے اس اسپرنگ کو مشین سے الگ کر کے ایک طرف ڈال دیا۔ چند لمحے مشین کا جائزہ لیتا رہا پھر دوسرا اسپرنگ جو مشین کے اوپری حصے پر رکھا ہوا تھا اٹھا کر مشین کے کسی پرزے سے منسلک کر کے اسے کھینچتا ہوا مخالف سمت والی دیوار تک لایا.... جوزف نے دیکھا کہ وہ اسے دیوار کے ہک سے اٹکا رہا ہے۔

دفعتاً پیچھے سے کسی نے اس کی کرسی کو دھکا دیا اور وہ پھسلتی ہوئی آگے بڑھ گئی اب جوزف نے محسوس کیا کہ کرسی کے پایوں کو چھوٹے چھوٹے پہیے لگے ہوئے ہیں۔ وہ سمجھا تھا کہ اب کرسی پھر دھکیلی جائے گی۔ اچھی طرح جانتا تھا کہ اب اسے بھی وہیں پہنچا دینے کی کوشش کی جا رہی ہے جہاں بکری راکھ ہو گئی تھی۔

وہ دوسرے دھکے کا منتظر ہی تھا کہ دفعتاً اس کے ادھر اُدھر جھولتے ہوئے ہاتھ پکڑ لئے گئے.... اور پشت پر لے جا کر انہیں بھی باندھ دیا گیا.... غفلت میں مارا گیا.... شاید وہ اپنے ہاتھوں کو آزاد رکھنے کے لئے پوری قوت صرف کر دیتا۔

بہر حال کرسی وہیں پہنچا دی گئی.... جہاں کچھ دیر پہلے بکری راکھ ہوئی تھی.... "نیگرو...!" دفعتاً کسی نے اسے مخاطب کیا۔ "تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تمہارا بھی وہی حشر ہونے والا ہے جو

تم کچھ دیر پہلے اس بکری کا دیکھ چکے ہو.....!"

جوزف کچھ نہ بولا.... اس بار بھی اُسے بولنے والا نظر نہیں آیا تھا.... ہال میں دیسی آدمی کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا جس نے مشین دوبارہ چلائی تھی۔

وہ آگے بڑھا اور دیوار کے ہک سے اسپرنگ کا سرا نکال کر جوزف کے کالر سے اٹکایا اور جوزف بالکل اس بکری ہی کی طرح ان واقعات سے بے تعلق نظر آتا رہا اس کے چہرے پر ایسی ہی معصومیت تھی جیسے وہ اپنی شادی کی رسومات سے دوچار ہو رہا ہو۔

"جوزف....!" وہی آواز پھر ہال میں گونجی.... اور جوزف چونک پڑا.... لیکن اس نے بھی زبان نہیں ہلائی۔

"جوزف....!" آواز پھر سنائی دی جو کسی درندے کی غراہٹ سے مشابہ تھی جوزف نے لاپروائی سے کہا۔ "میں صرف انہیں جواب دینے کا عادی ہوں جو مردوں کی طرح سامنے آکر بات کریں۔!"

حقارت آمیز قہقہے کے ساتھ کہا گیا۔ "میں سامنے آؤں بھی تو کیا.... تم تو بے بس ہو۔!"

جوزف غرایا۔ "تم میری زبان کاٹ دو.... لیکن میری آنکھوں میں اپنے لئے ایک گندی سی گالی پاؤ گے۔!"

"اس کے باوجود بھی تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے بشرطیکہ تم عمران کا پتہ بتادو....!"

"میں نہیں جانتا.... اور خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اس سے لاعلم رکھا ورنہ ہو سکتا تھا کہ میں تمہیں بتا ہی دیتا۔ زندگی کسے پیاری نہیں ہوتی۔!"

"تم جھوٹے ہو....!"

"تم خبیث ہو....!" جوزف دانت پیس کر بولا۔

"اچھا یہی بتادو کیا وہ پولیس کے لئے کام کر رہا ہے۔!"

"مرضی کے مالک ہیں.... جس کے لئے چاہیں کام کریں۔!"

"ہاں یا نہیں میں جواب دو....!"

"میں نہیں جانتا...! میری اتنی اہمیت نہیں ہے کہ وہ اپنی مشغولیات سے مجھے باخبر رکھیں۔!"

"اس کے ساتھ کتنے آدمی ہیں....؟"



"تم اب اپنی بکواس بند کرو....!" جوزف بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتا کہ وہ میرے باس ہیں۔!"

"اچھی بات ہے!" آواز آئی۔ "تمہیں فی الحال صرف اتنا بتانا ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔!"

جملہ پورا ہوتے ہی اسپرنگ کے مشین والے سرے سے شعلہ بھڑکا اور آہستہ آہستہ جوزف کی طرف رینگنے لگا۔

"میں کچھ نہیں جانتا....!" جوزف حلق پھاڑ کر چیخا۔

لیکن اس نے پھر وہ آواز نہ سنی.... شعلہ آہستہ آہستہ اسپرنگ کے بلوں میں چکراتا اس کی جانب بڑھتا رہا۔

پھر دفعتاً پورے ہال میں اندھیرا چھا گیا.... بجلی کے بلب اچانک بجھ گئے تھے۔ شعلہ بھی جہاں تھا وہیں غائب ہو گیا۔ اور اندھیرے میں پھر وہی آواز گونجی۔

"یہ کیا ہوا....؟ دیکھو....؟ خطرہ ہے.... ہوشیار....!"

پھر جوزف نے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنیں۔ شاید ایک فائر بھی ہوا تھا۔ لیکن آواز اتنی ہلکی تھی کہ جوزف کوئی صحیح رائے قائم نہ کر سکا.... اس کی دانست میں وہ فائر بھی ہو سکتا تھا اور اس کے برعکس بھی....!

کچھ دیر بعد ہال میں پھر روشنی ہو گئی اور ایک دروازے میں عمران نظر آیا جو اس دیسی آدمی کو دھکے دیتا ہوا اندر لا رہا تھا.... جس نے جوزف کے کالر میں اسپرنگ کا سرا اٹکایا تھا۔

جوزف کے حلق سے عجیب سی آوازیں نکلیں.... پتہ نہیں یہ حیرت کا اظہار تھا یا خوشی کا.... بہرحال اب اسے اس کی پرواہ نہیں تھی کہ روشنی ہوتے ہی وہ ہلاکت آفریں شعلہ دوبارہ اسپرنگ کے بلوں میں رینگنے لگا ہے۔

عمران دیسی آدمی کو مشین کی طرف دھکیلتا ہوا غرایا۔ "اسے بند کرو....!" اس نے بے چون وچرا تعمیل کی.... اور اس کے بعد جوزف کے کالر سے اسپرنگ کا سرا بھی نکال دیا۔

عمران نے اسی سے جوزف کی رسیاں بھی کھلوائیں۔

"بب.... باس....!" جوزف کی آواز کانپ رہی تھی اور وہ اس سے زیادہ اور کچھ نہ کہہ سکا۔

"تجھ سے تو میں سمجھوں گا....!" عمران اسے گھونسہ دکھا کر بولا۔

جوزف نے دانت نکال دیئے.... کچھ بولا نہیں۔

"میں اچھی طرح جانتا ہوں تو نے کسی کی پیشانی پر بچھو کا نشان دیکھ لیا ہو گا....!"

"خدا کی قسم باس.... تم کیا جانو....!"

"اسے انہیں رسیوں سے جکڑ دے....!" عمران نے دیسی کی طرف اشارہ کیا۔

جوزف نے اسے انہیں رسیوں سے نہ صرف جکڑ دیا بلکہ اسی کرسی پر ڈال کر دھکیلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"کدھر....!" عمران نے ہاتھ نچا کر پوچھا۔

"کیا اسے یہیں چھوڑ جائیں گے باس....!" جوزف نے متحیرانہ لہجے میں سوال کیا۔

"ٹھیک ہے.... چلو....!"

"پھر عمران اس کی رہنمائی کرتا ہوا اسے ایک ایسے کمرے میں لایا جہاں تین نقاب پوش کھڑے اس سفید فام جوڑے کی نگرانی کر رہے تھے جس نے جوزف کو اس جال میں پھنسایا تھا۔

جوزف نے دیکھا کہ اس کی پیشانی پر جہاں داغ تھا پٹی بندھی ہوئی ہے۔

"یہی تھا باس....!" جوزف ہاتھ ہلا کر بولا۔ "اسی پٹی کے نیچے وہ منحوس بچھو موجود ہے۔ پٹی کھول دو....!" عمران نے ایک نقاب پوش سے کہا۔

غیر ملکی نے مزاحمت نہ کی پٹی کھول دی گئی۔ مزاحمت نہ کر سکنے کی وجہ یہ تھی کہ اس کے ہاتھ پہلے ہی پشت پر لے جا کر باندھ دیئے گئے.... عورت کے ساتھ بھی یہی برتاؤ ہوا تھا۔

عمران جھک کر غیر ملکی کی پیشانی کا وہ داغ دیکھتا رہا۔ ایک بار انگوٹھے کو لب لگا کر اسے مٹانے کی بھی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی.... داغ قدرتی ہی معلوم ہو رہا تھا۔

"پروفیسر ویلانی سے تمہارا کیا تعلق ہے....؟" عمران نے غیر ملکی کو مخاطب کر کے پوچھا۔

"یہ اسی حرامی کا کارنامہ ہے....!" غیر ملکی نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

"یہ داغ....!"

"ہاں یہ داغ....!"

"بہر حال یہ بھی کسی نہ کسی تعلق ہی کی بناء پر ہوا ہو گا....!"

دفعتاً ایک اور نقاب پوش کمرے میں داخل ہو کر بولا۔ "ایک گاڑی کمپاؤنڈ میں آکر رکی ہے۔"



"ٹھیک ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "تم سب احتیاطی تدبیر نمبر گیارہ پر عمل کرو گے۔!"

پھر عمران اور وہ نقاب پوش ساتھ ہی کمرے سے باہر نکل گئے تھے۔ جوزف ان تین نقاب پوشوں اور قیدیوں سمیت وہیں ٹھہرا رہا۔

ایک نقاب پوش نے ریوالور نکال کر اس کا رخ قیدیوں کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ "اگر کسی کے منہ سے ہلکی سی بھی آواز نکلی تو بے دریغ گولی مار دی جائے گی۔

پھر دوسرے نقاب پوش نے ہاتھ بڑھا کر بجلی کا سوئچ آف کر دیا اب کمرے میں گہری تاریکی تھی اور وہ سب ایک دوسرے کی سانسوں کی آوازیں سن رہے تھے۔

❂

عمران برآمدے کے ستون کی اوٹ میں تھا.... اس نے پورچ میں کھڑی ہوئی گاڑی سے ایک آدمی کو اترتے دیکھا.... یہ بھی سفید فام ہی تھا.... برآمدے کی روشنی گاڑی پر پوری طرح پڑ رہی تھی۔ اس لئے یہ معلوم کر لینے میں دشواری نہ ہوئی کہ گاڑی میں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

عمران نے جیب میں پڑے ہوئے ریوالور کا دستہ مضبوطی سے گرفت میں لے رکھا تھا۔

جیسے ہی نووارد نے برآمدے کے پہلے زینے پر قدم رکھا ریوالور جیب سے نکل آیا۔

"ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!" اس کے برآمدے میں داخل ہوتے ہی عمران غرایا۔ نووارد اچھل پڑا۔ حیرت سے آنکھیں پھاڑے چند لمحے عمران کو دیکھتا رہا پھر چپ چاپ ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔

"اندر چلو.... مڑ کر دیکھے بغیر....!" عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ وہ اسی طرح ہاتھ اٹھائے ہوئے دروازے کی طرف بڑھا۔

"چلتے رہو.... ہوں.... ٹھیک ہے.... اب یہیں ٹھہر جاؤ....!"

خود عمران نے بھی رک کر مخصوص انداز میں بہ آواز بلند کہا۔ "روشنی....!" اور پھر جب وہ نووارد کو اس کمرے میں لے گیا تو وہاں اندھیرا نہیں تھا۔

"اسے بھی سنبھالو....!" عمران نے نقاب پوشوں کو مخاطب کیا۔

وہ اس پر ٹوٹ پڑے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے....!" نووارد بالآخر چیخا.... "ابھی تک تو میں سمجھتا رہا تھا کہ ڈاکٹر مجھ سے

مذاق کر رہا ہے۔!"

"خبر دار....!ڈاکٹر کا نام نہ لینا....!" دیسی آدمی غصیلی آواز میں دھاڑا۔ "تم سب بدمعاش ہو.... یہ بات اب سمجھ میں آئی ہے۔!"

"میں مطمئن ہوں....!" عمران مسکرایا۔

جوزف احمقوں کی طرح منہ پھاڑے ہوئے ہر بولنے والے کی طرف متوجہ ہو جاتا ذرا ہی سی دیر میں نووارد کے ہاتھ بھی پشت پر باندھ دیئے گئے۔

"کیوں نہ ہم یہاں سے فوراً روانہ ہو جائیں۔!" ایک نقاب پوش بولا۔

"نہیں....!" عمران کے لہجے میں تحکم تھا....! "بمشکل تمام یہ موقع ہاتھ آیا ہے.... نقاب پوش نے پھر کچھ کہنا چاہا.... لیکن دوسرے نقاب پوش نے آہستہ سے کچھ کہہ کر اسے باز رکھا۔

"کیا تم اس عمارت کے نگران ہو....!" عمران نے دیسی قیدی سے پوچھا۔

"میں اس عمارت کا نگران بھی ہوں اور ڈاکٹر داراب کا اسسٹنٹ بھی.... یہ آدمی خود کو ڈاکٹر کا قریبی دوست ظاہر کر کے یہاں آیا تھا....!"

دیسی قیدی خاموش ہو کر اس غیر ملکی کو گھورنے لگا جس کی پیشانی پر دم نما داغ تھا۔

"اچھا تو پھر....؟" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"اس نے ظاہر کیا کہ یہ ڈاکٹر سے ملنا چاہتا تھا لیکن اس کی عدم موجودگی پر اسے افسوس ہے دراصل یہ ڈاکٹر سے ایک معاملے میں مدد کا خواہاں تھا.... اس نے یہی کہا تھا مجھ سے....!"

"کس معاملہ میں مدد کا خواہاں تھا....!"

"اپنی بنائی ہوئی ایک مشین کا تجربہ کرنا چاہتا تھا اس کے بیان کے مطابق اس نے وہ مشین ڈاکٹر ہی کے لئے بنائی تھی.... اس سے پہلے بھی اکثر غیر ملکی ڈاکٹر اور موجدین ڈاکٹر داراب سے ملنے آتے رہتے تھے۔ اس لئے مجھے کسی قسم کا شبہ نہ ہوا۔ میں نے اسے اجازت دے دی۔ یہ اپنی بیوی اور سازو سامان سمیت یہاں آگیا.... مشین آپ دیکھ چکے ہیں.... آج سے قبل میں اس کے استعمال سے واقف نہیں تھا۔ آج ہی اس نے مجھے اسے آپریٹ کرنے کی ٹریننگ دی تھی۔ مجھ سے کہا تھا کہ یہ مشین نظام ہضم کو بہتر بنانے میں مدد دے گی۔ تجربہ کے لئے ایک بکری فراہم کی گئی تھی۔ دن بھر اسے ایسی دوائیں دی گئیں جنہوں نے اس کا نظام ہضم تباہ کر کے رکھ



دیا۔ اس مردود کا کہنا تھا کہ وہ اسے اس مشین کے ذریعہ اعتدال پر لائے گا۔ لیکن میرے خدا.... تو راکھ ہو گئی.... اور پھر یہ آدمی۔!"

وہ جوزف پر نظر جمائے ہوئے خاموش ہو گیا۔

"کیوں کیا تم نہیں جانتے تھے کہ اسے زبردستی یہاں لایا گیا تھا۔!" عمران نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

"ہرگز نہیں جناب میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں کہ یہ کہاں سے آٹپکا تھا۔ اس نے تو مجھے صبح ہی بکری کی فراہمی کے لئے باہر بھیج دیا تھا۔ یقین کیجئے بس تھوڑی دیر پہلے مجھے علم ہوا تھا کہ یہاں ان دونوں میاں بیوی کے علاوہ اور کوئی بھی موجود ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ نیگرو کب یہاں لایا گیا.... بکری کے بھسم ہو جانے کے بعد ہی مجھے بہت بڑے خطرے کا احساس ہوا تھا۔ ویسے اس آدمی کو کرسی سے بندھا دیکھ کر بھی میں سوچ میں پڑ گیا تھا.... لیکن اس مردود کے خطرناک تیور دیکھ کر خاموش ہی رہ جانا پڑا۔!"

اس کے خاموش ہو جانے پر عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اس سفید فام کی طرف مڑا جس کی پیشانی پر داغ تھا۔

"میری طرف کیا دیکھ رہے ہو....! میں نہیں جانتا کہ یہ اپنی زبان میں کیا کہتا رہا ہے....؟" سفید فام بولا۔

"تم اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ کیا کہتا رہا ہے.... خیر.... ہاں تو میں نے تم سے پروفیسر دیلانی کے بارے میں پوچھا تھا۔!"

"میں اس سے اختلاج قلب کی دوا لینے گیا تھا واپسی پر داغ پیشانی پر دیکھا۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے تھے۔!" عمران نے نقاب پوش کی طرف مڑ کر کہا۔ "ہمیں انہیں یہاں سے لے ہی چلنا چاہئے۔!"

"آپ لوگ کون ہیں....؟" ڈاکٹر داراب کے مبینہ اسسٹنٹ نے پوچھا۔

"کیا تم ان لوگوں کے بارے میں کچھ جانتے ہو....!" عمران نے غیر ملکیوں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"اب تو یہی کہنا پڑے گا کہ قطعی کچھ نہیں جانتا....!"

"لہٰذا ہمارے بارے میں بھی کچھ معلوم کر کے کیا کرو گے.... ویسے چلنا تو تمہیں بھی ہے۔!"

ہمارے ساتھ....!"

"میں اس عمارت کو نہیں چھوڑ سکوں گا.... یہ میری ذمہ داری ہے۔!"

"میں تم سے بھی زیادہ ذمہ دار آدمی ہوں... لہٰذا تمہیں اسکی حفاظت کی فکر نہ ہونی چاہئے۔!"

ڈاکٹر کا اسسٹنٹ اب بھی اسے استفہامیہ نظروں سے دیکھے جارہا تھا۔

"ان سبھوں کی تلاشی لے چکے ہو....!" عمران نے نقاب پوشوں کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"جی ہاں....!" ایک نے جواب دیا۔

"تو اب اسکی بھی جامہ تلاشی لے ڈالو....!" عمران نے نووارد غیر ملکی کی طرف دیکھ کر کہا۔

اس کے پاس سے ایک پرس.... ایک قلم اور جیبی ٹرانس میٹر ریڈیو سیٹ برآمد ہوا.... پرس میں ایک سو بیالیس روپے اور کچھ وزیٹنگ کارڈز تھے۔ عمران ٹرانس میٹر ریڈیو کو الٹ پلٹ کر دیکھ ہی رہا تھا کہ دفعتاً ایک جانب سے اس کی ایک دیوار سرک گئی.... یہ غالباً کسی بٹن کے دبنے سے ہوا تھا۔

"اوہ....!" عمران کے حلق سے تحیر زدہ سی آواز نکلی.... اور آنکھیں ایسے ہی انداز میں روشن نظر آنے لگی تھیں جیسے کسی مشکل مسئلے کا حل اچانک سامنے آگیا ہو۔

"تم اُسے خراب کر دو گے....!" نووارد غرایا۔ "میں کہتا ہوں یہ سب آخر کیا ہو رہا ہے۔ میں اپنے سفارت خانے....!"

"بس بس....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تمہارے سفارت خانے کی اجازت ہی سے تمہیں جہنم رسید کروں گا.... مطمئن رہو....!"

اس نے وہ ٹرانس میٹر ریڈیو اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"تم کوئی بھی ہو....! تمہیں پچھتانا پڑے گا....!" نووارد دانت پیس کر بولا۔

"میں عمران ہوں جس کے لئے تم لوگوں نے اس بیچارے کو گھیرا تھا....!" اس نے جوزف کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"عمران....!" نووارد کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"اور تم مجھے پہچانتے ہی تھے....!" عمران اس غیر ملکی کی طرف دیکھ کر مسکرایا جس کی پیشانی پر داغ تھا۔



"میں نہیں جانتا تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو....!"

"جو کچھ چاہتا ہوں تم دیکھ ہی لو گے....!" عمران نے خشک لہجے میں کہا اور نقاب پوشوں سے "ان سبھوں کو وہیں لے چلو جہاں مشین رکھی ہوئی ہے۔!"

"ک.... کیوں....؟" بچھو نما داغ رکھنے والا اجنبی ہکلایا۔

"اب میں بھی ایک تجربہ کرنا چاہتا ہوں....!"

"ن.... نہیں....!" وہ بے حد خوفزدہ نظر آنے لگا تھا۔

پھر جب اسے وہاں سے لے جایا جانے لگا تو اس نے ہذیانی انداز میں چیخنا بھی شروع کر دیا تھا۔

جوزف اور ڈاکٹر داراب کا نائب بے تحاشہ ہنس رہے تھے۔

ہال میں پہنچ کر ڈاکٹر داراب کے نائب کو کرسی سے اٹھا دیا گیا.... اس کے ہاتھ پیر بھی کھول دیئے گئے اور اس کی جگہ اس سفید فام کو بٹھا کر رسی سے کس دیا گیا۔ کرسی دیوار کے ساتھ اسی جگہ لے جائی گئی جہاں کچھ دیر پہلے جوزف نظر آرہا تھا۔

عمران کی ہدایت پر داراب کے اسسٹنٹ نے اسپرنگ کا سرا غیر ملکی کے کالر سے اٹکا دیا۔

"اب مشین کو چلاؤ....!" عمران گرج کر بولا۔

غیر ملکی گھگھیا رہا تھا.... لیکن عمران پر ذرہ برابر بھی اثر نہ ہوا۔ مشین چلتے ہی اسپرنگ پر اسی جگہ پر شعلہ نظر آیا جہاں پہلے گل ہوا تھا۔

"اب بتاؤ.... نوئیل ڈیوڈ کہاں ہے....؟" عمران نے قیدی سے پوچھا۔

"اگر تم عمران ہو....!" وہ جلدی جلدی بولنے لگا۔ "تو وہ دو آدمیوں کے ساتھ تمہارا تعاقب کرتا ہوا غائب ہو گیا تھا....!"

"کیا تم ان آٹھ آدمیوں میں سے ہو جو فرینڈز اے براڈ کے ممبر تھے....!"

"ہاں.... میں تھا اور وہ بھی جو تمہارے قریب کھڑا ہے.... خدا کے لئے مشین بند کرادو!"

"ڈاکٹر ویلانی سے تمہارا کیا تعلق ہے....؟"

"کچھ بھی نہیں.... مجھے ہدایت ملی تھی کہ ڈاکٹر ویلانی کی سیکریٹری سے تمہارے متعلق پوچھ گچھ کروں.... پھر کسی کی ہدایت ہی پر دوبارہ ایک کہانی لے کر اس کے پاس گیا تھا اور یہ داغ پیشانی پر لے کر وہاں سے واپس آیا تھا.... جو کسی طرح بھی نہ مٹ سکا....!"

"کیا تمہیں ہدایت ملی تھی کہ جوزف کو وہ داغ دکھا کر اپنے ساتھ لگا لاؤ.....!"

"ہاں یہی بات تھی.....!"

"ہدایات کس سے ملتی ہیں.....؟"

"کاش میں جانتا ہوتا.....!"

"طریقہ کیا ہوتا ہے.....!"

"بہتیرے طریقے ہیں... کبھی کوئی اجنبی پیغامات لاتا ہے اور کبھی ٹرانس میٹر پر کبھی کرپٹوگرافی کے ذریعے... تم اگر چاہو تو تمہیں اپنی کرپٹوگرافی کے بارے میں بہت کچھ بتا سکتا ہوں۔!"

"اس بہانے زندہ رہنا چاہتے ہو..... کیوں.....؟" عمران نے کہا اور ڈاکٹر داراب کے نائب سے کہا کہ وہ مشین بند کر دے..... سہ رنگا شعلہ قیدی سے صرف ایک گز کے فاصلے پر رہ گیا تھا.... مشین بند ہوتے ہی وہ بجھ گیا۔

"مجھے توقع ہے کہ تم اپنے بقیہ پانچ ساتھیوں کا پتہ نشان ضرور بتاؤ گے۔!"

"یقیناً بتادوں گا.....!"

"یہ عورت تمہاری بیوی ہے.....!"

"نہیں.....!" سفید فام نے کہا اور دفعتاً حلق پھاڑ کر چیخا۔

"اے..... وہ سرخ روشنی..... ہرا سوئچ آف کرو..... آف کرو.....!" لہجے میں کچھ ایسی بوکھلاہٹ تھی کہ عمران کو کسی قریبی خطرے کا احساس ہوا اور وہ دروازے کی طرف جھپٹا..... اس کے ساتھ وہ نقاب پوش اور جوزف بھی کچھ اسی طرح بھڑ کے تھے۔

دفعتاً ایک زوردار دھماکہ ہوا پھر کسی کو ہوش نہ تھا کہ کون کدھر گیا۔

عمران اندھیرے میں سر ٹکراتا پھر رہا تھا۔ عجیب سی گھٹن تھی..... پھر اس نے محسوس کیا کہ وہ دھواں ہی ہو سکتا ہے..... آنکھیں جلنے لگی تھیں اور حلق بند ہوتا جا رہا تھا۔

"جوزف.....!" وہ پوری قوت سے چیخا۔

"ہاں.... باس.....!" دور سے آواز آئی..... "آگ لگ گئی ہے..... باہر نکلو..... ادھر ہی چلے آؤ سب..... یہاں دیوار بھی ٹوٹ گئی ہے..... میں آسمان دیکھ رہا ہوں.....!"

"بولتے رہو..... میں آرہا ہوں..... تمہارے ساتھ اور کون ہے.....؟"



"وہ تینوں باہر کود گئے ہیں..... میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں جلدی سے آجاؤ.....!"

بالآخر عمران اس تک پہنچ ہی گیا۔

یہاں تاروں کی چھاؤں میں اس نے ملبے کا ڈھیر دیکھا..... دوسری طرف پائیں باغ نظر آرہا تھا۔

"صفدر.....!" اس نے غالباً چوتھے نقاب پوش کو آواز دی جو باہر ہی رک کر عمارت کی نگرانی کر رہا تھا۔

"ہاں.... وہ موجود ہے.....!" باہر سے آواز آئی۔ "جلدی کیجئے۔!"

دوسرے ہی لمحے میں عمران اور جوزف بھی ٹوٹی ہوئی دیوار پھلانگ کر پائیں باغ میں پہنچ گئے۔

پوری عمارت نہیں گری تھی۔ کچھ حصے منہدم ہوئے تھے اور اس کے اوپر دھوئیں اور غبار کے کثیف بادلوں میں آگ کی بڑی بڑی لپٹیں اٹھ رہی تھیں۔

"نکل چلو.....!" عمران پھاٹک کی طرف جھپٹتا ہوا بولا۔ "تم سب اپنی گاڑیوں سے جاؤ..... جوزف بھی تمہارے ہی ساتھ جائے گا..... میں عمارت کی پشت پر اپنا اوورکوٹ چھوڑ آیا ہوں۔!"

وہ پھاٹک سے نکل کر عقبی سڑک کی طرف بھاگا..... ہر چند کہ یہاں گھنی آبادی نہیں تھی لیکن لوگ چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں کی صورت میں عمارت کی طرف دوڑے آرہے تھے۔

عمران نے عمارت کی پشت پر پہنچ کر اوورکوٹ اٹھایا اور اسے پہن کر خود بھی کوشش کرنے لگا کہ عمارت کے سامنے والی بھیڑ میں شامل ہو جائے اسے یقین تھا کہ ان لوگوں میں سے ایک آدھ اس بستی سے بھی تعلق رکھتا ہوگا ورنہ اس کام کے لئے خصوصیت سے اسی عمارت کو کیوں استعمال کیا جاتا۔

لوگ چیخ رہے تھے ادھر اُدھر دوڑ رہے تھے..... طرح طرح کی تجویزیں پیش کی جارہی تھیں شہری دفاع کے عملے کے لوگ آگ بجھانے کی تدبیریں عمل میں لا رہے تھے۔

عمران کو توقع نہ تھی کہ اندر رہ جانے والوں میں سے کوئی زندہ بچا ہو۔ اگر وہ اور اس کے ساتھی خطرے کا احساس ہوتے ہی بروقت مشین کے پاس سے ہٹ نہ گئے ہوتے تو شاید اس وقت ان کی لاشیں بھی ملبے کے ڈھیر میں دبی پڑی ہوتیں۔

وہ بھیڑ میں ایک ایک کو قریب سے دیکھتا پھر رہا تھا کہ اچانک دو سفید فام غیر ملکی نظر آئے..... انہوں نے گرم سلیپنگ گاؤن پہن رکھے تھے عمران چپ چاپ ان کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔

یہ یقیناً قریب ہی کی کسی عمارت سے آئے تھے سلیپنگ گاؤن میں ملبوس ہونا اس بات پر دلالت کر رہا تھا۔

"یہ کیا ہو گیا....!" ان میں سے ایک مضطربانہ انداز میں بڑبڑایا۔

"کیا کہا جا سکتا ہے.... اب خاموشی سے دیکھتے رہو....!"

"ہم کیوں نہ اندر جا کر دیکھیں.... شیپرڈ اور یونی میں سے کوئی بھی کسی کے ہاتھ لگ گیا تو اچھا نہ ہو گا۔!"

"میں خطرہ نہیں مول لے سکتا.... بس دیکھتے رہو....!"

"لیکن یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ شیپرڈ نے اس کا غلط استعمال کیا ہو گا۔!"

"سب کچھ ممکن ہے....!" دوسرے نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"پھر ہم کیا کریں....!"

"بس دیکھتے رہو.... اگر ان میں سے کوئی زندہ ہو اور ان کے ہاتھ لگ جائے تو پھر بچاؤ کی تدبیر کریں گے.... یہاں سے بھی بھاگنا پڑے گا۔!"

"آہستہ بولو....!"

دونوں ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے.... لیکن پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔

تقریباً دو گھنٹے کی جدوجہد کے بعد آگ پر قابو پا لیا گیا۔

عمران اس دوران میں انہیں دونوں کے ساتھ ساتھ رہا تھا۔ وہ اب بھی یہیں موجود تھے۔

ایک بار پھر وہ گفتگو کرنے لگے۔

"مشین آئی کہاں سے تھی....!"

"کسے فرصت ہے کہ ایسی باتوں میں سر کھپاتا پھرے۔" دوسرا بولا۔ "بس آئی تھی غالباً جہنم ہی سے آئی ہو گی۔ کاش ہم اس آدمی کو پا سکتے جس کی وجہ سے یہ ساری مصیبتیں آئی ہیں۔!"

عمران شرارت آمیز انداز میں مسکرا کر سر ہلانے لگا۔ وہ اب بھی ان کے پیچھے ہی موجود تھا۔

کچھ وقت اور گزرا.... پھر "لاش لاش" کا شور اٹھا تھا۔

"میرے خدا....!" ایک بڑبڑایا۔ "تم یہیں ٹھہرو میں دیکھ کر آتا ہوں۔!"

"میں بھی چل رہا ہوں....!" دوسرے نے کہا۔



"نہیں.... نہیں.... تم اچھے ایکٹر نہیں ہو.... بے تعلقی ظاہر نہیں کر سکو گے۔ تمہارا یہیں ٹھہرنا مناسب ہے۔!" اس نے کہا اور اپنے ساتھی کو وہیں چھوڑ کر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

عمران دوسرے کے پیچھے ہی کھڑا رہا.... لوگ کئی لاشوں کا تذکرہ کرتے ہوئے قریب سے گزر رہے تھے۔ ایک آدمی کہہ رہا تھا کتنا زوردار دھماکہ تھا۔ بم ہی کا ہو سکتا ہے۔!

"بھلا ڈاکٹر داراب کی کوٹھی میں بم کا کیا کام....!" کسی نے جواباً کہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دوسرا غیر ملکی واپس آیا.... اس کی سانس پھول رہی تھی۔ اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "تینوں ختم ہو گئے۔!"

"تینوں کون....؟" ساتھی نے پوچھا۔

"شیپرڈ.... یونی اور فیلڈ....!"

"فیلڈ.... فیلڈ کیوں....؟ وہ کب تھا وہاں....؟ مطلب یہ کہ اس وقت تو اسے وہاں نہ ہونا چاہئے تھا۔!"

"خدا ہی جانے.... میرا خیال ہے اب کھسک چلو یہاں سے.... ڈاکٹر کا اسسٹنٹ بھی مر گیا؟"

"اور.... وہ نیگرو....!"

"کوئی پانچویں لاش میں نے وہاں نہیں دیکھی....!"

پھر وہ بھیڑ سے نکل کر ایک طرف چلنے لگے تھے۔

عمران کافی فاصلے پر ان کا تعاقب کر رہا تھا۔ اس لئے اب اس کا امکان نہیں تھا کہ ان کی مزید گفتگو سن سکتا۔

وہ زیادہ دور نہیں گئے تھے.... اس نے انہیں ایک عمارت میں داخل ہوتے دیکھا.... اور خود آگے بڑھتا چلا گیا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اس کے علاوہ اب اور کوئی چارہ نہیں کہ انہیں یا تو پکڑ پکڑ کر اکٹھا کیا جائے یا انہیں کے ذریعے دوسروں کا بھی پتہ لگایا جائے۔

ان آٹھوں میں سے ایک اس کا قیدی تھا دو ختم ہو چکے تھے.... دو نظر میں تھے اب باقی بچے تین.... انہیں دونوں کے ذریعے ان تک بھی رسائی ہو سکے گی۔ لیکن یہ عورت جو ان کے ساتھ ختم ہوئی یہ تو ان آٹھوں میں نہیں تھی۔ ڈیوڈ نے آٹھ مردوں کا تذکرہ کیا تھا جن میں وہ خود بھی

شامل تھا۔ ان ساتوں کے علاوہ اس نے صرف اس عورت کا تذکرہ کیا تھا جس کی موت کا ذمہ دار خود کو ٹھہراتے ہوئے خودکشی کر لینے کا ارادہ ظاہر کرتا رہتا تھا۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا جلد از جلد کسی ایسی جگہ پہنچ جانا چاہتا تھا جہاں سے ٹیکسی کر کے رانا پیلس جا سکے کیونکہ بلیک زیرو اب بھی ڈیوڈ سمیت وہیں موجود تھا۔

پھر شاید بیس منٹ بعد وہ رانا پیلس میں داخل ہو رہا تھا۔ چوکیدار نے پوری طرح اطمینان کئے بغیر کہ وہ عمران ہی ہے پھاٹک نہیں کھولا تھا۔۔۔ بلیک زیرو کو اس نے ان دونوں غیر ملکیوں کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

"اس عمارت کی نگرانی بیس منٹ کے اندر اندر ہی شروع کرا دو۔۔۔!"

"بہت بہتر۔۔۔ میرے پاس بھی آپ کے لئے ایک اطلاع ہے۔۔۔ ڈاکٹر داراب کا اسسٹنٹ ابھی مرا نہیں ہے۔۔۔ اسے ہسپتال پہنچا دیا گیا ہے۔!"

"مرے یا نہ مرے۔۔۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ وہ صرف ایک سیاہ فام آدمی کے بارے میں پولیس کو کچھ بتا سکے گا۔۔۔ شہر میں بے شمار نیگرو آباد ہیں خیر تم ڈیوڈ کو یہاں لاؤ۔!"

"بہت زیادہ پی گیا تھا۔۔۔ ہوش میں نہیں ہے۔!"

"میں نے تم سے یہ تو نہیں کہا تھا کہ تم یہاں بار کھول کر بیٹھ جاؤ۔۔۔!"

"بس غلطی ہو گئی۔۔۔ وہ کمبخت کھڑکی سے باہر جھانکنے کی بھی ہمت نہیں رکھتا لیکن اندر ہی اندر پوری عمارت میں چکراتا پھرتا ہے۔۔۔ کسی طرح ذخیرے پر نظر پڑ گئی میری لاعلمی میں پیتا رہا ہے۔!"

"ذخیرے کو تہہ خانے میں منتقل کر دو سمجھے۔۔۔!" عمران اسے گھونسہ دکھا کر بولا۔ "ورنہ۔۔۔!"

"بہت بہتر ہے۔۔۔ اب میں آپ کی ہدایات دوسرے لوگوں تک پہنچا دوں۔۔۔!" بلیک زیرو جلدی سے اٹھتا ہوا بولا۔

"ضرور پہنچا دو۔۔۔ واپسی میں میرا ستار بھی اٹھاتے لانا۔۔۔!"

بلیک زیرو مسکراتا ہوا چلا گیا۔۔۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو سچ مچ اس کے ہاتھ میں ستار تھا۔

"اب تم یہاں بیٹھ کر ستار بجاؤ۔۔۔!" عمران نے اس سے کہا۔ "میں کچھ دیر اپنے کمرے میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔!"



بلیک زیرو منہ دیکھتا رہ گیا۔۔۔ وہ سمجھا تھا شاید ستار سے گوبھی کے کھیت برآمد ہوں گے۔

عمران اُسے وہیں چھوڑ کر اس کمرے میں آیا جہاں اپنی رہائش کے دوران میں سویا کرتا تھا۔

دروازہ بند کر کے اوور کوٹ اتارا۔۔۔ اور جیب سے وہ ٹرانسمیٹر ریڈیو سیٹ نکالا۔۔۔ اسے الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔

پھر اسے کھول ڈالا۔۔۔ اس کے میکنزم کو سمجھنے کی کوشش کی۔۔۔ بالآخر اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ مجموعی طور پر معمولی سا ریڈیو بھی ہے۔۔۔ ٹرانسمیٹر بھی ہے اور وائر ریکارڈر بھی ہے۔ اس نے اس میں سے دو چھوٹی چھوٹی چرخیاں نکالیں۔۔۔ یہ خالی تھیں۔۔۔ اب اس نے جیب سے وہی پیکٹ نکالا جو اس سارے فساد کی جڑ تھا۔ پیکٹ سے تار کی لچھی نکال کر اسے ایک چرخی میں لپیٹنے لگا۔ جب دوسرے سرے کے قریب پہنچا تو اسے دوسری چرخی میں پھنسا کر دونوں چرخیاں اسی جگہ فٹ کر دیں جہاں سے نکالی تھیں۔ اسے یقین تھا کہ تجربہ ناکام نہیں ہوگا۔ اپنی دانست میں آج وہ ایسا ریکارڈر حاصل کر لینے میں کامیاب ہو گیا تھا جس پر وہ تار کارآمد ثابت ہو سکتا۔

اس تار کے سلسلے میں ان لوگوں کی اس اچھل کود نے اس پر نہ صرف اس کی اہمیت کو واضح کر دیا تھا بلکہ اس کی نوعیت کا اندازہ بھی ہو گیا تھا۔

فیاض کی کہانی سنتے ہی اس نے سوچا تھا کہ تار ریکارڈ کیا ہوا ہو سکتا تھا اس کے علاوہ اس کی اور کوئی حیثیت نہیں۔۔۔ لیکن دانش منزل کے آپریشن روم کے وائر ریکارڈر پر وہ تار بے مصرف ثابت ہوا تھا۔ پھر وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ یقیناً کسی مخصوص بناوٹ کے ریکارڈر ہی پر چل سکے گا۔ لہٰذا آج جب انہیں لوگوں کے پاس سے برآمد ہونے والا ٹرانسمیٹر ریڈیو سیٹ وائر ریکارڈر بھی نکلا تو اس تار کی طرف خیال جانا لازمی تھا۔

اس مختصر سی مشین میں کئی سوئچ تھے عمران انہیں یکے بعد دیگرے آزماتا رہا۔ آخر کار ایک سوئچ کا استعمال ان چرخیوں کو حرکت میں لانے کا موجب بن ہی گیا اور اسپیکر سے آواز آئی۔

"ہمبل کوڈ۔۔۔ لاسٹ لیٹر۔۔۔ چیف پورٹ۔۔۔ پی۔۔۔ او۔۔۔ بی۔۔۔ این تھری سکس ایٹ فائیو۔۔۔ پرومی نٹ ڈیلی۔۔۔ پبلسٹی۔۔۔!" پھر خالی تار کی گھر گھر سنائی دیتی رہی۔ چرخیاں چلتی رہیں۔ آخر کار ایک چرخی خالی ہو گئی اس میں سے تار کا سرا نکل کر دوسری چرخی میں لپٹتا چلا گیا۔

عمران نے سوئچ آف کر کے طویل سانس لی۔۔۔ اور پُر معنی انداز میں سر ہلاتا رہا۔

دفعتاً اس نے فون کی طرف ہاتھ بڑھا کر جوزف کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کئے یہ نمبر اسے اوٹو ویلانی سے اس ہدایت کے ساتھ ملے تھے کہ عمران اسے رنگ کرے۔

کچھ دیر بعد دوسری طرف سے بھرائی ہوئی سی آواز آئی۔ "ہیلو....!"

"ہلو پروفیسر....!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"کون ہے....؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"عمران....!"

"اوہ........ہلو ہاؤ ڈو یو ڈو....!"

"او کے... تھینکس.... پروفیسر میں جوزف کی ہدایت کے مطابق تمہیں فون کر رہا ہوں۔!"

"ٹھیک ہے.... تم نے بروقت رابطہ قائم کیا.... میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میرے علم کے مطابق آئندہ چوبیس گھنٹے بہت سخت ہیں۔!"

"صرف چوبیس گھنٹے....!"

"بلاشبہ.... تم موت سے بھی ہمکنار ہو سکتے ہو....!"

"یہ تو سچ مچ بُری خبر ہے.... ابھی کچھ ہی دیر پہلے میں نے جوزف کو موت کے منہ سے بچایا ہے.... اس کے علاوہ اور سب کچھ غارت ہو گیا۔!"

"میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہہ رہے ہو....؟"

"تم نے یا تمہاری سیکریٹری نے اس سے کسی ایسے آدمی کا تذکرہ کیا تھا جس کی پیشانی پر بچھو کی شکل کا داغ ہے۔!"

"ہاں....ہاں....!"

"اس نے اسے کہیں دیکھ پایا اور اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ پھر سرے سے غائب ہو گیا۔ مجھے اطلاع ملی میں اس کی تلاش میں نکلا اور بالآخر ڈھونڈ نکالا....!"

"پھر کیا ہوا....؟"

"کہہ تو رہا ہوں کہ بچھو کے ساتھ ایک عورت اور ایک مرد بھی گئے.... سب کچھ تباہ ہو گیا.... اس کی زندگی خطرے میں ہے جسے انہوں نے آلہ کار بنایا ہے اور بے حیا جوزف اس وقت بھی میرے فلیٹ میں بیٹھا اپنی بوتلوں سے شغل کر رہا ہے۔!"



"تمہاری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔!"

"پروفیسر میں بے حد خائف ہوں.... اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان لوگوں کی چیز کس طرح واپس کر کے اپنا پیچھا چھڑاؤں....!"

"بس واپس کر دو....!"

"کس کو واپس کروں....؟ میں نہیں جانتا کہ وہ لوگ کون ہیں اور کہاں ملیں گے جو ہاتھ آئے بھی تھے وہ جوزف کی سخت جانی کی وجہ سے ہاتھ سے نکل بھی گئے اور اب میں بیٹھا ہاتھ مل رہا ہوں۔ اب عزت تمہارے ہی ہاتھ ہے۔!"

"بھلا میں کیا کر سکوں گا....؟"

"تم نے اپنی روحانی قوت سے اسے نہ صرف کھینچ بلایا تھا بلکہ سزا کے طور پر اسے ایک عدد بچھو بھی عطا کر دیا تھا۔ کیا میرے لئے ایسا نہیں کر سکو گے۔!"

"ممکن تو ہے.... لیکن مجھے اپنی روحانی قوت صرف کرنا پڑے گی اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں نے یہ سب کچھ شوقیہ نہیں اختیار کیا بلکہ پیشہ بھی یہی ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں تمہیں اس کی قیمت بھی ادا کرنی پڑے گی۔!"

"میں تیار ہوں.... رقم بتاؤ....!"

"دو ہزار روپے....!"

"جان بچانے کے لئے یہ کچھ بھی نہیں ہے بس اتنا ہو گا کہ مجھے اپنی گاڑی اونے پونے فروخت کر دینی پڑے گی۔ خیر کوئی مضائقہ نہیں۔!"

"اچھی بات ہے.... وہ چیز تم خود ہی مجھ تک پہنچا جاؤ....!"

"لیکن تم یقین کیسے کر لو گے کہ یہ وہی چیز ہے۔!"

"یہاں بھی میرا علم کام آئے گا....!"

"اچھا تو سنو وہ تار کا ایک بے حقیقت ٹکڑا ہے....!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"تار کا ٹکڑا.... نہ سونے کا ہے اور نہ چاندی کا.... لیکن وہ لوگ اس کے لئے پاگل ہوئے جا رہے ہیں.... میرا جانور ہے لگڑ بگھا.... اب بتاؤ میری قسمت کا حال....!"

"سخت دشواریوں میں پڑنے والے ہو.... کیا تم سچ کہہ رہے ہو کہ وہ تاروں کا ایک بے حقیقت ٹکڑا ہے۔!"

"ہاں پروفیسر....!"

"لیکن تمہیں ہو کیا گیا تھا.... تم اس بے وقعت تار کے ٹکڑے کے لئے اتنے دنوں تک اپنی زندگی خطرے میں ڈالے رہے۔"

"میرا خیال تھا کہ اس تار میں کوئی راز پوشیدہ ہے....!"

"تار میں راز....!"

"ہاں میری دانست میں وہ ریکارڈ کیا ہوا تار تھا.... لیکن میں نے اُسے ایک وائر ریکارڈر پر بھی چلا کر دیکھا.... اور میرا یہ خیال غلط ثابت ہوا.... میں اب تک اسی ادھیڑ بن میں پڑا ہوا ہوں کہ وہ آخر ہے کیا بلا جس کے لئے ان لوگوں نے سر دھڑ کی بازی لگا دی ہے۔!"

"تو کیا تم اس کا جواب مجھ سے چاہتے ہو....!"

"یقیناً پروفیسر.... کیا تمہاری روحانی قوت....!"

"ذرا ٹھہرو.... مجھے یہ قوت محض اسی بناء پر حاصل ہو سکی ہے کہ میں اس قوت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی خواہش نہیں رکھتا۔ ایک کے راز دوسرے پر ظاہر کرنا میرے لئے خود کشی کے مترادف ہوگا۔ اچھے لڑکے مجھ سے میری صلاحیت چھن جائے گی۔ اگر میں نے ایسا کیا....!"

عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا.... پھر ماؤتھ پیس میں بولا۔ "خیر تم مجھے بتاؤ کہ اس سے کس طرح چھٹکارا حاصل کروں....!"

"مجھے سوچنا پڑے گا اچھے لڑکے.... تم صبح اس سلسلے میں مجھ سے گفتگو کرنا....!"

"لیکن پروفیسر.... اگر وہ پھر جوزف کو پکڑ لے گئے تو....!"

"میں انہیں فنا کر دوں گا اگر انہوں نے ایسا کیا....!" دوسری طرف سے پروفیسر کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"میں مطمئن نہیں ہوں... ویسے اس بیچارے کو قطعی نہیں معلوم کہ میں کہاں پایا جاتا ہوں۔!"

"اگر وہ جانتا بھی ہو تو ہرگز نہیں بتائے گا.... یہ نسل کتوں کی نسل سے بھی زیادہ وفادار ہوتی ہے۔!" ویلانی کی آواز آئی.... "خیر اب مجھے اجازت دو.... میں عبادت کر رہا تھا.... صبح مجھے



پر رنگ کرنا....!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر عمران نے بھی ریسیور رکھ دیا۔

گھر پہنچ کر جوزف نے اپنی بوتلیں سنبھالیں اور پالتھی مار کر فرش پر بیٹھ گیا۔ سلیمان پاس ہی کھڑا تھا اسے کینہ توز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

دفعتاً اس نے زہریلے لہجے میں پوچھا۔

"صاحب کا حکم بجالانے کہاں تشریف لے گئے تھے۔!"

"تشریف.... نہیں بابا.... ہم اکیلا گیا تھا....!"

"وفادار ٹھہرے.... حکم بجالائے تھے۔!"

"چوپ راؤ... سالا.... شوربا اُبالو.... آلو چھیلو.... تم ہمارا بات کیا جانے.... ہم نیزہ چلاتا... ہم رائفل چلاتا.... ہم دشمن کا پیٹ پھاڑتا.... بھاگو.... آلو چھیلو.... سالا والا....!"

"دیکھ بے ہم سے اوندھی سیدھی بات نہ کرنا....!"

"بھاگ جاؤ....!" جوزف ہاتھ جھٹک کر بولا۔

"کرلو کچھ دیر عیش.... جہاں صاحب کی شادی ہوئی....!"

"صاحب کی شادی....!" جوزف نے حلق پھاڑ کر قہقہہ لگایا۔

"ابے ہاں....!"

"صاحب کے باپ کا بھی نہیں ہو سکتا۔!" جوزف نے دفعتاً غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں کراؤں گا.... میں....!" سلیمان اپنا سینہ ٹھونک کر بولا۔

"توم کارائے گا....!" جوزف جھومتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

ٹھیک اسی وقت فون کی گھنٹی بجی.... سلیمان نے لپک کر ریسیور اٹھایا لیکن پھر بُرا سا منہ بنائے ہوئے جوزف کی طرف مڑا۔

"تیری کال ہے....!"

جوزف جھومتا ہوا فون کی طرف بڑھا.... اس وقت اسے سچ مچ نشہ ہو گیا تھا۔ بے تحاشہ پی لی تھی۔

فون پر دوسری طرف عمران تھا.... جوزف نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"ہام.... ہام.... میں خیریت سے گھر پہنچ.... چ.... گیا ہوں.... چ.... مگر تم مجھے چ.... یہ بتاؤ.... کہ کیا تم.... چ.... اس حرام زادے کے کہنے سے شادی کر لو گے.... چ..!"

"کیا بک رہا ہے....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "اوہ کمبخت میں سمجھ گیا تو مر بھکوں کی طرح شراب پر گرا ہو گا۔!"

"میری بات کا جواب دو باس....!" جوزف بائیں مٹھی بھینچ کر ماؤتھ پیس میں چیخا۔

"ہاں میں اس حرام زادے کے کہنے سے شادی کر لوں گا۔!"

"میرے خدا....!" جوزف کی آواز گلوگیر ہو گئی۔ "باس یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔!" پھر وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ سلیمان نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے ریسیور لے لیا.... اور عمران کو مخاطب کر کے بولا۔ "اب سنبھالئے.... آکر سالا بہک گیا ہے۔ ساری رات سونے تھوڑا ہی دے گا۔ پڑوس والے پُرسے کے لئے آ ہی رہے ہوں گے۔!"

"او مردود.... یہ کیا ہو رہا ہے....؟" عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔

"اب میں بھی رونے جا رہا ہوں!" سلیمان نے کہا اور جوزف کے رونے کی نقل اتارنے لگا۔

"خدا غارت کرے۔!" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔!

---

# عمران سیریز نمبر 46

# آتشی بادل

(تیسرا حصہ)

# پیشرس

بعض اوقات میرے پڑھنے والے مجھے بڑی دشواری میں مبتلا کردیتے ہیں۔ ایک صاحب نے پوچھا ہے کہ آخر عمران کا وہ مخصوص کردار کہاں گیا جس میں زیادہ ہنسایا کرتا تھا اس کا جواب اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہنسنے ہنسانے یا کسی کردار کے مخصوص رویئے کا انحصار کہانی کی "بناوٹ" پر ہوتا ہے! اُن کہانیوں کو اٹھا کر دیکھئے جن میں عمران نے بہت زیادہ ہنسایا ہے اور اُن کا مقابلہ زیرِ نظر سلسلے سے کیجئے آپ دونوں کی تکنیک اور ٹریٹمنٹ میں زمین و آسمان کا فرق پائیں گے۔ پس پھر جیسی کہانی کی رو، اسی کی مناسبت سے کرداروں کا رویہ۔ اگر خواہ مخواہ مزاح بھی ٹھونسنے کی کوشش کی جائے تو کہانی حقیقت سے قریب نہ ہو سکے گی اور بے چارہ مصنف بھی آپ کو نومشق نظر آنے لگے گا اور پھر آپ خطوط لکھ لکھ کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ میں نے یہ کہانی کسی "بناسپتی" صفی سے تو نہیں لکھوائی۔

ان صاحب کا دوسرا سوال ایسا ہے کہ مجھے کئی ماہ تک اس کا جواب سوچنا پڑے گا! پھر بھی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ جواب انہیں پسند ہی آئے۔

فرماتے ہیں......!

"آپ نے کئی جگہ لکھا ہے کہ فریدی نے جو سانپ پال رکھے ہیں انہیں اپنے ہاتھ سے دودھ پلاتا ہے...... لیکن آپ ہی نے یہ لکھا ہے کہ وہ کئی کئی ماہ گھر سے باہر رہ کر اپنے فرائض انجام دیتا رہتا ہے...... تو پھر اُس کی غیر حاضری میں انہیں کون دودھ پلاتا ہے!"

میں کیا عرض کروں جناب! ہو سکتا ہے اس نے اس کے لئے چند نرسیں ملازم رکھ چھوڑی ہوں۔ ویسے میرا خیال ہے کہ فریدی کے سانپ بھی اتنے تربیت یافتہ اور مہذب تو ہوں گے ہی کہ اس کی عدم موجودگی میں کسی دوسرے کے ہاتھ سے ملی ہوئی خوراک پر ناک بھوں نہ چڑھائیں۔

بہر حال وہ اس کا بھی کچھ کچھ انتظام رکھتا ہی ہوگا! مصنف کے بس کا روگ نہیں کہ ہر وقت فریدی صاحب کے پیچھے لگا رہے۔ آپ تو بس کہانیوں سے سروکار رکھا کیجئے......!

اب آتشی بادل ملاحظہ فرمایئے...... اگر کوئی مسئلہ ذہن میں صاف نہ ہو تو دوبارہ شروع سے بغور پڑھیئے مصنف کی توضیح کے بغیر ہی پوری کہانی آپ کی سمجھ میں آجائے گی۔

رافیہ سموناف شدت سے بور ہو رہی تھی۔ محکمہ خارجہ کا آفیسر ٹی ایچ صدیقی بُری طرح جان کو آگیا تھا۔ صبح ہوئی تو موجود شام کو ہوٹل واپس آئی تو دیکھئے لاؤنج میں بیٹھے انتظار فرما رہے ہیں۔ اُدھر پروفیسر تھا کہ اسے وقت دینے کے سلسلے میں کوئی واضح جواب نہیں دیتا تھا۔ کبھی کہتا ابھی ستارے موافق نہیں ہیں کبھی کہتا اس طرح فوری طور پر مل لینے میں بے وقعتی ہوگی۔ رافیہ اسے سمجھانے کی کوشش کرتی کہ وہ اس صورت حال کو زیادہ عرصہ تک برداشت نہ کر سکے گی۔ ویلانی مسکرا کر سر ہلاتا اور اُسے دوسری باتوں میں الجھا کر اُس موضوع کو سرے سے اڑا ہی دیتا۔

ادھر رافیہ محسوس کرنے لگی تھی کہ ٹی ایچ صدیقی بھی اب پروفیسر سے ملنے کے لئے اتنا بے تاب نہیں جتنا کہ خود اس کے ساتھ وقت گذارنے کے لئے رہتا ہے۔

یہ ایک دراز قد اور صحت مند آدمی تھا۔ عمر چالیس اور پچاس کے درمیان رہی ہوگی۔ ویسے تو صاف ستھری عادات والا معلوم ہوتا تھا لیکن عورتوں کے معاملے میں ان لوگوں سے مختلف نہیں ہو سکتا تھا جو اپنی معصومیت اور بچگانہ افتادِ طبع کا مظاہرہ کر کے انہیں اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر اس طرح اپنا حق جتاتے ہیں جیسے وہ صرف انہی کے لئے پیدا کی گئی ہوں۔

ایک ہفتہ سے وہ دن میں دو بار اس سے مل رہا تھا۔ آج بھی ٹھیک اسی وقت نازل ہوا جب کام پر جانے کے لئے تیار تھی۔ دروازے پر ہلکی سی دستک سن کر اس کا موڈ بگڑ گیا.... ذہن میں کئی بُرے الفاظ مسٹر ٹی ایچ صدیقی کے لئے گونجے لیکن وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ دروازہ کھولتے ہی اُسے اخلاقاً مسکرانا بھی پڑے گا اور جواب میں مسٹر صدیقی کی بتیسی کا دیدار لازمی ٹھہرا۔ کمبخت کو ہنسنے کا بھی سلیقہ نہیں.... رافیہ کو ایسی ہنسی بے حد گراں گذرتی تھی جس میں دانتوں



کے ساتھ مسوڑے تک دکھائی دینے لگیں۔

بہر حال اس نے دروازہ کھولا.... مسکرائی اور مسٹر صدیقی کے دانت نکل پڑے۔

"کیا بتاؤں.... پھر تکلیف کا باعث بنا....!"

"کک.... کوئی بات نہیں....!" رافیہ کو پھر اخلاقاً مسکرانا پڑا.... ویسے وہ سوچ رہی تھی کاش واپسی میں وہ کسی حادثے کا شکار ہو جائے کہ شام کی بوریت کا باعث نہ بن سکے۔

"تشریف لائیے....!" وہ پیچھے ہٹتے ہوئے بولی۔ ویلانی نے پہلے ہی کہہ رکھا تھا کہ اگر وہ صدیقی کی وجہ سے دیر سے بھی کام پر پہنچے گی تو اسے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

"سچ مچ میں بے حد شرمندہ ہوں محترمہ سموناف.... لیکن کیا کروں حالات ایسے ہی ہیں کیا آپ نے پچھلی شام پروفیسر سے فون پر بات کی تھی۔!"

"رابطہ قائم نہیں ہو سکا تھا.... تشریف رکھئے دراصل ہوٹل کے فون کی لائن میں کوئی خرابی ہے۔ ادھر نمبر ملے اور ادھر کسی طرف سے کوئی دوسری لائن آملی.... اب آپ ہی دو آدمیوں کی گفتگو سنتے رہیے....!"

"بدنصیبی ہے میری....!" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "پچھلی رات معلوم ہوا ہے کہ مجھ سے کئی سال جونیئر آدمی کی ترقی ہونے والی ہے اور پوسٹ پر میرا حق ہے.... لیکن اقربا نوازی کا چکر شاید مجھے اس سے محروم ہی رکھے.... دیکھئے اب ایسے وقت میں اگر پروفیسر سے ملاقات نہ ہو سکی تو پھر کوئی فائدہ نہیں....!"

"میں کیا کروں مسٹر صدیقی بے بس ہوں.... اس معاملے میں.... پروفیسر مرضی کے مالک ہیں جب خود چاہیں گے تب ہی ملیں گے.... آپ سے! وہ کہتے ہیں افسروں کا معاملہ ہے جب ستارے موافق ہوں گے تب ہی ملوں گا۔"

"لیکن اگر یہ ترقی کسی دوسرے کو مل گئی....!"

"آپ خواہ مخواہ فکر مند ہوتے ہیں اگر ایسی کوئی بات ہو بھی گئی تو پروفیسر کوئی راہ نکال لیں گے.... ستارے ناموافق ہو جانے کے بعد تو انہوں نے لوگوں کے لئے ایسے ایسے کام کئے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔"

"ان کے ستارے یا میرے....!"

''دونوں کے.... مطابقت اور موافقت ہو جانے کے بعد ہی کام بنتے ہیں....!''

''خیر....!'' وہ مردہ سی آواز میں بولا۔

رافیہ سوچنے لگی.... بات ختم ہو گئی مگر یہ مردود اب کرسی سے چپک کر رہ جائے گا۔

کچھ دیر خاموشی رہی پھر صدیقی بولا۔''میں شام کو پھر آؤں گا کیا آپ میرے ساتھ ایک ورائٹی شو میں چلنا پسند کریں گی۔!''

رافیہ سناٹے میں آ گئی۔ بھلا کیا تک تھی۔ وہ اس سے پروفیسر کی سیکریٹری کی حیثیت سے ملتی تھی اور ان ملاقاتوں کی نوعیت محض کاروباری تھی ورنہ وہ تو یہاں آنے سے قبل بھی الگ تھلگ زندگی گذارنے کی عادی رہی تھی۔ اس کا کبھی کوئی بوائے فرینڈ نہیں رہا تھا۔ لہٰذا اس قسم کی دعوت اسے کچھ اچھی نہ لگی۔ اس نے سوچا اس مسئلے پر پروفیسر سے بات کئے بغیر کوئی فیصلہ کن جواب نہ دینا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ پروفیسر کی مرضی سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔

''دیکھئے.... میں ابھی جواب نہیں دے سکتی.... پتہ نہیں شام کو بھی کتنی دیر تک مصروفیت رہے....!'' رافیہ نے کچھ دیر بعد کہا۔

''ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے.... میں شام کو آپ سے معلوم کر لوں گا۔!''

اس جواب پر رافیہ جھنجھلا سی گئی۔ کم بخت ڈھیٹ ہی معلوم ہوتا ہے۔ کوئی اور ہوتا تو عذر لنگ سمجھ کر خاموشی ہی اختیار کرتا۔

بہر حال وہ اس کے اٹھ جانے کی منتظر رہی.... لیکن آدھا گھنٹہ گذر جانے پر بھی اس نے رخصت ہو جانے کا ارادہ ظاہر نہیں کیا۔

آخر اسے گھڑی دیکھتے ہوئے کہنا ہی پڑا کہ اُسے دس منٹ قبل کام پر پہنچ جانا چاہئے تھا۔

''اوہ.... خیال ہی نہ رہا باتوں میں.... مجھے بھی ایک جگہ پہنچنا ہے....!'' صدیقی نے بھی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ ساتھ ہی کمرے سے باہر نکلے....! ہوٹل کی عمارت تین منزلہ تھی۔ لفٹ سسٹم نہیں تھا رافیہ تیسری منزل پر تھی۔

وہ دونوں سیڑھیوں کی طرف بڑھے....! سیڑھیوں تک پہنچنے کے لئے ایک چھوٹی سی راہداری طے کرنی پڑتی تھی۔

جیسے ہی وہ سرے پر پہنچے انہیں زینوں سے ایک آدمی لڑھکتا نظر آیا اس کے ساتھ ہی تین چار مجلد کتابیں بھی پھسلتی جا رہی تھیں۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہ دوسری منزل کی راہداری میں جا پڑا۔ یہ دونوں بھی تیزی سے زینے طے کرنے لگے رافیہ نے محسوس کیا تھا کہ وہ گر جانے کے بعد اٹھ بیٹھنے میں کامیاب نہیں ہو رہا.... اور اٹھ بیٹھنے کے لئے یہ جدوجہد کچھ ایسی ہی لگ رہی تھی جیسے کوئی بیہوش ہوتا ہوا آدمی بے بسی سے ہاتھ پیر مار رہا ہو۔!

''ارے مدد کیجئے.... اٹھائیے....!'' رافیہ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں.... جی ہاں....!'' صدیقی گر جانے والے پر جھکتا ہوا بولا۔

اس نے اسے اٹھا کر سیدھا کرنے کی کوشش لیکن.... لیکن اس کے گھٹنے مڑ گئے۔ آنکھیں کھلی ہوئی تھیں پلکیں بھی جھپکا رہا تھا.... لیکن ایسا لگتا تھا جیسے کچھ دکھائی نہ دے رہا ہو۔

''مسٹر مسٹر.... ہوش میں آیئے....!'' صدیقی نے اس کے کان کے قریب منہ لے جا کر کہا اور بدستور اس کے بغلوں میں ہاتھ دیئے اٹھائے رہا۔

''میں ہوش میں ہوں....!'' اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔!''میری عینک....؟ مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا۔!''

عینک سامنے ہی پڑی تھی.... صدیقی نے رافیہ سے انگریزی میں کہا۔''ذرا وہ عینک اٹھا کر لگا دیجئے.... یہ دیکھ نہیں سکتے۔!''

نوجوان کے پیر اب پوری طرح فرش پر ٹک گئے تھے اور وہ اپنی ہی قوت سے کھڑا ہوا تھا۔

رافیہ نے جھپٹ کر عینک اٹھائی اور اس کے لگا دی۔

''یہ ایک نوجوان آدمی تھا۔ خوش شکل اور خوش لباس بھی تھا لیکن رافیہ نے اس میں کوئی ایسی بات محسوس کی جو عام طور پر نہیں پائی جاتی۔!''

اس نے جھک کر اس کی کتابیں بھی اٹھائیں۔

''براہ کرم مجھے میرے کمرے میں پہنچا دیجئے....!'' نوجوان نے نحیف سی آواز میں کہا۔ ''میں تنہا زینے طے نہ کر سکوں گا۔!''

''ضرور.... ضرور....!'' صدیقی بولا.... پھر اس نے رافیہ کو انگریزی میں اس نوجوان کی

خواہش سے آگاہ کر دیا۔

نوجوان نے بتایا کہ وہ تیسری منزل پر رہتا ہے۔! کمرے کے نمبر سے رافیہ نے اندازہ لگایا کہ وہ اُس کے قریب ہی ہوگا۔

دونوں نے سہارا دے کر اس سے زینے طے کرائے اور کمرے تک پہنچایا۔

"کہیں چوٹ تو نہیں آئی۔!" رافیہ نے پوچھا۔

"جی ہاں... گھٹنوں میں... اکثر میرا سر چکرا جاتا ہے... پیر لڑکھڑاتے ہیں اور چلتے چلتے گر جاتا ہوں!" اس نے کچھ ایسی معصومیت سے کہا کہ رافیہ کا دل رحم کے جذبے سے معمور ہو گیا۔

"اگر ضرورت ہو تو ڈاکٹر....!"

"جی نہیں شکریہ.... یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے.... گھٹنوں میں زیادہ چوٹ نہیں آئی.... تھوڑی دیر میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔!"

"آپ کے ساتھ اور کوئی نہیں ہے....؟" صدیقی نے پوچھا۔

"جی نہیں....؟"

"ایسی صورت میں تو آپ کو تنہا نہ رہنا چاہئے۔!"

رافیہ کی وجہ سے صدیقی شاید طوعاً و کرہاً گفتگو کو طول دے رہا تھا۔

"میں ایم اے فائنل کا طالب علم ہوں....!" نوجوان بولا۔

"ہوسٹل میں جگہ نہیں ملی تھی اس لئے مجبوراً یہاں رہائش اختیار کرنی پڑی۔!"

وہ دونوں کچھ دیر اس کے حالات پر افسوس کرتے رہے پھر کمرے سے نکل آئے۔ اس کے بعد دونوں کی راہیں الگ ہو گئیں۔

رافیہ ٹیکسی میں بیٹھ کر ماڈل کالونی کی طرف روانہ ہو گئی تھی۔ راستہ بھر اسی نوجوان کے بارے میں سوچتی رہی۔ کتنی بے بسی کی حالت میں تھا۔ خطرناک مرض ہے۔ اکثر راہ چلتے بھی گر پڑتا ہوگا۔ صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر سوچتے رہنے کا عادی ہے۔! چہرے پر علم کا نور تھا۔

اوٹو ویلانی اپنی میز پر نظر آیا... اسے دیر ہو جانے کی بناء پر شاید خود ہی ڈاک لے کر بیٹھ گیا تھا۔

"مجھے افسوس ہے پروفیسر....!" رافیہ نے اُسے اپنا کام کرتے دیکھ کر کہا۔ "وہ آ گیا تھا.... صدیقی باتوں میں الجھائے رہا۔!"



"کوئی بات نہیں! اُس صورت میں بھی تم بزنس ہی سے متعلق ایک فرض ادا کرتی رہی ہو۔!"

"لیکن.... پروفیسر....!" وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"ہاں.... ہاں کہو....!"

"مجھے یہ آدمی قطعی پسند نہیں....!"

"ممکن ہے مجھے بھی پسند نہ آئے.... پھر اس سے کیا؟"

رافیہ نے جھنجھلاہٹ میں کوئی تلخ جواب دینا چاہا.... لیکن پھر خاموش رہی۔ ویسے ناگواری کے اثرات اس کے چہرے پر موجود تھے۔

ویلانی اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔

کچھ دیر بعد رافیہ نے غصیلی آواز میں کہا۔

"وہ آج شام کو مجھے کسی ورائٹی شو میں لے جانا چاہتا ہے۔!"

"چلی جانا....!" ویلانی نے لاپروائی سے کہا۔

"میں اسے پسند نہیں کرتی۔!"

"تم جانو.... اس کی غرض و غائت میں تم پر پہلے ہی واضح کر چکا ہوں۔!"

"ایک بار آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ میرے بارے میں کافی چھان بین کرنے کے بعد آپ نے مجھے اس ملازمت کا آفر دیا تھا؟"

"یہ درست بھی ہے....!"

"لہٰذا آپ جانتے ہی ہوں گے کہ میرا ابھی کوئی بوائے فرینڈ نہیں رہا اور میں اپنی شامیں تنہا ہی گذارتی رہی ہوں۔!"

"میں اسے بھی تسلیم کرتا ہوں....!"

"تو پھر....!"

"میری رائے ہے کہ تم اس کی دعوت قبول کرلو.... اس سے تمہارے کردار پر حرف نہیں آسکتا کیونکہ تم تجارتی مصالح کی بناء پر ایسا کرو گی۔!"

"سوال یہ ہے کہ ہم ایسی تجارت میں ہاتھ ہی کیوں لگائیں جس کیلئے اپنی سطح سے گرنا پڑے۔!"

"اوہ تو کیا ہم یہاں کمائی ہوئی رقم یہیں چھوڑ جائیں گے.... میں تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں

کہ اس رقم کو اسٹرلنگ میں تبدیل کرانا ہے.... اور یہ سرکاری افسروں سے میل جول پیدا کئے بغیر ناممکن ہے۔!"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ مجھے اس کے لئے وہ سب کچھ بھی کر گذرنا پڑے گا جس پر ضمیر ملامت کرے۔!"

"اس حد تک کیوں سوچتی ہو.... یہ تو تمہارے تدبر پر منحصر ہے.... کہ خود کو گرائے بغیر کام نکال لو....!"

وہ کچھ نہ بولی۔

پروفیسر ابھی مزید کچھ کہنے والا تھا.... کہ فون کی گھنٹی بجی۔

اس نے ریسیور اٹھالیا۔

"ہیلو.... اوہ.... ہاں.... اچھا.... تم وہ چیز ابھی اپنے ہی پاس رکھو....! ستاروں کی چال یہی کہتی ہے۔ نہیں فی الحال تمہارے لئے کوئی خطرہ نہیں وہ لوگ خائف معلوم ہوتے ہیں۔ تم اگر سامنے آ بھی جاؤ تو تم سے دور ہی دور رہیں گے۔ لیکن میں ابھی تمہیں منظر عام پر آنے کا مشورہ نہیں دے سکتا۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔!"

ویلانی نے ریسیور رکھ دیا۔

پھر وہ رافیہ سے بولا۔

"عمران تھا.... کل وہ لوگ کسی طرح جوزف کو پکڑ لے گئے تھے عمران نے پچھلی رات اسے ڈھونڈ نکالا.... ان کے پنجے سے رہائی دلائی لیکن اب وہ خائف ہے۔ انہیں وہ چیزیں واپس کر دینا چاہتا ہے جس کے لئے یہ ہنگامہ ہوا تھا۔!"

"جوزف کہاں ہے....؟"

"عمران کی دی ہوئی اطلاع کے مطابق اس کے فلیٹ میں ہے....!"

"تو کیا وہ لوگ اسے گھر سے پکڑ لے گئے تھے۔!"

"اس کے بارے میں کوئی اچھی خبر نہیں ہے.... شاید عمران ہم پر بھی کسی قسم کا شبہ کر رہا ہے اور یہ سب کچھ تمہاری ایک غلطی کی بناء پر ہوا۔ تمہیں جوزف کو بچھو کے داغ والے واقعہ سے آگاہ نہ کرنا چاہئے تھا۔!"



"میں نہیں سمجھی.... ویسے میرا خیال ہے کہ میں نے آپ سے پوچھ لیا تھا....؟"

"تم بھول رہی ہو.... میں نے اس کی اجازت ہرگز نہ دی ہوگی وہ ہمارا نجی معاملہ تھا میں نے اس آدمی کو سزا دی تھی محض اس لئے کہ وہ ہم لوگوں کو بھی اس معاملے میں گھسیٹنا چاہتا تھا۔!"

"لیکن ہوا کیا....؟"

"عمران نے جوزف کو ہدایت کی تھی کہ وہ فلیٹ سے باہر قدم نہ نکالے لیکن وہ کسی کی پیشانی پر عقرب نما داغ دیکھ کر اس کے پیچھے دوڑ پڑا تھا۔ اس طرح وہ لوگ اس پر قابو پا سکے۔!"

"آخر وہ ہم پر کس بات کا شبہہ کرے گا۔!"

"کچھ نہیں ختم کرو.... ہاں تو وہ اس چیز کو واپس تو کرنا چاہتا ہے لیکن نہیں جانتا کہ ان سے کہاں ملاقات ہو سکے گی۔! اس سلسلے میں وہ مجھ سے مدد کا خواہاں ہے اور میرا خیال ہے کہ اس نے اس کا سراغ پا تو لیا تھا لیکن جوزف کو حاصل کر لینے کے بعد پھر وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئے! ظاہر ہے جوزف جہاں سے ملا ہوگا اب وہ لوگ وہاں تو نہ ہوں گے۔!"

"یقیناً لیکن بچھو والے معاملے نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے.... اور تب یہ بات میری سمجھ میں آئی ہے.... کہیں جوزف یہ نہ سمجھ رہا ہو کہ ہم ہی لوگوں نے اسے پھنسوایا ہے۔"

"اونہہ.... سمجھے بھی تو کیا ہوگا....!" پروفیسر نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔

رافیہ کے چہرے پر تشویش کے آثار تھے۔

"میں تو صرف یہ سوچ رہا ہوں کہ عمران کو اس مصیبت سے کس طرح نجات دلائی جائے۔!"

"کوئی طریقہ نہیں....؟"

پروفیسر نے نفی میں سر کو جنبش دی۔

"وہ کیسے چلا آیا تھا۔ جس نے میری توہین کی تھی اور سزا کے طور پر اپنی پیشانی پر داغ لے گیا تھا۔!"

"روح کے معاملات روح ہی جانے۔!" پروفیسر کچھ سوچتا ہوا بولا۔

"البتہ ایک بات ہے.... تم یقینی طور پر اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کر سکو گی۔!"

"میں....!" رافیہ کے لہجے میں حیرت تھی۔ "وہ کس طرح....!"

"وہ پھر تمہارا پیچھا کریں گے....!"

"کیوں....؟"

"انہیں یقین ہے کہ ہم لوگ عمران کی کمین گاہ سے واقف ہیں۔!"

"تو گویا....؟"

"ڈرو نہیں!" پروفیسر سر ہلا کر بولا۔ "تم زیادہ سے زیادہ وقت باہر گذارنے کی کوشش کرو۔!"

"میں نہیں سمجھی....!"

"شہر میں سیر و تفریح کے بہت سے مواقع ہیں.... اتفاق ہی کہنا چاہئے کہ مسٹر ٹی ایچ صدیقی کی طرف سے دعوت بھی ملی ہے.... تنہا بھٹکتی پھرو تو شاید انہیں شبہ ہو جائے لیکن کسی کے ساتھ دیکھ کر وہ مقصد کی تہہ تک نہ پہنچ سکیں گے۔!"

رافیہ سوچ میں پڑ گئی۔ پھر کچھ دیر بعد بولی۔ "اس کا مقصد کیا ہوگا۔!"

"ان لوگوں میں سے کسی ایک کو ڈھونڈھ نکالنا... تاکہ عمران کے معاملات طے کئے جا سکیں۔!"

"آخر آپ اس میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہیں۔!"

"جوزف کی وجہ سے جس کا مورثِ اعلیٰ اس مقدس روح کا خادم تھا۔!"

پھر رافیہ نے موضوع کو آگے بڑھانے کی کوشش نہیں کی تھی۔

وہ ذہنی خلفشار میں مبتلا ہو گئی تھی۔

جوزف والا معاملہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا.... وہ سوچتی رہی نہ جانے کیوں وہ اسی نتیجے پر پہنچنا چاہتی تھی کہ غیر ارادی طور پر وہ خود ہی اس واقعہ کا سبب بنی تھی تو کیا پروفیسر عمران کے مخالفین کی اعانت کر رہا تھا۔

اگر ایسا نہیں تھا تو پیشانی پر ایک مخصوص قسم کا داغ لگا کر کیوں رخصت کر دیا گیا تھا۔ یہ کیسی سزا تھی....؟

سیکرٹ سروس کے تین ممبر اس عمارت کی نگرانی کر رہے تھے۔ ان میں صفدر بھی شامل تھا۔ دن کے گیارہ بجے تھے اور ابھی تک عمارت سے کوئی برآمد نہیں ہوا تھا اس کی نگرانی تو پچھلی رات ہی سے شروع کر دی گئی تھی۔

عمران نے دو آدمیوں کو عمارت میں داخل ہوتے دیکھا تھا لیکن یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہاں صرف وہی دونوں مقیم تھے یا ان کے علاوہ بھی تھے۔



صفدر سوچ رہا تھا کہ کیا وہ لوگ خائف ہیں....؟

ڈاکٹر داراب کی کوٹھی جس کا کچھ حصہ دھماکے سے منہدم ہو گیا تھا یہاں سے زیادہ دور نہیں تھی۔

غیر ملکیوں میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچا تھا اور ڈاکٹر داراب کا اسسٹنٹ جو فوری موت کا شکار نہیں ہوا تھا صبح ہوتے ہوتے بیہوشی ہی کی حالت میں چل بسا تھا.... صفدر کو یہی رپورٹ ملی تھی کہ پولیس اس کا بیان نہیں لے سکی.... شہر میں سنسنی پھیل گئی تھی۔ داراب کی کوٹھی کے گرد پولیس کا پہرہ تھا اور ماہرین دھماکے کا سبب معلوم کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔! لیکن سراغ رسانی کے لئے نئی الجھنوں نے جنم لیا تھا۔ صفدر بے اختیار مسکرا پڑا کیونکہ کیپٹن فیاض کی بگڑی ہوئی صورت آنکھوں میں پھر گئی تھی۔ صفدر کی دانست میں وہ اس عہدے کے لئے موزوں نہیں تھا۔

ٹھیک سوا گیارہ بجے اس نے عمارت کی کمپاؤنڈ میں ایک چھوٹی سی کار داخل ہوتی دیکھی کوئی عورت ڈرائیو کر رہی تھی اور شاید وہی تنہا تھی گاڑی میں۔! فاصلہ زیادہ ہونے کی بناء پر خدوخال کا اندازہ نہ ہو سکا.... گاڑی سے اترنے اور صدر دروازے تک پہنچنے میں اس نے بڑی پھرتی دکھائی تھی۔ صفدر نے محسوس کیا جیسے چلنے کا انداز کچھ جانا پہچانا سا ہو۔!

دروازے کا ہینڈل گھما کر وہ اندر چلی گئی.... اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ وہ یا تو خود یہیں رہتی تھی یا یہاں کے مکینوں سے اس حد تک بے تکلف تھی کہ گھنٹی بجا کر انہیں اپنی آمد سے مطلع کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔

صفدر سوچ رہا تھا کہ آخر شناسائی کا احساس کیوں پیدا ہوا اُسے دیکھ کر.... یہ چلنے کا انداز.... کہاں دیکھا تھا....؟ کب دیکھا تھا....؟

دفعتاً وہ چونک پڑا.... نرس گرٹروڈ.... کیا وہ گرٹروڈ تھی....؟ قدو قامت میں یقیناً اسی سے مماثلت رکھتی تھی چہرہ اچھی طرح دیکھ نہیں سکا تھا۔ دیکھتا بھی تو کیا؟ اتنے فاصلے سے صورت کب پہچانی جا سکتی۔

اس نے اپنا اسکوٹر اسٹارٹ کیا اور عمارت کے پھاٹک سے تھوڑے ہی فاصلے پر دوبارہ رک کر انجن کی چال کو خواہ مخواہ گھٹاتا بڑھاتا رہا۔ پھر سوئچ آف کر کے اتر پڑا اور اسکوٹر کی دیکھ بھال ایسے ہی پُر تشویش انداز میں شروع کر دی جیسے انجن میں کوئی سمجھ میں نہ آنے والی خرابی پیدا ہو گئی ہو۔

پھر ٹھیک پھاٹک کے سامنے رکے رہنے کو مناسب نہ سمجھ کر اسکوٹر کو کھینچ کر کچھ آگے لے گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد اس نے گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی.... اور پھر دیکھا کہ عمارت کے کمپاؤنڈ میں رکنے والی گاڑی اس کے قریب ہی سے گذر گئی.... ذرا دور جاکر بریک چرچرائے اور پھر وہ الٹی چلتی ہوئی آکر اُس کے قریب رک گئی۔

آنکھوں میں بجلی سی چمک گئی.... ڈرائیو کرنے والی نے کھڑکی سے سر نکال کر پوچھا تھا۔

"کیوں رو رہے ہو....؟"

یہ گرٹروڈ تھی.... سو فیصد گرٹروڈ.... وہی زندگی سے بھرپور آنکھیں وہی دمکتا ہوا سا چہرہ شوخی اور شرارت سے ہونٹوں کے گوشے تھرک رہے تھے۔ اس اچانک دریافت حال پر صفدر گڑبڑا گیا۔

"نہیں تو.... میں تو نہیں رو رہا....!" وہ احمقانہ انداز میں بولا اور پھر ہنس پڑا۔

"نہیں چلتی....!"

"پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے....؟" صفدر نے اسکوٹر کی طرف دیکھ کر مایوسانہ انداز میں ہاتھوں کو جنبش دی۔

"کہیں ضروری کام سے جا رہے تھے....!"

"بالکل.... بہت زیادہ ضروری کام ہے۔!"

"چلو میں لئے چلتی ہوں.... شریف آدمی معلوم ہوتے ہو....!"

"لیکن.... یہ میرا اسکوٹر....؟"

"اسے یہیں چھوڑ دو....؟"

"یہاں اتنے شریف لوگ نہیں بستے....!"

"اچھا تو اسے کمپاؤنڈ میں دھکیل آؤ....!"

صفدر نے بحث میں پڑنا نامناسب سمجھ کر بے چوں وچرا وہی کیا جو کہا گیا تھا۔

گرٹروڈ نے اُسے اپنے قریب ہی بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ صفدر نے دروازہ کھول کر بیٹھتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا۔

"میرے ہم وطن تم لوگوں کے لئے بڑی اپنائیت محسوس کرتے ہیں....!" گرٹروڈ نے گیئر



بدلتے ہوئے کہا۔

گاڑی چل پڑی تھی۔

"کہاں جاؤ گے....!"

"بس ریکسٹن اسٹریٹ کے چوراہے پر اتار دینا....!"

"اور تمہیں وہیں چھوڑ کر چلی جاؤں گی....؟" سوال کیا گیا....!

"ب.... بالکل....!"

"کیا میں احمق ہوں....؟"

"پتہ نہیں....!" صفدر نے سادگی سے جواب دیا۔

"ارے اس کے عیوض.... تمہیں بھی میرا کام کرنا پڑے گا.... اور پھر کیا تم اپنے اسکوٹر کو وہیں پڑا رہنے دو گے....!"

"خدا کی پناہ....!" صفدر اپنی پیشانی سہلاتا ہوا بڑبڑایا۔ "میں کتنا بیوقوف ہوں....؟"

"کیوں....؟ کیا ہوا....؟"

"کیا آپ وہیں رہتی ہیں....!"

"نہیں.... میرے ایک دوست کا مکان ہے۔!"

"تب تو پھر عقل مندی کا تقاضہ یہی ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہی رہوں ورنہ سچ مچ اپنا اسکوٹر وہاں سے نہ لے جاسکوں گا.... کیونکہ وہاں اسے رکھتے کسی نے نہیں دیکھا تھا۔!"

"بہر حال عقل آگئی....!" وہ ہنس پڑی۔

صفدر کچھ نہ بولا تھوڑی دیر بعد گرٹروڈ نے کہا۔ "مجھے بولتے رہنے کا مرض ہے۔ اس لئے دوسروں کو بھی خاموش نہیں دیکھ سکتی۔!"

"اور میں زیادہ تر خاموش رہتا ہوں.... اس خوف سے کہ کہیں کوئی احمقانہ بات زبان سے نہ نکل جائے۔!"

"پتہ نہیں تم لوگ اتنا سوچتے کیوں ہو....! یہاں کے کتے کے پلے بھی مجھے دانشور معلوم ہونے لگے ہیں۔!"

"نہیں! کتے تو بھونکتے ہی رہتے ہیں۔!"

"کیا اس جملے میں بھی کسی قسم کی معنویت پوشیدہ ہے.... تم لوگوں کی باتوں پر بہت غور کرنا پڑتا ہے۔!"

"یعنی ہماری وجہ سے تم بھی دانش ور ہوتی جا رہی ہو....!"

وہ ہنس پڑی.... پھر بولی۔ "ریکسٹن اسٹریٹ کے چوراہے پر تمہیں کتنی دیر لگے گی۔!"

"صرف دس منٹ.... ایک دوکان دار سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں.... اس کے یہاں فون نہیں ہے ورنہ خود دوڑے آنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ لیکن براہِ کرم تم نہ چلنا میرے ساتھ کیونکہ وہ دوکاندار میرے باپ کے گہرے دوستوں میں سے ہے۔!"

"میں سمجھ گئی....!" گرٹروڈ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ "تمہارے یہاں عورتوں اور مردوں کے مابین دوستی کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا۔!"

"بالکل.... بالکل.... یہی بات ہے ایسے نوجوانوں کی شادیاں بڑی مشکل سے ہوتی ہیں جن کی شناسائی غیر عورتوں سے ہو....!"

"اس کا تصور ہی مضحکہ خیز ہے....!" وہ پھر ہنس پڑی۔ "ہم تو ایسے حالات میں ایک منٹ بھی زندہ نہ رہ سکیں۔!"

"مجبوری ہے....!" صفدر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"تو تمہاری بھی کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا....!" صفدر کے لہجے میں مایوسی تھی۔

"مجھ سے دوستی کرو گے....؟"

"لیکن میں تمہیں اپنے گھر نہ لے جا سکوں گا۔!" صفدر کی آواز میں بلا کا درد پیدا ہو گیا تھا۔

"خیر.... خیر.... ریکسٹن کا چوراہا قریب ہے....! جہاں کہو! ٹھہر جائیں....!"

"بس.... بس.... یہیں اس طرف پارک کر دو.... میں دس منٹ سے بھی کم وقت لوں گا۔!"

"صفدر گاڑی سے اتر کر آگے بڑھا اور چوراہے پر بائیں جانب مڑ گیا۔ اسے گرٹروڈ کی اس حرکت پر حیرت تھی کیا وہ لوگ باخبر ہو گئے تھے کہ ان کی نگرانی کی جا رہی ہے....؟"

وہ کچھ دیر کیلئے ایک جنرل اسٹور میں گھسا۔ بلیڈوں کا ایک پیکٹ خریدا اور کچھ دیر سیلز مین سے دیسی اور بدیسی بلیڈوں کے بارے میں گفتگو کرتا رہا.... پھر اسٹور سے باہر نکل کر دوبارہ گرٹروڈ کی



گاڑی کی طرف چل پڑا۔

وہ آنکھیں بند کئے سیٹ کی پشت گاہ سے ٹکی ہوئی تھی۔

"میرا کام ہو گیا....!" صفدر نے قریب پہنچ کر کہا۔

وہ چونک کر مسکرائی اور بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "بیٹھ جاؤ....!"

صفدر نے دروازہ کھول کر بیٹھتے ہوئے دیکھا کہ وہ پھر اونگھنے لگی ہے۔

"اب تم بتاؤ مجھے کہاں چلنا ہے....؟" صفدر نے اونچی آواز میں پوچھا۔

وہ پھر چونکی اور جماہی لے کر بولی۔ "سب سے پہلے ایک کپ کافی پینا پسند کروں گی سستی سی محسوس کر رہی ہوں....!"

"تو آؤ.... وہ رہا کافی ہاؤز سامنے....!"

"یہاں نہیں.... ریالٹو چلو.... اور ہاں.... اور تم ڈرائیو کرو.... کہیں میں اونگھ نہ جاؤں۔!"

"اور اگر مجھے ڈرائیونگ نہ آتی ہو تو....!"

"چلو بکواس نہ کرو....!" وہ اسے دوسری طرف دھکیلتی ہوئی بولی۔

صفدر گاڑی سے اتر کر اسٹیئرنگ والے دروازے کی طرف آیا.... گرٹروڈ اس کی جگہ کھسک آئی تھی۔

صفدر نے یوٹرن لے کر گاڑی کو پھر اسی راستے پر لگا دیا جدھر سے کچھ دیر پہلے آئے تھے۔

"کہاں چل رہے ہیں....؟" گرٹروڈ نے خواب ناک سی آواز میں پوچھا۔

"گرین اسکوئر جہاں میں نے اپنا اسکوٹر چھوڑا ہے....!"

"تم عجیب آدمی ہو.... میں کہہ رہی ہوں کہ کافی کے لئے ہم ریالٹو چلیں گے۔!"

"اگر وہاں میرے باپ کا کوئی دوست مل گیا تو....!"

"کیا تمہارا باپ کوئی بیکار آدمی ہے....؟"

"کیا مطلب....؟"

"قدم قدم پر دوست.... کوئی باکار آدمی اتنے دوست نہیں بنا سکتا۔!" صفدر کچھ نہ بولا وہ سوچ رہا تھا آخر وہ چاہتی کیا ہے....؟

وہ خاموشی سے اسٹیئرنگ کرتا رہا.... اور کچھ دیر بعد وہ بالآخر ریالٹو تک آ پہنچے.... گرٹروڈ

آنکھیں بند کئے سیٹ کی پشت گاہ سے ٹکی ہوئی تھی صفدر نے بلند آواز میں ریالٹو تک آپہنچنے کا اعلان کیا۔

"کیا کوئی مل گیا....؟" وہ چونک کر بولی۔

"کون....؟"

"تمہارے باپ کا کوئی دوست....!"

"تم میرا مضحکہ کیوں اڑا رہی ہو....!" صفدر نے چڑچڑے پن کا مظاہرہ کیا۔

"صبر.... صبر....!" اس کا شانہ تھپکتی ہوئی بولی۔ "چلو اترو.... یہاں تمہیں شراب بھی مل سکے گی اور تمہارا چڑچڑا پن دور ہو جائے گا۔!"

"میں شراب نہیں پیتا....!"

"اب پینے لگو گے.... چلو اترو....!"

صفدر گاڑی سے اتر گیا....! گرٹروڈ بھی اتری دونوں ڈائننگ ہال میں آئے کئی میزیں خالی تھیں.... گرٹروڈ نے ایک گوشے کی طرف اشارہ کیا۔

صفدر اسی جانب بڑھتا چلا گیا.... یہ میز دوسری آباد میزوں سے دور تھی۔

"اب بتاؤ.... کون سی پیتے ہو....!" گرٹروڈ بیٹھتی ہوئی بولی۔

"یہ حقیقت ہے کہ میں نہیں پیتا....!"

"کبھی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتے....؟"

"نہیں! جب مجھے ایک چیز کا تجربہ ہی نہیں ہے تو اس کی ضرورت کیوں محسوس ہونے لگی۔"

"بڑی عجیب بات ہے.... بیئر بھی نہیں چلے گی۔!"

"اتفاق سے ہم لوگ اس کا شمار بھی منشیات ہی میں کرتے ہیں۔!"

"فرشتے ہو تم لوگ تو....!" وہ جل کر بولی۔

"ہاں تو تم کافی پیؤ گی....!"

"ایسی باتوں پر تمہارا خون پینے کو جی چاہتا ہے....!"

"پہلی ہی ملاقات میں اس درجے بے تکلفی مجھے پسند نہیں!" صفدر نے خشک لہجے میں کہا۔

"ہاں.... ہاں.... تم تو شہنشاہ ہیل سلاسی کے بھتیجے ہو....!"



"میں اٹھ جاؤں گا....!"

"اس طرح اپنے اسکوٹر سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گے....!"

"آخر تم چاہتی کیا ہو....؟"

"بے تکلفی....!"

"لعنت ہے مجھ پر اگر اب کسی لڑکی کو منہ لگاؤں....!"

"مجھے حیرت ہے کہ تمہارے گھر والوں نے تمہیں نقاب کے بغیر گھر سے باہر کیسے نکلنے دیا۔!"

"حد ہوتی ہے.... توہین کی۔!" صفدر پیر پٹخ کر بولا اور وہ چڑانے والے انداز میں ہنس پڑی۔

"سچ مچ بڑے غصہ ور معلوم ہوتے ہو....!" اس بار اس نے لگاوٹ کے انداز میں کہا۔

"بس تم مجھے اپنا کام بتاؤ.... میں نے وعدہ کیا تھا.... اور....!"

"بتادوں گی.... پہلے کافی تو پیؤ....!"

صفدر غصیلے انداز میں دوسری طرف دیکھنے لگا۔

گرٹروڈ نے ویٹر کو اشارے سے بلا کر کافی کے لئے کہا اور پھر صفدر کی طرف متوجہ ہو گئی جو اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔

"تم کرتے کیا ہو....!" اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"سب کچھ ایک ہی بار پوچھ لو.... میرا نام صفدر سعید ہے.... تعلیم مکمل کر چکا ہوں فی الحال بیکار ہوں.... شادی بھی ابھی نہیں ہوئی۔!"

"کھانسی تو نہیں آتی....!" گرٹروڈ نے تشویش آمیز لہجے میں پوچھا۔

"کیا مطلب....؟"

گرٹروڈ زور سے ہنس پڑی اور صفدر پھر پیر پٹخنے لگا۔ اتنے میں ویٹر نے کافی میز پر لگادی۔

صفدر کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کس چکر میں پھنس گیا ہے۔ کیا وہ اس کی موت سے واقف ہے کیا اب جوزف کے بعد خود اس کی باری ہے۔ ہو سکتا ہے ان لوگوں نے کبھی اُسے عمران کے فلیٹ میں داخل ہوتے دیکھا ہو۔ اُن دنوں جب عمران پر پہلا حملہ ہوا تھا وہ اس کی عیادت کے لئے جاتا رہا تھا۔

"کتنی شکر پیتے ہو....؟" دفعتاً گرٹروڈ نے پوچھا۔

"پورا شوگر پاٹ الٹ دو.....!" صفدر بڑبڑایا۔ "اتنی تلخیوں سے دوچار ہونے کے بعد ایک آدھ چمچے سے کام نہیں چلے گا۔!"

"ارے تم آدمی ہو یا زہر کی بوتل..... موڈ ٹھیک ہی نہیں ہوتا کسی طرح..... کیا مجھ سے زیادہ خوبصورت کسی لڑکی کی امید کر رہے ہو.....!"

"میں کہتا ہوں مجھ سے ایسی باتیں نہ کرو..... یہ امریکہ نہیں ہے.....!"

"چلو کافی پیئو..... ورنہ۔" گرٹروڈ نے غصیلی آواز میں کہا اور کافی کا پیالہ اس کی طرف کھسکا دیا۔

"آج پتہ نہیں کس گناہ کی سزا مل رہی ہے.....!" صفدر کافی کپ کو گھورتا ہوا بڑبڑایا۔

"اب خاموش بھی رہو..... ورنہ مجھے غصہ آگیا تو.....!"

صفدر نے اُسے گھور کر دیکھا اور زیر لب کچھ بڑبڑا کر کافی پینے لگا.....!

اب وہ گرٹروڈ کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا..... لیکن گرٹروڈ اسے متحیرانہ نظروں سے گھورے جا رہی تھی۔ کافی ختم کر کے صفدر نے سگریٹ سلگائی۔

"ایک مجھے بھی دو.....!" گرٹروڈ نے کہا۔

صفدر نے پیکٹ اور لائٹر اس کی طرف کھسکا دیئے۔

"تم کیسے وحشی ہو..... سگریٹ مجھے دو..... لائٹر اپنے پاس رکھو..... اور منتظر رہو کہ میں سگریٹ اپنے ہونٹوں میں دباؤں اور پھر تم اسے لائٹر دکھاؤ.....!"

"ہمارے یہاں خواتین سگریٹ نہیں پیتیں... اس لئے اُن سے متعلق اخلاقیات کا مجھے علم نہیں۔!"

"تمہارے یہاں تو سب گھاس کھاتے ہیں.....!"

"بدتمیزی نہیں.....!" صفدر نے نتھنے پھلائے۔

"بدمزاج مرغیوں کی طرح پھول کیوں رہے ہو.....!"

"جہنم میں گیا..... اسکوٹر بھی.....!" صفدر غرا کر اٹھا۔

لیکن گرٹروڈ نے جھپٹ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"ارے..... ارے.....!" صفدر نے نروس ہو جانے کی اداکاری شروع کر دی۔

"بیٹھو..... ورنہ یہاں بیٹھے ہوئے لوگوں کو ہماری طرف متوجہ ہونا پڑے گا۔" گرٹروڈ نے



دھمکی دی اور صفدر بیٹھ کر اپنی پیشانی کو رومال سے تھپکیاں دینے لگا۔

گرٹروڈ اسی طرح ہنس رہی تھی..... جیسے اس کی بے بسی سے لطف اندوز ہو رہی ہو۔

پھر یک بیک وہ سنجیدہ ہوگئی اور بولی۔ "میں اب تمہیں پریشان نہیں کروں گی تم بہت بھولے آدمی ہو.....!"

اب صفدر نے غصے میں بھولا پن بھی شامل کر لیا۔

"مجھے تم سب بہت اچھے لگتے ہو.....!" گرٹروڈ کہتی رہی۔ "مجھے تم سے ہمدردی ہے۔ بہت سے مقامی لوگ میرے دوست ہیں ان میں زیادہ تر لوگ غریب آدمی ہیں۔ اس وقت میں دراصل ایسے ہی ایک غریب دوست کے سلسلے میں تم سے مدد لینا چاہتی ہوں..... کریم پورہ کے اختتام پر جھونپڑیاں ہیں وہ انہیں میں سے ایک میں رہتا ہے..... میں بذات خود وہاں اس سے نہیں ملنا چاہتی..... خواہ مخواہ اسکینڈل بنے گا تم میرا ایک خط اس تک پہنچا دو.....!"

"کیا تم اس سے وہاں ملنے میں اپنی توہین محسوس کرتی ہو.....!"

"ہرگز نہیں..... میں نہیں چاہتی کہ اس کے پڑوسی اس سے میرے بارے میں پوچھ گچھ کر کے اسے پریشان کریں۔!"

صفدر کچھ نہ بولا۔

"کیا تم میرا یہ کام نہیں کر سکو گے.....!"

"ضرور کر دوں گا..... تم تو بہت اچھی اور خداترس معلوم ہوتی ہو.....!"

گرٹروڈ نے اپنے وینٹی بیگ سے ایک لفافہ نکال کر صفدر کے سامنے رکھ دیا۔

"اب مجھے پورا پتہ بتاؤ.....!" صفدر نے کہا۔

وہ اسے سمجھاتی رہی کہ وہ کس طرح اسکے غریب دوست نریش کی جھونپڑی تک پہنچ سکے گا۔

"تو کیا تم مجھے نہیں چھوڑ دو گی.....!"

"میں تمہیں کریم پورہ کے مشن ہسپتال کے قریب چھوڑ دوں گی..... میں وہاں نرس کے فرائض انجام دیتی ہوں..... گرٹروڈ ولیمز نام ہے.....!"

"اچھی بات ہے..... ہاں خط دے کر پھر تمہارے پاس واپس آنا ہوگا.....!"

"ضروری نہیں۔!"

”اوہو۔۔۔۔ تو پھر میرا اسکوٹر۔۔۔۔!“

”کہیں بھاگا نہیں جاتا۔۔۔۔! کل گیارہ بجے میرے پاس آجانا ہسپتال میں۔۔۔۔ میں تمہیں ساتھ لے چلوں گی۔!“

”نہیں اسکوٹر تو میں آج ہی وہاں سے لے جاؤں گا۔۔۔۔!“

”تمہاری کوئی کل سیدھی بھی ہے۔۔۔۔!“ گرٹروڈ جھنجھلا کر بولی۔

”میں آج کے بعد پھر کبھی تم سے نہیں ملنا چاہتا۔۔۔۔!“

”اوہو۔۔۔۔! اب میں ایسی بُری ہوں۔۔۔۔!“

”یہ بات نہیں ہے۔۔۔۔ اگر میرے کسی عزیز نے مجھے تمہارے ساتھ دیکھ لیا تو۔!“

”ہاں پھر تمہاری شادی نہ ہو سکے گی۔۔۔۔!“

صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”میں دیکھتی ہوں کیسے ہو جاتی ہے تمہاری شادی۔۔۔!“

”کیا مطلب۔۔۔۔؟“

”بس زندگی برباد کر دوں گی تمہاری۔۔۔۔!“

”چلو اٹھو۔۔۔۔ میرا دم گھٹ رہا ہے۔۔۔۔ اگر اس کام کا وعدہ نہ کر لیا ہوتا تو کبھی کا۔۔۔۔!“

گرٹروڈ نے ویٹر سے بل لانے کو کہا! صفدر اپنا پرس نکالنے لگا۔

”نہیں بل کی قیمت میں ادا کروں گی۔۔۔۔!“ گرٹروڈ بولی۔

”یہ بھی میرے لئے توہین آمیز ہے۔۔۔۔!“

”اُوہو۔۔۔۔!“

”قطعی۔۔۔۔ میں اسے برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی عورت مجھ پر اپنے پیسے صرف کرے۔!“

”سچ مچ اسی قابل ہو کہ کسی چڑیا گھر کے کٹہرے میں بند کر دیئے جاؤ۔۔۔۔!“

”خیر۔۔۔۔ خیر۔۔۔۔!“ صفدر احمقانہ انداز میں سر ہلا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔ گرٹروڈ نے بل کی قیمت ادا کی اور دونوں باہر آئے۔

کچھ دیر بعد گاڑی کریم پورہ کی طرف جا رہی تھی۔

”تو تم اب مجھ سے نہیں ملو گے!“ گرٹروڈ نے پوچھا۔۔۔۔ اس بار وہی کار ڈرائیو کر رہی تھی۔



”ارے کیوں۔۔۔۔ ملوں گا۔۔۔۔ کیا ضرورت ہے۔۔۔۔!“

”میرا دعویٰ ہے کہ تم اپنی بیوی کو خوش نہیں رکھ سکو گے۔!“

”اب خاموش بھی رہو۔۔۔۔ ورنہ میں چلتی گاڑی سے چھلانگ لگا دوں گا۔!“

”تم شاید اپنے اسکوٹر سے بھی ہاتھ دھونا چاہتے ہو۔۔۔۔!“

”میں بے کار ضرور ہوں لیکن کنگال نہیں۔۔۔۔ کل ہی دوسرا خرید لوں گا۔!“

”لیکن مجھ سے نہیں ملو گے۔!“

”ہرگز نہیں۔۔۔۔!“

”اچھی بات ہے۔۔۔۔!“ گرٹروڈ نے طویل سانس لے کر کہا۔

مشن ہسپتال کے قریب اس نے گاڑی روک دی۔۔۔۔ اور جب صفدر نیچے اتر رہا تھا اس نے کہا۔ ”ذہن نشین کر لو کہ تم میری عدم موجودگی میں وہ اسکوٹر وہاں سے نہ لے جا سکو گے۔!“ صفدر نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی اور آگے بڑھتا چلا گیا۔

”ٹھہرو۔۔۔۔!“ گرٹروڈ نے اسے آواز دی اور وہ رک کر مڑا۔

وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ ”تمہیں یہ خط خاموشی سے اس کے حوالے کرنا ہے۔۔۔۔ اسے بتانا چنداں ضروری نہیں کہ تم کون ہو اور تمہیں کس نے بھیجا ہے۔!“

صفدر نے بُرا سا منہ بنا کر سر کو جنبش دی اور پھر آگے بڑھا۔

منزل مقصود تک پیدل ہی چلنا پڑا تھا۔۔۔۔ بتائے ہوئے پتہ پر نریش کی جھونپڑی مل گئی۔۔۔۔ وہ موجود تھا۔

اس کا سامنا ہوتے ہی صفدر چونک پڑا۔۔۔۔ تو یہ ہے نریش۔۔۔۔ لیکن آج کل یہ ایسی گھٹیا زندگی بسر کر رہا ہے۔!

صفدر کی معلومات کے مطابق وہ ایک ”ماہر فن“ اسمگلر تھا۔۔۔۔ اس نے باقاعدہ طور پر تعلیم حاصل نہیں کی تھی لیکن دنیا کی کئی بڑی زبانیں بے تکان بول سکتا تھا۔

پولیس آج تک اُس پر ہاتھ نہیں ڈال سکی تھی۔ اس کے خلاف ایسے واضح ثبوت فراہم نہ کئے جا سکے تھے جنہیں عدالت میں پیش کیا جا سکتا۔۔۔۔ اس سے پہلے صفدر اسے بڑی اچھی حالت میں دیکھتا رہا تھا۔

بہر حال اس نے وہ لفافہ چپ چاپ اس کے حوالے کیا اور وہاں سے چلا آیا۔ نرلیش نے بھی اسے روک کر کچھ پوچھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

جھونپڑیوں کی بستی سے نکل کر کچھ دور پیدل چلنے کے بعد ٹیکسی مل سکی۔

لیکن اب یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں تھا کہ وہ پھر گرین اسکوئر کی اس عمارت کی طرف واپس جاتا۔

اس کی نگرانی تو بہر حال ہوتی ہی رہی تھی۔ صفدر کے علاوہ دو اور ممبر بھی تھے جو یہ بیک وقت عمارت کی نگرانی کر تے رہے تھے!

اب وہ جلد از جلد گھر پہنچ کر ان واقعات کی اطلاع ایکس ٹو کو دینا چاہتا تھا۔

بلیک زیرو نے صفدر سے ملی ہوئی اطلاعات بذریعہ ٹرانس میٹر عمران تک پہنچائیں۔ عمران نے کہا

"اس سے کہو کہ کل اسکوٹر حاصل کرنے کے لئے اس سے ضرور ملے بہت اچھا جا رہا ہے اور اس آدمی کی ہر وقت نگرانی کی جائے جس تک اس نے لڑکی کو خط پہنچایا تھا.... اوور....!"

"بہت بہتر.... اوور....!"

"کوئی اور ڈیولپمنٹ.... اوور....!"

"ابھی تک اُس عمارت سے کوئی باہر نہیں نکلا.... بس وہ لڑکی آئی تھی.... صفدر کا اسکوٹر اب بھی عمارت کی کمپاؤنڈ میں موجود ہے۔!"

"نگرانی جاری رکھو.... اوور اینڈ آل....!"

عمران نے گفتگو ختم کر دی۔

وہ اس وقت مرزا نسیم بیگ کے میک اپ میں اسی ہوٹل میں موجود تھا۔

کچھ دیر بعد وہ ہوٹل سے نکل کر سڑک پر آیا اور کسی خالی ٹیکسی کا انتظار کرتا رہا۔ کچھ دیر پہلے ادتو ویلانی سے فون پر گفتگو ہوئی تھی اور اس نے عمران کو بتایا تھا کہ وہ اس کے دشمنوں کو روحانی طور پر اس بات پر آمادہ کر چکا ہے کہ وہ اس سے کسی نہ کسی طرح رابطہ قائم کریں۔

عمران سوچ رہا تھا.... کہ آخر یہ آدمی اسے بالکل ہی گدھا کیوں سمجھتا ہے۔!

کچھ دیر بعد اُسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی... اور وہ فرینڈز اے براڈ کلب کی طرف روانہ ہو گیا۔



موزیلی عموماً چھ بجے شام سے پہلے کلب میں نہیں ملتی تھی۔ لیکن کچھ دیر پہلے ہی عمران اسے فون کر کے معلوم کر چکا تھا کہ وہ کلب ہی میں موجود ہے اور اس کی منتظر رہے گی۔

ریکارڈ کئے ہوئے تار کے پیغام کا علم ہو جانے کے بعد سے کھیل آگے بڑھ گیا تھا اور اب بھاگ دوڑ سے نجات ملنی مشکل ہی تھی۔ وہ اس پیغام کو پوری طرح سمجھا تھا اور اب اُسے دارالحکومت کے اُس آدمی کی فکر تھی جس کے لئے وہ پیغام ریکارڈ کیا گیا تھا۔

کلب کی کمپاؤنڈ میں ٹیکسی داخل ہوتے ہی کتوں کا شور سنائی دیا۔ ہاروے رچمنڈ کی اسٹیشن ویگن بھی کھڑی نظر آئی لیکن اس میں کتے نہیں تھے وہ غالباً انہیں اپنے ساتھ عمارت کے اندر لے گیا تھا۔

عمران نے ٹیکسی کا کرایہ ادا کیا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا ڈائننگ ہال میں داخل ہوا.... یہاں اس وقت ان گیارہ کتوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا.... وہ سب قطار میں بیٹھے تھوڑی دیر بعد منہ اوپر اٹھا کر ایک ساتھ رونے لگتے تھے۔

عمران کی آمد پر بھی ان کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔

کلب کا نائب منتظم عمران کو دیکھ کر آگے بڑھا۔

"مادام... آپکی منتظر تھیں جناب کہ وہ منحوس آگیا؟" اس نے بڑے ادب سے کہا۔ "اس وقت وہ نشے میں بھی ہے.... مادام آفس میں ہیں وہ بھی وہیں ہے اب جیسا آپ سمجھیں۔!"

"کیا تم مس فراہام کو میری آمد کی اطلاع نہ دے سکو گے....؟"

"یہاں کا پرانا قانون ہے جناب کہ اگر مادام کے پاس آفس میں کوئی موجود ہو تو کسی کی آمد کی اطلاع بھی وہاں نہ پہنچائی جائے۔!"

"خیر میں یہیں بیٹھ کر انتظار کروں گا....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ اتنے میں کتوں نے پھر رونا شروع کر دیا۔

"کیا انہیں کوئی گہرا صدمہ پہنچا ہے!" عمران نے بڑی سنجیدگی سے نائب منتظم کو مخاطب کیا۔

نائب منتظم پہلے تو ہنسا لیکن عمران کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار دیکھ کر یک بیک خود بھی سنجیدہ ہو گیا۔

"پتہ نہیں جناب....!" اس نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔

"معلوم کرو....!"

"جناب.... جناب.... کیا آپ بھی مسٹر ہاروے رچمنڈ کی طرح....!" اس نے جملہ
ادھورا ہی چھوڑ دیا۔ لیکن اس کے لہجے میں احتجاج تھا....

"ہاں.... ہاں میں بھی اسی کی طرح بہت بڑا دانشور ہوں۔!"

"معاف فرمایئے گا میں کتوں کا مزاج دان نہیں ہوں....!"

"آپ کو ہونا چاہیئے.... کچھ دنوں کے بعد آپ کو بھی بال بچے دار ہونا ہے۔!"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا....!"

"میری بات کا مطلب نہیں سمجھے یا میرا....!"

"میں بے حد پریشان ہوں جناب.... آپ کی خوش مزاجی سے محظوظ نہیں ہو سکتا۔!"

"حالانکہ یہ حقیقت نہیں ہے....! آپ کو وہم ہے کہ آپ پریشان ہیں....!"

"کیا آپ مجھے خاموش رہنے کی اجازت دیں گے۔!"

"ایسی صورت میں قطعی ناممکن ہے جب کہ قریب ہی کہیں کتے رو رہے ہوں....!"

دفعتاً قدموں کی چاپ سنائی دی اور موریلی کے آفس سے ہاروے رچمنڈ برآمد ہوا۔ وہ سچ مچ نشے
میں معلوم ہوتا تھا۔ قدم لڑکھڑا رہے تھے۔! موریلی بھی غصہ میں بھری ہوئی آفس سے نکلی تھی۔

جیسے ہی رچمنڈ کتوں کے قریب پہنچا انہوں نے پھر رونا شروع کر دیا۔

دفعتاً رچمنڈ موریلی کی طرف مڑ کر بولا۔ "میں تنہا نہیں پیتا ہوں میرے ساتھ یہ بھی پیتے
ہیں۔ میں خود غرض نہیں ہوں سمجھیں....!"

"بس خیریت اسی میں ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ.... ورنہ میں پولیس کو فون کر دوں گی۔!"

"پولیس کیا بگاڑ لے گی میرا.... اسے بھی پلاؤں گا.... رچمنڈ جھومتا ہوا بولا اور ایک بلند
آہنگ قہقہہ لگا کر یک لخت خاموش ہو گیا۔

اب وہ عمران کو گھور رہا تھا....!

دفعتاً اس نے نائب منتظم سے کہا۔ "اس شریف آدمی کو بھی پلاؤ....!"

"ضرور.... ضرور....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ورنہ تمہاری قبر پر کون روئے گا کتے
زندگی کے ہی ساتھی ہوتے ہیں۔!"

"مسٹر بیگ پلیز....!" موریلی نے خفت آمیز لہجے میں کہا۔ "اس کے منہ نہ لگو یہ ہوش میں



نہیں ہے۔!"

"اس پر طرہ یہ کہ کتوں کو پلا دی ہے....!" عمران سنجیدگی سے بولا۔ "کتنا اچھا ہو اگر اس
وقت اس پولیس آفیسر کو یہاں بلا لو.... کیا نام تھا کیپٹن فیاض.... ہاں.... ہاں....!"

"نہیں میں بات بڑھانا نہیں چاہتی....!"

ہاروے رچمنڈ اتنی دیر میں خود بھی کتوں کی صف میں اکڑوں بیٹھ چکا تھا۔

"خدا کی پناہ....!" عمران اپنا سر سہلاتا ہوا بولا۔ "کیا اب یہ بھی رو کر دکھائے گا۔ میں نے
کتوں اور آدمیوں کو ایک ساتھ بھونکتے تو دیکھا ہے روتے نہیں دیکھا....!"

"اسے جہنم میں جھونکو.... میرے ساتھ آؤ....!" وہ آفس کی طرف مڑتی ہوئی
بولی۔ عمران بھی اس کے پیچھے چلا لیکن مڑ مڑ کر رچمنڈ اور اس کے کتوں کو دیکھتا رہا۔

یک بہ یک کتوں نے پھر رونا شروع کر دیا اور اس بار سچ مچ اس میں رچمنڈ کی بھی آواز شامل تھی۔

"خدا کے لئے دروازہ بند کر دو مسٹر بیگ....!" موریلی نے دفتر میں داخل ہو کر کہا۔

"کیا میں اسے دھکے دے کر باہر نکال دوں....؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں.... میں کسی قسم کا بھی ہنگامہ پسند نہیں کرتی....!"

"تو پھر وہ سب پتہ نہیں کب تک روتے رہیں....!"

"جہنم میں جائیں.... تم بیٹھو....!"

"اس کی ممبر شپ کیوں نہیں ختم کر دیتیں....!"

"میں نے چاہا تھا کہ ایسا کروں لیکن اس پولیس آفیسر نے معلوم نہیں کیوں مجھے اس سے باز رکھا!"

"ہوں.... تو وہ برابر آ رہا ہے....!"

"ہر شام.... پابندی سے.... کئی گھنٹے یہاں گذارتا ہے....!"

"روپی مل ان ساتوں کی ممبر شپ ختم ہو جانے کے بعد یہاں آیا تھا یا نہیں....!"

"میرا خیال ہے کہ اس واقعہ کے بعد سے ابھی تک نہیں آیا.. ختم کرو ان باتوں کو میں تنگ
آ گئی ہوں... بیزاری اس قدر بڑھ گئی ہے کہ کچھ دنوں کیلئے شہر ہی سے باہر چلی جانا چاہتی ہوں۔!"

"خیال اچھا ہے....!"

"تم چلو گے میرے ساتھ....!"

"مم....میں....!"

"ہاں....تم....پتہ نہیں کیوں میں تمہاری موجودگی میں بڑا سکون محسوس کرتی ہوں۔"

عمران نے طویل سانس لی اور چھت کی طرف دیکھنے لگا۔

"ہاروے اس وقت کیوں آیا تھا....؟" اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"اس کا خیال ہے کہ میں اسے پسند کرنے لگی ہوں....!" موریلی نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے....!"

"کیا مطلب....؟"

وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ کوئی باہر سے دروازہ پیٹنے لگا.... موریلی جھنجھلا کر اٹھی۔ بولٹ گرا کر دروازہ کھولا.... اور عمران نے اس کے نائب منتظم کی آواز سنی۔

"مادام....مادام....وہ اپنے سارے کپڑے اتار کر بے ہوش ہو گیا ہے....!"

"اوہ....!"

"کیا بالکل ننگا ہے....!" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں جناب بالکل....!"

"اچھا تو مس فراہام....اب تم اس حلقے کے پولیس اسٹیشن کو فون کر دو....!"

"یقیناً کروں گی....وہ جھلا کر مڑی....اور میز پر رکھی ہوئی ٹیلی فون ڈائریکٹری اٹھاتی ہوئی نائب منتظم سے بولی۔ "تم صدر دروازہ پر ٹھہرو اور کسی کو بھی اندر نہ آنے دو....اس کتے کے بچے کی وجہ سے کلب کی ساکھ تباہ ہو رہی ہے۔!"

وہ ٹیلی فون ڈائریکٹری میں حلقے کے تھانے کے نمبر تلاش کرنے لگی۔

عمران ڈائننگ ہال میں چلا آیا....ہاروے رچمنڈ سچ مچ ننگ دھڑنگ پڑا تھا اور کتے اس کے گرد حلقہ کئے بیٹھے تھے۔!

"اب ہے مقام رونے کا اور ان نالائقوں نے چپ سادھ لی ہے....!" عمران نے نائب منتظم کو متوجہ کر کے کہا۔ "اس پر کوئی چادر وادر ڈال دو....اور صدر دروازے کو تو مقفل ہی کر دو!"

نائب منتظم بوکھلائے ہوئے انداز میں اس کی ہدایات پر عمل کر رہا تھا۔

کتے اب سچ مچ بالکل خاموش ہو گئے تھے۔



عمران سوچ رہا تھا کہ شاید فیاض نے رچمنڈ کی طرف سے توجہ ہٹالی ہے۔ ہونا بھی یہی چاہئے ڈاکٹر داراب کی کوٹھی والا دھماکا تو اس کو بیوی کی جانکنی کی طرف سے بھی ہٹا دیتا۔

اتفاق سے وہاں مرنے والوں کے چہرے قابل شناخت تھے اس لئے محکمہ سراغ رسانی کو جلد ہی ان کی شخصیتوں کا علم ہو جائے گا اور وہ بھی کسی اہم پروجیکٹ ہی سے متعلق ثابت ہوں گے۔ ان تینوں کی موت اور نوئیل ڈیوڈ کی گمشدگی محکمے میں شدید ترین افراتفری کا باعث بنے گی۔

تعجب ہے کہ فیاض ابھی تک ان لاشوں کی تصاویر کی شناخت کے لئے یہاں نہیں آیا۔ آیا ہوتا تو موریلی ضرور تذکرہ کرتی۔

نائب منتظم دروازہ بولٹ کر کے پلٹا ہی تھا کہ کسی نے گھنٹی بجائی....وہ دانت پیستا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔

"ٹھہرو....!" عمران ہاتھ اٹھا کر آہستہ سے بولا۔ وہ رک گیا....عمران آگے بڑھ کر قفل کے سوراخ سے باہر جھانکنے لگا۔ کوئی قریب ہی کھڑا تھا....اس کے ہاتھ نظر آرہے تھے اور وہ ہاتھ ان مخصوص قسم کی انگشتریوں سمیت کیپٹن فیاض کے علاوہ اور کسی کے نہیں ہو سکتے تھے۔ خیال آتے ہی ٹھیک پڑا۔ عمران نے سوچا اور تیزی سے دفتر کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ "میں مس فراہام سے پوچھ آؤں....!"

"بہت شکریہ جناب....!" نائب منتظم بڑبڑایا۔

گھنٹی پھر بجی اور اس بار وقفہ پہلے سے طویل تھا۔

موریلی فون کا ریسیور اٹھا چکی تھی۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "ٹھہرو وہ خود ہی آگیا ہے....میں نے دروازہ کا بولٹ گرا دیا تھا....!"

"کون آگیا ہے....!"

"کیپٹن فیاض....!"

"اوہ....!" موریلی نے ریسیور رکھ دیا اور بولی۔ "اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔!"

"ادھر کیا ہے....!" عمران نے ایک دروازے کی جانب اشارہ کر کے پوچھا۔

"ریٹائرنگ روم....!"

"تمہیں کوئی اعتراض تو نہ ہوگا اگر میں فیاض کی موجودگی میں یہاں نہ ٹھہروں۔!"

"کک.... کیوں....!"

"میں تمہیں اپنے بارے میں پہلے ہی بتا چکا ہوں....!"

"اچھی بات ہے.... جاؤ.... لیکن.... میں....!"

"تم.... ہال میں جا سکتی ہو....! میں نے اس پر چادر ڈلوادی ہے۔!"

مورلی نے آگے بڑھ کر اس کے لئے ریٹائرنگ روم کا دروازہ کھولا اور خود ہال میں جانے کے لئے مڑ گئی۔

عمران نے اندر پہنچ کر دروازہ بند کر دیا اور کرسی کھینچ کر دروازے کے قریب بیٹھ گیا۔

وہ فیاض کے سامنے نہیں آنا چاہتا تھا.... کیونکہ وہ مورلی سے اس کے بارے میں ضرور استفسار کرتا اور اُس کے جوابات جو غیر تشفی بخش ہوتے اُسے شبہات میں مبتلا کر دیتے۔

کچھ دیر بعد اس نے آفس میں فیاض کی آواز سنی۔

"میں حلقے کے تھانے کے انچارج کو فون کئے دیتا ہوں۔!" وہ کہہ رہا تھا۔ "آخر آپ اتن سراسیمہ کیوں ہیں اگر اسے حوالات میں ہوش آیا تو پھر کبھی ادھر کا رخ نہ کرے گا۔!"

"میری تو سمجھ میں نہیں آرہا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔!"

"فکر نہ کیجئے.... بیٹھ جائیے....!" فیاض نے کہا ساتھ ہی فون پر نمبر ڈائیل کرنے کی آوا آئی اور وہ متعلقہ تھانے کے انچارج کو اُس بدمست شرابی کے بارے میں احکامات دیتا رہا جو فرینڈ اے براڈ کلب میں بے ہوش پڑا تھا۔

ٹیلی فون کا سلسلہ منقطع ہونے کے تھوڑی دیر بعد فیاض کی آواز سنائی دی۔ "ارے آپ خو مخواہ پریشان ہیں.... یہ ایسی کوئی اہم بات تو نہیں۔ کچھ دنوں کے لئے آپ کو اس سے اور ا کے کتوں سے نجات مل جائے گی۔ لیکن اس بناء پر اس کی ممبر شپ ختم نہ کر دیجئے گا۔!"

"آخر آپ اس کی ممبر شپ برقرار رکھنے پر کیوں مصر ہیں....!" مورلی کی آواز آئی۔

"یوں ہی بس.... کسی وجہ سے میرا محکمہ اس میں دلچسپی لے رہا ہے۔!"

"اوہ....!"

"ہاں.... دیکھئے.... میں اس وقت ایک کام سے آیا ہوں.... ذرا یہ تصویریں دیکھئے۔ آپ ان میں سے کسی کی شناخت کر سکتی ہیں۔!"



عمران طویل سانس لے کر منہ چلانے لگا۔ دوسرے کمرے میں مکمل سکوت تھا۔

تھوڑی دیر بعد مورلی کی کپکپاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ دونوں.... میں انہیں پہچانتی ہوں.... عورت کو کبھی نہیں دیکھا.... لیکن یہ کیسی تصویریں ہیں؟ انہیں کیا ہوا....؟"

"اگر میرا خیال غلط نہیں ہے تو یہ دونوں انہیں آٹھوں میں سے ہیں....!"

"آپ کا خیال درست ہے.... یہ ولیم رسل ہے.... اور یہ فن وِک چارلس....!"

"نوئیل ڈیوڈ کے علاوہ جن سات آدمیوں نے کلب کی ممبری ترک کی تھی ان میں ان کی کیا پوزیشن تھی۔!"

"میں نے اس پر کبھی غور نہیں کیا.... یہ آٹھوں عموماً ساتھ ہی بیٹھا کرتے تھے۔ اسی بناء پر ان کے سلسلے میں ایک گروپ کا ہی تصور قائم ہوتا تھا۔!"

"قدرتی بات ہے....!"

"ان تصویروں کے بارے میں آپ نے کچھ نہیں بتایا.... دونوں ہی کی آنکھیں بند ہیں۔!"

"یہ دونوں مر چکے ہیں....!"

"خدا کی پناہ....!"

"شہر میں پچھلی رات جو دھما کہ ہوا تھا اس سے انکا بھی تعلق ہو سکتا ہے۔ یہ اسی عمارت میں تھے۔!"

"لل.... لیکن....!"

"پتہ نہیں کیا چکر ہے؟ اوہ.... دیکھئے شاید.... تھانے کا انچارج آ گیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔!"

پھر عمران نے قدموں کی چاپ سنی شاید فیاض دروازہ کھول کر ہال میں گیا تھا۔ اس نے قفل کے سوراخ سے آفس میں جھانکا.... مورلی تنہا بیٹھی تھی اور اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار تھے اور وہ ریٹائرنگ روم کے بند دروازے کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔

دفعتاً فیاض پھر اندر آیا۔

"لیکن ان کتوں کے لئے کیا کیا جائے۔!" اس نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

"یہ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں....؟" مورلی جھنجھلا گئی۔

"واقعی یہ کیا حماقت ہے....؟" فیاض نے جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ کہا۔ چند لمحے خاموش

رہا پھر بولا۔ "انہیں بھی سرکاری تحویل میں دیئے دیتا ہوں۔!"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ آخر یہ ہاروے رچمنڈ ہے کیا۔۔۔؟"

"کیلیفورنیا کا ایک بہت بڑا سرمایہ دار۔۔ یہاں سرمایہ کاری کے امکانات کا جائزہ لینے آیا ہے۔!"

"کتوں کی افزائش کا کوئی ادارہ قائم کرنا چاہتا ہے۔۔۔؟" مورلی نے ہنس کر پوچھا۔

"خدا جانے۔۔۔!"

"کیا آپ کو اس کی دیکھ بھال کے لئے سرکاری طور پر ہدایت ملی ہے۔!"

"نہیں۔۔۔ اچھا ہاں۔۔۔ ایک بات تو بھول ہی گیا۔۔۔ لو وہ بات پھر ذہن سے نکل گئی۔ کوئی ضروری بات تھی۔۔۔!"

"خیر۔۔۔ میں کوئی ایسی بات نہیں پوچھوں گی جس کا جواب آپ دینا پسند نہ کریں۔!"

"کیا پوچھا تھا آپ نے۔۔۔؟"

"کچھ نہیں۔۔۔ ختم کیجئے۔۔۔ میں بہت پریشان ہوں۔۔۔ آپ کیا پئیں گے۔۔۔؟"

"شکریہ۔۔۔! اس وقت نہیں۔۔۔ پھر سہی۔۔۔ اب میں بھی جاؤں گا۔!"

"کیا وہ اُسے اٹھالے گئے۔۔۔!"

"جی ہاں۔۔۔ لیکن کتے۔۔۔ خیر میں انہیں بھی ہٹوانے کا انتظام کرتا ہوں۔۔۔!"

ویسے یہ حقیقت ہے فیاض فوری طور پر انہیں وہاں سے ہٹوانے کا کوئی انتظام نہ کر سکا وہ تو بس بیٹھے تھے۔ اس وقت بھی اپنی جگہ سے نہ ہلے جب اُن کے مالک کو وہاں سے اٹھوا کر پولیس کی وین میں پہنچایا جا رہا تھا۔

پٹوں پر ہاتھ ڈالے جاتے تو وہ اس طرح غراتے جیسے پھاڑ کھائیں گے۔۔۔!

فیاض تھوڑی دیر تک تو وہاں ٹھہرا تھا پھر دوسروں کو ان کے بارے میں ہدایات دے کر چلا گیا تھا۔

عمران ریٹائرنگ روم سے باہر آیا۔۔۔!

مورلی دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بیٹھی تھی۔ عمران کی آہٹ پر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"اب دیکھو۔۔۔!" اس نے دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "مصیبت کی جڑ تو ٹلتے ہی نہیں



یہاں سے۔۔۔ ہاروے رچمنڈ سے مجھے کوئی ذاتی بغض نہیں تھا۔۔۔!"

"کتے یہی تو معلوم کرنے کیلئے رک گئے ہیں کہ آخر تمہیں ان سے ذاتی بغض کیوں ہے۔!"

"مسٹر بیگ میں اس وقت خوش مزاجی کے مظاہرے کے موڈ میں نہیں ہوں۔۔۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اب اس بلا سے کیسے جان چھڑائی جائے۔!"

"جب تک کہ ان کا نشہ نہ اتر جائے۔۔۔ یہ نہیں ہٹیں گے اپنی جگہ سے۔۔۔ بہترین قسم کے ٹرینڈ کتے ہیں۔۔۔ مالک سے جو حکم مل چکا ہے۔۔۔ اس پر اڑے رہیں گے۔۔۔!"

"پھر میں کیا کروں۔۔۔؟"

"میرا خیال ہے کہ انہیں اور پلائی جائے۔۔۔!"

"کیا مطلب۔۔۔؟"

"اتنی زیادہ کہ وہ مالک کا حکم قطعی فراموش کر دیں۔۔۔!"

"اور پھر بھنبھوڑنا شروع کر دیں ہم سب کو۔۔۔!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

"اب یہ ان کی لیاقت کی بات ہے۔۔۔!"

"نہیں کچھ اور سوچو۔۔۔ تھوڑی دیر بعد سے لوگوں کی آمد شروع ہو جائے گی۔!"

"اب مجھے ایک مضمون لکھنا پڑے گا۔۔۔ مغل آرٹ سے کتوں کی ناز برداری تک۔۔۔!"

"مسٹر بیگ۔۔۔ پلیز۔۔۔ کچھ سوچو۔۔۔!"

"اگر مجھے ہسپتال تک پہنچانے کا ذمہ لو تو اٹھا لوں ڈنڈا۔۔۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔۔۔ یا پھر میں کسی مصلح قوم کو بلا لاؤں۔۔۔ جو انہیں یہ سمجھانے کی کوشش کرے کہ اول تو شراب پینا ہی بہت بڑا کتا پن ہے اگر پی بھی تھی تو اس کا خیال رکھا ہوتا کہ تم درحقیقت کتے ہو۔ پی کر آدمیوں کی سی حرکتیں تو نہ کرو۔۔۔!"

"مسٹر بیگ۔۔۔!"

"میں کیا کر سکتا ہوں۔۔۔ جب کتے شراب پی کر آدمیت کی حدود میں داخل ہونے کی کوشش کرنے لگیں۔۔۔!"

دفعتاً ہال میں کچھ اس قسم کا شور سنائی دیا کہ وہ اپنی گفتگو جاری نہ رکھ سکے اور انہیں وہاں سے اٹھ کر ہال میں آنا پڑا۔ پولیس والے کہیں سے ایک بڑا سا جال اٹھا لائے تھے اور اُسے کتوں پر

پھینک کر انہیں پھانس لیا تھا.... اور پھر جب وہ اس جال کو کھینچتے ہوئے باہر لے جانے کی کوشش کر رہے تھے کتوں نے بھونکنا اور غرانا شروع کر دیا تھا۔

کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "آدمی بہر حال آدمی ہے۔!"

کافی دیر بعد وہ لوگ ان کتوں کو باہر نکال سکے.... وہ سب آپس میں گڈ مڈ ہو گئے تھے لہٰذا جال دروازے میں پھنس کر رہ گیا تھا.... بدقت تمام دروازے سے انہیں گذارا جاسکا۔

"خدایا شکر ہے تیرا۔" موریلی طویل سانس لے کر بولی اور عمران کا ہاتھ پکڑ کر اسے آفس کی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ "آؤ اس مصیبت سے تو نجات ملی.... لیکن ایک دوسری بُری خبر۔!"

اور وہ بُری خبر یہی تھی کہ پچھلی رات کے دھماکے کا شکار ہونے والوں میں دو آدمی نوئیل ڈیوڈ کے ساتھی تھے۔

عمران حیرت کے اظہار کے علاوہ اور کیا کر سکتا تھا۔

"کیپٹن فیاض ان کی تصاویر شناخت کے لئے لایا تھا....!" موریلی نے کہا۔

عمران کچھ نہ بولا۔

موریلی نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر کہا۔ "میں کچھ دنوں کے لئے شہر سے باہر جانا چاہتی ہوں کیا تم میرے ساتھ چل سکو گے.... مسٹر بیگ....!"

"کیپٹن فیاض تمہیں کہیں نہ جانے دے گا۔!"

"کیوں....؟"

"اگر تم یہاں نہ ہوتیں تو وہ ان تصاویر کی شناخت کس سے کراتا.... ابھی مزید چھ آدمیوں کا مسئلہ باقی ہے۔!"

"ارے تو کیا میں اس کی پابند ہو کر بیٹھوں گی....!"

"ہونا ہی پڑے گا.... ہو سکتا ہے شام تک تمہیں سرکاری طور پر نوٹس مل جائے کہ تم پولیس کے علم میں لائے بغیر شہر کو نہیں چھوڑ سکتیں۔!"

"پھر میں کیا کروں.... یہاں تو پاگل ہو جاؤں گی۔!"

"خدا کے لئے مجھے خوف زدہ نہ کرو....!" عمران گھگھیایا۔

"کیوں.... کیا مطلب....؟"



"کسی عورت کے پاگل ہو جانے کے تصور ہی سے میری روح فنا ہو جاتی ہے۔!"

"کیوں....؟" وہ ہنس پڑی۔

"عورتیں ویسے ہی کیا کم ہوتی ہیں.... پھر اگر پاگل بھی ہو جائیں۔!"

"ہوں تو آپ عورتوں کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے۔!"

"رکھتا ہوں.... رکھتا ہوں....!" عمران جلدی سے بولا۔ "صرف ان عورتوں کے بارے میں جو میرے دکھ درد کو سمجھ سکیں۔!"

"کیا ہے تمہارا دکھ درد....؟"

"آج تک کسی عورت نے مجھ سے محبت نہیں کی....!"

"زبردستی کرتی....؟" موریلی نے آنکھیں نکال کر پوچھا۔

"کیوں نہیں.... ہر عورت کا فرض ہے کہ مجھ جیسے دکھی لوگوں کی تلاش میں رہے۔!"

"کیوں بکواس کر رہے ہو.... بھلا کسی کو کیا پڑی ہے....!"

"سویڈن کی عورت بھی ایسی ہی نکلی....!" عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب.... تم مجھے کیا سمجھتے ہو....!"

"ایک رحم دل خاتون سمجھتا تھا....!"

"ہوں.... سمجھتے تھے.... لیکن....!"

"ابھی تک تو کسی قسم کی رحم دلی ظاہر نہیں ہوئی۔!"

"تم کیا چاہتے ہو....؟"

"یہی کہ اپنے آپ پر رحم کرو....!"

"صاف صاف کہو.... اس وقت میں ذہن پر مزید زور دینے کے لئے تیار نہیں۔!"

"کچھ دنوں کے لئے کلب کو قطعی طور پر بند کر دو....!"

"کیوں....؟"

"میں نہیں کہہ سکتا کہ یہاں ابھی اور کتنے ہیں جن کی ضرورت پولیس کو ہو گی۔!"

"لیکن میں تو نہیں جانتی کہ پولیس کو ان کی ضرورت کیوں ہو سکتی ہے کلب کے قواعد و ضوابط ہیں جو بھی ان کی پابندی کر سکے کلب کا ممبر ہو سکتا ہے میں اس کی اصلیت کے بارے میں

چھان بین کرنے کی اہلیت تو نہیں رکھتی۔!"

"تم جانو....!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

"نہیں.... نہیں تم نے بات ٹالی ہے.... کچھ اور کہنا چاہتے تھے۔!"

"نہیں تو....!"

"پھر دنیا کی ہر عورت پر اپنا حق کیوں جتا رہے تھے۔!"

"اس لئے کہ ایک عورت ہی سے جنا گیا ہوں....!"

"پھر فلسفیوں کی سی باتیں کرنے لگے۔!"

"بد نصیبی بچپن ہی سے ساتھ لگی ہوئی ہے اور والدین بچپن ہی سے میرے رجحانات کو ٹھیک کرنے پر تلے رہے ہیں۔!"

"میں ابھی تک تمہیں نہیں سمجھ سکی....!"

"حالانکہ کئی فلسفیوں کا قول ہے کہ عورت کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔!"

"سیدھی سادھی باتیں کرو.... ورنہ چلے جاؤ....!"

"فلسفیوں کا قول درست معلوم ہوتا ہے....!" عمران عقیدت مندانہ لہجے میں بولا۔

"مجھے بہت جلد غصہ آجاتا ہے.... سمجھے....!"

عمران نے اثبات میں سر ہلا کر اس کے بیان کی تائید کی....!

"اور میں قطعی بھول جاتی ہوں کہ مخاطب کون ہے....!"

"عورت ہی ٹھہریں....!"

"خاموش رہو....!"

"اب چلنا چاہئے.... ورنہ اگر میرے سامنے ہی پاگل ہو گئیں تو میں کیا کروں گا۔" وہ اٹھ کر دروازہ کی طرف بڑھتا ہوا بولا!

"ٹھہرو.... ٹھہرو....!"

"ٹاٹا....!" عمران ہاتھ ہلا کر آفس سے باہر نکل آیا۔

کیپٹن خاور نے نریش کی نگرانی شروع کر دی تھی۔ سر شام وہ اپنی جھونپڑی سے نکلا.... اس



کے جسم پر ایک شکستہ قمیض اور پیوند لگی سی پتلون تھی.... کریم پورہ کے بس اسٹاپ پر پہنچ کر وہ کسی خاص روٹ کی بس کا انتظار کرنے لگا۔

کیپٹن خاور اُس سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا....! کچھ دیر بعد اُس نے اُسے ایک بس پر سوار ہوتے دیکھا۔

وہ بھی اس کے بعد ہی اس بس پر پہنچا تھا.... یہ سفر زیادہ لمبا ثابت نہ ہوا۔

وہ گرین اسکوئر کے پہلے بس اسٹاپ پر اتر گیا۔ خاور بھی اترا.. نریش اب پھر پیدل ہی چل رہا تھا۔

بالآخر وہ اُسی عمارت کے پھاٹک تک آپہنچا جس کی کمپاؤنڈ میں صفدر کا اسکوٹر کھڑا تھا۔

آج صبح ہی کچھ دیر کے لئے صفدر کی ڈیوٹی یہاں بھی رہی تھی۔ اُس نے نریش کو کمپاؤنڈ میں داخل ہوتے دیکھا۔

ابھی اتنا اجالا تھا کہ وہ اپنے ان دو ساتھیوں کو دور سے بھی دیکھ سکتا جو مختلف جگہوں سے عمارت کی نگرانی کر رہے تھے۔ انہوں نے بھی اس کو دیکھ کر مخصوص قسم کے اشارے کئے تھے۔

لیکن وہ سب الگ ہی الگ رہے۔ پھر شاید آدھے گھنٹے بعد خاور نے ایک بند وین پھاٹک سے نکلتی دیکھی تھی۔ اسٹیئرنگ پر نریش ہی تھا۔

سڑک پر اتنی روشنی تھی کہ وہ پہلی ہی جھلک سے نریش کو پہچان سکتا تھا۔ وین سڑک پر نکلی اور بائیں جانب مڑ گئی.... خاور تیزی سے اپنے اس ساتھی کی طرف جھپٹا جس کے پاس اسکوٹر کا ہونا لازمی تھا۔

ساتھی نے اسکوٹر تھوڑے فاصلے پر کھڑا کیا تھا۔

"تم دیکھتے رہنا گاڑی کس طرف مڑتی ہے....!" خاور نے اُس سے کہا اور دوڑتا ہوا اُس جگہ پہنچا جہاں اسکوٹر کھڑا کیا گیا تھا۔

واپسی پر ساتھی نے بتایا کہ گاڑی اگلے چوراہے پر بائیں جانب مڑی ہے۔

"خاور جانتا تھا کہ اُس طرف سے کئی سڑکیں مختلف سمتوں کو جاتی ہیں لہٰذا اُس نے بڑی بدحواسی کے ساتھ اگلے موڑ تک کا راستہ طے کیا.... اب اتنا اندھیرا پھیل گیا تھا کہ زیادہ فاصلے سے اس گاڑی کی شناخت نہیں ہو سکتی تھی۔

خاور اندھا دھند اسکوٹر دوڑاتا رہا.... بالآخر وہ وین نظر آہی گئی۔

تعاقب جاری رہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ گاڑی بندرگاہ کے علاقے میں داخل ہوتی نظر آئی۔

خاور نے محسوس کیا کہ گاڑی کی منزل مقصود بندرگاہ نہیں بلکہ وہ اسے اس راستے سے ماہی گیری کے ساحل کی طرف لے جا رہا ہے۔

کچھ دیر بعد وہ اس ویران سڑک پر آنکلا جس پر صرف ماہی گیری کی کمپنیوں سے تعلق رکھنے والی گاڑیاں گذرتی تھیں۔

دفعتاً وین کی رفتار کم ہو گئی اور اُسے بائیں جانب والی ایک چھوٹی سی عمارت کے سامنے روک دیا گیا۔

خاور اپنا اسکوٹر آگے بڑھا لے گیا!

* * *

ٹھیک نو بجے شب کو بلیک زیرو فون پر کیپٹن خاور کی رپورٹ سن رہا تھا۔

"وہ پانچ آدمی تھے۔!" خاور کہہ رہا تھا۔ "نریش کے علاوہ اندھیرا ہونے کی وجہ سے میں ان کی شکلیں نہیں دیکھ سکا.... بہر حال ماہی گیری کے گھاٹ ہی پر پہنچ کر مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ وین میں نریش کے علاوہ بھی کچھ لوگ تھے۔ پھر میں نے ان پانچوں کو ماہی گیری کے ایک بڑے لانچ پر سوار ہوتے دیکھا میرے دیکھتے ہی دیکھتے لانچ نے گھاٹ کو چھوڑ بھی دیا تھا۔ پھر نریش تنہا واپس ہوا تھا اور گاڑی کو گرین اسکوئر کی اُسی عمارت کے سامنے چھوڑ کر خود جس طرح آیا تھا اسی طرح اپنی جھونپڑی میں واپس چلا گیا۔

"لانچ پر بیٹھنے والوں کی تعداد کے بارے میں تمہیں یقین ہے۔!" بلیک زیرو نے ایکس ٹو کی سی بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"جی ہاں.... وہ پانچ تھے.... مجھے یقین ہے....!"

"اور وہ وین اب کہاں ہے....؟"

"میں نے تو اُسے اسی عمارت کے سامنے دیکھا تھا.... اور پھر نریش کے پیچھے چل پڑا تھا۔ لیکن اس سے پہلے میں نے لیفٹیننٹ صدیقی کو سمجھا دیا تھا کہ وہ اس وین پر خاص طور پر نظر رکھے! اُس کی ضرورت یوں پیش آئی تھی کہ وہ عمارت کے باہر سڑک پر ہی چھوڑ دی گئی تھی۔!"

"ٹھیک ہے.... اب آرام کرو....!"



"شکریہ جناب....!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی!

بلیک زیرو ریسیور رکھ کر بذریعہ ٹرانس میٹر عمران سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

پندرہ یا بیس منٹ بعد کامیابی ہوئی اور خاور کی رپورٹ کے اختتام پر عمران کی آواز آئی۔ "پانچ باقی بچے تھے وہ بھی گئے ہاتھ سے....!"

"میں نہیں سمجھا جناب....!" بلیک زیرو بولا۔

"کیا کرو گے.... سمجھ کر.... پتہ نہیں وہ لانچ کدھر گئی ہو.... کس کی ہو....!"

"میرا خیال ہے کہ وہ روپی مل فشریز ہی کی ہو سکتی ہے کیونکہ گھاٹ پر پہنچنے سے پہلے نریش نے وین روپی مل فشریز کے سردخانے کے پاس روکی تھی اور خود اتر کر عمارت میں گیا تھا۔!"

"یہ خبر اچھی ہے....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "اب مجھے اس وین کے متعلق بھی رپورٹ ملنی چاہئے۔!"

"اسکی رپورٹ صدیقی سے ملے گی... خاور نے اسے اسکی طرف خاص طور پر متوجہ کیا تھا۔!"

"بہر حال کام میری پسند کے مطابق نہیں ہو رہا۔!"

"مجھے افسوس ہے جناب....!"

"ان آٹھوں میں سے صرف ایک ہمارے ہاتھ لگا ہے.... اور وہ بھی اس اسٹیج پر ہمارے لئے قطعی بیکار ہے.... اس عمارت میں اب کوئی بھی نہ ہوگا۔!"

"صفدر کا اسکوٹر کمپاؤنڈ میں اب بھی موجود ہے....!"

"صفدر سے کہو کہ وہ اپنا اسکوٹر حاصل کرنے کیلئے کل گرٹروڈ سے ضرور ملے اس کے بعد بھی اگر وہ اس سے ملنے کی خواہش ظاہر کرے تو انکار نہ کیا جائے.... اب صرف وہی رہ گئی ہے۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

"اوور اینڈ آل....!"

بلیک زیرو نے سوئچ آف کر کے طویل سانس لی۔

گیارہ بجے صدیقی نے رپورٹ دی کہ ایک گاڑی اُس وین کے قریب آکر رکی تھی۔ اس پر سے ایک آدمی اتر کر وین کا انجن دیکھنے لگا تھا اور گاڑی چلی گئی تھی۔ انجن میں شاید کوئی خرابی واقع

ہو جانے کی وجہ سے وہ آدمی آدھے گھنٹے تک کام کرتا رہا تھا۔۔۔ اس کے بعد وہ اسے اسٹارٹ کر کے وکٹوریہ لین کی کوٹھی نمبر بیالیس تک لے گیا تھا اور پھر وہ وین عمارت سے باہر نہیں آئی تھی۔

بلیک زیرو نے اس کی اطلاع عمران کو دی۔

"یہ بھی بڑی اچھی خبر ہے۔۔۔۔!" عمران نے دوسری جانب سے کہا۔ "جانتے ہو بیالیس وکٹوریہ لین میں کون رہتا ہے۔!"

"نہیں جناب۔۔۔۔!"

"روپی مل۔۔۔۔!"

"اوہ۔۔۔ تب تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ وہ روپی مل فشریز ہی کی لانچ رہی ہوگی۔!"

"لیکن ان لوگوں سے کچھ اگلوا لینا آسان نہ ہوگا۔۔۔۔ خیر تو تم نے صفدر تک میری ہدایت پہنچا دی ہے یا نہیں۔۔۔۔!"

"ابھی اُسے بھی دیکھتا ہوں جناب۔۔۔۔!"

"ڈیوڈ کا کیا حال ہے۔۔۔۔؟"

"زیادہ تر خاموش رہتا ہے۔۔۔۔!"

"اوور اینڈ آل۔۔۔۔؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔ بلیک زیرو نے سوئچ آف کر دیا۔

---

رافیہ سمبوناف بُری طرح تھک گئی تھی۔ شام کو ہوٹل آنے پر صدیقی کو اپنا منتظر پایا تھا۔ سخت کوفت ہوئی تھی لیکن کر بھی کیا سکتی تھی وعدہ کرنا پڑا تھا وہ اسکے ساتھ ورائٹی شو دیکھنے جائے گی۔

لیکن ورائٹی شو حد درجہ بور ثابت ہوا تھا۔۔۔۔ بوریت کی اصل وجہ یہ تھی کہ رافیہ اردو نہیں سمجھ سکتی تھی۔ لہٰذا ذہنی تھکن کے ساتھ ہی جسمانی تھکن کا احساس لازمی تھا۔ دس بجے ہوٹل واپس آئی تھی صدیقی ساتھ آیا تھا۔۔۔۔ اور غالباً متوقع تھا کہ وہ اس سے اپنے کمرے تک چلنے کے لئے کہے گی لیکن رافیہ مزید بوریت مول لینے کے لئے تیار نہیں تھی۔ اس لئے اخلاقاً بھی اس سے کچھ دیر ٹھہر کر چائے وغیرہ پینے کو نہ کہا۔

سچ مچ وہ اتنی ہی تھکن محسوس کر رہی تھی کہ تیسری منزل تک پہنچنا دوبھر ہو گیا۔

اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی کہ عجیب طرح کی آوازیں سنائی دیں۔۔۔۔ رک گئی ایسا لگ



تھا جیسے کوئی پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہو۔ آواز قریب ہی کے ایک کمرے سے آتی معلوم ہو رہی تھی۔ کمرے کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا۔ اب اسے یاد آیا کہ یہ تو اسی نوجوان کا کمرہ ہے جو آج صبح زینوں سے لڑھکتا ہوا دوسری منزل پر جا گرا تھا۔۔۔۔ وہ غیر ارادی طور پر اس کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

کھلے ہوئے دروازے کے سامنے رک کر اس نے دیکھا۔۔۔۔ وہ میز پر سر اوندھائے بہ آواز بلند روئے جا رہا تھا۔ پشت دروازے کی طرف تھی۔

رافیہ سوچنے لگی اُسے کیا کرنا چاہئے۔

دفعتاً وہ خود ہی خاموش ہو کر کرسی سے اٹھ گیا۔۔۔۔ دروازے کی طرف مڑا اور رافیہ پر نظر پڑتے ہی جہاں تھا وہیں رہ گیا۔ رافیہ نے محسوس کیا کہ وہ کچھ بدحواس سا ہو گیا۔!

"تمہاری چوٹ اب کیسی ہے۔۔۔۔!" رافیہ نے پوچھا۔

"ٹ۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔ شکریہ۔۔۔۔!" وہ ہکلایا۔

"تم رو کیوں رہے تھے۔۔۔۔؟"

"رو رہا تھا۔۔۔۔!" اس نے حیرت سے کہا۔ جلدی جلدی پلکیں جھپکائیں پھر جھینپی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "جی نہیں۔۔۔۔ میں تو گا رہا تھا۔۔۔۔!"

"اوہ۔۔۔ معاف کرنا۔۔۔۔!"

"قدیم یونان کی دیوی زہرہ کا بھجن تھا۔۔۔ کیا سچ مچ اسکی لے رونے سے مشابہت رکھتی ہے۔!"

"بہت زیادہ۔۔۔۔!" رافیہ مسکرائی۔

"دراصل مین اپنے گھٹنوں کی تکلیف کا احساس کم کرنے کے لئے گانے لگا تھا۔ آپ ایک بہت ہی رحم دل خاتون ہیں۔۔۔۔ لیکن مجھے آپ کی صورت صاف دکھائی نہیں دیتی۔!"

"کیوں۔۔۔؟"

"میری عینک پھر گم ہو گئی۔۔۔۔ غالباً آپ کو وہ دوسری منزل پر ملی تھی۔۔۔۔ اور آپ نے اسے اٹھا لیا تھا۔۔۔!"

"جی ہاں۔۔۔!"

"اوہ۔۔۔۔ معاف کیجئے گا میں نے آپ سے اندر آنے کو بھی نہیں کہا۔۔۔!"

"کوئی بات نہیں۔۔۔۔!" رافیہ نے غیر ارادی طور پر کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھئے.... تشریف رکھئے نیک دل خاتون میں دراصل اس دنیا یا اس صدی کا آدمی نہیں رہ گیا... قدیم یونان کے عشق نے مجھے کہیں کا نہ رکھا۔ اب میں اپنے گھر میں بھی نہیں رہ سکتا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ شاید میں پاگل ہو گیا ہوں یا مجھ پر کسی جن کا سایہ ہو گیا اب یہی دیکھئے کہ اس وقت بھی دھوکہ کھا گئیں۔ میں بھجن گا رہا تھا آپ سمجھیں کہ شاید رو رہا ہوں۔!"

"مجھے ندامت ہے اپنی غلط فہمی پر....!"

"آپ کو ندامت نہ ہونی چاہئے.... کیونکہ غلط فہمی ہی کی بناء پر دنیا ایٹمی عہد تک آ پہنچی ہے۔ چاند پر جا پہنچنا آدمیت کی معراج قرار پایا ہے.... حالانکہ آدمیت کی معراج صرف بانٹ کر کھانے میں مضمر ہے۔!"

"اُوہ تو تم کیمونسٹ ہو....!"

"نہیں میں جھانپلسٹ ہوں....!"

"یہ کیا بلا ہے....؟"

"جھانپلزم ہی سسکتی ہوئی انسانیت کا واحد علاج ہے....!"

"میں نے اس ازم کا نام پہلے کبھی نہیں سنا....!"

"آدھے تیتر اور آدھے بٹیر کو جھانپلزم کہتے ہیں....!"

"غالباً اسی بناء پر تمہیں اپنا گھر چھوڑنا پڑا ہے....!"

"نہیں وہ دوسرا معاملہ ہے.... میرے گھر والے اسے پسند نہیں کرتے کہ وہاں روحوں کی یلغار ہو....!"

"میں نہیں سمجھی....!"

"مجھ سے روحیں گفتگو کرتی ہیں....!"

"اوہ یہاں بھی وہی چکر...." رافیہ آہستہ سے بڑبڑائی۔!

"کیا فرمایا....؟"

"کچھ نہیں....!"

"آپ شاید غلط سمجھی ہیں....!" نوجوان کا لہجہ ناخوش گوار تھا۔

"میں کیوں غلط سمجھوں گی جب کہ خود مجھ سے قدیم مصر کی ایک روح گفتگو کرتی ہے۔!"



"خوب....!" نوجوان کے لہجے میں بے اعتباری تھی۔

"وہ روح عام اجسام میں میری ہم شکل تھی۔!"

"بہت خوب....!"

"تم غلط سمجھ رہے ہو....!" رافیہ جھنجھلا گئی۔

"بات نہیں بڑھانا چاہتا کیونکہ آج تم نے میری جان بچائی تھی۔ بے چون وچرا تسلیم کئے لیتا ہوں۔!"

"اوہو.... اس بناء پر تسلیم کر رہے ہو.... اچھا تو پھر میں بھی تمہیں جھوٹا سمجھتی ہوں۔ تم مجھے مرعوب کرنے کی کوشش کر رہے ہو....!"

"میں ثبوت پیش کر سکتا ہوں تم کوئی ثبوت پیش نہ کر سکو گی۔!"

"کیا ثبوت پیش کرو گے....!" رافیہ کو تاؤ آ گیا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے میں جو بھجن گا رہا تھا تمہیں زہرہ کے معبد کی پجارنوں کی آواز میں سنوا سکتا ہوں۔!"

رافیہ ہنس پڑی.... اور وہ آگے بڑھ کر دروازہ بند کرنے لگا۔

"کک.... کیوں....؟" رافیہ یک بیک بوکھلا گئی۔

"ڈرو نہیں" وہ نرم لہجے میں بولا۔ "تم مجھے کیچوے کی طرح بے ضرر پاؤ گی۔ میں کمرے میں اندھیرا کرنے جا رہا ہوں۔!" ساتھ ہی اندھیرا ہو بھی گیا... اس نے روشنی کا سوئچ آف کر دیا تھا۔

رافیہ کی گھگھی بندھ گئی۔ پھر زبان سے ایک لفظ بھی ادا نہ ہو سکا۔

نوجوان عجیب سے لہجے میں کچھ بڑبڑا رہا تھا۔ سرد سی ایک لہر رافیہ کی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گئی۔ پھر عجیب قسم کے ساز مدھم سروں میں گونجنے لگے.... آواز چاروں طرف سے آتی معلوم ہوتی تھیں.... جیسے اندھیرا موسیقی کی لہروں میں تبدیل ہو گیا ہو۔

اس کے بعد گانے والیوں کی آوازیں ابھریں.... لے وہی تھی جسے کچھ دیر قبل وہ رونے سے تعبیر کر چکی تھی.... لیکن ان آوازوں میں اتنی مٹھاس تھی کہ آہستہ آہستہ اس کا ذہن موسیقی کے اس امنڈتے ہوئے سمندر میں اس طرح ڈوبتا چلا گیا کہ پھر احساس ہی نہ رہا کہ وہ کچھ دیر پہلے خائف تھی۔

دفعتاً انہیں آوازوں کے درمیان ایک مردانہ آواز ابھری۔

"تم ایک فریب خوردہ ہستی ہو رافیہ سموناف....! اوٹو ویلانی فراڈ ہے.... اگر تم اُس کی روحانی قوتوں کی قائل ہو تو اس واقعہ کے بارے میں ضرور استفسار کرنا۔ اگر اس کا رابطہ قدیم روحوں سے ہے تو یہ لمحات اس پر ضرور اظہر من الشمس ہوں گے.... تم دیکھنا کہ وہ اس کے بارے میں تم سے کیا کہتا ہے....!"

پھر اچانک نہ صرف سناٹا طاری ہو گیا بلکہ کمرے میں روشنی بھی ہو گئی۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے اچانک کوئی لہر ان آوازوں کو سماعت کی دسترس سے دور بہا لے گئی ہو۔

نوجوان سامنے کھڑا احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکا رہا تھا.... رافیہ نے کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن نہ تو ہونٹوں نے جنبش کی اور نہ الفاظ ہی مل سکے۔

"کیا خیال ہے....؟" نوجوان بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"تت.... تم نے.... میرے نجی معاملات کے بارے میں کچھ کہا تھا....!"

"میں نے۔" وہ متحیرانہ لہجے میں بولا۔ "نہیں تو.... میں نے تو اپنی زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکالا تھا اور پھر میرا خیال ہے کہ میں نے بھجن کے علاوہ اور کسی قسم کی آواز نہیں سنی تھی۔!"

"وہ کسی مرد کی آواز تھی....!"

"وہم ہے تمہارا.... ایسی کوئی آواز میں نے نہیں سنی....!"

رافیہ کے چہرے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں پھوٹ آئیں تھیں۔

بدقت تمام وہ وینٹی بیگ سے رومال نکال سکی۔

نوجوان پہلے ہی کی طرح چندھیائے ہوئے انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا۔ رافیہ کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا یا کہنا چاہئے۔

دفعتاً اضطراری طور پر اس نے جھپٹ کر دروازہ کھولا اور باہر نکل آئی۔

مردانہ آواز کا کہا ہوا ایک ایک لفظ اُس کے کانوں میں گونج رہا تھا۔

پتہ نہیں کس طرح اس نے اپنے کمرے کے دروازے کے قفل میں کنجی لگائی تھی۔

دوسری صبح ٹیلی فون کی گھنٹی ہی نے اُسے بیدار کیا تھا اور اس کا جی چاہا کہ انسٹرومنٹ کو فرش پر اس وقت تک پٹختی رہے.... جب تک کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائے۔ آنکھیں اس طرح جل



رہی تھیں جیسے کسی نے مٹھی بھر نمک ان میں جھونک دیا ہو۔

ریسیور اٹھا کر جھلائی ہوئی نندا سی آواز میں "ہیلو" کہی۔

"میں صدیقی ہوں.... گڈ مارننگ....!"

"گڈ مارننگ....!" وہ ابل پڑی۔ "مسٹر صدیقی آپ کا فون نمبر میرے پاس محفوظ ہے۔ جب بھی پروفیسر نے آپ کو وقت دیا مطلع کروں گی اس کے لئے ذاتی طور پر مزید ملاقاتیں چنداں ضروری نہیں۔!"

پھر اس نے جواب کا انتظار کئے بغیر کھٹاک سے ریسیور کریڈل پر دے مارا اور چادر کھینچ کر دوبارہ لیٹ گئی۔

کانوں میں سیٹیاں سی بج گئی تھیں۔ کنپٹیاں اس بُری طرح چیخ رہی تھیں جیسے سر میں مغز کی بجائے سیسے کا ڈلا رکھا ہوا ہو.... پچھلی رات تین بجے سے پہلے نہیں سو سکی تھی۔

اس وقت بھی آنکھ کھلتے ہی وہی پراسرار آواز پھر کانوں میں گونجنے لگی تھی۔ تم فریب خوردہ ہو پروفیسر ویلانی فراڈ ہے.... یہ نوجوان آخر کون ہے! عجیب سی آنکھیں ہیں.... انہیں دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے ذہن اور جسم میں کوئی لگاؤ ہی نہ ہو۔!

کیا یہ محض اتفاق تھا کہ اس سے اس طرح ملاقات ہو گئی اور ویلانی کے بارے میں تو وہ اسی وقت سے شبہے میں مبتلا ہو گئی تھی جب بچھو اور جوزف والا واقعہ سامنے آیا تھا۔ کیا اوٹو ویلانی سچ مچ فراڈ ہے....؟ اگر ہے تو خود اس کی کیا پوزیشن ہے.... وہ اس سے کیا چاہتا ہے اور اس کے ساتھ کس قسم کا فراڈ ہوا ہے یا کیا جا رہا ہے۔ لیکن وہ روح جو اس سے سرگوشیاں کرتی تھی حنوط شدہ لاش کی قد آدم تصویر جو خود اس سے مشابہت رکھتی تھی یہ سب کیا تھا.... اگر یہ سب فراڈ ہی تھا تو اس کا مقصد کیا ہو سکتا تھا....؟

وہ دونوں ہاتھوں سے اپنی کنپٹیاں تھپکنے لگی۔

کیا اُسے اس پراسرار نوجوان سے پھر ملنا چاہئے۔ لیکن اس نے تو وہ آواز سنی ہی نہیں تھی اس کے بیان کے مطابق اُس نے تو بھجن کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں سنا تھا۔

وہ کوشش کرتی رہی کہ اُسے دوبارہ نیند آجائے لیکن ایسا نہ ہو سکا۔

بالآخر اٹھنا ہی پڑا۔

وہ اس نوجوان سے پھر ملنا چاہتی تھی... مگر اسکی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی اسکا کمرہ مقفل تھا!
پھر کچھ دیر بعد ڈیوٹی پر تو جانا ہی پڑا تھا۔

اوٹو ویلانی بہت اچھے موڈ میں نظر آیا۔

"تم نے تو کمال کر دیا بے بی....!" وہ اسے دیکھ کر آگے بڑھتا ہوا بولا۔

"میں نہیں سمجھی پروفیسر....!" رافیہ کا لہجہ بے حد خشک تھا۔

"صدیقی کے ساتھ تمہارا برتاؤ بہت مناسب رہا....!"

"رات کے برتاؤ کے بارے میں کہہ رہے ہیں یا صبح والے برتاؤ کے بارے میں....!"

"صبح والا برتاؤ.... میں نہیں سمجھا....!"

"ہاں صبح میں نے فون پر اُسے ڈانٹ دیا تھا....!"

"چچ.... چچ.... یہ کیا کیا تم نے.... لیکن کیوں....؟"

"مجھے تین بجے سے پہلے نیند نہیں آئی تھی۔ صبح ہی صبح فون کی گھنٹی نے جگا دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ وہ مجھے خواہ مخواہ بور نہ کرے جب بھی آپ اس کے لئے وقت نکال سکے فون پر مطلع کر دیا جائے گا....!"

"اوہ....!" پروفیسر نے ہونٹ بھینچ لئے.... تھوڑی دیر خاموش رہا پھر بولا۔

"یہ تو اچھی بات نہیں ہوئی.... پچھلی رات تم نے اُسے بڑی اچھی طرح ہینڈل کیا تھا....!"

"لیکن آپ کیا جانیں....!"

"اوہ.... بے بی.... جان بوجھ کر بنتی ہو.... کیا تم میری روحانی قوتوں سے واقف نہیں؟"

رافیہ نے طویل سانس لی اور ایک بار پھر اسی پراسرار آواز کے سارے الفاظ اس کے کانوں میں گونجنے لگے۔

جی تو چاہا کہ وہ اسی کے سلسلے میں پروفیسر کی روحانی قوتوں کا امتحان کر ڈالے لیکن پھر عاقبت اندیشی اڑے آئی اور اس نے اس ضمن میں خاموش ہی رہنا مناسب سمجھا۔

وہ لباس تبدیل کر کے اس کمرے میں آ بیٹھی جہاں کام کرتی تھی۔ آج اس نے حنوط شدہ لاش کی تصویر کو بڑی کینہ توز نظروں سے دیکھا تھا۔

پھر بیٹھ کر ڈاک دیکھنے لگی تھی.... ذہن کام نہیں کر رہا تھا۔ سخت غصہ تھا اوٹو ویلانی پر کہ "



اُسے اپنی مقصد براری کے لئے صدیقی سے الجھانا چاہتا تھا۔ رافیہ ہمیشہ سے نفرت کرتی آئی تھی اس طرز زندگی سے.... اگر وہ مستقبل کے لئے اسے سود مند سمجھتی تو لبنان ہی کیا بُرا تھا۔ وہاں تو بہت زیادہ مواقع تھے.... محض اس لئے اتنا لمبا سفر کیا تھا کہ وہ اچھے ذرائع سے روزی کمانا چاہتی تھی۔

دفعتاً اس نے حنوط شدہ لاش کی تصویر کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھا۔ اور غرائی...!

"اے روح اگر تم مقدس ہو تو مجھے بتاؤ کیا کل رات میں راستی پر تھی۔ بولو خاموش کیوں ہو!"

"ہاں....!" طویل سرگوشی میں جواب ملا۔ "تم راستی پر تھیں....!"

"لیکن وہ آدمی مجھے کوئی مقدس ہستی نہیں سمجھتا.... آخر اس نے مجھے ورائٹی شو کی دعوت کیوں دی تھی۔!"

"ہاں.... یہ تو اس کی درندگی ہی تھی۔ لیکن تمہیں حراساں نہ ہونا چاہئے۔ میں تمہاری محافظ ہوں۔ اس کا کوئی بھی غلط قدم اُسے موت ہی کی طرف لے جائے گا۔"

"تم ہر طرح کی قوت رکھتی ہو.... اے مقدس روح پھر اتنا گھماؤ پھراؤ والا راستہ کیوں اختیار کیا گیا تم چاہو تو یوں بھی پروفیسر کی کمائی ہوئی رقم اسٹرلنگ میں تبدیل ہو سکتی ہے۔!"

"ہاں! ایسا ممکن ہے۔ لیکن یہ قانون قدرت کے منافی ہوگا.... اور میں بھی اپنی قوتیں اس کے بعد کھو بیٹھوں گی۔!"

"میں نہیں سمجھی اے مقدس روح....!"

"یہ بھی میرے قبضہ قدرت میں ہے کہ میں اس ملک میں پائے جانے والے ایک ایک اسٹیرلنگ کو اپنی تحویل میں لے لوں لیکن ایسا کرنا قانون قدرت کے منافی ہوگا اور میری آزادی بھی ختم ہو جائے گی۔ آزاد روحیں اگر قانون قدرت میں خلل انداز ہونے لگیں تو ان کا یہی حشر ہوتا ہے۔!"

"اچھا اے مقدس روح پچھلی رات میرا کوئی فعل تمہارے لئے ناپسندیدہ تو نہیں تھا۔!"

"ہرگز نہیں....!"

"اور میرا یہ فعل کہ میں نے اُسے فون پر ڈانٹ دیا۔!"

"سب ٹھیک ہے.... میں اس کے دل میں تمہاری لگن بڑھا دوں گی۔!"

رافیہ نے سوچا یہ روح بھی فراڈ ہے۔ اسے اس کا علم نہ ہو سکا کہ وہ کسی دوسری روح کی زبانی

اس کے بچاری سے متعلق بُرے الفاظ سن چکی تھی۔!

"کچھ اور پوچھنا ہے تمہیں....!" سر گوشی پھر ابھری۔

"نہیں....! اے مقدس روح میں مطمئن ہوں....!"

اس کے بعد پھر پہلے ہی کا سا اتھاہ سناٹا طاری ہو گیا۔

"یہ روح بھی فراڈ ہے....!" رافیہ کے ذہن نے پھر دہرایا۔

وہ سوچ رہی تھی کہ ویلانی پچھلی رات ان دونوں کی نگرانی کراتا رہا ہوگا اور یہ نگرانی اس وقت تک برقرار رہی جب تک صدیقی کا ساتھ رہا۔ ہوٹل میں داخل ہو جانے کے بعد نگرانی کرنے والے نے اپنی راہ لی ہوگی۔ ورنہ ویلانی یا یہ سر گوشی نوجوان سے ملاقات کا تذکرہ ضرور کرتی۔

"اوہ.... یہ سر گوشی.... آخر وہ اتنی احمق کیوں ہو گئی ہے.... اگر اس بڑے فریم کے پیچھے کسی مائیک کا اسپیکر پوشیدہ ہو تو.... وہ اچھل پڑی۔ دوران خون تیز ہو گیا تھا.... اسے پہلے کبھی اس کا خیال کیوں نہ آیا.... لیکن ایک بار جب وہ روح کو مخاطب کرنے کا ارادہ کر رہی تھی روح نے خود پوچھا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔

وہ پھر الجھن میں پڑ گئی۔ سر چکرانے لگا۔ بھلا تصویر کے پیچھے چھپے ہوئے اسپیکر کو اس کا "احساس" کیسے ہو سکتا ہے.... کہ وہ کچھ پوچھنا چاہتی ہے۔ اس کا اندازہ تو چہرے کے تاثرات ہی سے ہو سکتا ہے.... کہ کوئی کچھ کہنا چاہتا ہے۔!

وہ سوچتی اور الجھتی رہی آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ آج اُسے کام میں ہاتھ نہ لگانا چاہئے پچھلی رات وہ سو بھی تو نہ سکی تھی۔ اسے آرام کرنا چاہئے۔

وہ کمرے سے نکل کر دوسرے کمروں میں پروفیسر کو تلاش کرنے لگی۔ ایک بار آواز بھی دی۔ لیکن جواب ندارد.... پروفیسر کا کہیں پتہ نہ تھا۔

اس سے قبل اس نے کبھی اسے باہر جاتے بھی نہیں دیکھا تھا۔

اس نے سوچا ہو سکتا ہے اوپری منزل پر ہو.... وہ خود آج تک اوپری منزل پر نہیں گئی تھی۔

اسے نہیں معلوم تھا کہ سیڑھیاں کس طرف ہیں.... عمارت کے اندر ہی سے ہیں یا باہر سے۔!

عمارت کے اندر سیڑھیوں کی تلاش بے سود ثابت ہونے پر وہ باہر نکل آئی۔ پوری عمارت کے گرد پھری لیکن باہر بھی کہیں زینے نہ دکھائی دیئے۔



ایک بار پھر اس کا سر چکرا گیا.... اوپری منزل پر بھی کمرے تھے لیکن ان تک پہنچنے کا کیا ذریعہ تھا کوئی ایسی جگہ بھی نہ ملی جہاں پوشیدہ لفٹ کی موجودگی کا امکان ہوتا۔

کس بھوت خانے میں آ پھنسی اُس نے سوچا۔

تھک ہار کر پھر اسی کمرے میں آ بیٹھی۔

اور کچھ ہی دیر بعد پاگلوں کی طرح چیخنا شروع کر دیا۔ "اے مقدس روح! میری مدد کرو.... ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گی.... آؤ.... خدا کے لئے میری سنو....!"

لیکن کوئی جواب نہ ملا.... بدستور خاموشی طاری رہی۔

"اور یہ سبزی....!" وہ دانت پیس کر بڑبڑائی۔ "یہ سب بھی فراڈ ہے.... اس کا جی چاہا کہ اپنا سبز لبادہ نوچ کر پھینک دے.... اور کمرے کی ساری سبز چیزوں کو آگ لگا دے۔"

پروفیسر نے ایک بار کہا تھا کہ اس کمرے میں سبز کے علاوہ اور کسی رنگ کی کوئی چیز لائی گئی تو سخت تباہی پھیلے گی۔

ہوں تو اسے بھی دیکھ لیا جائے۔ اس نے سوچا اور اٹھ کر پھر باہر آئی ایک جگہ کیاریوں میں سرخ گلاب کھلے ہوئے تھے۔ اس نے ایک پھول توڑا اور اسے رومال میں چھپا کر اس کے کمرے میں لائی چند لمحے خاموش کھڑی رہی پھر اس کو میز کی دراز میں بند کر دیا۔

اب وہ اس تباہی کی منتظر تھی جس کا تذکرہ پروفیسر نے کیا تھا۔

لیکن کچھ بھی نہ ہوا.... چھت اپنی جگہ قائم رہی اور فرش اپنی جگہ۔

پھر اسے ہنسی آ گئی.... بے تحاشا ہنستی رہی.... لیکن جلد ہی اس ذہنی کیفیت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ نتھنے پھڑکے اور اس نے میز پر سر اوندھا کر رونا شروع کر دیا۔

گرٹروڈ نے صفدر کو دیکھ کر قہقہہ لگایا اور انگلی اٹھا کر بولی۔

"میں جانتی تھی کہ تم ضرور آؤ گے۔"

"مجھے جلدی ہے....!" صفدر نے خشک لہجے میں کہا۔ "اسکوٹر چاہئے۔!"

"میں ڈیوٹی ختم کئے بغیر نہیں چل سکوں گی.... ابھی بیس منٹ باقی ہیں.... تم برآمدے میں بیٹھ کر میرا انتظار کرو....!" گرٹروڈ نے کہا اور ڈاکٹر کے کمرے میں چلی گئی۔

صفدر نے برآمدے کا رخ کیا۔ وہ کچھ ہی دیر پہلے مشن ہسپتال پہنچا تھا اور پھر گرٹروڈ تک پہنچنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی تھی۔

نرس کے لباس میں بھی وہ اتنی ہی شوخ نظر آئی تھی جتنی پچھلے دن نجی لباس میں دکھائی دی تھی۔ بیس منٹ کی بجائے وہ پون گھنٹے بعد واپس آئی۔ لیکن اب اس کے جسم پر یونیفارم نہیں تھا! سیاہ رنگ کے اسکرٹ اور شوخ نارنجی رنگ کے بلاؤز میں ملبوس تھی لپ اسٹک بھی بلاؤز کے رنگ سے مطابقت رکھتی تھی۔

"کیسی لگتی ہوں....!" اس نے صفدر سے پوچھا اور صفدر بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "یونیفارم ہی میں اچھی تھیں۔ یہ تو ٹیکسیوں کی کلر اسکیم ہے....!"

"بکومت....! میرے ساتھ آؤ....!" وہ آگے بڑھتی ہوئی بولی۔

گاڑی ہسپتال کی کمپاؤنڈ میں موجود تھی۔

"تم ہی ڈرائیو کرو گے!" گرٹروڈ نے گاڑی کے قریب پہنچ کر کہا۔ "میرا موڈ ٹھیک نہیں ہے۔!"

صفدر چپ چاپ اسٹیئرنگ کے سامنے جا بیٹھا۔ گرٹروڈ دوسری طرف کے دروازے سے اس کے قریب آ بیٹھی۔

"گرینڈ ہوٹل....!" وہ آہستہ سے بولی۔

"کیا مطلب.... نہیں ہرگز نہیں.... میرے پاس برباد کرنے کے لئے وقت نہیں ہے۔!"

"تم آدمی ہو یا....!"

"نہیں میں آدمی نہیں ہوں....!"

"سچ مچ جنگلی ہی ہو.... ارے مجھے بھوک لگ رہی ہے۔!"

"اس شرط پر چل سکوں گا کہ میں باہر ہی ٹھہروں....؟"

وہ اسے غصیلی نظروں سے گھورتی رہی.... پھر بولی۔ "نیچے اتر جاؤ....!"

"کیوں....؟"

"میں کہتی ہوں نیچے اُتر جاؤ....!"

صفدر دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا اور وہ اسٹیئرنگ کی طرف کھسکتی ہوئی بولی۔

"اب میں تمہیں جہنم میں لے جاؤں گی۔!"



"پہلے اسکوٹر!" صفدر نے دوسری طرف کا دروازہ کھول کر اس کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔

انجن اسٹارٹ ہوا اور گاڑی کمپاؤنڈ کے پھاٹک سے گزر کر سڑک پر نکل آئی۔

"میں اس وقت تمہارے گھر چل رہی ہوں۔!" گرٹروڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "تمہارے باپ سے پوچھوں گی تم نے اپنے لڑکوں کو لڑکیوں سے بدتر کیوں بنا رکھا ہے۔!"

صفدر نے قہقہہ لگایا۔

"کیوں....؟ تم ہنس کیوں رہے ہو....!"

"میرا باپ تمہیں یہاں کہاں ملے گا....؟"

"پھر کہاں ملے گا....!"

"وہ تو جاگیر پر ہیں.... میں یہاں تنہا رہتا ہوں....!"

"تب پھر تم جھوٹے ہو.... کل سے جھوٹ بول رہے ہو....!"

"یہ تم نے کیسے کہا....!"

"ایسا سخت گیر باپ تمہیں تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔!"

"مجبوری ہے.... میں سول سروس کے امتحانات کی تیاری کر رہا ہوں.... اور یہ جاگیر پر رہ کر ممکن نہیں.... چند جھگڑوں کی بناء پر فی الحال وہ جاگیر نہیں چھوڑ سکتے۔!"

"بہرحال میں تمہارے گھر چلوں گی۔!"

"ارے نہیں....! سیدھی گرینڈ چلو.... اب تو مجھے بھی بھوک لگ آئی ہے۔!"

"نہیں.... تمہارے گھر چلوں گی....!" وہ دانت پیس کر بولی۔

"لیکن تمہیں تو بھوک لگ رہی ہے.... وہاں کھانے کو کچھ نہیں ملے گا۔ میں تنہا رہتا ہوں ہوٹل میں کھانا کھاتا ہوں۔!"

"کچھ پرواہ نہیں.... مجھے راستہ بتاؤ....!"

"میں کہہ رہا ہوں....!"

"خاموش رہو....!"

"اچھا....!" صفدر مردہ سی آواز میں بولا۔ "اگلے چوراہے پر بائیں جانب موڑ لینا!" پھر وہ سچ مچ اسے اپنی قیام گاہ پر لایا۔

تین کمروں کا خوبصورت سا بنگلہ تھا.... مختصر سا باغ بھی تھا۔

"بڑی پُر فضا جگہ ہے....!" گرٹروڈ چاروں طرف دیکھ کر بولی۔

پھر وہ عمارت میں آئے۔

"تمہارا ٹیسٹ تو بہت اچھا ہے.... لیکن بذاتِ خود اتنے نامعقول کیوں ہو۔" گرٹروڈ نے کہا۔

صفدر کچھ نہ بولا.... وہ اس وقت بوکھلائے ہوئے انداز کی بڑی کامیاب ایکٹنگ کر رہا تھا۔

"ارے ارے.... تمہیں کیا ہو گیا ہے....!" گرٹروڈ نے ہنس کر کہا۔ "نہ تم کوئی لڑکی ہو اور نہ میں کوئی آوارہ مرد....!"

"تم.... مم.... میرا.... مم.... مذاق.... مم.... مت.... اڑاؤ....!" صفدر ہکلایا۔

وہ بے ساختہ ہنس پڑی۔

"اب تم....!"

"جانے دو.... جانے دو....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔

وہ آرام سے ایک صوفے پر بیٹھ گئی تھی اور صفدر کھڑا بغلیں جھانک رہا تھا۔ ساتھ ہی سوچ رہا تھا کہ وہ اتنی کامیاب ایکٹنگ پھر کسی موقعے پر بھی کر سکے گا یا نہیں!

"ناشتہ تو تم خود ہی تیار کرتے ہو گے....!" گرٹروڈ نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"ہاں.... آں.... یقیناً.... صبح ہی صبح کون باہر دوڑا جائے گا۔!"

"انڈے یقیناً ہوں گے.... کچھ سلائس بھی شاید پڑے ہوں کیوں....؟" گرٹروڈ نے پوچھا۔

"فریج میں ایسی بہت سی چیزیں تمہیں مل جائیں گی۔!"

"بس تو پھر ٹھیک ہے.... انڈوں کے سینڈوچ بنائے لیتی ہوں.... کافی اور سینڈوچ کیوں؟"

"ہوں.... اُوں....!" وہ بے دلی سے بولا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے ذہن کہیں اور ہو۔!

"چلو مجھے کچن دکھاؤ....!"

"چلو....!" وہ ڈھیلی سی آواز میں بولا۔

کچن میں آ کر اس نے فریج کھولا اور قلقاری مارتی ہوئی آواز میں بولی۔ "ارے یہاں تو بہت کچھ ہے شائد اپنا کھانا بھی خود ہی پکاتے ہو۔!"

"کیا بُرائی ہے.... اس میں....!" صفدر نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔



"نہیں.... کچھ نہیں.... ننھے بچے.... کافی جزورس معلوم ہوتے ہو....!"

"اب ختم کرو یہ انداز گفتگو ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔!"

"کیا کرو گے تم....؟" وہ مڑی اور تن کر کھڑی ہو گئی۔

"تمہیں اٹھا کر باہر پھینک دوں گا۔!"

"آؤ.... اٹھاؤ....!"

صفدر دوسری طرف منہ پھیر کر غصیلے انداز میں کچھ بڑبڑانے لگا۔

"نہیں.... میں سنجیدگی سے کہہ رہی ہوں.... تمہاری قوت کا بھی امتحان ہو جائے گا۔!"

"اگر مرد ہوتیں تو بتاتا....!"

"مرد ہی سمجھ لو تھوڑی دیر کے لئے....!"

"تم کیوں میرے پیچھے پڑ گئی ہو....!" صفدر پیر پٹخ کر بولا۔

"اب یا تو تم شہر چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے یا میں....!"

"ارے تم ہو کیا بلا....!"

"بس اب یہ بلا گلے لگی تمہارے....!"

"مم.... میں.... گگ.... گولی مار دیا کرتا ہوں....!"

"چلو یہ بھی سہی.... لاؤ رائفل یا ریوالور جو بھی رکھتے ہو....!"

"او.... خدا میں کیا کروں....!" صفدر اپنے بال مٹھیوں میں جکڑ کر جھنجھوڑتا ہوا بولا۔

"ارے.... ارے....!" اس نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ پکڑ لئے۔

"مجھے تنہا چھوڑ دو.... ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا۔!"

"اچھا اب کچھ نہ کہوں گی.... چلو میرا ہاتھ بٹاؤ تاکہ ہم جلدی کچھ کھا پی سکیں۔!"

بیڈ روم میں فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ صفدر اس سے ہاتھ چھڑا کر ادھر جھپٹا اور وہ پھر ہنس پڑی۔

صفدر اپنی اداکارانہ صلاحیتوں پر عش عش کر رہا تھا۔

فون پر دوسری طرف سے ایکس ٹو کی آواز آئی۔

"وہ کیا چاہتی ہے....؟"

"یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔!"

"ٹھیک ہے اُسے بددل نہ کرنا خواہ وہ تمہاری چھت کے نیچے رات ہی کیوں نہ بسر کرنا چاہے۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر اس نے بھی ریسیور رکھ دیا۔

رافیہ نے کئی بار پروفیسر کو عمارت میں تلاش کیا لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔ آج پروفیسر نے خطوط کے جوابات کے لئے بھی اسے کوئی ہدایت نہیں دی تھی۔ لہٰذا اس نے ڈاک کو جوں کا توں رہنے دیا اور میز پر سر ٹکائے اونگھتی رہی۔

پھر ایک بار شائد گہری نیند بھی سو گئی۔ لیکن ہوش آنے پر خود کو ایسے ہی احساس سے دوچار پایا جیسے کسی تیز اور گونجیلی آواز کی بناء پر جاگی ہو۔!

سارا جسم بُری طرح کانپ رہا تھا اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کسی دیئے کی لو کی طرح تھر تھرا رہی تھی۔

دفعتاً روح کی سرگوشی سناٹے میں گونجی...."میں نے تمہیں جگایا ہے۔!" رافیہ اپنا نچلا ہونٹ چبا کر رہ گئی۔!

"کیا تم ڈر گئیں....!" سرگوشی پھر سنائی دی۔

"نہیں....!" رافیہ نے حلق کے بل کہا اور اس ایک لفظ کو ادا کرنے کے لئے اُسے اپنی ساری جسمانی طاقت صرف کرنی پڑی تھی۔

"کیا تم کچھ علیل ہو....؟"

"تم مجھ سے بہتر جان سکتی ہو....!" رافیہ نے جواب دیا۔

"رات کی تھکن ہی ہو سکتی ہے۔ لیکن تم اسطرح پہلے کبھی یہاں اس کمرے میں نہیں سوئیں۔!"

"میں خود کو بیمار محسوس کر رہی ہوں.... وقت سے پہلے واپس جانا چاہتی تھی.... پروفیسر کو تلاش کیا.... وہ نہیں ملے۔!"

"گھبراؤ نہیں.... کچھ دیر بعد طبیعت سنبھل جائے گی۔!"

"پروفیسر کہاں ہیں....؟ میں جانا چاہتی ہوں....!"

"وہ اپنے کمرے میں ہے....!"



"اور.... ایک بات اور بتاؤ.... بالائی منزل کے زینے کہاں ہیں....!"

"پروفیسر بالائی منزل کا کرایہ ادا نہیں کرتا.... صرف نچلی ہی منزل اس نے کرایہ پر حاصل ہے۔!"

"لیکن بالائی منزل کے زینے....!"

"صرف انہیں باتوں سے سروکار رکھو جو تمہارے لئے ضروری ہوں....!"

"مجھے حیرت ہے کہ زینوں کے بغیر بالائی منزل کا مصرف کیا ہے....؟"

"عمارت کا مالک ہی بتا سکے گا.... دوسروں کے راز کھولنا میرے بس سے باہر ہے۔!"

"اس کمرے میں سب کچھ سبز کیوں ہے....!"

"آج پہلی بار تمہیں اس قسم کے سوالات کی ضرورت کیوں پیش آئی....!"

"میں سب کچھ جاننا چاہتی ہوں.... مقدس روح....!"

"مجھے سبز کے علاوہ سارے رنگوں سے نفرت ہے....!"

"اگر غلطی سے کبھی کوئی دوسرا رنگ یہاں آجائے تو....!"

"نقصان.... تباہی.... لانے والا زندہ نہیں رہ سکے گا۔!"

"میں حتی الامکان احتیاط رکھتی ہوں.... مقدس روح....!"

"تم سے ایسی کوئی غلطی نہیں ہو گی.... میں جانتی ہوں....!"

"میں خود کو تمہارے حوالے کرتی ہوں.... مقدس روح تم ہی میری حفاظت کرو گی۔!"

"میں یقیناً تمہاری حفاظت کروں گی۔!"

"مگر مجھے اس آدمی صدیقی سے وحشت ہوتی ہے....!"

"اچھی بات ہے.... اب تم اس سے گریز کرنا.... میں اپنے پجاری اوٹو ویلانی کے ذہن میں یہ بات ڈال دوں گی کہ وہ خود ہی تم سے اس کے لئے کہے۔!"

"بہت بہت شکریہ.... مقدس روح....!"

اس کے بعد پھر وہ سرگوشی نہ سنائی دی۔

رافیہ تھوڑی دیر تک بے حس و حرکت بیٹھی رہی پھر وینٹی بیگ سے سبز رنگ کا رومال نکالا۔ چند لمحے اسے اپنے چہرے پر پھیرتی رہی پھر اُسے میز کی دراز میں ڈال کر سرخ گلاب کو

اس میں لپیٹ لیا اب وہ رومال میز کی دراز سے وینٹی بیگ میں منتقل ہو چکا تھا۔

اس نے گھڑی دیکھی.... کام کے اختتام کا وقت ہو چکا تھا.... نہ جانے کیوں وہ پروفیسر سے ملے بغیر باہر نکل آئی۔

ذہن سوچتے سوچتے تھک گیا تھا اور اب وہ کچھ نہیں سوچنا چاہتی تھی.... وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی لیکن خیالات کی رو خواہشات کی پابند نہیں ہوتی۔

ہوٹل پہنچی تو صدیقی کو اپنا منتظر پایا.... دیکھتے ہی آگ لگ گئی.... اور اس نے بے حد تلخ لہجے میں کہا۔ "مسٹر صدیقی! میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں خاموشی سے آرام کرنا چاہتی ہوں۔!"

"ضرور.....!" اس نے بے حیائی سے دانت نکال دیئے۔ "میں تو صرف خیریت دریافت کرنے آیا تھا... صبح فون پر تمہاری آواز کچھ بھاری سی لگی تھی میں نے سوچا ممکن ہے.....!"

"ہاں بالکل.... میں پچھلی رات ہی سے سردی کا اثر محسوس کر رہی ہوں....!"

"اگر کوئی حرج نہ ہو تو کسی اچھے ڈاکٹر کو لاؤں.....!"

"نہیں شکریہ.... دوائیں میرے بیگ میں موجود ہیں....!" رافیہ نے کہا اور اُسے لاؤنج میں چھوڑ کر تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

دروازہ بند کر کے لباس تبدیل کئے بغیر بستر پر ڈھیر ہو گئی۔

پتہ نہیں کب تک اسی طرح بے دم پڑی رہی.... کچھ ہوش آنے پر محسوس ہوا کہ وہ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ رہی ہے۔

کسی نہ کسی طرح اٹھ کر لائٹ آن کی.... گھڑی دیکھنے پر معلوم ہوا کہ وہ تقریباً تین گھنٹے تک گہری نیند میں رہی تھی۔

باتھ روم سے پانی کا گلاس بھر کر وہ پھر بستر پر آ بیٹھی اور پانی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیتی رہی۔

کچھ دیر بعد اوٹو ویلانی والے الجھاوے ذہن کی چولیں ہلانے لگے۔ اس نے سوچا کہ اس نوجوان سے پھر ملنا چاہئے.... وہ اُسے سب کچھ بتا کر اپنی الجھنوں کا حل طلب کرے گی۔!

فون پر کاؤنٹر کلرک سے رابطہ قائم کر کے اس نے گرم کافی کے لئے کہا اور ریسیور رکھ کر ویران آنکھوں سے خلاء میں گھورنے لگی۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اس دلدل سے کس طرح نکل سکے گی نہ صرف اوٹو ویلانی بلکہ وہ سرگوشی بھی فراڈ ہی تھی۔ اگر وہ حقیقتاً کسی روح کی آواز تھی



تو اسے یہ کیوں نہ معلوم ہو سکا کہ اس وقت بھی کمرے میں ایک سرخ گلاب موجود ہے۔!

وہ اس وقت بھی کسی دوسرے رنگ کی تباہ کاریوں کا خوف دلاتی رہی تھی۔

فراڈ سو فیصد فراڈ.... پتہ نہیں اوٹو ویلانی اس سے کیا کام لینا چاہتا ہے کہیں اس کا مستقبل سچ مچ خطرے میں نہ پڑ جائے۔

کچھ دیر بعد کسی نے دروازے پر دستک دی۔

اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا....!

ویٹر کافی لایا تھا۔

"کیا تم سو رہی ہو۔!" صفدر نے جھلا کر اُسے مخاطب کیا.... وہ انڈوں کے کئی سینڈوچ کھانے اور دو کپ کافی پینے کے بعد اونگھنے لگی تھی۔

"اُوں....!" گرٹروڈ نے چونک کر آنکھیں کھولیں ایک خواب ناک سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر پھیل گئی اور وہ نشیلی آنکھوں سے صفدر کی طرف دیکھ کر منمنائی۔

"سونے دو نا....!"

"یہاں.... اپنی چھت کے نیچے....!" صفدر غراتا ہوا اٹھ گیا۔

"کیوں....؟ تم آپے سے کیوں باہر ہو رہے ہو....!"

صفدر کچھ نہ بولا۔ کچھ اس قسم کی ایکٹنگ کر رہا تھا جیسے مزید کچھ کہنے کے لئے مناسب الفاظ نہ مل رہے ہوں۔

"تم بھی سو جاؤ....!" وہ دوبارہ صوفے کی پشت گاہ سے ٹکتی ہوئی بولی۔

"تم آخر چاہتی کیا ہو....؟"

"سکون.... میں بہت تھک گئی ہوں میرا کام اکتا دینے والا ہے.... دن رات مریضوں کی چیخیں اور کراہیں سنتے رہو....!"

"یعنی.... تو پھر....!"

"میں سوچ رہی ہوں کہ ایک ہفتے کی چھٹی لے کر یہاں تمہارے ساتھ قیام کروں....!"

"ارے میرے خدا.... میں کیا کروں....!" صفدر اپنی پیشانی پر تھپکیاں دیتا ہوا بڑبڑایا۔

"تم بڑے بداخلاق ہو....!" یک بیک وہ سیدھی ہو کر بیٹھتی ہوئی بولی۔

صفدر اسے گھورتا رہا اور وہ کہتی رہی۔ "درندے ہو تم... مکمل وحشی... تمہیں اس کا بھی سلیقہ نہیں کہ لڑکیوں سے کیسا برتاؤ کرتے ہیں۔ میری قوم کا کوئی آدمی اس آفر پر مجھے سر پر بٹھا لیتا۔!"

"میرا سر اتنا مضبوط نہیں ہے....!" صفدر نے کہا.... وہاں سے اٹھا اور خواب گاہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کرلیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس ایکٹنگ کا خاتمہ کس نقطے پر ہوگا۔ پھر یہ کیا حقیقت ہے کہ وہ اتفاقاً ہی مل بیٹھی ہے.... کہیں عمران کے سلسلے میں چھان بین کرتے وقت وہ بھی ان کی نظروں میں نہ آگیا ہو۔ وہ اکثر عمران سے ملتا رہتا تھا۔ ان دنوں بھی وہ ایک آدھ بار اس کے فلیٹ میں گیا تھا جب کسی نے اس کے گال پر سوزش پیدا کرنے والا کوئی سیال لگا دیا تھا۔ تو پھر کیا یہ عمران تک پہنچنے کی ایک اور کوشش تھی۔

دفعتاً وہ باہر سے دروازہ پیٹنے لگی۔

"ننھے بچے باہر آجاؤ.... میں جارہی ہوں.... اسکوٹر بھی تمہارے گھر ہی پہنچ جائے گا۔ تمہیں تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔!"

"نہیں.... میں خود اسے یہاں لاؤں گا....!" صفدر نے کہتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔

"باہر آؤ....!" گرٹروڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب....! اب الٹی دھونس جماؤ گی....!"

"ڈرائنگ روم میں چلو.... میں تمہیں آدمی بناؤں گی.... ابھی ابھی عہد کیا ہے میں نے!"

"تم مجھے آدمی بناؤ گی!" صفدر حقارت سے ہنسا اور اس کے پیچھے چلتا ہوا ڈرائنگ روم تک آیا۔

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ آخر تم جیسے سنجیدہ لوگ زندہ کیونکر رہتے ہیں۔!"

"میں مردہ تو نہیں ہوں....!"

"میں انہیں مردہ ہی سمجھتی ہوں جو بندھے ٹکے اصولوں کے تحت زندگی بسر کرتے ہیں!"

"خیال ہے.... اپنا اپنا....!"

"میں تو ہر لحظہ زندگی میں نئے پن کی متلاشی رہتی ہوں....!"

"تم ذہنی طور پر صحت مند نہیں معلوم ہوتیں۔!"

"تم سے زیادہ صحت مند ہوں.... بلکہ تم تو مر ہی چکے ہو۔!"



"خیر.... خیر.... تم مجھے میری لاش سمیت یہیں چھوڑ جاؤ.... مگر نہیں میں اپنے اسکوٹر کے لئے تمہارے ساتھ چلوں گا۔!"

وہ کچھ نہ بولی.... پلکیں جھپکائے بغیر کتابوں کے ریک کی طرف دیکھے جارہی تھی۔

دفعتاً اس نے کہا۔ "تم جاسوسی ناول زیادہ تر پڑھتے ہو....!"

"کیوں....؟ کیا یہ بھی میرے مردہ ہونے کی دلیل ہے....!"

"نہیں.... یہاں کچھ کچھ جان نظر آتی ہے.... تم میں....!"

صفدر بُرا سا منہ بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھتا رہا!

"مجھے بھی جاسوسی ناول پسند ہیں.... فکشن میں صرف یہی پڑھتی ہوں.... یہی نہیں بلکہ عملی طور پر بھی مجھے سراغ رسانی سے دلچسپی ہے۔ اکثر لوگوں کا تعاقب کرتی ہوں اُن کے بارے میں معلومات حاصل کر کے باقاعدہ رپورٹیں ترتیب دیتی ہوں.... کیا یہ زندگی کی یکسانیت دُور کرنے کا ایک دلچسپ طریقہ نہیں ہے۔!"

"مجھے صرف پڑھنے کی حد تک دلچسپی ہے....!" صفدر بولا۔

"کبھی کوشش کرو.... پھر دیکھنا کتنا لطف آتا ہے....!"

"یعنی میں یونہی خواہ مخواہ کسی شریف آدمی کا تعاقب شروع کردوں....!"

"کیا قباحت ہے اس میں.... تم اس کی جیب تو کاٹو گے نہیں۔!"

"پھر بھی وقت کیوں برباد کیا جائے۔!"

"میں کہہ رہی تھی کہ یہ اکتائے ہوئے ذہنوں کے لئے ایک بہترین تفریح ہے۔!"

صفدر نے اپنے چہرے پر کچھ ایسے آثار طاری کئے جیسے سنجیدگی سے اس مسئلے پر غور کر رہا ہو۔ بالآخر کھکار کر بولا۔

"ہاں یہ چیز خاصی دلچسپ ثابت ہو سکتی ہے۔!"

"ثابت ہو چکی ہے....!" گرٹروڈ اپنے ہاتھ پر ہاتھ مار کر بولی۔ "میں ذاتی تجربے کی بناء پر کہہ رہی ہوں۔!"

"کوئی ایسا واقعہ بتاؤ جب تم نے کسی کا تعاقب کر کے دلچسپ نتائج حاصل کئے ہوں۔!"

"ابھی حال ہی میں ایک عجیب و غریب آدمی کا تعاقب کرتی رہی ہوں لیکن اب وہ دکھائی

نہیں دیتا۔ میں نے اس کی جائے قیام تک کا پتہ لگا لیا تھا.... عجیب آدمی تھا۔ راہ چلتے ایسی حرکتیں کرتا تھا کہ بے اختیار ہنسی آجائے۔ دراصل اس چیز نے مجھے اس کا تعاقب کرنے پر مجبور کیا تھا۔ تمہیں بتاؤں میرے پاس ایک اسپائی کیمرہ بھی ہے اس سے میں نے ایک بار اس کی تصویر بھی لے لی تھی لیکن اسے خبر بھی نہ ہو سکی۔ یہ کیمرہ دیکھنے میں سگریٹ لائٹر معلوم ہوتا ہے۔ درحقیقت بیک وقت سگریٹ لائٹر بھی ہے اور کیمرہ بھی.... بس سگریٹ جلاتے وقت بٹن دبایئے.... تصویر کھنچ گئی.... جس کی تصویر لی گئی وہ لاعلم ہی رہا۔!"

"اوہ.... اوہ....!" صفدر مضطربانہ انداز میں ہاتھ ملتا ہوا بولا۔ "مجھے بھی دکھانا وہ کیمرہ۔!"

اب وہ ایک ایسا بچہ لگ رہا تھا جسے پرستان کی کہانیاں سنائی جا رہی ہوں۔

"میں دکھاؤں گی....!" گرٹروڈ بولی۔ "اگر تم سراغ رسانی کرنا چاہو تو میں تمہیں اپنا یہ کیس ادھار دے سکتی ہوں مطلب یہ ہے کہ میں تمہیں اس آدمی کا گھر دکھادوں.... اس کی تصویر بھی تمہارے حوالے کروں اور تم اس پر نظر رکھو.... قصہ دراصل یہ ہے کہ وہ کئی دنوں سے نظر نہیں آیا.... اپنے گھر میں بھی موجود نہیں ہے.... بس جب وہ اپنے گھر میں داخل ہوتا دکھائی دے.... اس کی نگرانی شروع کر دو....!"

"لاؤ.... مجھے دو اس کی تصویر.... میں دیکھوں گا....!"

"شاید.... ہاں....!" وہ کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ "یقیناً وہ میرے پرس ہی میں ہوگی۔!"

اس نے میز پر رکھا ہوا پرس اٹھایا اُسے کھول کر کچھ تلاش کرتی رہی پھر ایک چھوٹی سی تصویر نکال کر صفدر کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔ "یہ رہی....!"

اور صفدر کی کھوپڑی ناچ کر رہ گئی.... یہ عمران کی تصویر تھی۔

"تو یہ بات ہے....!" اس نے سوچا اب عمران کو ڈھونڈ نکالنے کے لئے یہ طریق کار اختیار کیا جا رہا ہے غیر ملکیوں کو اس کے فلیٹ کے آس پاس سے ہٹا لیا گیا ہے.... اجنبیوں اور اناڑیوں کو آلہ کار بنایا جا رہا ہے۔ بہت خوب....!

"یہ تو صورت ہی سے احمق معلوم ہوتا ہے....!" صفدر نے کہا۔

"یہی چیز تو توجہ کا باعث بنی تھی۔!"

"میں ضرور.... اس کی نگرانی کروں گا....!"



"بس تو پھر چلو.... میں ابھی تمہیں اس کا مکان دکھائے دیتی ہوں۔!"

رافیہ نے اُس پراسرار نوجوان کو اپنی رام کہانی سنا دی تھی اور اب وہ خاموش بیٹھا متفکرانہ انداز میں رہ رہ کر سر ہلا رہا تھا۔

کچھ دیر بعد اُس نے کہا۔ "تو یہ دو طرح کے خطوط ہوتے ہیں....! ذرا تفصیل پھر تو بتانا۔!"

"ایک تو وہ ہوتے ہیں جن میں کسی ایک جانور کا نام اور نام تحریر کرنے کا وقت درج ہوتا ہے۔ دوسری قسم کے خطوط میں صرف جانوروں کے نام ہوتے ہیں۔!"

"شروع سے آخر تک صرف جانوروں کے نام....!" نوجوان نے پوچھا۔ "اور کچھ نہیں ہوتا اُن میں۔!"

"قطعی نہیں.... میں ان کا بغور مطالعہ کرتی ہوں.... ان میں جانوروں کے بے شمار ناموں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔!"

"اچھا تو پھر تم نے اس پر بھی ضرور غور کیا ہوگا کہ مختلف جانوروں کے نام ہوتے ہیں یا بعض جانوروں کے نام دوہرائے بھی جاتے ہیں۔!"

"دوہرائے بھی جاتے ہیں۔!"

"اور پھر وہ خطوط نوٹ لگا کر جواب ٹائپ کرنے کے لئے تمہارے پاس واپس نہیں آتے۔!"

"کبھی واپس نہیں آئے.... پروفیسر انہیں اپنے ہی پاس رکھتا ہے.... اور کہتا ہے کہ وہ مخالف روحوں کے موکلوں کی حرکت ہے۔!"

نوجوان کسی سوچ میں پڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ "یہ بھی ممکن ہے یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا.... اُن خطوط کو دیکھے بغیر کسی فیصلے پر پہنچنا مشکل ہے.... ہوں.... اچھا دیکھو ایک کام کرو.... تم ان خطوط کی نقل تو لا ہی سکو گی.... میرا مطلب ہے کہ اگر ایسے خطوط پھر آئیں.... لفافوں پر ڈاکخانوں کی مہریں پڑھنے کی کوشش کرو اور ہر خط کی نقل کے ساتھ اس کی روانگی کے مقام کا حوالہ بھی دو، یہ تو جانتی ہی ہوگی کہ روانگی کے مقام کی مہر ٹکٹوں پر لگتی ہے۔!"

"میں کوشش کروں گی کہ نقل لا سکوں....!"

"خاص ہدایت سنو....! کوئی ایسی غلطی تم سے سرزد نہ ہونے پائے جس کی بناء پر ویلانی کو

تمہاری معصومیت اور لاعلمی پر شبہ ہو۔ اس کے سارے احکامات کی تعمیل کان دبا کر کرتی رہو۔"

"میں تنگ آگئی ہوں....!"

"کچھ دن اور سہی.... مجھے یہ کوئی بڑا فراڈ معلوم ہوتا ہے۔ خیر.... ہاں تو اب رہا مسٹر صدیقی والا معاملہ.... اس کے لئے بھی پروفیسر کے احکامات کی پابند رہو.... مطلب یہ کہ پروفیسر اور اس مبینہ روح کے احکامات میں اختلاف تو ہو نہیں سکتا۔ اس نے یہی تو کہا تھا تم سے کہ فی الحال صدیقی کو ٹالتی رہو.... ٹھیک ہے۔!"

"مجھے وہ آدمی سخت ناپسند ہے....!"

"اس کے باوجود بھی فی الحال وہی کرو جو کہا گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کچھ دنوں کے بعد تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ صدیقی سے ملنے کی ہدایت کیوں ملی تھی اور پھر اُس سے گریز کرنے کو کیوں کہا گیا۔ بس اب جاؤ.... یہ میری عبادت کا وقت ہے۔!"

"تمہیں یہ سب کچھ بتا کر میں بڑا سکون محسوس کر رہی ہوں۔!"

"اور کسی سے تذکرہ مت کرنا....!"

"ہرگز نہیں....!"

"یا کبوتر.... یا مرغ تخت نشین.... یا گربہ فراق زدہ آفت رسیدہ....!"

"کیا کہہ رہے ہو.... میں نہیں سمجھی۔!"

نوجوان نے ہاتھ ہلا کر چلے جانے کا اشارہ کرتے ہوئے اپنی بڑبڑاہٹ جاری رکھی۔

رافیہ چپ چاپ کمرے سے نکل گئی۔

بلیک زیرو اس رپورٹ پر نظر ثانی کر رہا تھا جو سیکرٹ سروس کے مختلف ممبروں کی فراہم کردہ اطلاعات پر مشتمل تھی۔

رپورٹ کے مختصر پوائنٹس یہ تھے۔

- وہ عمارت جس سے نرلیش پانچ آدمیوں کو لے گیا تھا اب خالی تھی سیکرٹ سروس کے ایک ممبر نے بے ضابطہ طور پر عمارت میں داخل ہو کر اس کی تلاشی بھی لی تھی لیکن کوئی ایسی نہیں ملی تھی جس سے ان واقعات پر مزید روشنی پڑ سکتی۔



- پانچوں غیر ملکیوں کو روپی مل فشریز کی ایک لانچ کسی نامعلوم منزل کی طرف لے گئی تھی اور وین جس میں وہ ساحل تک لے جائے گئے تھے روپی مل کی رہائشی عمارت میں واپس لے جائی گئی تھی۔
- ہاروے رچمنڈ حوالات سے ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا تھا.... اس کی رہائی کے لئے وزارت تجارتی اُمور کے ایک ڈپٹی سیکریٹری بہ نفس نفیس تھانے پہنچے تھے اس کے کتے سرکاری تحویل میں تھے۔
- فرینڈز اے براڈ کلب کے سلسلے میں کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی تھی جس پر خاص طور پر دھیان دیا جاتا۔ پھر بھی نگرانی جاری ہے۔ موریلی فراہام کلب کی عمارت سے باہر نہیں دیکھی گئی۔
- اوٹو ویلانی کی رہائش گاہ کی نگرانی جاری تھی۔ ابھی تک کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آیا جس پر شبہ کیا جا سکے کہ وہ ویلانی کی رہائش گاہ سے ہوٹل شیراز تک رافیہ سموناف کی نگرانی کرتا ہے۔ البتہ اب وہ اس خبطی سے نوجوان کے کمرے میں اکثر دکھائی دیتی ہے جسے اُس نے چند دنوں پہلے دوسری منزل کے زینوں کے قریب بے ہوش پڑا پایا تھا۔
- گرٹروڈ نے صفدر کو عمران کی تصویر دے کر اُسکی تلاش پر ابھارا ہے۔ دونوں روزانہ مل رہے ہیں۔ گرٹروڈ کی شامیں عموماً صفدر کے بنگلے پر گزرتی ہیں اور دونوں رات گئے تک ساتھ رہتے ہیں۔
- نرلیش کی نگرانی بدستور جاری ہے۔ عمارت کے سامنے وین کھڑی کر کے اپنی جھونپڑی میں واپس گیا ہے تو اب تک باہر نہیں نکلا.... ایک بوڑھی عورت بازار سے اس کے لئے سودا سلف لاتی ہے۔
- ڈپٹی سیکریٹری صدیقی نے کئی بار رافیہ سموناف سے ملنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ اپنے کمرے سے نکل کر لاؤنج میں نہیں آتی۔ وہ ہوٹل شیراز کے لاؤنج والے فون پر اس سے گفتگو کرتا ہے۔

بلیک زیرو نے رپورٹ ایک طرف رکھ دی اور بجھا ہوا پائپ سلگانے لگا۔

اتنے میں ٹیلی فون کی گھنٹی بجی.... بلیک زیرو نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف سے لیفٹیننٹ صدیقی تھا اُس نے کہا۔ "سوئچ آن کر دیجئے۔!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو جانے پر اُس نے ریسیور رکھ دیا اور اٹھ کر آپریشن روم میں آیا۔

ٹرانس میٹر کا سوئچ آن کر کے وہیں بیٹھ گیا۔

کچھ دیر بعد آواز آئی۔ "ہیلو... ایکس ٹو... ہیلو ایکس ٹو...!"

"ہیلو...!" بلیک زیرو ایکس ٹو کی سی آواز میں غرایا۔

کوڈ ورڈز میں کہا گیا۔ "عمران کے ملازمین جوزف اور سلیمان پر کیپٹن فیاض تشدد کر رہا ہے۔ لیکن انہوں نے ابھی تک اُسے نہیں بتایا کہ عمران کہاں مل سکے گا۔ اوور۔"

"کیا وہ دونوں زیر حراست ہیں...؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"جی ہاں... وہ زیر حراست ہیں!"

"کیا فیاض اس کے لئے کوئی قانونی جواز رکھتا ہے۔!"

"ابھی تک یہ نہیں معلوم ہو سکا...!"

"معلوم کرو... اوور اینڈ آل...!" بلیک زیرو نے کہا اور ٹرانس میٹر کا سوئچ آف کر دیا۔

* * *

صفدر نے مشن ہسپتال کے کمپاؤنڈ میں اپنا اسکوٹر روکا... گرٹروڈ اس وقت بر آمدے سے گزر رہی تھی اسے دیکھ کر رک گئی...! اور مخصوص انداز میں ہاتھوں کو جنبش دی۔

صفدر کے چہرے سے دبی ہوئی گرم جوشی کا اظہار ہو رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے چمکتی ہوئی آنکھوں سے خوشی پھوٹی پڑ رہی ہو۔!

قریب پہنچنے پر گرٹروڈ نے کہا۔ "بہت خوش نظر آ رہے ہو...!"

"یقیناً گرٹروڈ...!" صفدر پرجوش لہجے میں بولا۔ "میں نے اس کا پتہ لگا لیا۔!"

"کس کا...!"

"جس کی تصویر تم نے مجھے دی تھی۔!"

"تمہیں دھوکہ ہوا ہوگا...!"

"نہیں مجھے یقین ہے... میں نے بارہ میل تک اس کا تعاقب کیا ہے۔!"

"چلو... میرے کوارٹر میں... تفصیل سے باتیں کریں گے... میں ڈیوٹی ختم کر چکی ہوں۔!"

"تمہارے کوارٹر میں...!"

"ہاں... کیوں...؟"



"کسی کو اعتراض تو نہ ہوگا...!"

"میں تمہارے ملک کی پیداوار نہیں ہوں...!" گرٹروڈ نے حقارت سے کہا۔

"کیا مطلب...؟"

"چلو... چلو... آنکھیں نہ نکالو...!"

وہ اسے اپنے کوارٹر میں لائی۔

صفدر کے چہرے پر کبیدگی کے آثار تھے... بُرا سا منہ بنائے ہوئے ایک کرسی کے ہتھے پر ٹک گیا۔

"یہ اتنا بُرا منہ کیوں بنا رکھا ہے...!" گرٹروڈ نے پوچھا۔

"تم بار بار ملک کا طعنہ دیتی ہو...!"

"کاش تم لڑکی ہوتے اور میں لڑکا...!" گرٹروڈ نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"خدا کی قسم...!"

"بس... بس...!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "کوئی ایسی قسم نہ کھا بیٹھنا کہ بعد میں پچھتانا پڑے خیر بتاؤ کیا رپورٹ ہے۔!"

"نہیں بتاتا...!"

"ہے... ہے...!" وہ سینے پر ہاتھ مار کر بولی۔ "ذرا ادھر تو دیکھنا...!"

"شٹ اپ...!" صفدر نے جھینپے ہوئے انداز میں نظریں جھکا لیں۔

"اب تم مجھے زندہ نہ رہنے دو گے۔!"

"میں جا رہا ہوں...!" صفدر اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔

وہ اس سے پہلے ہی دروازے کے قریب پہنچ گئی اور راستہ روکنے کیلئے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔

"چلو اب کچھ نہیں کہوں گی... ہم دونوں اچھے دوست ہیں۔ اب تم اپنی کہانی سناؤ۔!"

صفدر بُرا سا منہ بنائے ہوئے پھر کرسی کی طرف پلٹ گیا۔

تھوڑی دیر تک وہ اسی طرح خاموش بیٹھا رہا جیسے موڈ بہتر بنانے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر کھنکار کر بولا۔ "میں نے ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں دیکھا تھا... وہ منیجر کے کمرے سے نکل رہا تھا۔!"

"کب کی بات ہے...!"

"دو گھنٹے پہلے کی...!"

"پھر تم نے کیا کیا....!"

"تعاقب شروع کر دیا... پھر اس نے نروانی بیچ کے ایک ہٹ کے سامنے گاڑی روکی تھی۔ اندر چلا گیا تھا.... میرا خیال ہے کہ وہ اسی ہٹ میں ہے.... کیونکہ کچھ دیر بعد اس نے باہر آکر بہت سا گھریلو سامان گاڑی سے اتارا تھا اور اسے ہٹ کے اندر لے گیا تھا۔"

"تمہیں یقین ہے کہ وہ آدمی وہی تھا جس کی تصویر میں نے تمہیں دی تھی۔!"

"مجھے سو فیصد یقین ہے.... تمہیں یقین نہ ہو تو چلو میرے ساتھ....!"

"کہاں چلوں....!"

"نروانی بیچ....!"

وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ "میں چلوں گی نروانی بیچ تو بڑی پُر فضا جگہ ہے۔ میں ایک بار وہاں گئی تھی.... کیا نام ہے اس خوبصورت سے ریستوران کا....!"

"وہاں کئی ریستوران ہیں....!"

وہ لباس تبدیل کرنے کے لئے دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

صفدر سگریٹ سلگا کر صوفے پر نیم دراز ہو گیا تھا۔

پندرہ یا بیس منٹ بعد وہ واپس آئی۔

"ارے تم اونگھ رہے ہو....!" اس نے چہک کر پوچھا۔

صفدر چونک پڑا پھر اٹھ بیٹھا.... گرٹروڈ نے بڑے شوخ رنگ کی لپ اسٹک استعمال کی تھی اور روژ اتنا لگایا تھا کہ گال تمتمائے سے لگ رہے تھے۔

"اور ہاں....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "اسکوٹر سے چلیں گے....!"

"بالکل غلط.... یہ ناممکن ہے....!"

"کیوں....؟"

"میں اس طرح کبھی شہر میں نہیں نکلا.... میرے بس سے باہر ہے۔!"

"سچ کہتی ہوں بے حد تکلیف دہ ثابت ہو رہے ہو....!"

"جہنم میں جاؤ.... میں یہ چلا....!" صفدر اٹھتا ہوا بولا۔

"باہر قدم نکال کر دیکھو.... چور چور.... چلاتی ہوئی پیچھے دوڑوں گی۔!"



صفدر دھم سے صوفے پر بیٹھ گیا.... چہرے پر بلا کی بے بسی طاری تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے ابھی ابھی یتیم ہو جانے کی اطلاع ملی ہو۔!

گرٹروڈ ہنس پڑی۔ پھر بولی۔ "اچھا چلو.... اپنی ہی گاڑی لے چلوں گی۔!"

کچھ دیر بعد اُس کی چھوٹی سی فیاٹ ہسپتال کی کمپاؤنڈ سے باہر نکل رہی تھی۔ صفدر ہی ڈرائیو کر رہا تھا۔

گرٹروڈ نے کہا۔ "میرا تو خیال ہے کہ تم اپنے یہاں کی لڑکیوں کی طرح نقاب ڈال کر میرے ساتھ کہیں چلا کرو....!"

"میں اب تمہاری کسی بات کا جواب نہیں دوں گا۔!"

"پھر تمہیں بہت کچھ سننا پڑے گا.... میری زبان رکنا نہیں جانتی۔!"

صفدر کچھ نہ بولا۔ گرٹروڈ کہتی رہی۔ "میں بعض اوقات دیواروں سے گفتگو کرتی ہوں۔!"

"یہی اچھا ہے.... کیونکہ دیواریں ہاتھ نہیں رکھتیں۔!"

"سنو.... ایک بار ایک عورت نے مجھے بہت پیٹا تھا۔! زندگی میں ہر لحظہ نئے پن کی تلاش اکثر بڑے بڑے خطرات کا سامنا کرا دیتی ہے۔ کئی سال پہلے جب میں زیرِ تعلیم تھی ایک شام ایک میاں بیوی سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ میں تنہا ایک پارک میں ٹہل رہی تھی دیر سے کوئی ایسا نہیں ملا تھا جس سے گفتگو کی جاتی۔ لہٰذا زبان میں کھجلی ہو رہی تھی.... وہ دونوں ایک بنچ پر بیٹھے اونگھ رہے تھے میں قریب پہنچی.... اور بڑی بے تکلفی سے مرد کے شانے پر ہاتھ مار کر بولی ہو ڈیئر اُس رات تو تم ایسے غائب ہوئے تھے کہ بس.... عورت نے آنکھیں پھاڑ کر مجھے دیکھا اور مرد کی پہلے تو گھگھی بندھ گئی پھر جی کڑا کر کے ہکلانے لگا۔ پتہ نہیں کیا کہا تھا اس نے غالباً یہی کہا ہو گا کہ مجھے غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کھینچتی ہوئی بولی۔ اٹھو یہاں اکیلے بیٹھے کیا کر رہے ہو.... چلو میرے ساتھ کہیں اور چل کر بیٹھیں گے۔ بس پھر کیا تھا عورت بھڑک اٹھی اس طرح ٹوٹ پڑی ہم دونوں کے ہاتھوں پر کہ مجھے اس کا ہاتھ چھوڑ دینا پڑا۔ چیخ کر بولی۔ کیا کہتی ہے اکیلا بیٹھا ہے۔ ارے میں اس کی بیوی ہوں.... میں نے کہا تب پھر یہ خود جھوٹا ہو گا.... اُس نے تو مجھ سے کہا تھا کہ اس کی شادی ہی نہیں ہوئی.... وہ کم بخت اتفاق سے تھوڑا سا ذہین بھی تھا۔ فوراً ہی اپنی بوکھلاہٹ پر قابو پا کر پوچھ بیٹھا.... چلو میں تسلیم کرتا ہوں کہ تم مجھے اتنے قریب سے

جانتی ہو.... ذرا میرا نام تو بتانا.... یہ جملہ اتنا اچانک تھا کہ میں سٹپٹا گئی۔ ابھی کوئی جواب بھی نہ دینے پائی تھی کہ اس کی بیوی کا تھپڑ میرے گال پر پڑا اور ساتھ ہی وہ چنگھاڑی، بولی حرافہ.... نام بتا.... ظاہر ہے کیا نام بتاتی پھر تو اس نے مجھے دونوں ہاتھوں سے پیٹنا شروع کیا ہے۔ تو آنکھوں میں کہکشاں تیرتی چلی گئی۔"

صفدر ہنس پڑا اور وہ کہتی رہی۔ "بھیڑ اکٹھی ہو گئی.... جان بچانا مشکل ہو گیا.... بیوی برابر چیخے جا رہی تھی.... یہ حرافہ یہ پیشہ ور میرے شوہر کو ترغیب دے رہی تھی۔ بلاؤ پولیس کو پکڑو اسے.... میں نے دیکھا بات بگڑ جائے گی اس کے شوہر پر ٹوٹ پڑی۔ دونوں ہاتھوں سے پیٹ ڈالا اور چیخنے لگی اس حرام زادے نے مجھے اشارہ کیا تھا۔ کیا سمجھتا ہے بہر حال کچھ لوگوں کے بیچ بچاؤ کرانے پر میری گلوخلاصی ہو سکی تھی۔!"

"بہت خطرناک ہو....!" صفدر بولا۔

"اور یہاں تمہارے ملک میں تو اگر راہ چلتے کسی کی طرف اشارہ بھی کر دوں تو اس کی ہڈیاں پسلیاں برابر ہو جائیں گی.... تم لوگ اس سلسلے میں بہت زیادہ حساس واقع ہوئے ہو۔!"

"بلاشبہ اگر سر راہ کوئی مرد کسی عورت کو چھیڑ دے تو ہم اُسے اپنی دانست میں تو مار ہی ڈالتے ہیں۔!"

"لہٰذا چپ چاپ میری مرضی کے پابند ہو جاؤ.... میرے ہمدردوں کی تعداد زیادہ ہی ہو گی کیونکہ میں غیر ملکی ہوں۔!"

اس وقت گاڑی شہر سے نکل کر ایک سنسان سڑک پر چل رہی تھی۔ صفدر نے کہا۔ "اچھی بات ہے میں اس سے پہلے ہی کیوں نہ اپنا حساب برابر کر دوں....!"

ساتھ ہی اُس نے گاڑی کی رفتار کم کر دی اور اسے بائیں جانب کچے میں اتارنے لگا۔

"یہ کیا کر رہے ہو....؟" گرٹروڈ نے بوکھلا کر پوچھا۔

"یہاں سناٹا ہے.... تمہیں ہمدرد نہ مل سکیں گے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"پیٹوں گا تمہیں.... اس وقت تک پیٹتا رہوں گا جب تک بے ہوش نہ ہو جاؤ....!"

گاڑی رک گئی.... انجن بند کر دیا گیا۔

"دماغ خراب ہوا ہے۔"

"پیٹنے سے پہلے تمہیں حق حاصل ہے کہ میرے بارے میں اپنی رائے ظاہر کر سکو۔!"



"یعنی....!"

"یہی کہ میرا دماغ خراب ہے.... اور کسی کو خواہ مخواہ پیٹ ڈالنا ذہنی صحت مندی کی علامت تو ہو نہیں سکتی۔!"

"کیا سچ مچ.... یعنی کہ....!" وہ صفدر کے بے حد گھمبیر چہرے کا جائزہ لیتی ہوئی ہکلائی۔

"بلاشبہ....!" صفدر نے اس طرح ہاتھ بڑھایا جیسے اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ لینے کا ارادہ رکھتا ہو۔

"ارے.... ارے....!" وہ پیچھے کھسکی۔

"خاموش رہو....!" صفدر غرایا.... وہ پلکیں جھپکائے بغیر اس کی آنکھوں میں دیکھے جا رہا تھا۔

"یعنی کہ تم....!"

"شٹ اپ....!" وہ اتنے زور سے دھاڑا کہ گرٹروڈ جھک پڑی.... ساتھ ہی اُس نے جیب سے بڑا سا چاقو نکال کر کھولا۔ چاقو کرکراہٹ کے ساتھ کھلا تھا اور یہ کرکراہٹ گرٹروڈ کے جسم کی تھرتھری کے متوازی معلوم ہوئی تھی۔

"اپنا رومال اپنے منہ میں ٹھونس لو تاکہ چیخیں نہ نکل سکیں۔!" وہ سانپ کی طرح پھنکارا۔

"ارے تم یہ کیا کر رہے ہو....!" وہ روہانسی آواز میں منمنائی۔

"ارے.... ارے.... ہو ہو ہو....!!" وہ بُری طرح کانپ رہی تھی۔ اور ڈری ڈری لایعنی آوازیں اس کے حلق سے نکلنے لگی تھیں۔

صفدر نے چاقو کا پھل اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا اور ایک بے ساختہ قسم کی طویل چیخ سناٹے میں دور تک تیرتی چلی گئی۔

صفدر کسی طرح بھی اپنی ہنسی نہ روک سکا۔

"بس دھری رہ گئی ساری اکڑ فوں....!"

"اوہ.... اوہ....!" وہ ہانپتی ہوئی بولی۔ ہونٹوں پر سہمی ہوئی سی مسکراہٹ نظر آئی اور پھر یک بیک اس کے منہ سے گالیوں کا طوفان امنڈ پڑا۔

صفدر بے تحاشہ ہنسے جا رہا تھا.... اور وہ بے سر و پا الفاظ میں اُسے بُرا بھلا کہہ رہی تھی۔ جب تھک گئی تو کھڑکی پر ماتھا ٹیک کر سسکیاں لینے لگی۔

"اب ہم نروانی بیچ کی طرف جا رہے ہیں۔!" صفدر نے چہکتی ہوئی آواز میں کہا اور انجن اسٹارٹ کر دیا۔ لیکن وہ اُسی طرح سر اوندھائے سسکیاں لیتی رہی۔

گاڑی نروانی بیچ کی طرف بڑھتی رہی اور رفتہ رفتہ اس کی سسکیاں معدوم ہوتی گئیں۔ بالآخر وہ بالکل ہی پرسکون ہو گئی لیکن سر اب بھی اُسی طرح کھڑکی پر ٹکا ہوا تھا۔

صفدر بھی خاموش ہی رہا.... فی الحال اُسے نہیں چھیڑنا چاہتا تھا۔

کچھ دیر بعد گاڑی نروانی بیچ کی حدود میں داخل ہوئی۔ صفدر اب بھی کچھ نہ بولا۔ وہ بدستور اسی طرح بیٹھی ہوئی تھی۔

ایک جگہ اس نے گاڑی روک دی.... اور اُس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر مضطربانہ انداز میں کہا۔ "دیکھو.... دیکھو.... وہ رہا....!"

وہ چونک پڑی.... سر اٹھا کر خالی خالی نظروں سے صفدر کی طرف دیکھا۔

"بائیں جانب.. کھڑکی میں...!" صفدر نے ونڈ اسکرین پر نظر جمائے ہوئے آہستہ سے کہا۔

اس نے سر گھمایا.... بتائی ہوئی کھڑکی پر نگاہ ڈالی کچھ دیر دیکھتی رہی پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "ہاں یہ وہی ہے.... واپس چلو.... میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔!"

اس کے بعد پھر پہلی ہی سی پوزیشن میں آگئی۔ یعنی کھڑکی پر پیشانی لگا دی۔

"بس اتنی سی بات کے لئے....!" صفدر نے تلخ لہجے میں کہا۔ "میں تو سمجھا تھا کچھ تفریح رہے گی.... تم اپنے مخصوص انداز میں اس سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ کرو گی۔ اوہ سمجھا.... تمہارا موڈ خراب ہو گیا ہے۔ مجھے ایسے لوگ پسند نہیں ہیں جو خود تو دوسروں کو چھیڑتے رہیں پریشان کرتے رہیں لیکن جب کوئی انہیں چھیڑے تو بُرا مان جاتے ہیں۔!"

"یہ بات نہیں ہے.... صفدر.... سچ مچ میری طبیعت خراب ہے.... مجھے واپس لے چلو۔!"

صفدر نے ایکسیلیٹر پر دباؤ ڈالا... گاڑی جھٹکے سے آگے بڑھی اور وہ پھر شہر کیطرف روانہ ہو گئے۔

"کیا تم سچ سمجھیں تھیں....؟" صفدر نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"صفدر.... میری طبیعت ٹھیک نہیں....!"

"اچھا.... اچھا....!"

صفدر نے پھر خاموش ہی رہنا مناسب سمجھا۔



پھر جب وہ ہسپتال پہنچ کر وہاں سے روانگی کے لئے اپنا اسکوٹر اسٹارٹ کر رہا تھا تب بھی گرٹروڈ نے اس سے کچھ نہ کہا بس ویران ویران سی آنکھوں سے اسے دیکھتی رہی تھی۔

گھر واپس آکر صفدر نے فون پر رانا پیلس کے نمبر ڈائیل کئے اور ایکس ٹو کو اطلاع دی کہ وہ اس کی اسکیم کو عملی جامہ پہنا چکا ہے۔!

رافیہ سموناف حسب دستور اپنے فرائض انجام دے رہی تھی کہ کمرے میں روح کی سرگوشی گونجی۔

"ٹھہر جاؤ....!"

اس کے ہاتھ ٹائپ رائٹر پر رک گئے۔

"باہر صدیقی کھڑا ہے....!"

"وہ یہاں.. کہاں....؟" رافیہ چونک کر بولی۔ "میں نے اُسے یہاں کا پتہ تو نہیں بتایا تھا۔!"

"اس نے پوسٹ آفس سے معلوم کیا ہے۔!"

"تو پھر مجھے کیا کرنا چاہئے....؟"

"گھنٹی کی آواز سن کر اسے ڈرائینگ روم میں ریسیو کرو.... پروفیسر کے بارے میں کہہ دینا کہ وہ موجود نہیں ہے۔!"

رافیہ نے طویل سانس لی۔

وہ کئی دن سے صدیقی کو ٹال رہی تھی۔ قطعی نہیں ملی تھی۔ اپنے کمرے سے فون پر اُس سے کہہ دیتی تھی کہ اس کی طبیعت اچھی نہیں ہے نہیں مل سکے گی لیکن اب تو ملنا ہی پڑے گا.... اس نے سوچا دفعتاً گھنٹی کی آواز پر چونک پڑی اٹھ کر باہر آئی صدیقی سامنے برآمدے میں کھڑا تھا۔

"اوہ....!" اس کے لہجے میں تحیر تھا....!" "یہ تم ہو....!"

وہ اس کے عجیب و غریب سبز رنگ کے لباس کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

وہ زبردستی مسکرائی اور بولی۔ "خوش آمدید....!"

"لیکن یہ کیسے کپڑے پہن رکھے ہیں....؟"

"مجبوری ہے.... آؤ.... اندر بیٹھو.... لیکن پروفیسر تو اس وقت موجود نہیں۔!"

وہ اس کے ساتھ ڈرائینگ روم میں آیا۔

"یقین کرو.... اس لباس میں تم قدیم مصر کی کوئی دیوی معلوم ہوتی ہو...!" صدیقی نے کہا۔"اوہ معاف کرنا.... تمہیں اس لباس میں دیکھ کر کچھ ایسا مبہوت ہوا کہ تمہاری خیریت پوچھنا بھول گیا۔"

"شکریہ....!اس وقت تو بہتر محسوس کر رہی ہوں....!"

"مجھے بے حد تشویش تھی.... اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہی تشویش مجھے یہاں تک لائی ہے۔ پروفیسر سے ملاقات کے خیال سے ہرگز نہیں آیا....!"

"بہت بہت شکریہ.... مسٹر صدیقی.... اس ملک کے لوگ بہت اچھے ہیں۔!"

"ایک بات سمجھ میں نہیں آئی جب پروفیسر کسی سے ملتے ہی نہیں تو پھر تمہیں اس قسم کے لباس میں کیوں رہنا پڑتا ہے۔!"

"میں نہیں جانتی.... پروفیسر کا حکم یہی ہے کہ اُس مخصوص کمرے میں جہاں بیٹھ کر میں کام کرتی ہوں یہ لباس پہنے بغیر داخل نہ ہوں.... اور میرے ساتھ کوئی ایسی چیز نہ ہو جس کا رنگ سبز کے علاوہ کچھ اور ہو....!"

"بڑی عجیب بات ہے....!"

"بعض روحیں.... کسی مخصوص رنگ کو پسند کرتی ہیں۔!"

"روحیں....؟"

"جی ہاں....! پروفیسر روحانیات کے ماہر ہیں۔!"

"اوہ تو کیا حاضرات وغیرہ کا چکر بھی ہے....!"

"قطعی ہے.... محض ستارہ شناسی سے کام نہیں چلتا.... ستاروں کے حسابات بعض اوقات غلط بھی ہو جاتے لیکن روحوں کے لگائے ہوئے احکامات سو فیصدی درست ثابت ہوتے ہیں۔!"

صدیقی اُسے عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"سچ بتاؤ.... کیا تم بھی کوئی روح تو نہیں ہو....!"

"ظاہر ہے.... کہ میں ذی روح ہوں....!" رافیہ نے بے دلی سے ہنس کر کہا۔

"یہ بات نہیں مس سموناف.... پتہ نہیں میں کیا محسوس کرتا ہوں.... تمہاری آنکھیں مجھے ایسے دھندلکوں کی یاد دلاتی ہیں جن سے ہزارہا سال پہلے گذرا ہوں.... مجھے ایسا لگتا ہے جیسے



میں نے کئی جنم لئے ہوں.... ایسی ایسی تصویریں ذہن میں ابھرتی ہیں جن سے یگانگت کا احساس ہوتا ہے لیکن میں انہیں واضح طور پر پہچان نہیں سکتا۔!"

رافیہ حیرت سے منہ کھولے اُسے دیکھتی رہی.... اور وہ کہتا رہا۔"عجیب سی خوشبوئیں ذہن میں لہراتی ہیں.... جو نہ تو غیر مانوس ہیں اور نہ صاف پہچانی جاتی ہیں.... تم سے ملنے سے پہلے تو ایسے احساسات کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔!"

وہ خاموش ہو گیا۔

"بھلا میں اس کے بارے میں کیا کہہ سکتی ہوں مسٹر صدیقی....!"

"آج کل عجیب سے خواب نظر آتے ہیں.... پچھلی رات دیکھا تھا جیسے یہ دونوں آنکھیں پھیل کر بکھراں خلاؤں پر محیط ہو گئیں.... پھر ایک ایسی بستی نظر آئی جس میں عجیب وضع کے مکانات دکھائی دیئے بستی کے لوگوں کے ملبوسات بھی میرے لئے نئے تھے لیکن وہ جانے کیوں اجنبیت کا احساس نہیں ہوتا تھا.... میں نے تمہیں دیکھا.... تم بھی انہی لوگوں کے لباس میں تھیں۔ پھر تمہارے قریب ہی ایک ایسا جانا پہچانا سا چہرہ نظر آیا کہ میں بے ساختہ چیخ پڑا.... اور میری آنکھ کھل گئی.... جانتی ہو وہ چہرہ کس کا تھا.... میرا.... میرا....!"

"میرا.... میرا...." کہتے وقت اُسکی آواز مضمحل ہو گئی تھی۔ گلا رندھ گیا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بعد کے الفاظ آنسو بن کر آنکھوں سے چھلک پڑیں گے۔!

"بڑی عجیب باتیں کر رہے ہیں آپ مسٹر صدیقی....!"

"یہ حقیقت ہے کیا تم میری اس کیفیت کا تذکرہ پروفیسر سے نہ کرو گی؟"

"ضرور کروں گی مسٹر صدیقی۔!"

"پھر میں نے دوبارہ سونا چاہا تھا.... میں چاہتا تھا کہ وہی خواب اُسی جگہ سے پھر شروع ہو جائے جہاں سے ٹوٹا تھا....!"

"آپ نے ایسا کیوں چاہا تھا مسٹر صدیقی....!" اس بار رافیہ کی آواز کسی قدر غصیلی تھی۔

"میں نہیں جانتا.... میں کچھ نہیں جانتا.... خدا کے لئے میرے بارے میں کوئی بُری رائے قائم نہ کرنا.... سموناف.... میری سمجھ میں نہیں آتا میں کیا کروں.... میں کیا کروں....!"

"اچھا مسٹر صدیقی.... اب تم جاؤ.... پروفیسر اسے پسند نہیں کرتے کہ اُن کا کوئی مؤکل ان

کے طلب کئے بغیر یہاں آئے۔!"

"میں چلا جاؤں گا.... لیکن.... لیکن....!"

"لیکن کیا....؟" رافیہ کے لہجے میں سختی تھی۔

"کچھ نہیں....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

رافیہ جہاں تھی وہیں بیٹھی رہ گئی.... اسے رخصت کرنے برآمدے تک بھی نہ آئی۔ خون کھول رہا تھا.... آخر خود کو سمجھتا کیا ہے یہ احمق؟ کیا وہ ان باتوں کا مطلب نہیں سمجھ سکتی۔ یہ کمبخت کسی کو بھی الگ تھلگ نہیں رہنے دیتے.... جو بھی ہے کسی نہ کسی کا متلاشی۔ جس تک رسائی ہو جائے وہی انہیں خواب دکھانے لگتی ہے۔ سور کا بچہ.... وہ خیالات میں کھوئی رہی.... کچھ دیر بعد قدموں کی چاپ سن کر چونکی۔

پروفیسر کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔

"یہ یہاں کیوں آیا تھا....؟"

"میں نہیں جانتی.... آپ نے اس کی گفتگو تو سنی ہی ہوگی۔!"

"اسی لئے تو پوچھ رہا ہوں....!"

"میرا خیال ہے کہ اس کا جواب میرے پاس تو نہ ہونا چاہئے۔!"

"تم کس لہجے میں گفتگو کر رہی ہو....!"

"ہم دونوں پارٹنر ہیں.... مسٹر ویلانی....!" وہ تن کر کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔ "کیا تم اس کے ہاتھوں غارت ہونا چاہتے ہو جو میری ہمشکل تھی اور وہ جو ہر وقت میری نگرانی کرتی ہے۔!"

"نن.... نہیں....!" ویلانی کی آواز کانپ رہی تھی۔ "مجھے معاف کرنا بے بی.... میں بھی آخر تمہاری ہی طرح انسان ہوں.... بلاشبہ تمہارا درجہ مجھ سے بلند ہے.... میں صرف پجاری ہوں اور تم اس کی ہم شبیہ ہو مجھے معاف کردو....!"

"کیا وہ مجھے گندگی کی طرف نہیں دھکیلنا چاہتا۔!"

"روح جانے.... روح جانے.... بے بی.... تم خود ہی معلوم کر سکتی ہو.... میں تو ایک حقیر سازندہ ہوں اُس کے سامنے۔!"

"بس تو پھر اب مجھے روح ہی کے مشوروں پر عمل کرنے دو....!"



"جیسی تمہاری مرضی.... بے بی.... میں تو.... میں تو.... خدا کے لئے اس سے کہہ دینا کہ مجھے معاف کردے.... میں نہیں جانتا تھا کہ اب وہ براہِ راست تمہیں ہی احکامات دے رہی ہے۔!"

رافیہ کچھ کہے بغیر تیزی سے مڑی اور روح والے کمرے میں چلی آئی۔ لیکن وہ اپنے پیچھے قدموں کی چاپ سن رہی تھی۔

دروازے کے پاس پہنچ کر مڑی پروفیسر سامنے دم بخود کھڑا تھا۔ مسکین صورت بنائے.... اس وقت اس کا چہرہ خوفناک نظر آنے کے بجائے مضحکہ خیز لگ رہا تھا۔

"پروفیسر ویلانی، بعض اوقات تم بہک جاتے ہو....!" رافیہ نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں نہیں سمجھا....!" اس بار اس نے نظر اٹھائی اور تیور بھی کچھ بدلے ہوئے سے لگے۔

"ہمیں کیا ضرورت تھی کہ عمران وغیرہ کے معاملات میں پڑتے.... اس حد تک تو ٹھیک تھا کہ تم نے اُسے ایک تکلیف سے نجات دلائی تھی۔ تمہارا یہ کام نہیں کہ دو دشمنوں کے درمیان سمجھوتا کراؤ۔!"

ویلانی کے چہرے کی رنگت بدل گئی اور وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔ "یہ براہِ راست روح کی سرزنش ہے.... یہ براہِ راست....!"

"وہ تمہارے متعلق شبہات میں مبتلا ہو سکتا ہے۔!"

"ہاں.... میں سمجھتا ہوں.... بے بی.... اسی لئے میں نے اُسے صاف جواب دے دیا ہے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اپنے معاملات خود نپٹاؤ.... لیکن بے بی.... میں اسے بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ جوزف کو کوئی گزند پہنچے.... کیونکہ وہ روح کے خادموں کی اولاد ہے۔!"

"ہمیں اس سلسلے میں روح کے مشورے کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھانا چاہئے۔!"

"ٹھیک ہے.... تم معلوم کرو اور مجھے معاف کردو....!" ویلانی نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

صفدر شام کی چائے پی کر سگریٹ سلگا رہا تھا کہ پائیں باغ سے کسی گاڑی کی آواز آئی.... وہ اٹھ کر کھڑکی کے قریب آیا۔

"اوہ....!" اس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ گرٹروڈ کی فیاٹ تھی۔ اُس نے اُسے اُترتے دیکھا۔

پھر وہ اسے آوازیں دیتی ہوئی اندر آگئی۔ چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور آنکھیں سرخ

تھیں۔ پلکیں بھی کچھ متورم سی نظر آئیں ایسا لگتا تھا جیسے کچھ دیر پہلے روتی رہی ہو۔

"وہ خطرے میں ہے... صفدر اُسے بچاؤ... خدا کیلئے بچاؤ... وہ اُسے زندہ نہ چھوڑیں گے۔!"

"کون... کس کی باتیں کر رہی ہو...!" صفدر کے لہجے میں حیرت خود اسے بھی متحیر کئے دے رہی تھی۔!

"عمران... علی عمران کی...!"

"کون علی عمران...!"

"وہی جسے تم نے مجھے نروانی بیچ کے ہٹ میں دکھایا تھا...!"

"میں کچھ نہیں سمجھا... تم کیا کہہ رہی ہو... اسے کون مار ڈالے گا۔!"

"اوہ... میں... تمہیں کیسے بتاؤں... میں کہتی ہوں جلدی کرو... ورنہ وہ ختم کر دیا جائے گا۔!"

"کمال ہے میں اُس سے کیا کہوں گا کیسے کہوں گا۔ میری اُس سے جان پہچان تو نہیں۔!"

"اچھا جاؤ... باہر دیکھو... آس پاس کوئی ایسا آدمی تو موجود نہیں جو میرا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک آیا ہو...!"

صفدر ہنس پڑا... پھر بولا۔ "یہ آخری منزل ہے جاسوسی ناولوں کے شائقین کی...!"

"نہیں میں سنجیدہ ہوں... مذاق نہ سمجھو... میں اطمینان کر لینا چاہتی ہوں۔!"

"کیا واقعی سنجیدہ ہو...!"

"یقین کرو صفدر... جلدی کرو...!" وہ گھگھیائی۔

"صفدر کو اس اچانک تبدیلی پر حیرت تھی۔ وہ باہر نکل آیا... دور دور تک کسی کا پتہ نہیں تھا۔ کئی منٹ تک گرد و پیش کا جائزہ لیتا رہا پھر گرٹروڈ کے پاس لوٹ آیا۔

"کوئی نہیں... مجھے تو ایسا کوئی بھی نہیں نظر آیا جس پر شبہ کیا جا سکے۔!"

"لیکن تمہیں میرے ساتھ ضرور دیکھا گیا ہوگا۔!"

"کیا بات ہوئی... لاکھوں نے ہمیں دیکھا ہوگا۔!"

"مطلب یہ کہ اُن لوگوں نے ضرور دیکھا ہوگا جو اس معاملے سے تعلق رکھتے ہیں۔!"

"آخر تم کس ناول کے پلاٹ کا ریہرسل کر رہی ہو۔ مجھے بھی بتاؤ...!"

"صفدر اُسے بچاؤ... خدا کیلئے... ورنہ میں مرنے کے بعد بھی سکون نہ پا سکوں گی۔!"



"آخر کیسا چکر ہے...!"

"میں ابھی تک تمہیں دھوکہ دیتی رہی ہوں... میں نے ایک خاص مقصد کے تحت تمہیں اس آدمی کی تلاش پر اکسایا تھا... تفریحاً نہیں...!"

"اوہ...!" صفدر نے اس طرح آنکھیں نکالیں جیسے اب کچھ کچھ عقل آ چلی ہو۔!

"ہاں... یقین کرو... میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گی... لیکن تم پہلے اُسے مطلع کر دو کسی طرح بھی۔!"

"میں اس کا فون نمبر تو جانتا نہیں...!"

"تمہیں اُس کے پاس جانا پڑے گا۔!"

"تنہا...!"

"ہاں اس بار تو تنہا ہی جانا پڑے گا۔!"

"لیکن میں کیسے سمجھ لوں کہ اس بار میں دھوکہ نہیں کھاؤں گا۔!"

"یقین کرو... یہ دھوکہ نہیں ہے... میں نے تمہیں بتا دیا ہے پھر کسی قسم کا فریب ہوتا تو تمہیں بتاتی کیوں...!"

"ہوں... اوں... تو مجھے اس سے کیا کہنا ہوگا۔!"

"یہی کہ اس کے دشمنوں کو علم ہو گیا ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہے لہٰذا اسے وہ جگہ فوراً چھوڑ دینی چاہئے۔!"

"اچھی بات ہے... میں جا رہا ہوں...!"

"لیکن تم میک اپ میں جاؤ گے...!"

صفدر نے قہقہہ لگایا۔

"ہنسو نہیں...!" وہ جھنجھلا گئی۔

"تم شاید مجھے پورا جاسوس بنا دینے پر تل گئی ہو... میں کیا جانوں میک اپ کس چڑیا کا نام ہے۔!"

"میں تو جانتی ہوں... سامان بھی ساتھ لائی ہوں۔!" اس نے اپنے وینٹی بیگ کو تھپکتے ہوئے کہا۔

"مجھے اسٹیج ڈراموں سے دلچسپی رہی ہے... خود بھی ان میں حصہ لیتی رہی ہوں۔ اسی زمانے

میں کئی قسم کے میک اپ کے طریقے سیکھے تھے.... چلو سنگھار میز کی طرف۔

تھوڑی ہی دیر بعد صفدر نے اپنے چہرے پر فرنچ کٹ ڈاڑھی اور گھنی مونچھیں دیکھیں جو اتنی گھنی تھیں کہ اوپری ہونٹ بالکل چھپ گیا تھا۔

"اب دھوپ کی عینک لگالو.... تمہیں کوئی نہ پہچان سکے گا۔!" گرٹروڈ نے کہا۔

"لیکن میک اپ میں جانا کیوں ضروری ہے....!"

"میں کہہ چکی ہوں نا کہ کسی تیسرے کو بھی آلہ کار بننے کا علم ہو چکا ہے.... ہو سکتا ہے اُس نے تمہاری بھی نگرانی کرائی ہو۔ اس لئے تمہیں دوبارہ اُدھر جاتے دیکھ کر وہ شبہے میں مبتلا ہو سکتا ہے۔!"

"لیکن وہ تیسرا کون ہے....!"

"اب جا بھی چکو کسی صورت سے.... واپسی پر بتاؤں گی۔ میں یہیں تمہاری منتظر رہوں گی۔!"

صفدر چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر سر ہلا کر بولا۔

"میں سمجھ گیا....!"

"کیا سمجھ گئے....!"

"تم کسی طرح مجھ سے اس حرکت کا انتقام لینے کی کوشش کر رہی ہو....!"

"نہیں صفدر ہرگز نہیں.... معصوم مریم کی قسم.... یسوع کی قسم....! ایسی کوئی بات نہیں تمہاری اُسی حرکت نے تو مجھے راہ راست پر لگایا ہے۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گی....!"

"میں تمہاری قسم پر اعتبار کر کے جا رہا ہوں....!"

"تم مجھے جھوٹا نہ پاؤ گے....!"

صفدر نے باہر نکل کر اسی ہیئت کذائی میں اسکوٹر سنبھالا.... اور کسی ایسے ٹیلی فون کی تلاش میں روانہ ہو گیا جہاں سے ایکس ٹو کو اس نئے ڈیولپمنٹ سے آگاہ کر سکے۔

ایک جگہ ایک ایسا ٹیلی فون بوتھ مل ہی گیا جو بالکل خالی تھا.... صفدر نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا اور سکہ ڈال کر رانا پیلس کے نمبر ڈائیل کرنے لگا۔

اُس نے مختصراً نئے حالات کے بارے میں بتاتے ہوئے مشورہ طلب کیا۔

دوسری طرف سے ایکس ٹو کی آواز آئی۔ "تم اتنا وقت ادھر اُدھر گذار دو جتنے میں بیچ تک جا کر واپس آ سکتے ہو! پھر اُس سے جا کر کہہ دینا کہ اسکی مرضی کے مطابق سب کچھ کر آئے ہو۔!"



"بہت بہتر جناب....!"

"بس فی الحال خاموشی سے حالات کا جائزہ لیتے رہو....!"

صفدر نے دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر ریسیور ہک سے لگا دیا۔

اب کچھ وقت باہر ہی گذارنا تھا جو گذرتا رہا۔ ویسے جب وہ دوبارہ گھر پہنچا تو گرٹروڈ حسب وعدہ اس کی منتظر نہیں تھی۔ لیکن جاتے جاتے اُس نے ضروری سمجھا تھا کہ اس وعدہ خلافی کے جواز میں ایک تحریر چھوڑ جاتی۔ اس نے لکھا تھا۔ "صفدر ڈیئر میری ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے اس لئے مناسب نہیں سمجھتی کہ اس وقت ہسپتال کی کمپاؤنڈ سے باہر پائی جاؤں.... توقع ہے کہ تم مجھے معاف کر دو گے.... اگر حالت سنبھلی رہی تو جلد ہی پھر ملوں گی۔!"

صفدر نے اس کی اطلاع بھی ایکس ٹو تک پہنچا دی.... اور اُدھر سے ہدایت ملی کہ وہ بھی گھر ہی تک محدود رہے۔!

سمندر کی جانب سے تیز اور خشک ہوا بہہ رہی تھی۔

عمران نے طویل انگڑائی لی اور کھڑکی کے پاس سے ہٹ آیا۔ باہر اندھیرا پھیل گیا تھا۔ وہ کسی گہری سوچ میں معلوم ہوتا تھا.... کچھ دیر بعد اُس نے فون پر رانا پیلس کے نمبر ڈائیل کئے اور دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سن کر کوڈ ورڈز میں کہا "ڈیوڈ کو سانپ سے ڈسوا کر پلری نال کی سڑک کے قریب والی جھاڑیوں پر ڈلوا دو۔ اس کے جسم پر ایسے کپڑے ہونے چاہئے جیسے اُس نے غائب ہو جانے کے بعد سے جنگل ہی میں زندگی بسر کی ہو....!"

"لل.... لیکن....!" بلیک زیرو دوسری طرف سے ہکلایا۔

"جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کے خلاف نہ ہونا چاہئے۔ ان میں سے جو بھی ہاتھ لگا اُسے بہر حال کسی نہ کسی بہانے مرنا ہی ہوگا۔ حالات کا تقاضہ یہی ہے۔!"

"کیا آپ کسی خاص نتیجے پر پہنچ چکے ہیں....!"

"ہاں....!" عمران غرایا۔ "بہر حال اُسے جھاڑیوں میں ڈلوانے کے بعد کسی بھی تھانے کو فون کر دینا کہ فلاں جگہ ایک انگریز مرا پڑا ہے.... لفظ انگریز ہی استعمال ہونا چاہئے کیونکہ عام آدمی ہر سفید فام کو انگریز ہی کہتا ہے.... بس....!"

اس نے سلسلہ منقطع کر دیا.... اور فون کے پاس سے ہٹتا ہوا بڑبڑایا۔ "باسٹرڈس....!"

اس نے ساری کھڑکیاں بند کر دیں.... دروازے بولٹ کئے حتی کہ روشندان کے شیشے بھی کھلے نہ رہنے دیئے۔

اور پھر وہ مسہری پر لیٹ گیا.... تکیئے کے نیچے ہاتھ ڈال کر ریوالور کو ٹٹولا اور بائیں کروٹ ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔

نروانی بیچ کے ہٹوں کی اس بستی میں آہستہ آہستہ سکوت طاری ہوتا جا رہا تھا۔ ہٹوں کے روشندانوں میں کہیں دھندلی روشنی نظر آ رہی تھی اور کہیں تیز روشنی۔

ساحل سے ٹکرانے والی لہروں کا شور کبھی کبھی تیز ہو جاتا....!

تقریباً گیارہ بجے ہٹ کے کسی گوشے سے تیز قسم کی گھنٹی کی آواز آئی اور عمران اچھل پڑا۔

گھنٹی بدستور بج رہی تھی۔ وہ آواز کی طرف جھپٹا۔

جہاں رکا تھا اس کمرے کا دروازہ بند تھا.... اور اسی کمرے سے گھنٹی کی آواز آ رہی تھی۔

قفل کے سوراخ سے اندر جھانکتے ہی اندازہ ہو گیا کہ اس کی اسکیم کامیاب ہوئی ہے لیکن ضروری نہیں تھا کہ اس وقت بھی ہٹ کے باہر بھی کسی قسم کا خطرہ موجود نہ ہوتا....!

پھر اس نے دیوار سے لگے ہوئے ایک سوئچ بورڈ پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ گھنٹی کی آواز ختم ہو گئی۔

اب وہ دبے پاؤں باہر جا رہا تھا.... پہلے ایک کھڑکی کھولی.... چند لمحے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑتا رہا پھر باہر نکل آیا.... لہروں کے شور کے علاوہ اور کسی قسم کی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔

ہٹ کی پشت پر ایک بڑی سی وین کھڑی دکھائی دی۔ اتنا گہرا اندھیرا بھی نہیں تھا کہ وہ وین کی موجودگی یا عدم موجودگی کا اندازہ نہ کر سکتا۔

اگلی سیٹ بالکل خالی تھی۔ قریب پہنچ کر بونٹ پر ہاتھ رکھ دیا.... انجن گرم تھا.... وین کا پچھلا حصہ خالی تھا۔

وہ تیزی سے واپس ہوا.... ہٹ میں داخل ہو کر پھر اسی کمرے کے سامنے پہنچا جہاں گھنٹی کی آواز آئی تھی۔

جیب سے کنجی نکال کر دروازے کا قفل کھولا.... کمرے میں دھندلی سی روشنی تھی.... اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے فرش پر کئی ریچھ ایک دوسرے سے گتھے ہوئے قلابازیاں کھا رہے ہوں۔



عمران نے ایک سوئچ آن کیا کمرے میں تیز قسم کی روشنی پھیل گئی اور تب معلوم ہوا کہ یہ ریچھ نہیں بلکہ دو آدمی ہیں جو ایک جال میں پھنسے ہوئے اس سے نکل جانے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔!

"میرے ہاتھ میں ریوالور ہے....!" عمران غرایا "بے حس و حرکت ہو جاؤ.... تمہارے ہاتھ مجھے نظر آنے چاہئیں.... ورنہ گولی مار دوں گا۔!"

انہوں نے بے چوں و چرا تعمیل کی.... یہ دیسی ہی تھے۔

"اوہو.... تو یہ تم ہو نریش.... بہت اچھے....!" عمران نے کہا۔ "بڑی زیادتی ہو گی۔ اگر میں اس ملاقات کو ایک اعزازی دعوت میں نہ تبدیل کر سکا.... تو اسے اپنی بدنصیبی سمجھوں گا.... مجھے توقع ہے کہ تم بھی مجھے جانتے ہی ہو گے۔!"

ان میں سے کوئی کچھ نہ بولا.... عمران کھڑا کہتا رہا.... "کیا تم مجھے اتنا ہی احمق سمجھتے ہو کہ میں اتنا بڑا روشندان یونہی کھلا رہنے دوں گا جس سے گذر کر کوئی میرا خاتمہ کر سکے.... دو آدمی بیک وقت اس روشندان سے گذر سکتے ہیں.... میرا یہ اندازہ بھی درست ہی نکلا کہ تمہارے آقا اب اپنے سفید ساتھیوں کو ایسے کاموں پر نہیں لگائیں گے۔!" وہ دونوں اب بھی خاموش رہے۔

دوسری صبح.... محکمہ پولیس و سراغ رسانی کے لئے بہت بڑے دردِ سر کی حامل تھی۔

انہیں نوئیل ڈیوڈ کی لاش مل گئی تھی.... شکستہ حال ڈیوڈ کی لاش.... اس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور جسم پر منوں خاک تھی۔

ابتدائی طبی رپورٹ کے مطابق وہ مار گزیدگی کا کیس تھا۔

پھر پوسٹ مارٹم سے بھی اسکی تائید ہو گئی.... کسی بہت زیادہ زہریلے سانپ نے اسے کاٹا تھا۔

بہر حال یہ مسئلہ پولیس کے لئے معمہ بنا ہوا تھا.... کہ وہ اچانک غائب کیوں ہوا تھا اور جنگل میں کیوں روپوشی اختیار کی تھی۔

پھر دو لاشیں اور ملیں.... یہ نریش اور روپی مل کے سیکریٹری کی تھیں۔ ان کی وین ایک کھڈ میں الٹی پڑی پائی گئی تھی۔ ایک کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی.... دوسرے کی ریڑھ کی ہڈی۔!

دوسری اطلاع سے کیپٹن فیاض کو سروکار نہیں تھا.... وہ تو نوئیل ڈیوڈ کے سلسلے میں پریشان

تھا۔

لیکن اس کی پریشانی زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی۔ اُس کے ماتحتوں کی ٹیم جو پلری نال کے جنگل میں چھان بین کر رہی تھی۔ بالآخر ایک چھوٹا سا سوٹ کیس بھی پانے میں کامیاب ہو گئی۔ اس میں کچھ کاغذات تھے ایک شراب کی خالی بوتل تھی.... اور دو تین رومال.... انہیں کاغذات میں ایک نوٹ بک بھی ملی.... جس پر نوئیل ڈیوڈ کا نام اور پتہ تحریر تھا۔

وہ نوٹ بک کی ورق گردانی کرنے لگا۔

اور پھر ایک جگہ اسے پوری طرح متوجہ ہو جانا پڑا.... یہ ایک ایسی کہانی تھی جس نے نہ صرف نوئیل ڈیوڈ کے بارے میں کچھ ظاہر کیا بلکہ ایک حادثے پر بھی روشنی ڈالی.... یہ حادثہ اونچی بنگلیا والی پہاڑی سے تعلق رکھتا تھا.... شاید نوئیل ہی نے واحد متکلم میں یہ کہانی لکھی تھی.... وہ اس خوبصورت عورت کو اس پہاڑی پر لے گیا تھا لیکن وہ اس پر تیار نہ تھی جو کچھ وہ چاہتا تھا۔ زبردستی پر آمادہ ہوا تو بھاگ نکلی.... اس طرح وہ پہاڑی سے نیچے گری۔

اس کے بعد نوئیل کے اپنے تاثرات تھے.... وہ خائف تھا اس کا ضمیر ملامت کر رہا تھا۔ وہ کسی ایسی جگہ بھاگ جانا چاہتا تھا جہاں اس کے علاوہ اور کوئی نہ ہو....! وہ اپنے ہی جیسے کسی دوسرے آدمی کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ وغیرہ.... وغیرہ....

اس تحریر نے آگے چل کر کچھ ایسی شکل اختیار کرلی تھی.... جس سے صاف پتہ چلتا تھا کہ لکھنے والا ذہنی طور پر غیر متوازن ہوتا جا رہا ہے....!

بہر حال اس نئے انکشاف کے بعد از سر نو بھاگ دوڑ شروع ہو گئی.... نوئیل ڈیوڈ کے دفتری کاموں کے فائیل نکلوائے گئے.... اور شام تک طرز تحریر کے ماہرین نے فیصلہ کردیا کہ ڈائری کی تحریر نوئیل ڈیوڈ ہی کے ہاتھ کی تھی۔

فیاض نے اطمینان کا سانس لیا.... یہ دونوں ہی کیس سلجھ گئے تھے اور وہ ان کے ضمنیات کے بارے میں کچھ نہیں سوچنا چاہتا تھا۔ اونچی بنگلیا میں پائے جانے والے تار کے لچھے کو بھی اُس نے ذہن سے نکال پھینکا۔

"جہنم میں جائے....!" وہ بڑبڑاتا ہوا کرسی کی پشت سے ٹک گیا اور جیب میں پڑے ہوئے سگریٹ کے پیکٹ کو ٹٹولنے لگا۔



دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور اس نے بُرا سا منہ بنا کر ریسیور اٹھالیا۔

"ہیلو....!"

"کون بول رہا ہے....؟"

"فیاض....!"

"میں عمران ہوں....!"

"میں نے آواز پہچان لی تھی....!" فیاض نے تلخ لہجے میں کہا اور میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی.... فوراً ہی اردلی کمرے میں آیا۔

"تم نے جوزف اور سلیمان کو کیوں پکڑا ہے۔!"

"تاکہ اُن سے تمہارا پتہ معلوم کیا جائے....!" فیاض نے سامنے پڑے ہوئے پیڈ پر پنسل سے جلدی جلدی کچھ لکھتے ہوئے کہا۔

"وہ نہیں جانتے....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کچھ بھی ہو....!" فیاض نے کاغذ پیڈ سے الگ کرتے ہوئے اردلی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اردلی نے اسے لے کر دیکھا اور تیزی سے باہر چلا گیا۔

"میں نے سنا ہے کہ تم عدالت سے ان کا ریمانڈ لینے والے ہو....!"

"ہاں.... درست ہے....!"

"بیچ بازار میں تمہیں ننگا کردوں گا فیاض اگر تم نے ایسی کوئی حرکت کی.... میں یہاں سے تمہارا تبادلہ کرا دینے کی صلاحیت رکھتا ہوں۔!"

"بکو مت.... تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے.... تم ایک بہت بڑے معاملے میں الجھ گئے ہو۔ تمہیں اس کی جواب دہی کرنی ہے.... خیریت اسی میں ہے کہ فوراً مجھ سے ملو....!"

"اُس بڑے معاملے کی نوعیت....؟"

"ایک ایسی عمارت میں تمہاری انگلیوں کے نشانات ملے ہیں جس کا کچھ حصہ کسی قسم کے دھماکے کی وجہ سے اڑ گیا ہے اور وہاں سے تین لاشیں برآمد ہوئی ہیں جن میں سے تین غیر ملکی تھے ایک زخمی دیسی تھا جو بیان دینے سے پہلے ہی چل بسا....!"

"جوزف یا سلیمان کی انگلیوں کے نشانات ضرور ملے ہوں گے....!" عمران غرایا۔

”نہیں.... وہ تو اس لئے پکڑے گئے ہیں کہ تمہارا پتہ جانتے ہوئے بھی قانون کی مدد نہیں کر رہے ہیں۔!“

”میں کہتا ہوں.... وہ نہیں جانتے.... اگر ان پر ذرہ برابر بھی تشدد ہوا تو تمہارے محکمہ کو سر کے بل کھڑا ہونا پڑے گا۔!“

”بکواس بند کرو....!“

”فیاض میں نہیں چاہتا کہ تمہاری توہین ہو.... اس لئے بہتر یہی ہے کہ ان دونوں کو چھوڑ دو اگر تم نے میرے مشورے پر عمل نہ کیا تو محکمہ جاتی قسم کی پھٹکار پڑے گی تم پر اور تم کم از کم ایک ہفتہ تک منہ بسورتے پھرو گے۔ صرف ایک گھنٹے کی مہلت دیتا ہوں۔“

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔ لیکن فیاض کے چہرے پر ناگواری کے آثار نہیں تھے۔ اس کے برخلاف اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ ایسی ہی چمک تھی جیسی کسی معاملے میں کامیابی کا یقین ہو جانے کے بعد آنکھوں میں پیدا ہوتی ہیں۔

چند لمحات کے بعد اس کا ایک ماتحت کمرے میں داخل ہوا۔

”کچھ نہیں معلوم ہو سکا جناب....!“ اس نے کہا۔

”کیا بکتے ہو....!“

”ایکس چینج نے یہی اطلاع دی ہے جناب.... آپ کے فون کا میٹر کال تو بتا رہا تھا لیکن اس نے اس نمبر کی طرف قطعی رہنمائی نہیں کی جہاں سے کال ہو رہی تھی۔!“

”یہ کیسے ممکن ہے....!“

”آپ خود براہِ راست ایکس چینج سے معلوم کر لیجئے....!“

فیاض پیر پٹخ کر کھڑا ہو گیا۔

”تم جا سکتے ہو....!“ اس نے کہا اور ماتحت چپ چاپ باہر نکل گیا۔

بہر حال فیاض نے ایکس چینج سے براہِ راست جو معلومات حاصل کیں وہ اُن سے مختلف نہیں تھیں جو کچھ دیر پہلے ماتحت نے بہم پہنچائی تھیں۔

وہ کرسی کی پشت گاہ سے ٹک کر پیشانی کا پسینہ خشک کرنے لگا۔

تھوڑی ہی دیر بعد اُسے دوسرے ذہنی جھٹکے سے دوچار ہونا پڑا۔



اسسٹنٹ ڈائریکٹر جنرل کے آفس میں طلبی ہوئی تھی.... وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ اسے مخصوص مشاورت کے کمرے میں جانا ہے۔!

اے ڈی جنرل تنہا نہیں تھا.... فیاض نے سر سلطان کے پرسنل سیکریٹری کو بیٹھے دیکھا.... اے ڈی جنرل نے فیاض سے کہا کہ وہ عمران کی فنگر پرنٹس والا فائل مع جدید ترین اطلاعات سر سلطان کے پرسنل سیکریٹری کے حوالے کر دے۔

کان دبا کر یہی کرنا پڑا۔

گھڑی دیکھی تو عمران کے دیئے وقت کے پورے ہونے میں صرف دس منٹ باقی رہ گئے تھے۔

اس نے جلدی جلدی متعلقہ ماتحت کے نام جوزف اور سلیمان کی رہائی کے لئے احکامات جاری کئے اور بجھے ہوئے دل کے ساتھ اپنے آفس میں آبیٹھا۔

☆

عمران اب پھر دانش منزل میں دکھائی دے رہا تھا۔ بلیک زیرو بھی رانا پیلس سے یہیں واپس آگیا تھا۔

عمران نے اُس سے کہا۔ ”تم واقعی سمجھدار آدمی ہو.... جو کچھ تم نے کیا ہے اس کا خیال مجھے بھی نہیں آیا تھا.... اب چلو پولیس کے دو کیس تو نپٹ ہی گئے.... اگر ڈائری کے بغیر اس کی لاش ملی ہوتی تو پولیس کو پھر اِدھر اُدھر بھٹکنا پڑتا۔!“

”بس جناب اچانک ہی خیال پیدا ہوا تھا کہ پولیس کی رہنمائی کے لئے بھی کچھ نہ کچھ ہونا ہی چاہئے.... بڑے داؤ پیچ استعمال کرنے پڑے تھے اس کہانی کے لئے ڈیوڈ رات بہت بے چین نظر آ رہا تھا.... میں نے اُسے مشورہ دیا کہ وہ اپنے تاثرات لکھ ڈالے اس طرح بھی اعصابی انتشار کم ہو جاتا ہے.... بات اس کی سمجھ میں آ گئی.... اور اس نے خود بخود ہی سب کچھ لکھ ڈالا جو میں اُس سے لکھوانا چاہتا تھا.... ظاہر ہے کہ قدرتی طور پر اپنی ڈائری ہی استعمال کرنی تھی کسی قدر نشے میں بھی تھا۔ بہر حال سب کچھ بہت آسانی سے ہو گیا۔!“

کچھ دیر خاموشی رہی.... پھر بلیک زیرو ہی بولا۔ ”لیکن آپ نے اس سے پہلے کبھی ایسے آدمی کے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کیا جسے پوچھ گچھ کے لئے روک رکھا گیا ہو۔!“

”میں اس پر مجبور تھا.... اس کے علاوہ اور کوئی چارہ ہی نہ تھا....!“

"میں نہیں سمجھا....!"

"دوستوں کی ڈھکی چھپی دشمنی کا مقابلہ اسی طرح کرتے ہیں....!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"فی الحال اتنا ہی کافی ہے بہر حال میں انہیں چن چن کر ختم کروں گا.... اور اُن کے مقامی ایجنٹوں کا خاتمہ بھی اسی طرح ہو گا۔!"

"اوہو.... میں ان دونوں کے بارے میں تفصیل پوچھنا تو بھول ہی گیا تھا....!"

"میں نے صرف اس روشندان کو کھلا چھوڑ دیا تھا.... جس سے ایک آدمی بہ آسانی گذر سکتا ہے.... اور روشن دان کے نیچے جال لگا دیا۔ انتظام یہ تھا کہ جیسے ہی کوئی جال میں پھنسے گھنٹی کی آواز مجھے آگاہ کر دے۔ وہ کچھ ایسے بوکھلائے ہوئے تھے کہ ایک کے بعد دوسرے نے بھی کمرے میں کودنے کی ٹھان رکھی تھی.... لہٰذا دونوں ہی پھنس گئے اور صرف وہی دونوں آئے بھی تھے کوئی تیسرا موجود نہیں تھا.... بہر حال میں انہیں جال سے نکال کر اس کمرے میں لایا جہاں ضیافت کا سامان پہلے ہی موجود تھا.... میں نے انہیں ریوالور دکھا کر اتنی پلائی کہ بدمست ہو گئے.... پھر انہیں گاڑی میں ڈال کر اس مقام تک لے گیا تھا جہاں سے گاڑی کو کھڈ میں گرانا تھا.... گاڑی گرائی اور پھر نیچے پہنچا۔ وہ دونوں اس وقت مرے نہیں تھے پھر اُن میں سے ایک کی گردن توڑنی پڑی تھی اور ایک کی ریڑھ کی ہڈی۔!"

"اور یہ سب کچھ آپ نے تنہا کیا تھا....!"

"بھیڑ بھاڑ سے کھیل بگڑ جاتے ہیں... خیر ختم کرو... گرٹروڈ کے بارے میں کیا رپورٹ ہے؟"

"ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ملی....!"

"خیر .... نریش دراصل براہ راست اسی کو جواب دہ تھا.... نریش کو اسی نے وہاں میری موجودگی کی اطلاع دی تھی.... اور کہا تھا کہ وہ مزید مشوروں کے لئے روپی مل سے ملے۔!"

"لیکن پھر خود ہی صفدر سے جا کر بتا بھی دیا تھا کہ آپ خطرے میں ہیں....!"

"یہی چکر تو سمجھ میں نہیں آیا....!"

"تو یہ روپی مل بھی ان لوگوں کا ایجنٹ ہے....!"

"یقیناً....!"



"پھر اب اس کے لئے کیا کریں گے آپ....؟"

"بس دیکھتے جاؤ.... ابھی تو صرف وہ سفید فام رخصت ہوئے ہیں یا مرے ہیں جو ہماری نظروں میں آگئے تھے.... ویسے پتہ نہیں ابھی اور کتنے ہوں.... اور کہاں کہاں ہوں....!"

✡

صفدر اپنے مکان ہی تک محدود ہو کر رہ گیا تھا.... گرٹروڈ اس رات سے نہ تو خود آئی تھی اور نہ فون ہی کے ذریعہ رابطہ قائم کیا تھا.... ویسے صفدر کو اس نے پہلے منع کر دیا تھا کہ وہ اسے ہسپتال کے فون پر کبھی نہ مخاطب کرے۔

آج صبح صفدر نے سوچا تھا کہ خود ہی ایکس ٹو سے رابطہ قائم کر کے پوچھے گا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔

لیکن ٹھیک اُس وقت جب وہ پائیں باغ کی کیاریوں میں پانی دے رہا تھا گرٹروڈ کی فیاٹ پھاٹک سے گذر کر اس کے قریب ہی والی روش پر آرکی۔

صفدر کین رکھ کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ آج تو وہ دوسرے ہی رنگ میں نظر آئی.... لیکن یہ رنگ پھیکا تھا۔ ہونٹوں پر نہ تو لپ اسٹک تھی اور نہ گالوں پر روژ.... شاید پاؤڈر بھی نہیں استعمال کیا گیا تھا۔

سفید اسکرٹ اور بلاؤز میں تھی.... بالوں کے سنوارنے میں اہتمام نظر نہ آیا۔

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے....!" صفدر نے قریب جا کر پوچھا۔

"اندر چلو....!" وہ گاڑی سے اترتی ہوئی مضمحل آواز میں بولی۔

صفدر اُسے مکان کے اندر لے آیا.... وہ اس طرح صوفے پر گر گئی جیسے تھکن سے چور ہو۔

"کیا بات ہے....؟" صفدر نے پوچھا۔

"میں بہت پریشان ہوں صفدر.... کوئی ایسا نہیں جس سے اپنی پریشانیوں کا تذکرہ کر سکوں.... تم بھی ملے ہو تو ایسے ہی....!"

"ایسے ہی کا کیا مطلب ہے....!"

"اول جلول.... جیسے تمہیں کسی بات کی پرواہ ہی نہ ہو....!"

"یہ تم نے کیسے کہہ دیا....!"

"میں نے تم سے کیسے کیسے کام لئے ہیں....! لیکن تمہیں ان کی وجہ جاننے کی فکر نہ ہوئی۔ تمہاری جگہ اور کوئی ہوتا تو خود ہی مجھ سے ملنے کی کوشش کرتا....!"

"ارے یہ کیا....!" صفدر لاپروائی سے ہنسا۔ "کیا میں نہیں جانتا کہ تم زندگی کی یکسانیت سے اکتائی ہوئی ایک شریر لڑکی ہو۔ ویسے مجھے اپنے میک اپ پر اب تک ہنسی آرہی ہے.... اور وہ منظر بڑا دلچسپ تھا جب میں نے اس شریف آدمی کو آگاہ کیا تھا وہ خطرے میں ہے.... اور اس کی موجودہ قیام گاہ کا علم دشمنوں کو ہو چکا ہے.... وہ بے چارہ حیرت سے منہ پھاڑے سنتا رہا تھا پھر قبل اس کے وہ اس سلسلے میں کوئی سوال کرتا میں وہاں سے بھاگ نکلا تھا.... آوازیں ہی دیتا رہ گیا تھا بے چارہ!"

صفدر نے خاموش ہو کر قہقہہ لگایا پھر سر ہلا کر بولا۔

"میں خوب سمجھتا ہوں....!"

"کیا سمجھتے ہو....؟"

"نہ وہ خطرے میں تھا اور نہ کوئی اُس کا دشمن ہے.... یہ بھی تمہاری ایک شرارت تھی تم یہ سوچ سوچ کر لطف لیتی رہی ہو گی کہ وہ اس واقعہ کی بنا پر شدید ترین الجھن میں پڑ گیا ہو گا....!"

"اوہ....!"

"شاید آج پھر کوئی نئی شرارت سوچ کر آئی ہو.... چلو یہی سہی.... میں بھی لطف اندوز ہونے لگا ہوں.... وقت اچھا گذرتا ہے....!"

وہ ہونٹ بھینچے اک ٹک اُسے دیکھتی رہی۔

"ہاں.... ہاں.... کہو.... اب کیا کرنا ہے....!"

"کچھ بھی نہیں.... اُسے بھول جاؤ....!" وہ طویل سانس لے کر بولی۔

"ظاہر ہے....!" صفدر سر ہلا کر بولا۔ "حماقتیں یاد رکھنے کی چیز تو ہوتیں نہیں۔!"

"میں سمجھی تھی کہ تم سے سب کچھ کہہ کر جی ہلکا کرلوں گی.... لیکن تم غیر سنجیدہ ہو....!" وہ کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"اور تمہاری اداکارانہ صلاحیتوں پر ایمان لے آیا ہوں....!"

"خیر ختم کرو.... میں کافی پیئوں گی.... مسلسل دوراتوں سے جاگ رہی ہوں.... ذہن پتھر ہو کر رہ گیا.... ایک سگریٹ دینا مجھے....!"



صفدر نے سگریٹ کا پیکٹ اس کی طرف بڑھایا۔

"سلگادو....!" گرٹروڈ بولی۔

صفدر نے سگریٹ سلگائی اور وہ ہاتھ بڑھا کر اسے لیتی ہوئی بولی۔ "اب اس زندگی سے جی بھر گیا ہے....!"

"یہی ہوتا ہے جب شرارتوں کا اسٹاک ختم ہو جائے....! تفریحات میں بھی بخل ہی سے کام لینا چاہئے.... ورنہ ایک دن سوچنا پڑتا ہے کہ اب کیا کیا جائے.... اور پھر زندگی خشک ہڈیوں کا ڈھانچہ معلوم ہونے لگتی ہے۔!"

"کیا تم اس لفظ شرارت کو کچھ دیر کے لئے ذہن سے محو نہیں کر سکو گے۔!"

صفدر ایسی ہی نظروں سے اُسے دیکھتا رہا جیسے اس جملے کے مفہوم تک ذہن کی رسائی نہ ہو سکی ہو۔

"میں ایک مظلوم لڑکی ہوں.... مجھے اس کام پر مامور کیا گیا تھا کہ میں اُس آدمی کا پتہ لگاؤں میں نے طریق کار کے لئے تجربہ کے طور پر تمہیں آلہ کار بنایا.... میں نے سوچا تھا کہ تم جیسے تین چار جوانوں کو اسی طرح شوقیہ سراغ رسانی کی راہ پر ڈال کر اس آدمی کو تلاش کراؤں گی.... لیکن اتفاق سے صرف تم سے ہی کام چل گیا.... اور وہ بھی بہت تھوڑے وقت میں۔!"

"تو کیا وہ حقیقت تھی....!"

"ہاں صفدر یقین کرو....!"

"تم مظلوم کیوں ہو....؟ اور تمہیں اس کام پر کس نے مامور کیا....؟"

"میں تمہیں صرف اپنی مظلومیت کی داستان سنا سکتی ہوں یہ میرے فرشتے بھی نہ بتا سکیں گے کہ میں کس کے ظلم کا شکار ہوں....!"

"کیوں نہ بتا سکو گی....؟"

"میں نہیں جانتی کہ وہ کوئی فردِ واحد ہے.... یا کوئی تنظیم....!" صفدر کچھ نہ بولا۔

وہ کہتی رہی....! اس وقت کو یاد کرو.... جب تم مجھے نروانی پیچ لے جا رہے تھے اور تم نے چاقو نکالا تھا.... میں نے تمہاری آنکھوں میں اپنی موت دیکھی تھی.... اور مجھے پہلی بار احساس ہوا تھا کہ کالے پیلے یا سفید جسموں میں دوڑنے والا خون ایک ہی رنگ رکھتا ہے۔ زمین پر بہے ہوئے خون کو جسموں کی رنگت کے اعتبار سے الگ نہیں کیا جا سکتا.... ایک ایسے ذہنی جھٹکے سے

دوچار ہوئی تھی اُس وقت جس نے میرے جسم سے وہ کھال اتار دی جن پر رنگ ونسل کی مہریں لگی ہوئی تھیں۔ لیکن پھر بھی فیصلہ نہ کرپائی کہ مجھے کیا کرنا چاہئے.... اسے دیکھ کر آئی اور اسی ذہنی انتشار کے عالم میں اس آدمی کو آگاہ کردیا جسے تمہارے دکھائے ہوئے آدمی سے نپٹنا تھا۔ لیکن پھر وحشت اس قدر بڑھی کہ تمہارے پاس دوڑی آئی.... کہ تم کسی طرح اُسے آگاہ کردو.... اسے بتادو کہ وہ خطرے میں ہے.... وہاں سے بھاگ جائے میں نہیں جانتی کہ اس کا کیا حشر ہوا۔ لیکن ان دونوں آدمیوں کا حشر میری آنکھوں کے سامنے ہے جو اس کے لئے گئے تھے!"

"ان کو کیا ہوا....؟"

"کیا تم نے آج کا اخبار نہیں دیکھا.... وہ تصویریں نہیں دیکھیں.... کھڈ میں الٹی ہوئی وین اور دولاشوں کی تصویریں.... ایک کی گردن ٹوٹ گئی تھی اور ایک کی ریڑھ کی ہڈی....!"

"او.. ہو... ہاں... میں نے خبر پڑھی تھی... پولیس کا خیال ہے کہ ان دونوں نے بہت زیادہ پی رکھی تھی.... ڈرائیو کرنے والا اس مقام پر گاڑی کو سنبھال نہ سکا اور وہ کھڈ میں جا پڑی....!"

"لیکن وہ مہم ایسی نہیں تھی کہ وہ دونوں اتنی زیادہ پی کر روانہ ہوتے انہیں ایک آدمی کو زبردستی قابو میں کرکے وہاں سے اٹھانا تھا۔!"

"لیکن سنو تو سہی.... ان مرنے والوں میں سے ایک تو بہت بڑا آدمی تھا....! خود پولیس کی رپورٹ میں اسے ایک چالاک اسمگلر اور قانون شکن لکھا گیا ہے۔ ایسے آدمیوں کا کیا ٹھیک....!"

"کچھ بھی ہو.... وہ ظالم اب یہ جاننا چاہتے ہیں کہ یہ حادثہ کیونکر پیش آیا....!"

"ارے بھئی ایسے پیش آیا ہوگا جیسے پولیس نے بتایا ہے اخبار والوں کو....!"

"لیکن وہ لوگ اس سے مطمئن نہیں ہیں.... ان کا خیال ہے کہ یہ حرکت اسی آدمی علی عمران کی ہے اس نے کسی طرح انہیں قابو میں کرکے ختم کردیا.... اور پولیس کو غلط راہ پر ڈالنے کے لئے گاڑی کھڈ میں گرادی گئی۔!"

"تو تمہارا یہ مطلب ہے کہ اُس نے انہیں پکڑنے کے بعد زبردستی شراب پلائی ہوگی۔!"

"ہوسکتا ہے....!"

"ارے.... جاؤ.... صورت سے بالکل چغد اور ڈھیلا ڈھالا آدمی معلوم ہوتا تھا۔!"

"وہ ایسا ہی ہے مجھے خاص طور پر ہدایت ملی تھی کہ بہت بچ بچ کر کام کروں جو کچھ وہ نظر آتا



ہے حقیقتاً اس کے برعکس ہے....!"

"تو پھر اب میں کیا کروں....؟" صفدر نے کہا اور پھر اچھل پڑا.... اب اس کی آنکھوں میں خوف جھانک رہا تھا.... چند لمحے گرٹروڈ کے چہرے پر نظر جمائے رکھنے کے بعد بجھی بجھی سی ہنسی کے ساتھ بولا۔ "نہیں تم مذاق کررہی ہو....!"

"میں سنجیدہ ہوں صفدر....!"

"یعنی تم نے مجھے کسی ایسے چکر میں پھانس دیا ہے جو قابل دست اندازی پولیس ہے۔!"

"ہاں ہے تو لیکن تم اس سے بے فکر رہو.... کیونکہ پولیس اس حادثے کو اس روشنی میں لے رہی ہے جس کا خدشہ تمہیں لاحق ہے....!"

"پھر بھی.... یہ تم نے کیا کیا گرٹروڈ....!"

"میں اس پر بھی نادم ہوں.... لیکن اس وقت میں کچھ اور تھی جب تم پر ڈورے ڈالے تھے اب کچھ اور ہوں.... ہوش میں ہوں.... اور یہ سوچ سکتی ہوں کہ کالے یا سانولے جسموں میں بہنے والا خون ہمارے خون سے مختلف نہیں ہوتا۔!"

"بس بس.... خدا کے لئے.... اب مجھ سے نہ ملنا....!"

"میں اس لئے آئی تھی صفدر کہ تم مجھ سے ہمدردی کا اظہار کروگے....!"

"ارے میرے تو حواس غائب ہوگئے ہیں۔ یہ سب کچھ سن کر جہنم میں گئی ہمدردی وہمدردی۔"

"اگر تم نے مجھ سے قطع تعلق کرلیا تو پھر میری زندگی خطرے میں پڑجائے گی.... وہ مجھے مار ڈالیں گے....؟"

"کیوں....؟ کیا مطلب....؟"

"کسی بھی جوان آدمی سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ کسی جوان اور حسین لڑکی سے جو قابل حصول ہو اچانک قطع تعلق کرسکے گا۔!"

"اچھا تو پھر....!"

"وہ یہی سمجھیں گے کہ تم حقیقت سے آگاہ ہوگئے.... اور یہ آگاہی میرے ہی توسط سے ہوئی ہوگی۔!"

"کچھ بھی ہو.... مجھے تو معاف ہی رکھو....!"

"تمہیں اس وقت میرے ساتھ باہر چلنا پڑے گا۔!"

"ابھی تو تم کافی پینے کو کہہ رہی تھیں....!"

"ہم کہیں باہر پئیں گے....!"

"بخشو....! میں تمہارے ساتھ باہر نہیں جاؤں گا....!" صفدر اٹھتا ہوا بولا۔ "تم یہیں کافی پیئو گی....!"

اس نے اسے ڈرائنگ روم ہی میں چھوڑ کر کچن کا رخ کیا۔

ابھی کیتلی میں پانی بھی نہیں ڈالا تھا کہ وہ بھی موجود تھی۔

"تم آخر میری بات سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔!"

"پہلے کافی.... پھر باتیں.... میں بھی ذہنی تھکن محسوس کر رہا ہوں....!"

پھر کافی کا دور خاموشی ہی سے چلا.... اور اس کے بعد وہ سگریٹ سلگا کر صوفوں پر نیم دراز ہو گئے تھے۔

صفدر نے محسوس کیا کہ گرٹروڈ کا اضمحلال پہلے سے بھی کچھ زیادہ بڑھ گیا ہے۔

"کیا تمہیں نیند آ رہی ہے....!" اُس نے اس سے پوچھا۔

"سر چکرا رہا ہے....!"

"تم بیڈ روم میں جا سکتی ہو....!"

"نہیں.... میں جاگتی رہنا چاہتی ہوں.... پتہ نہیں کیوں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر آنکھ لگ گئی تو پھر دوبارہ بیدار نہ ہو سکوں گی۔!"

"اس دوران میں تم نے بہت زیادہ جاسوسی ناول پڑھ ڈالے ہیں شاید.... میرا مشورہ ہے کہ تم آرام کرو.... لیکن تم نے مجھے ابھی تک اپنی مظلومیت کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔!"

"کیا یہ میری مظلومیت کی کہانی نہیں ہے کہ سونا چاہتی ہوں مگر سو نہیں سکتی....!"

"یہ مظلومیت نہیں بلکہ تمہارا وہم ہے۔!"

"اوہام کے بھی کچھ اسباب ہوتے ہیں صفدر.... یہ خود رو تو نہیں ہوتے۔!"

"تم بتانا نہیں چاہتیں....!"

"کچھ دن تو اور جی لینے دو.. مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم کسی پولیس والے سے ساز باز نہ کر بیٹھو۔!"



"میں یہی سوچ رہا تھا....!"

"اس چکر میں بھی نہ پڑنا.... میرے خلاف کچھ بھی نہ ثابت کر سکو گے....!"

"یہی سوچ کر تو خاموش رہ جانا پڑتا ہے۔!"

"خاموشی ہی میں بہتری ہے.... کسی سے بھی ان واقعات کا تذکرہ مت کرنا....!"

صفدر کچھ نہ بولا.... وہ خلا میں گھور رہی تھی.... بار بار اس طرح آنکھیں پھاڑنے لگتی جیسے نیند کے دباؤ کے خلاف جدوجہد کر رہی ہو!

تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ "تمہیں میری خاطر ایک بار اور اُس ہٹ تک جانا پڑے گا.... یہ معلوم کرنے کے لئے کہ وہ آدمی اب بھی وہیں ہے یا نہیں.... بس دور ہی سے اندازہ کر کے واپس آجانا....!"

"آخر کیوں....؟"

"میں انہیں جواب دہ ہوں صفدر.... مجھے یہی حکم ملا ہے کہ تمہیں وہاں بھیج کر معلوم کراؤں کہ وہ اب بھی وہیں موجود ہے یا نہیں....!"

"فرض کرو.... میں واپس آکر تمہیں کوئی غلط اطلاع دوں....!"

"مجھے اس سے سروکار نہیں.... میں تو انہیں مطمئن کرنا چاہتی ہوں کہ تم میرے کہنے کے مطابق کام کر رہے ہو....!"

"میری زندگی تو خطرے میں نہیں پڑے گی۔!"

"ہرگز نہیں.... لیکن میرا خیال ہے کہ اس بار کوئی نہ کوئی تمہارا تعاقب کر کے یہ ضرور دیکھے گا کہ تم وہاں جاتے بھی ہو یا نہیں....!"

"یعنی میں بہر حال خطرے میں ہوں گا....!"

"تمہارے لئے کوئی خطرہ نہیں.... بس صرف ایک بار اور میرا کہا کر دو.... دیکھو میں نے تمہیں سب کچھ سچ سچ بتا دیا ہے.... اگر دل میں کھوٹ ہوتا تو تمہیں اصلیت کی ہوا بھی نہ لگنے پاتی۔!"

صفدر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "ایک شرط پر جاؤں گا....!"

"بتاؤ کیا شرط ہے....!"

"تم میرے جانے کے بعد سو جاؤ گی۔!"

"اوہ.... تمہیں اتنا خیال ہے میرا....!"

"پپ.... پتہ نہیں.... لیکن میں بھی اُس چاقو والی حرکت پر کافی پشیمان رہا ہوں..!"

"چھوڑو....!" وہ پھیکی سی ہنسی کے ساتھ بولی۔ "اُسی حرکت نے تو مجھے نجات کا راستہ دکھایا ہے.... اچھا میں وعدہ کرتی ہوں کہ سو جاؤں گی..!"

"یہ لو ایک کنجی تم اپنے پاس رکھو....! صفدر دروازہ اندر سے مقفل کر لینا۔ واپسی پر میں دوسری کنجی سے قفل کھول لوں گا..!"

صفدر جاتے جاتے ٹیلی فون کی لائن ڈیڈ کرنا نہیں بھولا تھا۔ عین ممکن تھا کہ اس کی عدم موجودگی میں ایکس ٹو کی کال آجاتی.... گھر میں اور ایسی کوئی دوسری چیز نہیں تھی جس کی بناء پر گرٹروڈ اس کے بارے میں کچھ معلوم کر سکتی....!

وہ نروانی بیچ کی طرف روانہ ہو گیا۔ چونکہ گرٹروڈ نے تعاقب کے امکانات کے بارے پہلے ہی بتا دیا تھا اس لئے اس بار اس نے ایکس ٹو کو مطلع کرنے کے لئے کسی ٹیلی فون بوتھ کا رخ نہیں کیا۔

تین ہی چار میل طے کرنے کے بعد اُسے اندازہ ہو گیا کہ ایک شکستہ حال سی پرانی گاڑی اس کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ اس نے عقب نما آئینے کی پوزیشن ایسی کر دی کہ گاڑی برابر نظر آتی رہے۔

بہر حال وہ گاڑی کچھ فاصلے پر برابر دیکھی جاتی رہی.... مزید یقین کے لئے صفدر نے ایک جگہ اسکوٹر روک دیا اور اسے فٹ پاتھ سے لگا کر ایک دوکان سے سگریٹ خریدنے لگا۔

اس نے کنکھیوں سے دیکھا تو وہ گاڑی کچھ آگے بڑھ گئی تھی.... لیکن پھر رکتی معلوم ہوئی سگریٹ لے کر وہ پھر اسکوٹر کی طرف آیا.... تعاقب کرنے والی گاڑی تقریباً سو گز کے فاصلے پر رکی تھی اور ڈرائیور نیچے اتر کر پچھلے پہیے پر ٹھوکریں مار رہا تھا.... صفدر نے اسکوٹر اسٹارٹ کیا اور اس گاڑی کو پیچھے چھوڑتا ہوا پھر نروانی بیچ کی راہ پر لگ گیا۔

ذرا ہی سی دیر بعد وہ گاڑی پھر دکھائی دینے لگی.... وہ پہلے کی سی رفتار سے اس کے پیچھے چلی آرہی تھی۔

کچھ دیر بعد صفدر اس ہٹ تک پہنچ گیا.... لیکن اسکوٹر وہاں سے بہت فاصلے پر جا کر روکا.... انجن بند کر دیا اور خود اتر کر تھوڑی دیر تک وہیں کھڑا رہا۔ پھر ٹہلتا ہوا اس ہٹ کے سامنے آیا۔

صدر دروازے پر لٹکا ہوا بڑا سا قفل دور ہی سے دیکھا جا سکتا تھا اس نے بائیں جانب والی



ڈھلان پر وہ گاڑی بھی کھڑی دیکھی جو اس کا تعاقب کرتی رہی تھی۔ ڈرائیور اسٹیئرنگ کے سامنے ہی بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا۔

صفدر چند لمحے ہٹ کے سامنے کھڑا رہا پھر اپنے اسکوٹر کی طرف چل پڑا۔

واپسی کے سفر میں اُسے وہ گاڑی نہ دکھائی دی اور وہ سوچتا رہا کہ گرٹروڈ نے اُسے کسی دوسرے جال میں پھانسنے کے لئے تو یہ سب کچھ نہیں کیا۔

ہر چند کہ وہ گاڑی اب نہیں دکھائی دیتی تھی لیکن صفدر نے اب بھی مناسب نہ سمجھا کہ راستے ہی میں کہیں رک کر بذریعہ فون ایکس ٹو کو اس واقعہ سے مطلع کر دے۔

گھر پہنچا تو صدر دروازہ مقفل ہی ملا.... قفل کھول کر اندر آیا.... خواب گاہ میں جھانکا.... گرٹروڈ اُس کی مسہری پر بے خبر سو رہی تھی۔

❖

موریلی فراہام عمران سے کہہ رہی تھی۔ "مسٹر بیگ.... کیا تم بتا سکتے ہو کہ میں اس وقت کیا چاہتی ہوں....!"

"تم چاہتی ہو.... چاہتی ہو....!" عمران ناک بھوں پر زور دیتا ہوا بڑبڑایا۔ "غالباً یہ چاہتی ہو کہ اٹھ کر چلا جاؤں....!"

"قطعی غلط... میں کبھی نہ چاہوں گی۔ حقیقتاً میری خواہش ہے کہ تم میری ایک تجویز مان لو...!"

"تجویز....!" عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ دیں۔

"ہاں.... ہاں....!" موریلی نے آہستہ سے کہا۔ "میں بہت تھک گئی ہوں مجھے ایک مددگار کی ضرورت ہے۔!"

"اچھا تو پھر....!"

"تم کیا بُرے رہو گے....!"

"ہمارے یہاں کے خاندانی لوگ کسی کی ملازمت نہیں کرتے۔!" عمران نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"میں نہیں سمجھی....!"

"میں نواب مرزا قلندر بیگ کا نواسا اور نواب خلیل الملک کا پوتا ہوں....!"

"لیکن وہ ذریعہ معاش کہاں تک تمہارے شایانِ شان ہو سکتا ہے جس کی وجہ سے تم پولیس والوں کا سامنا کرنے سے کتراتے ہو....!"

"وہ مجھے اس لئے سوٹ کرتا ہے کہ سپاہی زادہ بھی ہوں.... پیشہ آبا سپہ گری تھا۔!"

"فضول باتیں چھوڑو.... سنجیدگی سے غور کرو اس پر....!"

"زندگی پڑی ہے غور کرنے کو.... ابھی اسی وقت کیا ضروری ہے.... میں دراصل یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تم اتنی پریشان کیوں ہو.... صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تم ادھر اُدھر کی باتیں کر کے کسی خاص چیز کو اپنے ذہن سے نکال پھینکنا چاہتی ہو۔!"

وہ کچھ نہ بولی.... پھر خفیف سی مسکراہٹ ہونٹوں پر نمودار ہوئی اور اس نے کہا۔

"ہاں.... میں پریشان ہوں.... کل مجھے ایک لاش شناخت کرنی پڑی تھی۔!"

"لاش....؟"

"ہاں.... اُن آٹھوں میں سے ایک آدمی نوئیل ڈیوڈ کی لاش....!"

"اوہ.... تو میرا یہ خیال درست نکلا کہ بقیہ سات اس کے قاتل تھے۔!"

"نہیں اسے قتل نہیں کیا گیا.... کیپٹن فیاض نے مجھے بتایا تھا کہ اس کی موت سانپ کے کاٹنے سے واقع ہوئی تھی۔!"

"لاش کہاں ملی تھی....!"

"کسی جنگل میں.... مجھے نام یاد نہیں رہا....!"

"بڑی عجیب بات ہے....!"

دفعتاً ملازم نے آفس میں داخل ہو کر کسی کا کارڈ پیش کیا....!

"اوہ....!" وہ آہستہ سے بڑبڑائی۔ "روپی مل....!"

"آنے دو....!" عمران نے کہا۔

روپی مل.... ایک طویل القامت اور گٹھیلے جسم کا آدمی تھا.... آنکھوں پہ جھکی ہوئی بھنویں اُس کی طبیعت کی سخت گیری کا پتہ دیتی تھیں.... جبڑے بھاری تھے۔

"سنا ہے پولیس تمہیں لے گئی تھی۔!" اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کہا۔

"مجھے لے نہیں گئی تھی بلکہ مجھ سے ایک لاش کو شناخت کرنے کی درخواست کی تھی۔!"



"لاش.... کس کی لاش....؟"

"بیٹھ جاؤ.... ایسی بھی کیا فکر مندی....!" موریلی نے کہا۔

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے....!" ایک کرسی کھینچ کر بیٹھتا ہوا بولا۔

"مرنے والا.... کلب ہی کا ایک ممبر تھا.... نوئیل ڈیوڈ....!"

"ہاں تو اُسے کیا ہوا....؟"

"پتہ نہیں.... میں نے اس کی لاش دیکھی تھی مردہ خانے میں.... اور پولیس آفیسر کو بتایا تھا کہ وہ نوئیل ڈیوڈ ہی ہے۔!"

"میں سمجھا تھا.... شاید اور کوئی بات ہے....!"

"اور کیا بات ہو سکتی ہے.... مسٹر روپی مل....!"

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ پولیس تمہاری طرف سے مطمئن نہیں ہے۔!"

"غالباً یہی وجہ ہے کہ پولیس کا ایک بڑا آفیسر اپنی شامیں عموماً یہیں گذارتا ہے۔!"

"کون ہے....؟" روپی مل نے تحقیر آمیز لہجے میں پوچھا۔

دفعتاً عمران کھنکارا اور روپی مل چونک کر اُس کی طرف دیکھنے لگا۔

موریلی اُس کے سوال کے جواب میں کہہ رہی تھی۔ "کیپٹن فیاض... سپرنٹنڈنٹ آف سی آئی بی۔"

"اوہ....!" وہ پھر موریلی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

موریلی ایسے انداز میں مسکرا رہی تھی جیسے اُس نے اسکو کسی معاملے میں شکست دے دی ہو۔

دفعتاً عمران نے موریلی سے کہنا شروع کیا۔ "تو مس فراہام آپ نے کوئی واضح جواب نہیں دیا فی الحال میرے پاس چھ بالکل نئی رقاص لڑکیاں ہیں۔!"

موریلی نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں پھر فوراً ہی سنبھل گئی۔

"مسٹر بیگ مجھے افسوس ہے.... کلب کے سارے ہی ممبر آرٹسٹک ٹیسٹ نہیں رکھتے.... اس لئے مشرقی طرز کے رقص ہمارے یہاں کامیاب نہیں ہوتے۔!"

"یہ تو زبردستی کی بات ہے....!" روپی مل بول اٹھا۔ "یہاں ایسے ممبر بھی ہیں جو صرف مشرقی رقص پسند کرتے ہیں....!"

"اکثریت میں نہیں ہیں....!" موریلی نے لاپروائی سے کہا۔

روپی مل اب پوری طرح عمران کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ اس نے اس سے پوچھا۔

"آپ کی کوئی ڈانسنگ پارٹی ہے....!"

"جی ہاں....!"

"پرائیویٹ پارٹیوں کے لئے بھی آپ کچھ کر سکتے ہیں....!"

"جی ہاں ہو جاتا ہے....!" عمران نے بے اعتنائی سے کہا اور موریلی ہی کی طرف دیکھتا رہا۔!

"میں اس سلسلے میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں....!" روپی مل نے جھلا کر کہا۔

"معاف کیجئے گا....!" عمران کا لہجہ خشک تھا۔ "میں نہیں جانتا آپ کون ہیں....!"

روپی مل نے اپنا کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "تم اچھا بزنس کر سکو گے۔!"

عمران نے کارڈ پر نظر ڈالی اور پھر مجسم اخلاق دکھائی دینے لگا۔

"مجھ سے میرے آفس میں ضرور ملنا....!" روپی مل اٹھتا ہوا بولا اور اس نے موریلی سے کہا "میں سمجھتا تھا شاید تم کسی دشواری میں پڑ گئی ہو.... بہر حال کسی بھی کٹھن منزل میں تم مجھ پر اعتماد کر سکتی ہو۔!"

اُس کے ہونٹوں پر ایک زہریلی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ پُر معنی انداز میں سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔

یہ دونوں خاموش بیٹھے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے.... تھوڑی دیر بعد موریلی نے کہا۔

"میں نہیں سمجھی کہ تم نے وہ تذکرہ کیوں چھیڑا تھا۔!"

"بزنس....!"

"کیا مطلب....؟"

"اس سے تعارف حاصل کرنے کا بہترین موقع تھا.... اب میں دیکھوں گا کہ کتنے عرصہ تک وہ میرے لئے کار آمد ثابت ہو سکتا ہے....!"

"یعنی تم لڑکیوں کا بیوپار کرو گے....!"

"یہی ایک گھٹیا کام شاید کبھی نہ کر سکوں....!"

"پھر....!"



"ختم کرو.... تمہیں اس سے کیا سروکار۔!"

"مجھے اس سے کیا سروکار....!" موریلی نے غصیلی آواز میں کہا۔

"اچھا اب میں چلا....!"

"آئے کیوں تھے....؟"

"جس توقع پر عموماً آیا کرتا تھا وہ پوری ہو گئی....!"

"کیا مطلب....؟ کیسی توقع....!"

"روپی مل سے ملاقات کی خواہش ہی ان دنوں مجھے یہاں لاتی رہی ہے۔!"

"تم میری توہین کر رہے ہو....!"

"تمہاری توہین کیوں....؟"

"کچھ نہیں.... بس جاؤ....!"

"مطلب یہ کہ....!"

"نہیں! میرا موڈ خراب ہو گیا ہے۔ بس اب جاؤ.. پھر ملیں گے۔!" موریلی نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

"روپی مل....!" گرٹروڈ آہستہ سے بڑبڑائی۔ "وہ روپی مل تھا....!"

"میں نے تمہیں اُس کے ساتھ قابلِ اعتراض حالت میں دیکھا تھا....!" صفدر نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"ہماری سوسائٹی میں اُسے قابلِ اعتراض نہیں کہتے....!" گرٹروڈ بولی۔

"بہر حال تمہیں روپی مل ہی سے احکامات ملتے ہیں....!"

"نہیں.... وہ میرے احکامات کا پابند ہے....!"

"پھر تمہیں کس سے احکامات ملتے ہیں....!"

"میں نہیں جانتی وہ کون ہے....!"

"کس طرح ملتے ہیں.... ذریعہ کیا ہے....؟"

"تم بہت زیادہ دلچسپی لے رہے ہو....!"

"یہ سب کچھ بہت زیادہ سنسنی خیز ہے.... بالکل ایسا ہی محسوس ہوتا ہے جیسے میں بھی ان

کہانی کا کوئی کردار بن کر رہ گیا ہوں....!"

"اب مجھ سے کہا جا رہا ہے کہ تمہیں اور زیادہ کار آمد بنانے کی کوشش کروں۔!"

"یعنی مجھے بھی اپنے گروہ میں شامل کر لو....!"

"یہ شمولیت اس قسم کی نہ ہوگی.... صفدر جیسے عام طور پر ہوتی ہے۔ یعنی کچھ جرائم پیشہ لوگ بعض سمجھوتوں کے تحت آپس میں مل بیٹھتے ہیں.... اور مال غنیمت ان میں تقسیم ہوتا رہتا ہے.... اس تنظیم کا تعلق کسی قسم کی لوٹ گھسوٹ سے نہیں ہے۔!"

"پھر کیا بلا ہے یہ....!"

"چند سال پہلے میں افریقہ کے ایک ملک میں تھی وہاں اس تنظیم نے حکومت کا تختہ الٹ دیا تھا.... اور ایک مخصوص قسم کے انقلاب کی بنیاد ڈالی تھی۔!"

"اوہ....!" صفدر سیدھا ہو کر بیٹھتا ہوا اسے گھورنے لگا۔

"میں تمہیں یہ سب کچھ اسلئے بتا رہی ہوں کہ تم ہمارے جال میں نہ پھنس سکو..! محتاط رہو!"

"میں بالکل نہیں سمجھا.... تم کیا کہہ رہی ہو....!"

"ایسے حالات سے دوچار ہونے سے بچو جن کے تحت تمہیں بلیک میل کیا جا سکے۔!"

"یہ بات بھی میری سمجھ مین نہیں آئی۔!"

"کیسے سمجھاؤں....!" وہ کچھ سوچتی ہوئی بولی۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اور پھر وہ طویل سانس لے کر کہنے لگی۔

"میں تمہیں اپنی کہانی سناؤں گی.... شاید تم اندازہ کر سکو.... میں بہت چھوٹی عمر میں یتیم ہو گئی تھی۔ ماں کھاتے پیتے گھروں میں کام کر کے روزی کماتی تھی۔ میں نے ابتدائی تعلیم ایک پبلک سکول میں حاصل کی۔ اُس کے بعد خود ہی مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایک مشن اسکول میں داخلہ لیا.... وہاں اچھے لوگوں کا ساتھ نہ ہوا.... بہر حال اٹھارہ سال کی عمر میں اس حال کو پہنچ گئی کہ ایک بینک کے ڈاکے میں عملی حصہ لیا.... ہم تین تھے دو لڑکے اور ایک میں۔! لڑکے ٹامی گن اور ریوالور سے مسلح تھے.... بہت کامیاب ڈاکہ تھا ہم ایک کار میں بیٹھ کر فرار ہو رہے تھے اور ہمارے پاس بنک نوٹوں سے لبریز دو تھیلے تھے۔ پولیس کی ایک کار ہمارے تعاقب میں تھی.... لڑکوں نے ٹامی گن سے فائرنگ کر کے اُسے بے کار کر دیا.... اب ایک



سنسان ہائی وے تھا اور ہم.... ہمیں ایک ایسے آدمی کی پناہ میں پہنچنا تھا جو خود بھی کسی زمانے میں ایک مانا ہوا لٹیرا تھا.... اور اب ریٹائرمنٹ کی زندگی بسر کر رہا تھا.... ہم وہاں پہنچے تو احساس ہوا کہ بہت بڑی دلدل میں پھنس گئے ہیں۔ وہاں آٹھ دس مسلح آدمی پہلے سے موجود تھے۔ انہوں نے لوٹی ہوئی رقم ہم سے چھین لی اور ہم سے اس ڈاکے کے متعلق اعتراف نامے لکھوائے۔ لوٹ کی رقم کے ساتھ ہماری تصویریں لیں.... اور ہمیں صرف سو سو ڈالر دے کر وہاں سے بھگا دیا۔ یہ سب کچھ انہوں نے ریوالور کے زور پر کیا تھا.... ہم چپ چاپ پھر شہر واپس آگئے اور عرصہ تک چھپتے پھرے.... پتہ نہیں کیا چکر تھا کہ پولیس سے بھی ملاقات نہ ہو سکی لیکن وہ بوڑھا لٹیرا جیسے ہمارے تعاقب میں تھا.... جہاں بھی جاتے اس سے ملاقات ضرور ہوتی۔ تینوں کے اعتراف نامے اُسی کے قبضے میں تھے ہم نے فیصلہ کیا کہ اس بلا سے نجات پانے کی اور کوئی صورت نہیں کہ ہم اکٹھے نہ رہیں۔ جدھر جس کے سینگ سمائیں نکل بھاگے بوڑھا بھی شاید یہی چاہتا تھا.... وہ بدبخت برابر صرف میرے ہی پیچھے لگا رہا۔ ہمیشہ دھمکیاں دیتا رہتا تھا۔ بالآخر مجھے کچھ دنوں تک اُس کی داشتہ بن کر رہنا پڑا.... پھر ایک جماعت مجھے بلیک میل کرتی رہی تھی۔ اسی کے مشورے پر مجھے نرسنگ کا کورس کرنا پڑا.... اسی کے مشورے پر کورس مکمل کرنے کے بعد ایک طبی مشن میں شمولیت اختیار کرنی پڑی۔ یہ طبی مشن بیرونی دنیا کے لئے ترتیب دیا گیا تھا اور سب سے پہلے افریقہ کے ایک ملک میں جانا پڑا۔ وہاں دو سال تک مجھے کام کرنا پڑا تھا.... اور وہاں جب بڑے پیمانے پر کشت و خون کا بازار گرم ہوا تو میں اس نتیجے پر پہنچی کہ نادانستہ طور پر میں بھی وہاں کے انقلاب کا ایک ذریعہ بنی تھی.... اب یہاں بھی غالباً یہی چکر ہے....!"

وہ خاموش ہو گئی اور کچھ دیر بعد بولی۔ "اب بھی سمجھے یا نہیں....؟"

"سس.... سمجھ رہا ہوں....!" صفدر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"مجھے حقیقتاً اس کام پر مامور کیا گیا ہے کہ مقامی آدمیوں کو پھانس پھانس کر انہیں تنظیم کے لئے کام کرنے کے قابل بناؤں.... افریقہ کے اُس ملک میں بھی ہمیں ایسے لوگ حاصل کرنے پڑے تھے۔!"

"تو یعنی کہ.... تت.... تم مجھے.... پھانس رہی ہو....!"

صفدر کی ہکلاہٹ پر وہ بے تحاشا ہنس پڑی۔

"تت.... تم ہنستی ہو....!"

"بہت زیادہ اثر لیا ہے تم نے میری کہانی سے.... کہیں بوکھلاہٹ میں پولیس کو مطلع کرنے نہ دوڑ جانا۔!"

"پھر بتاؤ.... میں کیا کروں.... تم مجھے پھانسنے پر مجبور ہو.... اور.... اور.... میں۔!"

"تمہیں کیا مجبوری ہے.... یہ شہر ہی چھوڑ دو.... میں نے اس سلسلے میں جو بھی کمزوری دکھائی وہ وقتی تھی.... اب میں نے اپنے اعصاب پر قابو پالیا ہے.... کتے کی موت میرا مقدر ہے اور میں اس کی منتظر ہوں۔!"

"یعنی.... یعنی.... تم اب بھی.... ان کے لئے کام کرتی رہو گی....!"

"ہاں.... میں مجبور ہوں....!"

"تم خود ہی پولیس کے پاس کیوں نہیں چلی جاتیں....!"

"میرا تعلق ایک طبی مشن سے ہے اور مشن سے تعلق رکھنے والا ہر آدمی اس تنظیم سے بھی تعلق نہیں رکھتا.... اس لئے وہ مجھے پاگل قرار دے کر پھر میرے ملک میں بھجوا دیں گے اور پھر وہاں جو حشر میرا اس تنظیم کے ہاتھوں ہوگا تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔!"

"پولیس تمہاری مدد نہیں کرے گی....!"

"ہرگز نہیں.... مشن کے سربراہ کی بات مانی جائے گی اور وہ ایک سیدھا سادہ شریف آدمی ہے۔ اسے نہیں معلوم کہ ایک کالی بھیڑ بھی اس نیک مقصد رکھنے والے مشن میں شامل ہے۔!"

"پھر تو تمہاری گلو خلاصی مشکل ہے....!"

"ناممکن کہو....!"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر صفدر بولا۔ "ایک تدبیر سمجھ میں آئی ہے۔!"

"کیا....؟"

"تم اس آدمی کا پتہ لگاؤ جس سے تمہیں احکامات ملتے ہیں۔ اُسے ختم کر دیں گے۔!"

"احمق....!" وہ ہنس پڑی۔ "اول تو پتہ لگانا ہی دشوار ہے.... پھر یہ کیا ضروری ہے وہی اس تنظیم کا حقیقی سربراہ ہو....!"

"اچھا تو یہی بتاؤ کہ وہ پیغامات تم تک کیسے پہنچاتا ہے.... شاید پیغام رسانی کا ذریعہ ہی اس تک



پہنچنے کا سبب بن سکے....!"

"فضول نہ الجھاؤ دماغ کو.... یہ بالکل ناممکن ہے....!"

"تم نہیں بتانا چاہتیں....!" صفدر نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"سچ....!" وہ ہنس کر بولی۔ "ساری ادائیں لڑکیوں کی سی ہیں.... مجھے اس کے پیغامات ٹرانس میٹر پر موصول ہوتے ہیں....!"

"تب مجھے حیرت ہے کہ ہمارے یہاں کا محکمہ سراغ رسانی کیا کر رہا ہے.... اس کے پاس یقیناً ایسے ذرائع موجود ہوں گے جن سے ٹرانس میٹروں کی آوازیں سنی جا سکتیں۔!"

"ہونہہ.... کیا تم اور تمہاری پولیس.... دنیا کے ترقی یافتہ ترین ممالک میں بھی ہمارے مخصوص ترین ساخت کے ٹرانس میٹروں کی آوازیں کوئی دوسرا ٹرانس میٹر نہیں کیچ کر سکتا۔!"

"یہی بات ہے ورنہ اب تک ہمارا محکمہ سراغ رسانی تم لوگوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتا لیکن یہ تو بتاؤ.... کیا تم ہر وقت اپنے ٹرانس میٹر کا سوئچ آن رکھتی ہو۔!"

"اس کی ضرورت ہی نہیں.... پیغام موصول ہونے سے پہلے فون کال آتی ہے.... میرے نام کی کال ہے تو میں ایک مخصوص قسم کا اشارہ پاؤں گی.... ویسے تو فون پر ہونے والی گفتگو دریافت حال ہی تک محدود ہو گی.... اور تمہارے ٹیلی فون ایکس چینج میں سنے جانے کے باوجود بھی کسی قسم کے شبہے میں نہ ڈال سکے گی لیکن میں اس کے بعد ہی فوراً اپنے ٹرانس میٹر کا سوئچ آن کر کے پیغام وصول کر لوں گی.... فرض کرو میں ہسپتال کے کسی وارڈ میں کام کر رہی ہوں۔ میری کال آئی مجھے بلوایا گیا.... میں نے کال ریسیو کی.... وہ میری آواز سنتے ہی کہے گا۔ ہیلو گرڈی میں ہوں.... تم کیسی ہو.... میں اپنی خیریت بتاؤں گی.... اور وہ شام کو ملنے کا وعدہ کر کے سلسلہ منقطع کر دے گا۔ دراصل لفظ "گرڈی" ہی سے مجھے معلوم ہوگا کہ وہ کون ہے اور کیا چاہتا ہے.... اس کے علاوہ کوئی مجھے گرڈی نہیں کہتا.... بہر حال اس کے بعد ہی ٹرانس میٹر پر اس کا پیغام وصول کر لوں گی۔!"

صفدر اس کے خاموش ہو جانے پر کچھ نہ بولا۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔

"لیکن ایک بات ہے....!" صفدر نے کچھ دیر بعد کہا۔ "اگر کسی طرح وہ روپی مل پولیس کی گرفت میں آ جائے اور خود ہی اگل دے کہ وہ تمہارے لئے کام کرتا رہا ہے تو پھر کیا ہوگا۔!"

"اس صورت میں یقیناً دھر لی جاؤں گی.... لیکن یہ بات مجھ تک ہی ختم ہو جائے گی۔ پولیس اس تک نہیں پہنچ سکتی جو مجھ سے کام لے رہا ہے۔!"

"یہ بھی ٹھیک ہے....!" صفدر نے مایوسانہ انداز میں سر کو جنبش دی۔

"لیکن روپی مل جیسا درندہ بھی آج تک میری نظر سے نہیں گذرا.... اُسے روپے پیسے کی ہوس نہیں ہے۔ بہت بڑا سرمایہ دار ہے.... وہ تو میرے لئے یہ سب کچھ کر رہا ہے.... سفید فام لڑکیاں اُس کی کمزوری ہیں۔!"

"تو تم... یعنی کہ تم... بھی!" صفدر کے لہجے میں بے حد اضمحلال تھا۔ وہ جملہ پورا نہ کر سکا۔

"ہاں.... میں بھی....!" گرٹروڈ سر ہلا کر بولی۔ "میرے اور تمہارے معاشرے میں خوبیِ کردار اور پاکیزگی کے معیار الگ الگ ہیں.... تم لوگ کسی ایسی عورت کو برداشت نہیں کر سکتے جس کے تعلقات کسی دوسرے مرد سے صرف دوستی ہی کی حد تک کیوں نہ ہوں۔!"

"بالکل....!"

"خیر ختم کرو.... ان باتوں سے.... میں تو تمہیں صرف یہ سمجھانا چاہتی تھی کہ یا تو کچھ دنوں کے لئے اس شہر ہی سے چلے جاؤ.... یا بہت محتاط رہو۔!"

---

عمران اور بلیک زیرو دانش منزل کے آپریشن روم میں بیٹھے سیکرٹ سروس کے ممبروں میں سے کسی کی رپورٹ کا انتظار کر رہے تھے.... ٹرانس میٹر کا سوئچ آن کر رکھا تھا۔

کچھ دیر کے بعد آواز آئی۔ "ہیلو... ایکس ٹو... ایکس ٹو سر.... زیرو تھری.... اسپیکنگ۔!"

"یس.... اٹ از ایکس ٹو....!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "ہیلو ہیلو....!"

"وہ اسے لا رہی ہے.... مجھے یقین ہے کہ کوئی اس کا تعاقب نہیں کر رہا.... اوور....!"

"ٹھیک ہے.... اوور اینڈ آل....!" عمران نے کہا اور ٹرانس میٹر کا سوئچ آف کر دیا۔

"کون کسے لا رہی ہے....؟" بلیک زیرو نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

"جولیانا فٹنر واٹر.... روپی مل کو یہاں لا رہی ہے.... میں نے تمہیں روپی مل سے ملاقات کے بارے میں بتایا تھا....!"

"جی ہاں....! آپ نے تذکرہ کیا تھا.... اور آپ کی حیثیت مرزا نسیم بیگ کی تھی۔!"



"جولیا اس سے میری سیکریٹری کی حیثیت سے ملی ہو گی۔ صفدر کی رپورٹ تو تم سن ہی چکے ہو گے۔ اُس کے بارے میں کہ سفید فام لڑکیاں اس کی کمزوری ہیں۔ لہٰذا جولیا نے اس سے بزنس کی باتیں کی ہوں گی اور اب اسے مال دکھانے یہاں لا رہی ہے۔!"

"یہاں....؟" بلیک زیرو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ظاہر ہے کہ اب وہ یہاں سے زندہ تو واپس جا نہیں سکتا.... اس لئے گھر دیکھ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔"

"میں نے آپ کو اس طرح کبھی کشت و خون پر آمادہ نہیں دیکھا....!"

"ملک کا مفاد اسی میں ہے....!"

بلیک زیرو کچھ نہ بولا.... ان دنوں اُسے عمران کے چہرے پر حماقت کے "جلوے" نہیں دکھائی دے رہے تھے اور وہ بہت زیادہ محتاط نظر آتا تھا.... طریق کار میں اوٹ پٹانگ پن محسوس نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ہر قدم نپا تلا اٹھتا۔

"وہ اُسے ڈرائینگ روم میں بٹھا کر کھسک جائے گی....! میں نے خاص طور پر ہدایت دی تھی کہ وہ روپی مل سے میک اپ ہی میں ملے۔!"

"لیکن روپی مل کی اہمیت کیا رہ جاتی ہے جب کہ وہ گرٹروڈ کے علاوہ اور کسی کو نہیں جانتا۔!"

"اس بساط کے سارے مہرے پٹنے کے بعد ہی دیکھوں گا کہ اب بادشاہ کس قلعے میں پناہ لیتا ہے۔!"

بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔!

کچھ دیر بعد اس نے پوچھا۔ "کیا آپ اس سے نسیم بیگ ہی کے میک اپ میں ملیں گے۔!"

"یہاں اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی....!" عمران بولا۔ "اُسے بھی میری تلاش تھی۔ اس کے پاس بھی میری تصویر تھی.... اس نے اپنے بعض ملازمین کو بھی میری تلاش پر مامور کیا تھا یہ بھی ضروری نہیں گرٹروڈ نے اُس کے بارے میں سب کچھ صفدر کو بتا دیا ہو.... چونکہ صفدر نے اُسے اس کے ساتھ دیکھا تھا تذکرہ آیا تو اُسے کچھ نہ کچھ بتانا ہی پڑا۔!"

دفعتاً اُسے خاموش ہو جانا پڑا.... شاید یہ اطلاعی گھنٹی ہی کی آواز تھی۔

وہ اٹھتا ہوا بولا۔ "کام بن گیا.... روپی مل ڈرائینگ روم میں موجود ہے....!"

پھر صرف عمران وہاں سے اٹھ کر ڈرائینگ روم میں داخل ہوا۔

روپی مل سامنے ہی صوفے پر نیم دراز تھا.... عمران پر نظر پڑتے ہی چونکا۔ دروازہ عمران کی پشت پر بند ہو چکا تھا۔

روپی مل اس طرح اٹھ گیا جیسے صوفے کے اسپرنگز نے اچھال دیا ہو۔!

"تت... تم... میں شاید تمہیں پہچانتا ہوں....!" اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ پھر چہرے پر ایسے آثار نظر آئے جیسے خود اُسے اپنی یہ جلد بازی یا اضطراری کیفیت پسند نہ آئی ہو۔!

"اسی لئے تو تم یہاں نظر آرہے ہو....!" عمران نے غراہٹ نما آواز میں جواب دیا۔!

"کیا مطلب....!"

"بیٹھ جاؤ....!"

"میں تم سے کمزور نہیں پڑوں گا سمجھے۔!"

"نریش اور تمہارے سیکریٹری کو میں نے ہی ٹھکانے لگایا تھا اور میں بالکل تنہا تھا۔!"

"تت.... تو.... وہ.... تم تک پہنچ گئے تھے۔!"

"پہنچ نہ گئے ہوتے تو اس حال کو کیسے پہنچتے....!"

"یعنی کہ پھر وہ تمہارا ہی آدمی ہو سکتا ہے جس نے گرٹروڈ کو تمہارے بارے میں مطلع کیا تھا۔!"

"تمہارا یہ خیال بھی درست ہے....!"

"لل.... لیکن مجھے یہاں اس طرح کیوں بلوایا گیا ہے۔!"

"صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ تم اب تک اس لڑکی کے لئے کیا کچھ کرتے رہے ہو۔!"

وہ کچھ نہ بولا... لیکن عمران کا اندازہ تھا کہ وہ خود کو لڑ بھڑ کر نکل جانے کیلئے تیار کر رہا ہے۔

"کیا خیال ہے....! آسانی سے بتادو گے یا نہیں....؟" اس نے اُسے پھر مخاطب کیا۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ تم کیسی باتیں کررہے ہو.... حبس بے جا میں رکھ کر مجھے دھمکیا دے رہے ہو.... یہ قانوناً بہت بڑا جرم ہے۔!"

"بشرطیکہ قانون کے علم میں آسکے کہ روپی مل کی لاش کہاں دفن ہے....!"

"اوہ.... قتل کردینے کی دھمکی....!"

"دھمکی نہیں بلکہ یہ ایک اٹل ارادہ ہے.... یہ بات دوسری ہے کہ تمہارے زبان کھولنے میں فیصلہ تبدیل کردوں....!"



"تم ہو کیا بلا....!" روپی مل اٹھتا ہوا بولا۔ "اب میں ایسا بھی چوہا نہیں ہوں کہ تم جیسے لفنگوں کی دھمکی میں آجاؤں۔!"

پھر اس کا مکا اٹھا ہی رہ گیا اور اسکے گریبان پر ایک ہی جھٹکا اُسے منہ کے بل فرش پر لے آیا۔

ابھی وہ اٹھنے نہیں پایا تھا کہ اسکے بال عمران کی گرفت میں آگئے اور اُس نے اُسے اس طرح جھٹکا دیا کہ وہ پھر اسی صوفے میں جا پڑا.... لیکن دم خم وہی تھے۔ پھر اٹھا اور عمران پر جھپٹ پڑا۔

اس بار عمران کا ہاتھ اس کی گدی پر پڑا تھا۔ روپی مل نے کوشش کی تھی اس بار زمین نہ دیکھنی پڑے لیکن یہ کوشش اُسے کئی قدم آگے بڑھالے گئی اور اُس کا سر دیوار سے جا ٹکرایا۔

"میں تمہیں گفتگو کرنے کے قابل رکھنا چاہتا تھا۔!" عمران نے اُس کے دوبارہ اٹھنے سے قبل ہی پُر سکون لہجے میں کہا۔ "لیکن اگر تم چند گھنٹے بے ہوش ہی رہنا چاہتے ہو تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔!"

روپی مل کچھ نہ بولا۔ اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو گیا تھا بُری طرح ہانپ رہا تھا اور خوں خوار نظروں سے عمران کو گھورے جا رہا تھا۔

"وہ عورت کہاں ہے....!" بالآخر کچھ دیر بعد ہانپتا ہوا بولا۔ "وہ آدمی کہاں ہے جس نے فرینڈز اے براڈ میں مجھ سے گفتگو کی تھی۔!"

"انہیں بھول جاؤ.... میرا کاروبار بہت وسیع ہے.... تم بتاؤ ان پانچوں کو تمہاری لانچ کہاں لے گئی ہے۔!"

"پپ.... پانچوں.... کو....!" وہ ہکلا کر رہ گیا۔

"میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے.... گرٹروڈ کی طرف سے تمہیں ان کے بارے میں کیا ہدایات ملی تھیں۔!"

روپی مل کی حالت میں کافی تبدیلی نظر آرہی تھی... غیظ و غضب آہستہ آہستہ رخصت ہو گیا تھا اور اب آنکھوں میں حیرت اور خوف کے ملے جلے آثار صاف پڑھے جا سکتے تھے۔!

"میری بات کا جواب دو....!" عمران پھر غرایا۔

"اس نے کہا تھا کہ وہ ساحل سے بیس میل دور ایک جہاز تک پہنچنا چاہتے ہیں.... اس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں جانتا۔!"

"لانچ انہیں پہنچا کر واپس آئی تھی....!"

"ہاں.... واپس آگئی تھی....!"

"جہاز کا نام بتاؤ....!"

"میں نے معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی تھی۔!"

"حالانکہ تم جانتے ہو کہ تم نے ایک خلاف قانون حرکت کی ہے۔!"

"اب جو کچھ بھی ہو....!" روپی مل نے لاپروائی کا انداز اختیار کرنے کی کوشش کی۔!

"اس کی سزا جانتے ہو....!"

"اوہ.... تم اس کی پرواہ نہ کرو.... قانون میری جیب میں رکھا رہتا ہے....!"

"تم نے موریلی فراہام کو کیوں دھمکیاں دی تھیں....!"

"اوہ.... اب سمجھا.... تو یہ سب کچھ تم اس کی ہمدردی میں کر رہے ہو....!"

"میری بات کا جواب دو....!"

"کیا میں تمہارا پابند ہوں....؟"

"پھر بہکنے لگے....!"

"اوہ.... تم ہو کیا چیز.... میں جانتا ہوں کہ پولیس سے چھپتے پھر رہے ہو....!"

"لیکن تم پولیس سے فریاد کرنے کے لئے زندہ نہ رہ سکو گے.... اگر میری باتوں کے صحیح جواب نہ دیئے....!"

"یہ دھمکی ہے.... جان سے مار دینے کی دھمکی.... کیا یہ غیر قانونی....!"

"قانون کے محافظوں کو کبھی کبھی اپنی عقل بھی استعمال کرنی پڑتی ہے....!"

"تم قانون کے محافظ....!"

"میں تم سے جو کچھ پوچھ رہا ہوں اُس کا جواب دو....!"

روپی مل سختی سے ہونٹ بھینچے اُسے گھورتا رہا....!

"عمران نے فون کے کریڈل سے ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔ "ہیلو.... ہیلو.... دیکھو کوئلے دھکاؤ.... اور تین چار سیخیں تپا ڈالو....!"

"کیا مطلب....؟" روپی مل بول پڑا۔



"مطلب یہ کہ تم جسمانی قوت میں مجھ سے کم ہو....!" عمران نے ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔ "تم سے جیسا برتاؤ مناسب سمجھوں کر سکتا ہوں۔!"

"تم آخر چاہتے کیا ہو....؟"

"چند معلومات....!"

"ہاں.... ہاں.... میں نے موریلی فراہام کو دھمکی دی تھی کہ اس کے گندے بیوپار کے متعلق پولیس کو اطلاع دے دوں گا۔!"

"اچانک ہی اس دھمکی کی کیوں سوجھی تھی۔!"

"گر ٹروڈ نے مجھ سے ایسا کرنے کو کہا تھا.... میں نے وجہ بھی نہیں پوچھی تھی۔"

"اب ہاروے رچمنڈ کی طرف آؤ....!" عمران اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "تم ہسپتال میں اُسے دیکھنے گئے تھے۔!"

"ہاں ہاں گیا تھا.... پھر....!"

"کیوں گئے تھے؟"

"بس میں اُس کی عیادت کو گیا تھا....؟"

"اور اُس کے لئے بھی تم سے گر ٹروڈ ہی نے کہا تھا....!"

"جب تم سب کچھ جانتے ہی ہو تو پھر اس طرح اعتراف کرانے کی کیا ضرورت ہے....!"

"جب وہ یہاں آیا تھا تو اس کے ساتھ ایک بھی کتا نہیں تھا....!"

"تو پھر کیا کروں....!"

"سلاخیں سرخ ہو گئیں ہوں گی....!"

"میں کہتا ہوں مجھے جانے دو.... ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔!"

"میں نے اتنی محنت بلاوجہ نہیں کی.... روپی مل.... تمہیں اعتراف کرنا پڑے گا کہ وہ کتے بھی تم نے ہی فراہم کئے تھے.... میں جانتا ہوں تمہیں کتوں کا شوق ہے.... اور تمہارے پاس درجنوں کتے ہیں....!"

"ارے تو تم میرا کیا بگاڑ لو گے اعتراف کرا کے.... ہاں وہ میرے ہی کتے ہیں۔!"

"اس کے حوالے کیوں کر دیئے تھے....؟"

"میری مرضی....! میری خوشی....!"

"بہت ہی عمدگی سے انہیں ٹریننگ دی گئی ہے.... تمہاری اس صلاحیت کا معترف ہوں کمال ہے بھئی.... شراب پلا کر جو بات ان کی کھوپڑی میں اتار دی نشہ اترنے تک جمی رہی۔!"

روپی مل کچھ نہ بولا.... عمران اُسے تھوڑی دیر تک گھورتے رہنے کے بعد پھر بولا۔ "غالباً اس کے لئے گرٹروڈ ہی نے کہا ہوگا۔ لیکن روپی مل میں اسے تسلیم نہیں کرسکتا کہ تم نے مضحکہ خیز اسکیم کا مقصد معلوم کرنے کی کوشش نہ کی.... ہو.... کیوں....؟"

"اس نے مجھے مقصد سے آگاہ نہیں کیا تھا...!"

"تو وہ لڑکی یونہی تمہیں انگلیوں پر نچاتی رہی ہے....!"

"اپنی سکریٹری کو بلاؤ.... میں اُس کی انگلیوں پر بھی ناچنے کو تیار ہوں....!"

"میں غریب آدمی بھلا اتنی عمدہ سکریٹری کہاں سے رکھ سکتا ہوں وہ تو بس اُدھار آئی تھی تھوڑی دیر کے لئے.... میں جانتا ہوں کہ کوئی خوبصورت لڑکی تمہیں جہنم میں بھی چھلانگ لگا دینے پر آمادہ کرسکتی ہے۔!"

"میں اچھی طرح جانتا ہوں یہ سب کچھ موریلی فراہام کی طرف سے ہورہا ہے.... تم اس کے ایجنٹ ہو....!"

"بہت بُرا کیا تم نے جو اس سے الجھے۔!" عمران اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"جب وہ دوسروں سے کاروبار کرتی ہے تو پھر مجھ میں کون سے کیڑے پڑے ہیں۔!"

"اور یہ بات بھی تمہارے ذہن میں گرٹروڈ ہی نے بٹھائی تھی کہ وہ اس قسم کا کاروبار کرتی ہے۔!"

"اُس کی معلومات بہت وسیع ہیں....!"

"گرٹروڈ سے کب سے جان پہچان ہے....!"

"جب سے وہ یہاں آئی ہے....!"

"اس کے لئے.... تم نے اور بہت سے ایسے ہی کام کئے ہوں گے....!"

"مجھے یاد نہیں....!" روپی مل نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔

"تمہیں اپنی یادداشت پر زور دے کر پوری داستان مکمل کرنی ہے.... لکھ ڈالو.... اسٹیشنری میں مہیا کردوں گا۔!"



"کیا مطلب....؟"

"وہی جو کچھ کہہ رہا ہوں.... تمہیں یہیں رہ کر پوری روئیداد مرتب کرنی ہے اس میں خواہ دس سال لگ جائیں۔!"

"تم ایسا نہیں کرسکتے....!"

"یہی ہوگا.... روپی مل....!" عمران نے اٹھ کو سوئچ بورڈ کے ایک پش بٹن پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

صفدر نے گرٹروڈ کے مشورے کے مطابق اپنے بنگلے کی رہائش ترک کردی تھی۔ دوسری طرف سے ایکس ٹو کی ہدایت بھی یہی تھی کہ وہ اس بنگلے سے ہٹ کر کسی ہوٹل میں رہائش کا انتظام کرلے۔

گرٹروڈ کی باتیں اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھیں۔ کبھی ایسا لگتا جیسے وہ اپنی موجودہ طرزِ زندگی سے متنفر ہو.... اور کبھی وہ اسی کے بارے میں شیخیاں بگھارتی ہوئی کہتی کہ بہتیرے مرد بھی اس کی طرح اپنی زندگی کو ایسے جھمیلوں میں ڈالنے کی ہمت نہیں کرسکتے۔

لیکن آخر اس نے صفدر کو اپنے بارے میں سب کچھ کیوں بتادیا تھا....؟ اپنی دانست میں اُسے دھوکے ہی میں رکھ کر حسبِ منشا کام نکالتی رہتی۔ یہی سوال صفدر کو الجھن میں ڈالے ہوئے تھا۔

اس نے متوسط درجہ کے ہوٹل میں رہائش اختیار تو کرلی تھی لیکن ایکس ٹو ہی کے حکم کے مطابق گرٹروڈ کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ اب کہاں مقیم ہے۔ فون پر گفتگو ہوتی اور وہ ملاقات کے لئے کوئی جگہ مقرر کرلیتے.... صفدر ہی اُسے رنگ کرتا۔

اس وقت رات کے نو بجے تھے اور صفدر ساحلی علاقے کے ایک ریسٹوران میں اس کا منتظر تھا۔

دس منٹ بعد وہ وہاں پہنچ گئی....! لیکن چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی درندہ اُسے یہاں تک دوڑاتا ہوا لایا ہو....!

"کیوں....؟ تمہیں کیا ہوا....!" صفدر نے پوچھا۔

"بتاتی ہوں....!" وہ ایک کرسی میز کے قریب کھسکا کر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "پہلے حلق تر کرنے کے لئے کچھ منگواؤ....!"

"کافی....!"

"نہیں کوئی ٹھنڈی چیز....!"

صفدر نے ویٹر سے کوئی ٹھنڈا مشروب لانے کو کہا۔

نہ جانے کیوں وہ اس سے نظر نہیں ملا رہی تھی۔ کچھ دیر بعد ویٹر سیون اپ کی بوتل لایا۔ گرٹروڈ نے اُسے چھو کر غالباً اندازہ کیا تھا کہ وہ ٹھنڈی ہے بھی یا نہیں۔

جلد ہی بوتل ختم کر کے اس نے رومال سے ہونٹ خشک کئے.... اور آہستہ سے بولی۔

"روپی مل تین دن سے غائب ہے....!"

"اوہ تو یہی ہے تمہاری پریشانی کا سبب....!" صفدر نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"اس کی ذات سے مجھے کوئی سروکار نہیں.... لیکن اُس کی گمشدگی ہمارے سربراہ کی سراسیمگی کا باعث بن گئی ہے.... جن لوگوں سے میں واقف تھی اُن میں سے وہ آخری آدمی تھا۔ اب کوئی ایسا میرے سامنے نہیں جسے میں اس تنظیم سے متعلق کہہ سکوں....!"

"بقیہ لوگ کہاں گئے....؟"

"بقیہ لوگ.... کوئی کسی حادثہ میں مرا.... کسی کو سانپ نے کاٹا.... کچھ یہاں سے بھگا دیئے گئے اور کوئی لاپتہ ہو گیا۔!"

"تو اب تمہارے جاننے والوں میں سے کوئی نظر نہیں آتا....!"

"کوئی بھی نہیں....!" گرٹروڈ طویل سانس لے کر بولی۔ "اور اب مجھ سے کہا جا رہا ہے اس آدمی سے کام لوں جس نے علی عمران کا پتہ لگایا تھا۔!"

"یعنی.... میں....!"

گرٹروڈ کچھ نہ بولی۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے کہا۔ "میں بھوکی بھی ہوں....!"

"یہاں کیکڑے کے سوپ یا جھینگوں کے علاوہ اور کوئی ڈھنگ کی چیز نہ ملے گی۔!"

"جھینگے منگوالو....!"

صفدر نے جھینگوں کے لئے ویٹر سے کہا اور خاموشی سے گرٹروڈ کا جائزہ لیتا رہا۔!

"کیا دیکھ رہے ہو....!" گرٹروڈ بولی۔

"آخر مجھے میرے مکان سے ہٹا دینے کا کیا مقصد ہے....!"



"اسی کا اندازہ کرنا تھا کہ میرے علاوہ اور کوئی بھی باقی بچا ہے یا نہیں....!"

"بھلا اس سے کس طرح اندازہ کیا جا سکتا ہے....!"

"پہلے وہ بہت باخبر رہتا تھا.... میں خصوصیت سے اپنے بارے میں کہہ سکتی ہوں کہ وہ میری ذرا ذرا سی بات کا علم رکھتا تھا.... لیکن آج کل اسے علم نہیں کہ میں کیا کر رہی ہوں۔ اگر فی الحال میرے علاوہ کوئی اور بھی اس کا تابع فرمان ہوتا تو کم از کم اس نے علیحدہ سے تمہاری نگرانی ضرور کرائی ہوتی۔ وہ محض اس پر مطمئن نہیں ہو جاتا کہ میں نے جسے الجھایا ہے وہ سچ مچ اس کے لئے کار آمد ثابت ہوگا۔ اپنے طور پر بھی اُسے دیکھنا پڑتا ہے۔!"

"بس تو پھر کیا ہے.... تم بہ آسانی اُس کے پنجے سے رہائی حاصل کر سکتی ہو....!"

"یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں....!"

"میں دوسری حیثیت میں بھی آزاد نہیں مشن کی پابند ہوں.... مشن کے سربراہ کی اجازت کے بغیر میں ملک سے باہر نہیں جا سکتی.... نہیں صفدر.... میری گلو خلاصی ہر حال میں ناممکن ہے.... تم غالباً یہ بھی سوچتے ہو گے کہ میں نے تم پر اپنا راز کیوں ظاہر کر دیا.... بس کیا بتاؤں کوئی ایسا بھی تو ہونا چاہئے جس کے سامنے دل کا بخار نکالا جا سکے اگر تم نہ ملتے مجھے تو میں پاگل ہو جاتی۔ تم بہت اچھے ہو....!"

"میں یقیناً بہت اچھا ہوں.... اگر تمہاری لغات میں اچھا.... الو کے پٹھے کو کہتے ہیں۔!"

"خفا ہو....؟ آخر کیوں....؟"

"آخر کیوں....؟" صفدر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "گھر چھوٹا.... اور اب ہوٹل کے لمبے چوڑے اخراجات.... میرا باپ اتنا بڑا جاگیردار نہیں ہے....!"

"اس قسم کے سارے اخراجات کا ذمہ میں لیتی ہوں.... ویسے تمہارا قیام کہاں ہے۔!"

"یہ تو میں ہرگز نہ بتاؤں گا.... پتہ نہیں کب تمہاری کوئی مجبوری میری بھی گردن کٹوا دے۔ بہر حال آج میں نے تمہیں اسی لئے بلایا ہے کہ میں اس صورتحال سے تنگ آ گیا ہوں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"ہمیں اب پھر ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہو جانا چاہئے۔!"

"یہ ناممکن ہے.... میں مر جاؤں گی صفدر.... اس بھری دنیا میں تمہارے علاوہ اور کوئی

ہمدرد مجھے نہیں دکھائی دیتا۔!"

"لیکن یہ ہمدردی مجھے بہت مہنگی پڑی ہے....!"

"تم جو کچھ چاہو میں تمہارے لئے کر سکتی ہوں....!"

"بس مجھے بخش دو.... اس قسم کی زندگی میرے مزاج سے مناسبت نہیں رکھتی۔ شروع میں تفریحاً اس مشغلے میں پڑا تھا لیکن اب حالات کا علم ہو جانے کے بعد مجھے سوچنا پڑ رہا ہے کہ کہیں میرا مستقبل تباہ نہ ہو جائے۔ پتہ نہیں تم لوگ کس چکر میں ہو....!"

گرٹروڈ کچھ نہ بولی۔! اتنے میں ویٹر جھینگے کی پلیٹیں لایا اور وہ دونوں خاموشی سے کھاتے رہے۔!

گرٹروڈ بہت زیادہ فکر مند نظر آ رہی تھی۔

جھینگے ختم کر کے اس نے صفدر سے سگریٹ مانگی.... سگریٹ کے ہلکے ہلکے دو تین کش لے کر بولی۔ "تو تم نے اسی لئے مجھے بلایا تھا....؟"

"ہاں....!"

"میں پھر کہتی ہوں کہ یہ ناممکن ہے.... ویسے میں حتی الامکان کوشش کروں گی کہ تمہیں کوئی گزند نہ پہنچے....! تمہیں ایسا کوئی کام نہ کرنا پڑے گا جس کے لئے تمہیں اپنے ملک کے قوانین کو جواب دہ ہونا پڑے۔!"

"سوال یہ ہے کہ تم زبردستی میرے گلے کیوں پڑو....!"

"اب تو گلے پڑ ہی گئی ہوں....!"

"اچھی بات ہے... آئندہ تمہیں رنگ ہی نہ کرونگا۔ تم نہیں جانتیں میں کہاں رہتا ہوں۔!"

"اگر تم نے ایسی کوئی حرکت کی تو میں تمہاری ہلاکت کا باعث بن جاؤں گی۔!"

"میں اب تمہاری کسی بات کا جواب نہ دوں گا...!" صفدر بولا اور ویٹر کو بلا کر بل لانے کو کہا۔

گرٹروڈ اُسے گھورتی رہی۔

بل کی ادائیگی کے بعد صفدر اٹھنا ہی چاہتا تھا کہ گرٹروڈ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"بیکار ہے.... قطعی ناممکن....!" صفدر غصیلے انداز میں بڑبڑایا۔

"صرف ایک بات سن لو.... آخری بار.... صرف ایک کام.... مجھ میں اب... اب اتنی سکت نہیں کہ اس کے لئے کسی دوسرے کو ہموار کر سکوں۔!"



"ہوں....!" صفدر اُس کی طرف دیکھے بغیر سر ہلا کر بولا۔ "تو اس وقت تمہیں فون کر کے میں نے خود ہی یہ مصیبت مول لی ہے.... ضرورت ہی کیا تھی۔!"

"دیکھو....! میں جب بھی چاہوں گی تمہاری قیام گاہ کا پتہ لگا لوں گی.... جب مجھے یہاں تک معلوم ہے کہ کوئی تمہاری نگرانی نہیں کر رہا تو قیام گاہ کا پتہ لگانا کیا مشکل ہے۔!"

صفدر خاموش ہی رہا.... اب اُس کے چہرے پر احساس بے بسی کی جھلکیاں نظر آ رہی تھیں۔

گرٹروڈ چند لمحے اُسے خاموشی سے دیکھتی رہنے کے بعد بولی۔ "کل شام کو تم میرے ساتھ رہو گے.... میں نہیں کہہ سکتی کہ کتنی دیر ہو جائے بہر حال تمہیں میری مدد کرنی ہو گی۔!"

"کس سلسلے میں....؟"

"یہ میں کل ملنے کے بعد ہی بتاؤں گی....!"

صفدر تھوڑی دیر تک چپ رہا پھر بولا۔ "میں نہیں سمجھ سکتا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے....!"

"کیا مطلب....!"

"تم سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں لیکن نہیں چھڑا سکتا....!"

"کیوں نہیں چھڑا سکتے....!"

"میں خود بھی نہیں جانتا.... اگر میں تم سے نہ ملنا چاہوں تو شاید ملک الموت بھی مجھے اس پر آمادہ نہ کر سکے.... لیکن.... لیکن....!"

"ہاں.... ہاں.... کہو.... کہو....!" وہ پر اشتیاق لہجے میں بولی.... اور میز پر کہنیاں ٹیک کر آگے جھک آئی۔

"میں نہیں جانتا.... میں تمہیں ناپسند بھی کرتا ہوں.... لیکن تمہاری کوئی بات ٹالتے ہوئے دکھ بھی ہوتا ہے.... اور دن میں کم از کم ایک بار ملنا بھی چاہتا ہوں....!"

"تم مجھے ناپسند نہیں کرتے.... مجھے یقین ہے....!"

"اوہ تو کیا میں خود کو سمجھ نہیں سکتا....!"

"اس معاملے میں بچے ہو....! یقین کرو.... مجھے تمہاری معصومیت پر پیار آتا ہے....!"

"آہستہ بولو....!" صفدر نے ادھر اُدھر دیکھ کر سہمے ہوئے انداز میں کہا اور وہ ہنس پڑی۔

صفدر نے جھینپنے کی کامیاب ایکٹنگ کی تھی۔

"قسم ہے بس یہی باتیں تو....!" گرٹروڈ جملہ پورا کئے بغیر پھر ہنس پڑی۔

"میں جارہا ہوں....!" صفدر اٹھ گیا۔

"میں بھی چل رہی ہوں....!" وہ بھی ساتھ ہی اٹھتی ہوئی بولی۔

رافیہ سمو ناف اب باقاعدگی سے اس سے مل رہی تھی۔! دن بھر کے تجربات بیان کرتی اور وہ اسے تسلیاں دیتا.... اب وہ دن رات اُسی کے متعلق سوچتی رہتی۔ وہ تو اُسے پروفیسر اوتو ویلانی سے بھی زیادہ پراسرار معلوم ہونے لگا تھا۔

آج جب وہ اپنے کام پر سے ہوٹل واپس آئی تو اس نے اُس کا کمرہ مقفل پایا.... اور اپنے کمرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

اپنے کمرے کا دروازہ کھولا.... سامنے ہی فرش پر ایک لفافہ پڑا دکھائی دیا۔ لفافے پر اُسی کا نام تحریر تھا۔

دروازہ بند کر کے لفافہ چاک کیا۔ اس میں سے سرخ رنگ کا کاغذ برآمد ہوا جس پر تحریر تھا۔

"مجھ سے براہ راست کوئی تعلق نہ رکھو.... مجھے شبہ ہے کہ ہوٹل کا ایک ویٹر تمہاری نگرانی کرتا ہے.... اب ہم اسی طرح تحریروں کے ذریعہ ایک دوسرے تک اپنے پیغامات پہنچاتے رہیں گے.... تمہیں جو کچھ کہنا ہو لکھ کر میرے کمرے میں ڈال دیا کرو لیکن اس سے قبل اچھی طرح اطمینان کر لینا کہ آس پاس کوئی ایسا آدمی تو موجود نہیں جو مشتبہ ہو۔ جس ویٹر پر تمہاری نگرانی کرنے کا شبہ ہے.... اس کی ٹھوڑی پر بائیں جانب ابھرا ہوا سیاہ تل ہے جو خاصے فاصلے سے بھی نظر آتا ہے....!

تمہارا پڑوسی"

رافیہ نے خط ختم کر کے طویل سانس لی اور کرسی کے ہتھے پر ٹک گئی.... تو اب اُس کی بھی نگرانی ہو رہی ہے.... ظاہر ہے کہ وہ پروفیسر ہی کا کوئی آدمی ہوگا۔ ہو سکتا ہے اسی دوران اس کے رویے میں اس نے کسی قسم کی تبدیلی محسوس کی ہو۔ وہ لاکھ سنبھل سنبھل کر رہے لیکن جب اس کے خلاف اس کے دل میں بُرائی آگئی ہے تو کسی نہ کسی طرح اس کا اظہار ہوتا ہی ہوگا۔

لیکن یہ پُراسرار نوجوان.... اس سے ملاقات محض اتفاقیہ تھی۔ لیکن اُدھر بھی وہی روحوں کا



چکر تھا۔ آخر وہ کس جنجال میں پھنس گئی ہے۔ پہلے تو پروفیسر میں بھی اُسے کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی تھی جسے اپنے لئے مخدوش ٹھہرا سکتی.... لیکن پھر کیا ہوا تھا۔

کیا وہ روز بروز فریب کار نہیں ثابت ہو رہا۔

دراصل خود اُسے ہی روحانیت سے لگاؤ تھا.... بچپن ہی سے عجیب و غریب خوابوں میں ڈوبی رہتی تھی.... رائیڈر ہیگرڈ کے سارے ناول پڑھ ڈالے تھے اور اُس کی تنہائیاں عموماً ویسے ہی خوابوں سے دوچار رہتی تھیں.... جنہیں وہ ماہر فن مصنف حقیقت بنا کر پیش کرنے میں ید طولیٰ رکھتا تھا۔!

بہر حال یہ اس کی افتاد طبع ہی تھی جس نے اُسے پروفیسر کی ملازمت پر آمادہ کیا.... اور بعد کی باتیں تو پھر اس کے خوابوں سے ہم آہنگ ہی ہوتی چلی گئی تھیں۔

وہ اب بھی کرسی کے ہتھے ہی پر ٹکی ہوئی خیالات میں غرق تھی.... اور یہ پراسرار نوجوان یہ کیا چاہتا ہے.... وہ آج کل اس کے لئے اُن خطوط کی نقلیں لا رہی تھی جن میں سرے سے صرف جانوروں ہی کے نام لکھے ہوتے تھے۔ آج بھی ایسے تین خط تھے آخر یہ کیا چکر ہے.... پتہ نہیں پروفیسر جھوٹا ہے یا یہ خود.... دفعتاً اُسے پروفیسر کی یاد آئی اُس نے ایک بار اس سے ان خطوط کے بارے میں پوچھا تھا.... جس پر پروفیسر نے کہا تھا کہ وہ مخالف روحوں کی حرکت ہے۔

تو کیا وہ نوجوان مخالف روحوں کا پجاری ہے.... اُوہ.... سب بکواس ہے.... ایسی روحیں صرف کہانیوں اور ناولوں میں پائی جاتی ہیں.... اگر وہ آواز کسی روح کی ہے تو پھر اُس روح کو اس کا علم کیوں نہ ہو سکا کہ میں نے ایک سرخ گلاب اس کمرے میں رکھ چھوڑا ہے.... جہاں سبز رنگ کے علاوہ اور کوئی رنگ نہیں آسکتا.... کون سی قیامت آگئی تھی اس کے بعد....!

اسے پتہ ہی نہ چل سکا۔

گھنٹوں وہ پھول اس میز کی دراز میں بند رہا تھا اور اس وقت بھی اس کمرے میں موجود تھا جب وہاں اس کی سرگوشیاں گونج رہی تھیں۔!

"اوہ جہنم میں جائے میں تو اس نوجوان سے رابطہ رکھوں گی.... ہو سکتا ہے پروفیسر کے مقابلے میں کم فراڈ ثابت ہو....!"

وہ اٹھی اور دیوار سے لگا ہوا سوئچ آن کر کے کمرے میں روشنی کر دی....! لکھنے کی میز پر

آبیٹھی اور ایک سادہ کاغذ اٹھا کر لکھنے لگی۔

"ڈیئر مسٹر گمنام....!"

"تین خطوط کی نقلیں حاضر ہیں.... آج معمول کے خلاف کوئی بات نہیں ہوئی سارا دن کام کرتی رہی.... پروفیسر سے بھی کسی خاص موضوع پر کوئی بات نہیں ہوئی.... البتہ کل مجھے مسٹر ٹی ایچ صدیقی سے ملنا ہے! پروفیسر اُس کی ترقی کے لئے کوئی خاص "عمل" کر رہا ہے! پروفیسر اس سے براہ راست ابھی تک نہیں ملا۔ سارے کام ٹوٹکے سے ہو رہے ہیں۔ مثال کے طور پر پروفیسر نے آج مجھے ایک سادہ کاغذ دیا ہے اس کے لئے ہدایت یہ ہے کہ میں اُسے اپنے پاس رکھوں اور آج کل ٹی ایچ صدیقی جو سب سے زیادہ اہم کام کر رہا ہے.... اس کا فائیل لائے اور میں پروفیسر کے دیئے ہوئے سادہ کاغذ کو اُس سے مس کر کے سادہ کاغذ پروفیسر کو واپس کر دوں۔ کل شام سات بجے وہ ریالٹو میں مجھ سے ملے گا.... اور وہ فائیل اُس کے ساتھ ہو گا یہ ساری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں.... اب میں اس ویٹر کا خیال رکھوں گی۔ کل چونکہ مجھے یہ اہم کام سرانجام دینا ہے اس لئے کل دن بھر یہیں اپنے کمرے میں آرام کروں گی.... اور کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے.... جس کا تذکرہ ضروری ہو....!"

خط ختم کر کے اُس نے ایک سادہ لفافہ اٹھایا اور اس خط سمیت متذکرہ تینوں خطوط کی نقول اُس میں رکھ کر فلیپ چپکا دیا.... کمرے سے باہر آئی.... راہداری ایک سرے سے دوسرے سرے تک ویران تھی.... پھر وہ احتیاطاً زینوں تک گئی اور جب اطمینان ہو گیا کہ آس پاس کوئی موجود نہیں ہے اس نے وہ لفافہ دروازے اور فرش کے درمیانی خلاء میں ڈال کر اندر کھسکا دیا۔

پھر سیدھی ہو کر دوبارہ گردوپیش نظر دوڑائی اور اپنے کمرے میں واپس آگئی۔

پانچ بجے شام کو انہیں ملنا تھا....!



گرٹروڈ نے جگہ تجویز کی تھی.... صفدر وہیں پہنچ کر اس کا منتظر رہا.... وہ ٹھیک وقت پر پہنچی تھی۔ آج اس نے میک اپ پر شاید کافی وقت صرف کیا تھا۔ بڑی دلکش لگ رہی تھی۔ بڑی دیر تک وہ شہر کی مختلف سڑکوں پر چکراتے پھرے۔ پھر ساڑھے چھ بجے گرٹروڈ نے ریالٹو کے سامنے گاڑی روک دی۔

"کیا اب میں کسی دوسری مصیبت میں پھنسوں گا....!"

"آؤ.... اترو.... اندر چلو....!"

صفدر بُرا سا منہ بنائے گاڑی سے اترا.... اور وہ دونوں ریالٹو کی عمارت میں داخل ہو گئے۔

ٹھیک سات بجے رافیہ سموناف ریالٹو میں داخل ہوئی.... ڈائیننگ ہال میں کہیں کہیں خالی میزیں بھی نظر آ رہی تھیں.... اُسے ٹی۔ ایچ۔ صدیقی کہیں نہ دکھائی دیا۔ وہ نروس ہو گئی.... اس ارادے سے تو آئی نہیں تھی کہ صدیقی کی عدم موجودگی میں تنہا ہی بیٹھے گی۔ اس قسم کی نشستوں سے اُسے کبھی دلچسپی نہیں رہی تھی۔!

سوچ ہی رہی تھی کہ اب کیا کرے دفعتاً بائیں جانب سے صدیقی آتا دکھائی دیا۔!

"یہاں نہیں.... اوپر فیملی روم میں بیٹھیں گے.... میز پہلے سے مخصوص ہے....!" اس نے کہا اور رافیہ اس کے پیچھے چلنے لگی۔

اوپر فیملی روم میں زیادہ بھیڑ نہیں تھی صرف تین میزیں آباد نظر آئیں.... ایک خالی میز پر ریزرویشن کارڈ پڑا تھا.... صدیقی نے اسی کی طرف اشارہ کیا۔

وہ بیٹھ گئے.... رافیہ کچھ بوکھلائی ہوئی سی لگ رہی تھی۔ سوچ رہی تھی کہ صدیقی ہی گفتگو میں پہل کرے تو اچھا ہے خود اُس کے پاس تو کہنے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا۔

"ظاہر ہے کہ ہم رات کا کھانا بھی یہیں کھائیں گے....!" صدیقی نے کہا۔

"نہیں مسٹر صدیقی.... میں اس وقت چھٹی پر نہیں ہوں.... ہماری یہ ملاقات کاروباری ہے میں اس کاغذ کو فائیل سے مس کر کے واپس جاؤں گی....!"

صدیقی ہنسنے لگا.... اور وہ حیرت سے اُسے دیکھتی رہی کیونکہ ہنسنے کا انداز مضحکانہ تھا۔

"محض تمہاری وجہ سے ان حماقتوں میں پڑا ہوں....!" صدیقی نے ہنسی روکتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں سمجھی....!"

"یہی سب کہ فائیل سے کاغذ مس کیا جائے.... اور پروفیسر اُس پر کوئی عمل کرے۔ کیا آج کی دنیا میں یہ سب کچھ مضحکہ خیز نہیں معلوم ہوتا۔!"

"تو تم وہ فائیل نہیں لائے....!"

"لایا ہوں.... یہی تو کہنا ہے کہ تمہاری وجہ سے یہ خطرہ بھی مول لینا پڑا ہے.... انتہائی کونفیڈنشل فائیل ہے.... آفس کی حدود سے باہر نہیں لائی جاسکتی.... لیکن تمہاری وجہ سے.... کوئی بہانہ تو ہاتھ آئے ملاقات کا.... رافیہ تم سمجھ نہیں سکتیں کہ تم میرے لئے کیا ہو گئی ہو.... مجھے بچپن ہی سے ایسا محسوس ہوتا رہا ہے جیسے مجھے کسی کا انتظار ہو.... تم سے ملنے سے قبل تک یہی احساس برقرار رہا ہے.... ذرا سوچو تو میں نے عرصہ تک اس احساس کی پرورش کی ہے.... پھر اچانک تم سامنے آتی ہو اور وہ ذہنی کیفیت رفع ہو جاتی ہے۔!"

"مسٹر صدیقی.... مجھے افسوس ہے کہ آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔ اب فائیل نکالئے میں اس سے کاغذ مس کروں.... اور اُسے پروفیسر تک پہنچاؤں....!"

"تو یہ خطرہ میں نے خواہ مخواہ مول لیا....!" صدیقی نے کھسیانی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"یقین کرو....! اگر کسی کو معلوم ہو جائے تو مجھے نہ صرف اپنی ملازمت سے ہاتھ دھونے پڑیں بلکہ شائد جیل بھی چلا جاؤں....!"

"تب تو مجھے کچھ اور ہی سوچنا چاہئے۔!"

"کیا سوچنا چاہئے....!"

"جب ان چیزوں پر تمہیں یقین ہی نہیں ہے تو تم نے اس کا خطرہ مول ہی نہ لیا ہوگا۔ یعنی کوئی غیر اہم فائیل لائے ہو گے.... ظاہر ہے کہ اصل مقصد تو مجھ سے ملنا ہی تھا۔!"

"یہی تو نہیں کرسکا.... رافیہ خدا کی قسم میں تمہیں دھوکا نہیں دے سکتا....!"

"مجھے اس سے کیا سروکار.... یہ دھوکا تو پروفیسر کے ساتھ ہوتا۔!"

"تمہارے توسط سے میں کسی کو بھی دھوکا نہیں دے سکتا۔! میں ایسی ہی ذہنی کیفیت سے دوچار ہوں.... بخدا میں دوسرا فائیل لاسکتا تھا لیکن نہیں لاسکا.... مجھے خود بھی حیرت ہے کہ میں نے اتنا بڑا خطرہ کیسے مول لے لیا۔!"



"خیر.... خیر.... اب اُسے نکالو.... میں اپنا کام کروں.... اس کے بعد میں یہاں نہیں ٹھہروں گی تم پھر کبھی مجھ سے مل سکتے ہو....!"

"وعدہ کرتی ہو....!"

"ہاں.... میں ملوں گی.... لیکن اس وقت اصول کے خلاف کچھ نہیں کرسکتی۔!"

"لیکن میں نے تو دو آدمیوں کے کھانے کے لئے کہہ رکھا ہے....!"

"میری خاطر.... مجھے اس وقت جانے دو.... پروفیسر نے خاص طور پر ہدایت کی ہے کہ کام کر کے فوراً میرے پاس پہنچ جانا....!"

"اچھی بات ہے....!" صدیقی نے طویل سانس لی۔

"یہ کیا چکر ہے....؟" صفدر نے گرٹروڈ سے کہا۔ "اُس نے سبز رنگ کا ایک فائیل ہینڈ بیگ سے نکالا تھا.... لڑکی اپنے پرس سے ایک کاغذ نکال کر اُس پر رگڑتی رہی اور پھر کاغذ کو اپنے پرس میں دوبارہ رکھ لیا.... اور لو.... اب شاید وہ جا رہی ہے۔!"

گرٹروڈ سر ہلا کر بولی۔ "حقیقت تو یہ ہے کہ میں نے اس لڑکی کو آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا.... واقعی بہت خوبصورت ہے.... مجھ سے بھی زیادہ.... کیسی خواب ناک آنکھیں ہیں.... چلو.... وہ تو گئی....!"

"مجھے بیوقوف بنا رہی ہو.... پتہ نہیں تم کیا کرنا چاہتی ہو....!"

"کیا لڑکی پسند نہیں آئی....!"

"بکواس مت کرو....!"

فیملی روم میں اب صرف تین آدمی تھے.... ایک میز پر یہ دونوں.... اور جس میز سے لڑکی اٹھی تھی اُس پر ایک مرد جو سبز رنگ کا فائیل بریف کیس میں رکھ رہا تھا.... بریف کیس کے تسمے کس کر اُس نے اُسے میز کے ایک گوشے میں سرکا دیا.... اور پائپ میں تمباکو بھرنے لگا اس کے چہرے پر کچھ ایسے ہی آثار تھے جیسے بڑی تھکن محسوس کر رہا ہو....!

کچھ دیر بعد صفدر نے کہا۔

"ہم یہاں کیا کر رہے ہیں....!"

"ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتی.... جب تک یہ یہاں بیٹھا ہے ہمیں بھی بیٹھنا پڑے گا۔!"

"یہ کون ہے....؟"

"میں نہیں جانتی....!"

"لیکن اس لڑکی کو جانتی ہو.... کیوں....؟"

"کچھ دیر خاموش بھی رہو....!" وہ جھنجھلا کر بولی۔

سامنے والی میز پر تنہا آدمی اب کچھ کھویا سا نظر آنے لگا تھا۔

دفعتاً وہ اٹھ گیا۔

"دیکھو....! یہ غالباً باتھ روم کی طرف جائے گا۔!"

"تم کیا جانو....؟"

"مجھے معلوم ہے.... جلدی جلدی پیشاب کرنے جاتا ہے....!"

صفدر کچھ نہ بولا۔

وہ اسے بائیں جانب والی راہداری میں مڑتے دیکھ رہا تھا۔

"ذرا دیکھو تو.... باتھ روم ہی میں جاتا ہے یا نہیں.... گرٹروڈ نے کچھ ایسے لہجے میں کہا کہ صفدر بے اختیار کرسی سے اٹھ گیا.... اب وہ بھی راہداری کی طرف جارہا تھا.... جب وہ فیملی روم سے راہداری کی طرف مڑا.... تو اُس نے اسے سچ مچ باتھ روم میں ہی داخل ہوتے دیکھا۔

دفعتاً اسے خیال آیا کہ وہ بھی دیر سے حاجت محسوس کر رہا تھا.... لہٰذا وہ اس کے برابر والے باتھ روم میں ہی داخل ہو گیا۔

وہاں سے نکل کر فیملی روم میں واپس آیا تو گرٹروڈ نہ دکھائی دی۔

میز خالی تھی.... تیزی سے ایک خیال شعور کی سطح پر ابھرا.... اس آدمی کا بریف کیس میز پر موجود نہیں تھا جبکہ پائپ اب بھی وہیں پڑا تھا۔

صفدر زینوں کی طرف لپکا۔

"کیا وہ بریف کیس لے اڑی....؟" یہ سوال کچھ اس انداز سے اس کا ذہن دہرائے چلا جارہا تھا جیسے کانوں کے قریب کوئی لاؤڈ اسپیکر چیخ رہا ہو۔

اسے یاد نہیں وہ کس طرح ڈائننگ ہال سے گذر کر باہر نکلا تھا۔



گرٹروڈ کی کار بھی وہاں نہ دکھائی دی جہاں چھوڑی گئی تھی.... صفدر نے سوچا وہ اسی طرف گئی ہو گی جس رخ پر گاڑی کھڑی تھی۔

اتفاق سے ایک خالی ٹیکسی فوراً ہی مل گئی۔

اور صفدر بھی اسی جانب روانہ ہو گیا۔

زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ ٹریفک رکا ہوا نظر آیا.... اس کی ٹیکسی بھی رک گئی۔

سامنے کچھ فاصلے پر اتنی بھیڑ نظر آئی کہ راستہ ہی بند ہو کر رہ گیا تھا....!

"شاید ایکسیڈنٹ ہو گیا....!" ٹیکسی ڈرائیور بڑبڑایا اور دروازہ کھول کر اتر گیا۔

صفدر نے بھی اس کی تقلید کی.... اسے خدشہ تھا کہ کہیں یہ ایکسیڈنٹ گرٹروڈ کی ہی ذات سے نہ تعلق رکھتا ہو۔

خدشہ بے بنیاد بھی نہیں تھا.... اگر وہ بریف کیس لے کر بھاگی تھی تو اس نے بدحواسی ہی کے عالم میں ڈرائیونگ کی ہو گی۔

بھیڑ کے درمیان ایک چھوٹی سی گاڑی الٹی ہوئی نظر آئی۔

یہ سو فیصد گرٹروڈ ہی کی فیاٹ تھی اور کچھ لوگ اُسے گاڑی سے باہر نکالنے کی کوشش کر رہے تھے۔

صفدر نے اس کے سرخ کوٹ کی جھلک دیکھی.... اور مضطربانہ انداز میں بھیڑ کو چیرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

"ختم ہو گئی....!" کسی نے کہا۔

"کالی گاڑی سے ریس کر رہی تھی....!" کوئی دوسرا بولا۔ "میں نے صاف دیکھا تھا کالی گاڑی کی سائیڈ لگی تھی.... اور یہ گاڑی الٹ گئی۔!"

✡

رافیہ ٹیکسی میں تھی اور اُس نے دور ہی سے دیکھا تھا کہ ایک گاڑی پروفیسر کی کوٹھی کی کمپاؤنڈ میں داخل ہو رہی ہے اس کے پیچھے ہی ایک اسکوٹر بھی داخل ہوتا دکھائی دیا۔ اس نے ٹیکسی پھاٹک کے باہر رکوائی اور کرایہ ادا کر کے عمارت کی طرف چل پڑی۔

اندر داخل ہونے والی گاڑیوں کے انجن بند ہو گئے تھے.... کمپاؤنڈ میں گہرا اندھیرا تھا۔

دفعتاً اس نے پروفیسر کی غراہٹ سنی۔ "تم کون ہو اور یہاں کس کی اجازت سے گھس آئے ہو۔!"

"مم.... میں.... عمران ہوں.... پروفیسر....!"

"اوہ.... اچھے وقت پر آئے.... میں تمہیں یاد ہی کر رہا تھا.... میرے ساتھ آؤ....!"

رافیہ نے اندھیرے میں قدموں کی چاپ سنی اور برآمدہ روشن ہو گیا.... وہ بھی تیزی سے آگے بڑھی....!

برآمدے میں دو آدمی نظر آئے ایک تو طویل القامت پروفیسر تھا اور دوسرا کوئی اور ان کی شکلیں نہیں دکھائی دے رہی تھیں کیونکہ دونوں نے اپنے اوورکوٹوں کے کالر اٹھا رکھے تھے اور فیلٹ ہیٹوں کے گوشے پیشانیوں پر جھکے ہوئے تھے۔

قبل اس کے کہ رافیہ برآمدے تک پہنچتی وہ راہداری میں داخل ہو کر بائیں جانب والے کمرے میں داخل ہو گئے اور اس نے دروازہ بند ہونے کی آواز بھی سنی۔

وہ دبے پاؤں راہداری میں داخل ہوئی اور صدر دروازے کو اتنی آہستگی سے بند کیا کہ ذرا سی بھی آواز نہ ہوئی۔

اب وہ ٹھیک اسی کمرے کے دروازے پر کھڑی تھی جس میں وہ دونوں داخل ہوئے تھے۔ دروازہ نہ صرف بند تھا بلکہ اندر سے بولٹ بھی کر دیا گیا تھا۔

رافیہ قفل کے سوراخ پر جھک گئی۔

وہ دونوں اندر موجود تھے... پروفیسر کی پشت دروازے کی طرف تھی اور عمران سامنے ہی کھڑا تھا لیکن وہ اسکی شکل نہ دیکھ سکی کیونکہ کوٹ کے کالر اور فیلٹ ہیٹ کی پوزیشن اب بھی نہیں بدلی تھی۔

دفعتاً اس نے کوٹ کا کالر نیچے گرا دیا.... اور فیلٹ ہیٹ بھی اوپر اٹھا دی.... رافیہ کے ذہن کو جھٹکا سا لگا.... وہ عمران تو نہیں تھا.... وہ تو.... وہ تو.... وہی خبطی نوجوان تھا اس کا ہوٹل والا پڑوسی.... جس سے وہ اپنا دکھڑا رویا کرتی تھی۔

"کیا مطلب....!" پروفیسر غرایا.... "تم کون ہو....؟"

"میں عمران ہوں....!"

"یہ بکواس ہے.... عمران یہاں آچکا ہے.... میں اسے دیکھ چکا ہوں....!"

"لیکن میں تمہیں دیکھنے کا شرف آج ہی حاصل کر رہا ہوں.... میں میک اپ میں ہوں پروفیسر.... تم خود سوچو میں اپنی اصل شکل میں کیونکر آسمان سے نیچے آسکتا ہوں.... کیا وہ لوگ



مجھے قتل نہ کر دیں گے۔!"

"اوہ....!" پروفیسر نے ہلکے قہقہے کے ساتھ کہا۔ "بیٹھ جاؤ....!" اور خود بھی بیٹھ گیا۔

رافیہ کا دل شدت سے دھڑک رہا تھا.... حلق میں کانٹے پڑے جا رہے تھے۔ کوئی بڑا حادثہ ہونے والا ہے نہ جانے کیوں اس کا دل کہہ رہا تھا کہ کوئی بہت بڑا حادثہ....!

"تم کیا چاہتے ہو....!" پروفیسر نے پوچھا۔

"سب سے پہلے تو تم مسٹر ٹی ایچ صدیقی کا بریف کیس میرے حوالے کر دو....!"

"کیا مطلب....؟" پروفیسر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

اب رافیہ کو وہ بریف کیس بھی نظر آیا جو پروفیسر کے ہاتھ میں تھا۔

اس نے صاف پہچانا.... یہ وہی بریف کیس تھا جسے وہ کچھ دیر پہلے صدیقی کے پاس دیکھ چکی تھی۔

دل کی دھڑکن کچھ اور تیز ہو گئی۔

"یہ بریف کیس پروفیسر....!" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ "اس میں جو کچھ بھی ہے تمہیں اس کی تفصیل نہ معلوم ہونی چاہئے۔!"

"اوہ.... تو تم.... مستقل طور پر میری ٹوہ میں رہے ہو....!"

"میں نے آج تک تو اُسے زندہ نہیں چھوڑا جس نے میرا راستہ کاٹا ہو!" عمران مسکرا کر بولا۔

پتہ نہیں کیوں رافیہ کو اس کی مسکراہٹ میں خون کی سرخی دکھائی دی۔

"ہوں....!" پروفیسر غرایا۔

"یہ بریف کیس گرٹروڈ ولیمز ریالٹو سے لے بھاگی تھی.... تم اپنی گاڑی دوڑا کر اس کی گاڑی کے برابر پہنچے دونوں گاڑیاں اتنی قریب تھیں کہ اس نے تمہیں بریف کیس تھما دیا.... اور پھر تمہاری گاڑی کی سائیڈ اس کی گاڑی سے لگی.... اور اس کی گاڑی الٹ گئی۔ ہو سکتا ہے کہ تم نے دیدہ دانستہ ایسا کیا ہو کیونکہ اس وقت جب اس نے بریف کیس اڑایا تھا ایک مقامی آدمی بھی اس کے ساتھ تھا.... یہ اور بات ہے کہ وہ میرا ہی آدمی رہا ہو۔!"

"تمہارا آدمی....!" پروفیسر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں پروفیسر۔! تم جیسے لوگوں کی دیکھ بھال یہاں عمران کے سپرد ہے اور وہ محکمہ سراغرسانی کے آفیسروں کی طرح ہاروے رچمنڈ جیسے لوگوں کے پیچھے نہیں لگ جاتا۔!"

"تو تم سب کچھ جانتے ہو.....!" پروفیسر نے پر سکون لہجے میں کہا۔

"یہاں تک جانتا ہوں کہ اس ملک میں اس کالی تنظیم کے سربراہ تم ہی ہو.....!"

"اور یہ بہت بُرا ہے.....!"

"جس تار کے ٹکڑے کے لئے تم میرے خون کے پیاسے ہو..... اس میں پوشیدہ پیغام بھی سن چکا ہوں..... مجھے زبانی یاد ہے..... سنو۔ اینمل کوڈ کوڈ..... لاسٹ لیٹر..... چیف پورٹ..... پی او..... بی..... این تھری سکس ایٹ فائیو..... پرومی نٹ ڈیلی پبلسٹی.....! اینمل کوڈ..... لاسٹ لیٹر یعنی جانوروں کے ناموں کے آخر حروف..... ان آخری حروف کے ملانے سے بامعنی جملے بنتے ہیں اور انہیں جملوں کے ذریعہ پیغامات تم تک آتے تھے..... چیف پورٹ یہی ہے جہاں ہم اور تم مقیم ہیں اور پتہ پوسٹ بکس نمبر چھ سو پچاسی پرومی نٹ ڈیلی..... پبلسٹی کا مطلب یہ ہوا کہ چیف پورٹ کے مشہور روزنامے کے پاس جانے والا تھا..... کیوں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔!"

پروفیسر کچھ نہ بولا۔

عمران کہتا رہا۔ "تمہیں یہاں محکمۂ خارجہ سے کچھ اہم کاغذات حاصل کرنے تھے۔ اتفاقاً یا محکمۂ خارجہ ہی میں پائے جانے والے کسی غدار کی اسکیم کے تحت ٹی ایچ صدیقی اس ضعیف الاعتقادی کی بناء پر تم سے آٹکرایا..... محکمۂ خارجہ کا وہ شعبہ جس کا وہ کرتا دھرتا ہے یہیں قائم ہے..... تمہیں پچھلے دنوں تمہارے دارالحکومت والے ایجنٹ نے اسی اینمل کوڈ میں اطلاع دی کہ جن کاغذات کی تمہیں تلاش ہے وہ آج کل ٹی ایچ صدیقی کے پاس ہیں اور وہ ان پر کام کر رہا ہے.....!"

"تمہیں یہ سب کچھ معلوم کیسے ہوا.....!" پروفیسر نے پوچھا۔ اُس کا لہجہ اب بھی بے حد پر سکون تھا۔!

"میرے اپنے ذرائع.....!"

"میں سمجھ گیا..... تم رافیہ سموناف سے ملتے رہے ہو..... اس نے تمہیں جو کچھ بتا دیا ہوگا اس سے تم نے اپنے طور پر نتائج اخذ کئے ہوں گے..... واقعی بہت ذہین ہو..... جیسا سنا تھا تمہیں ویسا ہی پایا..... لہٰذا لو..... یہ رہا تمہارا انعام.....!"

رافیہ نے دیکھا کہ اُس نے بڑی پھرتی سے ریوالور نکال لیا ہے۔

ریوالور کا رخ عمران کی طرف تھا..... لیکن رافیہ نے اس کے چہرے پہ نہ تو خوف کے آثار



دیکھے اور نہ حیرت کے..... بالکل ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے ریوالور پر اس کی نظر نہ پڑی ہو۔

اس نے ہنس کر کہا۔

"شکریہ.....! اس انعام کی میرے دل میں بڑی وقعت ہے..... لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں ابھی اسے قبول نہ کر سکوں گا۔!"

رافیہ نے فائر کی آواز سنی..... اور اچھل کر پیچھے ہٹ گئی..... اب وہ مخالف سمت والی دیوار سے لگی ہوئی بُری طرح کانپ رہی تھی اور آس پاس بالکل سناٹا تھا..... اچانک پھر فائر ہوا..... اور پھر تو ہوتے ہی چلے گئے..... پے در پے پانچ فائروں کے بعد پھر سکوت طاری ہو گیا۔

ذرا ہی دیر بعد وہ پھر چونکی۔

لیکن یہ قہقہے کی آواز تھی..... ویسے یہ پروفیسر کا قہقہہ تو نہیں ہو سکتا تھا..... اُس نے پھر جھپٹ کر قفل کے سوراخ سے آنکھ لگا دی۔

عمران سامنے کھڑا ہنس رہا تھا۔

"اب اس کی مہلت نہ پاؤ گے..... کہ ریوالور کو دوبارہ لوڈ کر سکو!" اس نے پروفیسر سے کہا۔

پروفیسر نے جھلاہٹ میں ریوالور ہی اس پر کھینچ مارا..... لیکن وہ دیوار سے ٹکرا کر فرش پر آرہا کیونکہ عمران تو اتنی پھرتی سے بیٹھ کر دوبارہ کھڑا ہوا تھا کہ ریوالور کے فرش پر گرنے اور اس کے اٹھ کھڑے ہونے میں تقدیم و تاخیر نہیں ہوئی تھی۔

پھر رافیہ نے اُسے پروفیسر پر چھلانگ لگاتے دیکھا..... دونوں ہی فرش پر آرہے لیکن پروفیسر نے اُسے دوسری طرف اچھال پھینکا..... عمران پھر جھپٹا..... رافیہ محسوس کر رہی تھی کہ دیوہیکل اوٹو ویلانی جسمانی قوت میں عمران سے کہیں زیادہ ہے..... اس کے باوجود بھی عمران گویا اس سے بھڑ کی طرح چمٹ گیا تھا۔

ذرا ہی سی دیر میں اس نے یہ بھی محسوس کیا جیسے پروفیسر کسی نہ کسی طرح اس سے پیچھا چھڑا کر نکل بھاگنا چاہتا ہے۔ یہی ہوا بھی..... ایک بار خود کو عمران کی گرفت سے چھڑا لینے کے بعد وہ بائیں جانب والے دروازے میں بڑی پھرتی سے داخل ہو کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

ادھر وہی کمرہ تھا جہاں داخل ہونے کے بعد وہ عموماً دوبارہ نہیں ملا کرتا تھا..... اور رافیہ اسے ساری عمارت میں ڈھونڈتی ہی رہ جاتی تھی۔

عمران بھی اس کے پیچھے جھپٹا تھا.... لیکن جب ایک منٹ گذر جانے کے بعد پھر کسی قسم کی آواز سنائی نہ دی تو رافیہ نے دروازہ پیٹ پیٹ کر چیخنا شروع کر دیا۔!" دروازہ کھولو.... یہاں کون ہے دروازہ کھولو....!"

دروازہ کھلنے میں دیر نہ لگی عمران ہی نے دروازہ کھولا تھا۔

"وہ کہاں ہے....؟" رافیہ نے ہانپتے ہوئے پوچھا۔

"پتہ نہیں....!" عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔

"اسی کمرے میں داخل ہونے کے بعد غائب ہو جایا کرتا ہے....!" رافیہ نے اپنی چڑھتی ہوئی سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"چلو میں تمہیں دکھاؤں وہ کہاں گیا....؟" عمران پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔

وہ اسے اپنے ساتھ دوسرے کمرے میں لایا۔

"یہاں کوئی تبدیلی دیکھ رہی ہو....!" عمران نے اُس سے پوچھا۔

رافیہ نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔

"اوہ.... وہ.... دروازہ.... ارے وہ.... اس کے بعد تو کافی فاصلے پر دیوار ہے.... الماری.... وہ تو الماری تھی....!"

"الماری نہیں لفٹ تھی.... اس وقت وہ جلدی میں دروازہ بند نہ کر سکا۔ ورنہ تم اس وقت بھی اسے الماری ہی سمجھتیں.... لفٹ اُسے اوپر لے گئی اور اب نیچے سے اوپر تک صرف ایک خلاء باقی رہ گیا ہے....!"

رافیہ آگے بڑھی اور دروازے میں سر ڈال کر نیچے اوپر دیکھا.... اور عمران کے قول کی تصدیق ہو گئی۔

پھر وہ پیچھے ہٹ گئی.... اُس نے عمران سے پوچھا۔ "اب کیا ہو گا....؟"

"ہیلی کوپٹر کے ذریعے چھت پر اتروں گا....!" وہ احمقانہ انداز میں بولا۔

"تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں دیا تھا کہ تم عمران ہو....!"

عمران نے اس سوال کا جواب دینے کی بجائے اس سے کہا۔ "وہ بریف کیس اسی کمرے میں پڑا رہ گیا.... اُسے اٹھا لاؤ....!"



رافیہ چلی گئی.... عمران وہیں کھڑا لفٹ والے خلاء کو پُر تشویش نظروں سے دیکھتا رہا۔ دفعتاً اُسے محسوس ہوا جیسے اُسی خلاء سے گرم ہوا کا ایک جھونکا آیا ہو۔

"یہ لو....!" اُس نے رافیہ کی آواز سنی اور وہ اُس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

اس سے بریف کیس لے ہی رہا تھا کہ وہ چیخ پڑی۔ "ارے یہ کیا....!"

"اوہ....!"

لفٹ والے خلاء سے گہرے سرخ رنگ کا کثیف بادل سا برآمد ہو کر کمرے کی فضا پر یلغار کر رہا تھا.... پھر دفعتاً ایسا محسوس ہوا جیسے جہنم کا دروازہ کھل گیا ہو۔

وہ آتشی بادل تیزی سے اپنا حجم بڑھا رہا تھا۔

"بھاگو....!" عمران نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دروازے کی طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ "چلو کھلے میں نکل چلو.... باہر....!"

وہ بیرونی برآمدے میں آ پہنچے....!

"یہاں سے بھی چلو....!" عمران نے اُسے پائیں باغ کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا.... اور وہ روش پر کھڑی ہوئی سیاہ رنگ کی گاڑی تک آ پہنچے.... ذرا ہی سی دیر بعد انہوں نے اس گاڑی کی اوٹ سے دیکھا کہ سرخ رنگ کا دھواں صدر دروازے سے گذر کر برآمدے تک آ پہنچا ہے.... لیکن اب وہ اتنا کثیف نہیں تھا.... البتہ بیرونی فضا میں اس کے منتشر ہونے پر کچھ دیر بعد رافیہ اپنی ناک کے نتھنوں اور آنکھوں میں ہلکی سی جلن محسوس کرنے لگی تھی۔

اوپری منزل کی ساری کھڑکیوں کے شیشے روشن نظر آ رہے تھے۔

"وہ دیکھو.... اوپر....!" رافیہ اس کا شانہ دبا کر بولی۔

ایک کھڑکی آہستہ آہستہ کھل رہی تھی۔

"پتہ نہیں اوپر اور کتنی بلائیں ہوں....!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا۔ "اس لئے...."

رافیہ نے دیکھا.... کہ اس کا ہاتھ کوٹ کے اندر گیا ہے پھر برآمد ہوا تو اس میں لمبی نال والا اعشاریہ چار پانچ کا ریوالور نظر آیا۔

"کک.... کیا....!" رافیہ کی کپکپاتی ہوئی سی آواز اس سے آگے نہ بڑھ سکی۔

کھڑکی پوری طرح کھل چکی تھی.... اور پروفیسر آدھے دھڑ سے باہر جھک آیا تھا۔ غالباً وہ

معلوم کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ پوزیشن کیا ہے عمران کا ریوالور والا ہاتھ سیاہ گاڑی کی کھڑکی میں داخل ہو چکا تھا۔

ٹچ.... سائیلنسر لگے ہوئے ریوالور سے ہلکی سی آواز نکلی اور پروفیسر اچھل کر اور آگے جھک آیا.... اُس کے دونوں ہاتھ خلاء میں جھول رہے تھے.... پھر وہ دھم سے نیچے آگرا۔

ساتھ ہی عمران کا ایک ہاتھ سختی سے رافیہ کے ہونٹوں پر جم گیا۔ ورنہ وہ تو اپنی چیخ کسی طرح بھی نہ روک سکتی۔

سارا جسم بُری طرح کانپ رہا تھا.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اب کھڑی نہ رہ سکے گی۔

"اب تم جاؤ....!" عمران اُس کے ہونٹوں پر ہاتھ ہٹاتا ہوا بولا۔

"سیدھی ہوٹل جانا.... اور اُس وقت تک کمرے سے باہر نہ نکلنا جب تک میری فون کال ریسیو نہ کرو۔!"

دوسری صبح کے اخبارات نے دو بڑے حادثات کی خبریں چھاپی تھیں.... ایک تو نرس گرٹروڈ کی کار الٹنے کی خبر تھی اور دوسری ٹی ایچ صدیقی کی خودکشی کی۔.. نرس گرٹروڈ ولیمز کی کار کسی نامعلوم آدمی کی گاڑی کی سائیڈ سے ٹکرا کر الٹ گئی تھی.... گرٹروڈ جاں بر نہ ہو سکی.... اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔

صدیقی کی لاش اس کی کار میں پائی گئی تھی۔ کار ریالٹو کے سامنے کھڑی تھی۔ اُس کے قریب سے گذرنے والوں نے فائر کی آواز سنی.... پھر انہوں نے ٹی ایچ صدیقی کو گاڑی میں تڑپتے دیکھا.... اس کی کنپٹی سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا.... بعد کو ریوالور اس کے قریب ہی پایا گیا تھا۔

عمران نے طویل سانس لی.... اور بلیک زیرو سے بولا۔ "اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا اس کے لئے.... بھلا وہ کس طرح کہہ سکتا تھا کہ اُس فائیل کو اپنے ساتھ کہیں باہر لے گیا تھا اور وہ اس کی غفلت کے نتیجے میں ضائع ہو گئی۔!"

"گرٹروڈ!" بلیک زیرو بولا۔ "کیا خیال ہے آپ کا پروفیسر نے دیدہ دانستہ سائیڈ ماری ہو گی۔!"

"کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ویسے یہ بھی ممکن ہے.... کیونکہ فائیل کے غائب ہو جانے کا علم ایک



ایسے آدمی کو بھی تھا جس کو گرٹروڈ پوری طرح راہ پر نہیں لا سکی تھی۔ بہر حال اس کے حالات کی بناء پر مجھے اس سے ہمدردی تھی۔ زندہ رہتی تو میں اُسے بھی اس دلدل سے نکالنے کی کوشش کرتا۔ صفدر کافی مغموم دکھائی دیتا ہے.... بہر حال ختم کرو اس قصے کو.... اب مجھے پروفیسر کا رول ادا کر کے اُن ایجنٹوں کو قابو میں کرنا ہے جو دارالحکومت میں موجود ہیں.... رافیہ بدستور ہوٹل سے پروفیسر کی کوٹھی میں جاتی رہے گی اور پروفیسر کے بزنس کے اشتہارات شائع ہوتے رہیں گے.... اس کوٹھی میں کچھ ایسے کاغذات ملے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ یہاں ایک تباہ کن انقلاب کے لئے راہ ہموار کر رہا تھا۔!"

"ہاروے رچمنڈ کا کیا ہوا....!"

"وہ واپس چلا گیا.... وہ تو محض اس لئے منظر عام پر لایا گیا تھا کہ فیاض کو غلط راہ پر لگایا جا سکے.... اگر اُس عورت کی ڈائری فیاض کے ہاتھ نہ لگتی تو ہاروے بھی نہ دکھائی دیتا۔!"

"موریلی فراہام کی کیا پوزیشن ہے....!"

"ابھی تک تو اس کے خلاف کوئی ثبوت ہاتھ نہیں آیا.... اس کا ان معاملات سے کوئی تعلق نہیں معلوم ہوتا۔!"

"روپی مل کے بارے میں کیا سوچا ہے....!"

"دیوانگی کا انجکشن.... ایکس آر سی....!"

"وہ تو ہمیشہ کے لئے دماغ خراب کر دے گا۔!"

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں....!" عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔!

بلیک زیرو تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر اس نے پوچھا۔ "آخر کس قسم کا کھڑاگ پھیلایا تھا اوٹو ویلانی نے....!"

"دراصل یہ احمق بیسویں صدی میں بھی قصوں کہانیوں کے اوہام پرست مشرق کا تصور لے کر یہاں آتے ہیں.... اور بالآخر منہ کی کھاتے ہیں۔ رافیہ خوابوں میں ڈوبی رہنے والی لڑکی ہے اس لئے اس کے فریب میں آگئی تھی.... پچھلی رات جب میں باہر سے بانس کی سیڑھی لگا کر اوپر پہنچا تو سارے بھید کھل گئے.... عمارت کے سارے کمروں میں چھوٹے چھوٹے لاؤڈ اسپیکر اور ٹیلی ویژن کیمرے پوشیدہ ہیں جنہیں اوپری منزل سے کنٹرول کیا جاتا تھا.... میرا خیال ہے وہ

عمارت عرصہ سے اسی تنظیم کے قبضے میں رہی ہے۔ ویلانی سے پہلے وہاں اور کوئی رہتا تھا۔!"

"ویلانی کی لاش کا کیا ہوگا....؟"

"ٹھکانے لگادو....!"

"لیکن.... اس کے کاغذات.... جس سفارت خانے کے توسط سے وہ یہاں آیا تھا.... اُسے کیا جواب دیا جائے گا۔!"

"ابھی تو مجھے ہی ویلانی کا رول ادا کرنا ہے.... جب اطمینان ہو جائے گا کہ اس کے ایجنٹوں میں سبھی ٹھکانے لگ چکے تو رافیہ سموناف کی طرف سے ایک رپورٹ درج کرادی جائے گی کہ ویلانی اُسے کوئی ہدایت دیئے بغیر اچانک غائب ہو گیا ہے.... کچھ دن پولیس ویلانی کی تلاش جاری رکھے گی ظاہر ہے کہ اُسے ناکامی ہی ہوگی۔ پھر رافیہ کی واپسی کے لئے کاغذات تیار کرادیئے جائیں گے اور وہ اپنے ملک میں واپس چلی جائے گی۔!"

اور پھر جب وہ واپس جارہی تھی تو اُس نے عمران سے کہا۔

"ساری زندگی اس الجھن میں کٹ جائے گی کہ آخر وہ سب کیا تھا....!"

"اُسے بھول جاؤ.... بے بی.... مجھے توقع ہے کہ تم کبھی ان تجربات کو اپنی زبان پر نہیں لاؤ گی....!" عمران نے کہا۔ "اور دیکھو اب خواب دیکھنا چھوڑ دو.... ورنہ یہ جیتی جاگتی دنیا تمہارے لئے ہمیشہ بھیانک بنی رہے گی۔!"

"تم مجھے بہت یاد آؤ گے....!" وہ خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ "تم نے بھی تو انہیں خوابوں کے چکر میں مجھے پھانسا تھا....!"

"مجبوری تھی.... اگر میں آسیبی چکر چلائے بغیر تم سے ویلانی کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا تو تم ہرگز نہ بتاتیں.... میں نے اندازہ کرلیا تھا کہ تم اُس کے بارے میں شبہات میں مبتلا ہو چکی ہو.... اس لئے میں نے تمہاری اُس ذہنی کیفیت کو مزید پختگی دینے کے لئے وہ طریقہ اختیار کیا تھا اور سچ کہتا ہوں رافیہ سموناف اگر تم ہی وسیلہ نہ بن گئی ہوتیں اور میں کسی دوسرے ذریعے سے پروفیسر تک پہنچتا تو تم آج باعزت طور پر اپنے وطن واپس نہ جارہی ہوتیں۔ تمہارا بھی وہی انجام ہوتا جو پروفیسر کا ہوا تھا.... میں کیسے یقین کرلیتا کہ تم خود بھی فریب میں مبتلا رہی ہو.... دیدہ و



دانستہ اس کی معاون نہیں بنی تھیں.... تم نہیں سمجھ سکتیں ٹی ایچ صدیقی والا فائیل اُس کے ہاتھ لگ جانے سے میرے ملک کو کتنا بڑا نقصان پہنچتا....!"

"بے چارہ.... صدیقی....!" رافیہ کی آواز مین کرب کی لہریں تھیں۔ "میں اس کے لئے بے حد مغموم ہوں....!"

"اور مین ہر مرد کے لئے مغموم ہوں کیونکہ ایک عورت اُسے جنم دیتی ہے اور دوسری عورت جہنم میں پہنچادیتی ہے....!"

کچھ دیر خاموشی رہی پھر رافیہ نے کہا۔ "ایک بات اور بتادو.... تم آخر اس کے پے در پے چھ فائروں سے کیسے بچ گئے تھے۔!"

عمران نے قہقہہ لگایا پھر سنجیدگی سے بولا۔ "قدیم یونان کی دیوی زہرہ میرے والد صاحب کی کلاس فیلو تھی....!"

وہ ہنس پڑی۔

"سچ کہتی ہوں.... تم مجھے پروفیسر سے بھی زیادہ پراسرار اور بھیانک معلوم ہوتے ہو۔!"

"اچھا بس.... اب جاؤ.... میری عبادت کا وقت ہے.... یا مرغ تخت نشین.... یا گریۂ فراق زدہ آفت رسیدہ.... یا طفلِ شیر خوار چینی چشیدہ.... وغیرہ.... وغیرہ....!"

"میں نہیں سمجھی تم نے اپنی زبان میں کیا کہا ہے۔!"

عمران نے ہاتھ ہلا کر چلے جانے کا اشارہ کرتے ہوئے اپنی اوٹ پٹانگ بکواس جاری رکھی۔

لیکن رافیہ اپنی جگہ سے ہلی بھی نہیں.... وہ ہنس رہی تھی۔ عمران خاموش ہو گیا اور احمقانہ انداز میں آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھتا رہا۔

"میں اب ان عبادتوں اور روحانیت سے تعلق رکھنے والے فراڈوں سے متاثر نہیں ہو سکتی۔!"

"تمہاری کیا بات ہے.... تم اُس لفٹ کو ملبوسات کی دیوار دوز الماری سمجھتی رہی تھیں۔!"

"میرا دعویٰ ہے کہ تم بھی یہی سمجھتے.... میں نے اکثر اس میں پروفیسر کے سوٹ لٹکے ہوئے دیکھے تھے.... اوہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ وہ سرخ دھواں کیسا تھا.... میرے خدا پوری عمارت جہنم کا نمونہ بن کر رہ گئی تھی۔!"

"ایک قسم کی زہریلی گیس جو ہوا میں مل کر رنگت اور حدت اختیار کرلیتی ہے.... صرف

شیشے کے گولوں میں اسے محفوظ کیا جاسکتا ہے۔اس نے کسی طرح لفٹ والے خلاء میں ایک گولا اوپر سے پھینک دیا۔اوپری منزل پر ویسے ہی تین گولے اور بھی ملے ہیں.... اُن میں سے ایک تجربے کی نظر ہو گیا.... دواب بھی محفوظ ہیں....انہیں اپنے میوزیم میں رکھوں گا۔!"

"اور میں تمہیں کبھی نہ بھلا سکوں گی....!کیا تم مجھ سے خط و کتابت رکھنا پسند کرو گے۔!"

"میں تمہیں اب دنیا میں کہاں ملوں گا....!"

"کیا مطلب....؟"

"دوبارہ جنت الفردوس کی راہ لوں گا.... وہاں ان دنوں کوکا کولا کی شارٹیج ہو گئی تھی.... اس لئے دنیا میں چلا آیا تھا....!"

"خوب....!" وہ مسکرائی۔"تو تم بھی کسی کی روح ہو....!"

"قلقراطیس کی.... اب سے کئی ہزار سال پہلے یونان میں پی ڈبلیو ڈی کے ٹھیکے لیا کرتا تھا۔!"

رافیہ ہنس دی۔

❖

عمران کا خیال تھا کہ صفدر کو تفریح کی ضرورت ہے گرٹروڈ کی موت نے اسے بے حد متاثر کیا تھا۔ لہٰذا بحیثیت ایکس ٹو اس نے اسے ایک ماہ کی چھٹی دی تھی اور بحیثیت عمران اُسے ساتھ لئے پھرتا تھا....اس وقت ساحل کے اوپن ایئر ہوٹل سی بریز میں بیٹھے کافی پی رہے تھے۔

دفعتاً عمران بولا۔"دیکھو یار.... اکیلے تم ہی نہیں ہو اس دنیا میں اور بھی ہیں.... وہ ادھر دیکھو.... وہ غیر ملکی عورت ارے تم تو جانتے ہی ہو گے.... موریلی فراہام ہے.... اسے مرزا نسیم بیگ کا انتظار ہے.... ایک دن میں اس سے یہاں ملا تھا.... آج وہ اسی خیال کے تحت یہاں آئی ہے کہ شاید آج پھر ملاقات ہو جائے.... لیکن مرزا نسیم بیگ اب اسے کبھی نہ مل سکے گا۔!"

"میں آپ کی طبیعت کو نہیں پہنچ سکتا....!"

"اچھا تو پھر کیا کرو گے....!"

"کچھ بھی نہیں.... کروں گا کیا....؟"

"تو پھر یہ کسی نو عروس بیوہ کی سی شکل کیوں بنائے بیٹھے ہو....!"

"خواہ مخواہ....!" صفدر بے دلی سے ہنس دیا۔



"کم از کم ہنسنے ہی میں فراخ دلی کا ثبوت دیا کرو....!"

"خیر.... خیر.... اب یہ بتائیے کہ اُس ایجنٹ کے بارے میں ایکس ٹو کیا کرے گا جو دارالحکومت میں کہیں ہے۔!"

"کر چکا جو کچھ کرنا تھا....!"

"کیا....؟ مجھے علم نہیں....!"

"ایک رات اتنی زیادہ پی ڈالی کہ ہارٹ فیلیور ہو گیا....!"

"کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس فتنے کا سد باب ہو گیا....!"

"ہرگز نہیں.... لیکن اب ہر وقت ہوشیار رہنا پڑے گا.... تم جانتے ہی ہو کہ وہ ملک جس کے یہ جاسوس تھے کسی دوسرے ملک کو کسی قسم کی امداد دینے کے بعد اسے ہرگز پسند نہیں کرتا کہ وہ اُس کے مخالف ملکوں سے بھی کسی قسم کا تعلق رکھے۔!اپنا یہ مؤقف کھل کر بیان نہیں کر سکتا۔ بس ایسے ہی ہتھکنڈوں سے اس قسم کے انقلاب برپا کرا دیتا ہے جو اس کی موافقت میں ہوں۔!"

صفدر تفہیمی انداز میں سر ہلاتا رہا.... پھر بولا۔"بہرحال ہمارا چیف اتنا بیدار مغز نہ ہوتا تو۔!"

"ذرا ایں چہ شک.... درایں چہ شک....!"عمران سر ہلاتا رہ گیا۔

"کیا آپ کو اس سے اختلاف ہے....؟"

"ہرگز نہیں.... ہرگز نہیں.... تمہارا چیف واقعی بہت وہ ہے.... کیا کہتے ہیں اُسے۔!"

"کچھ بھی کہتے ہوں.... لیکن آپ کو اس کی بڑائی تسلیم کرنی ہی پڑے گی۔!"

"جی.... بہت بڑا.... بڑے سے بڑا تربوز بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا.... سبحان اللہ....!"

"آپ سنجیدگی سے تسلیم کیجئے....!"

"تو کیا میں سر پر ہاتھ رکھ کر رو نہیں رہا ہوں....!"عمران نے حیرت سے کہا۔"اس سے زیادہ سنجیدگی کی صورت اور کیا ہو سکتی ہے....!"

"کیا اس کام کا معاوضہ ابھی نہیں ملا....!"صفدر نے ہنس کر پوچھا۔

"جی ہاں.... ہر سال معاوضوں کا سود مل جایا کرتا ہے....!"عمران نے بے حد خشک لہجے میں کہا اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"کیا بات ہے.... آپ کچھ خفا سے لگ رہے ہیں....!"

"ارے کوئی حد ہے جھوٹی تسلیوں کی.... آج تک پورا معاوضہ نہ ملا....!"

"تو آپکو پرواہ کب ہوگی.... خرچ ہی کتنا ہے آپ کا.... سگریٹ تک تو آپ پیتے نہیں۔!"

"بس بس.... اب خاموش رہو.... ورنہ موڈ خراب ہو جائے گا۔ میرا اکیلا جوزف ہی چھ بوتلیں یومیہ صاف کر دیتا ہے.... کس کے ذمہ ہے خرچ اس کا.... وہ بوتلیں زمین سے نہیں اگتیں.... سلیمان روزانہ فلم دیکھتا ہے کس کی جیب تراشتا ہے....!"

"کیوں یہ روگ پال رکھے ہیں....!"

عمران کچھ نہ بولا۔ بُرا سا منہ بنائے دوسری طرف دیکھتا رہا۔ اتنے میں سی بریز کے باہر ساحلی بار برداری کا ایک گدھا رینکنے لگا۔ رینکتا ہی رہا.... عین دیوار کے نیچے ہی کھڑا تھا جہاں یہ دونوں تھے اس جگہ سے دکھائی بھی دے رہا تھا....!"

دفعتاً عمران اسے گھونسہ دکھا کر بولا۔

"اب خاموش بھی رہو.... اے شہنشاہِ ترنم ورنہ تمہیں شرمندہ ہونا پڑے گا۔!"

"اس بے زبان پر کیوں غصہ اتار رہے ہیں....!" صفدر ہنس کر بولا۔

"تو کوئی اہل زبان ڈھونڈ لاؤ.... اگر بڑی ہمدردی ہے اس سے....!"

عمران صفدر پر الٹ پڑا.... اور صفدر ہنستا رہا۔

﴿ختم شد﴾